قصص الانبیاء

کلاں



منگوانے کا پتہ: شیخ محمد آدم جی عبدالصمد پبلشرز مسجد والے کشمیری بازار لاہور

فَسُبۡحٰنَ الَّذِیۡ بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ۝

ترجمہ:-

پس پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں
ہے حکومت ہر چیز کی۔ اور اس کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

الحمد للہ و المنتہ کہ کتاب مستطاب ہائے و تذکرہ ہائے انبیاء کرام
و اماماں عظام علیہم السلام

قصص الانبیاء (اردو)

کلاں

ہر قسم کی کتابیں باپت رعایت منگوانیکا
پتہ
سیٹھ آدم جی عبداللہ پبلشرز بمبئی والے نولکھا بازار لاہور

ہدیہ تین روپے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ ؕ

قَصَصُ الْاَنْبِیَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

شکر ہے۔ اس خدا کو جس نے انبیاء کو لوگوں کی ہدایت کے واسطے ارسال کیا۔ اور ثنا ہے اس مولا کو جس نے پیغمبروں کی تلقین سے اپنے بندوں کو ایمان دولت سے مالامال کیا۔ پیغمبروں کے وسیلے سے عجائب قدرت الٰہی اور غرائب نامتناہی ہم گشتگان بادیہ جہالت پر ظاہر ہوئے۔ اور ان کے معجزوں کی شمع کفر کی ظلمت کو زائل کرنے کے لئے منور ہوئی اور درود نامحدود اس نبی محدود کو کہ نام پاک جس کا محمد ہے اور دین اس کا آخر زمان تک تائید الٰہی سے موید ہے۔ اس کے طفیل سے کلام الٰہی نازل ہوا۔ جس سے حال سب پیغمبرون کا نمود ہوا۔ اور اگلی امتون کی بے فرمانیون کو سنکر عبرت اٹھانے سے ہمارا بہبود ہوا ؛ اور اسکی آل و اصحاب پر کہ جنہوں نے حضرت کے فیض صحبت سے حال انبیا علیہم السلام کا واضح کیا اور اگلی امتوں کے حالات دریافت کرنے سے زیادتی یقین کی۔ اگرچہ علمائے متقدمین نے تواریخ عربی اور فارسی میں ابتدائے خلق سے تا قیامت کچھ باقی نہیں رکھا ؛ لیکن اس زمانے کے لوگوں کی ہمتین دین کے کام میں سست ہیں۔ اور دنیا کے امور میں چست و چالاک عربی و فارسی کی تحصیل میں مدت کا طول ہوتا ہے

اس واسطے ان کا دل تحصیل سے ملول ہوتا ہے۔ اس لئے اس ہیچ مدان فاضر محمد طاہر نے بسبب ترغیب بعضے رئیسان اہل ایمان اور محباں رسول آخرالزمان ساکنان شہر بمبئی کی معتبر کتابوں سے خلاصہ کرکے احوال انبیاء علیہم السلام وخلفائے راشدین وائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زبان اردو میں لکھا۔ اور نام اس کا روضتہ الاصفیاء فی ذکرالانبیاء رکھا۔ خدا ان کو اس نیت خیر کا اجر عظیم بخشے اور اس عاصی کو بھی ثواب جسیم عنایت کرے۔ اگر کسی کو اس کتاب کی روایتوں میں اشتباہ پڑے تو روضتہ الصفاء اور درج الدرر اور تفسیر مدارک اور روضتہ الاحباب میں دیکھکر اپنا شبعہ رفع کرے۔ اور جو مسلمان اس احوال کے دیکھنے سے مستفید ہو۔ تو ترغیب دینے والوں کے حق اور اس عاجز کے بھی خاتمہ بالخیر ہونے کی دعا کرے۔ خدا اس کا بھی خاتمہ بالخیر کرے ۔

ذکر نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور پیدائش کائنات کا

روایت کرتے ہیں۔ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن آزر بخاری رحمتہ اللہ علیہم حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ تعالے عنہم سے فرمایا۔ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہنے کہ ایک روز میں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سراسر سعادت میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ جابر بن عبد اللہ انصاری نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی۔ کہ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر تصدق ہوں۔ فرمایئے کہ اللہ تعالے نے سب سے پہلے کون چیز پیدا کی۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سب موجودات سے پہلے اس خالق مطلق نے میرا نور پیدا کیا۔ ہزار برس تک وہ نور قدرت الٰہی سے عظمت الٰہی کے مشاہدے اور تسبیح اور سجدے میں مصروف رہا۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ نور محمدی بارہ ہزار برس تک عالم تجرد میں مشغول بعبادت معبود رہا۔ پھر حق تعالیٰ نے اس نور سے ایک گوہر پیدا کیا۔ اور اپنی نظر جلال سے اس پر دیکھا۔ وہ جوہر نظر ہیبت الٰہی سے پانی ہوکر ہزار برس تک بہتا رہا۔ پس ایسے دس حصے کیا۔ پہلے حصے سے عرش بنایا۔ اسکے ہزار رکن کئے ایک رکن سے دوسرے رکن تک چار ہزار برس کی راہ بعد چار فرشتے پیدا کئے۔ ایک بصورت آدمی

دوسرا بہیئت شتر۔ تیسرا بہ پیکر کرس چوتھا بہیکل گاؤ پاؤں انکے تحت الثرے اور مونڈھے ان کے عرش سے لگے ہوئے ہیں۔ ان کو حکم الٰہی ہوا۔ کہ عرش کو اٹھالو۔ انہوں نے ہرچند زور کیا۔ مگر نہ اٹھا سکے پھر ارشاد ہوا۔ کہ ہم نے تم کو ہفت آسمان اور زمین کا زور دیا۔ اٹھالو۔ پھر انہوں نے قوت کر کے چاہا اٹھاویں۔ پھر بھی نہ اُٹھ سکا۔ بعد اسکے جناب باری سے ارشاد ہوا۔ کہ یہ تسبیح پڑھ کر اٹھالو۔ سُبْحٰنَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحٰنَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکَمَالِ وَالْجَمَالِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحٰنَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سبوح قدوس رَبُّنَا رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ۔ جب فرشتوں نے یہ تسبیح پڑھی۔ قدرت الٰہی سے عرش اٹھالیا۔ دوسرے حصے سے قلم بنایا۔ طول اس کا پانصد سالہ راہ اور عرض چہل سالہ راہ اور تیسرے حصے سے لوح محفوظ بنایا۔ بلندی اس کی صد سالہ راہ اور عرض سہ صد سالہ راہ اور اطراف اسکے میں یاقوت جڑا ہوا۔ پھر قلم کو حکم ہوا کہ لکھدو۔ عرض کیا کیا لکھوں۔ فرمایا لکھ۔ علم میرا میری خلقت میں عرض کیا۔ ابتدا کس کام سے کروں فرمان ہوا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قلم نے ہزار سال میں بسم اللہ کو لکھا۔ بعدہ فرمان رب الجلیل یہ لکھا۔ اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلِیْ مَنِ اسْتَسْلَمَ بِقَضَآئِیْ وَصَابَرَ عَلٰی بَلَآئِیْ وَشَکَرَ عَلٰی نَعْمَآئِیْ وَرَضِیَ بِحُکْمِیْ کَتَبْتُہٗ صِدِّیْقًا وَبَعَثْتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَعَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَسْلِمْ بِقَضَآئِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَآئِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَآئِیْ وَلَمْ یَرْضَ عَلٰی حُکْمِیْ فَلْیَتَّخِذْ اِلٰھًا سِوَآئِیْ۔

یعنے میں معبود ہوں نہیں کوئی لایق عبادت کے مگر میں۔ اور محمد میرا رسول ہے۔ جو تابع ہوا۔ میری قضا کا اور صبر کیا میری بلا پر اور شکر کیا میری نعمتوں پر اور راضی ہوا۔ میرے حکم پر لکھوں گا۔ میں اسے صدیق اور اٹھاؤں گا۔ اسے قیامت کے دن صدیقوں کے ساتھ اور جو تابع نہ ہوا۔ میری قضا کا اور نہ صبر کیا میری بلا پر اور شکر نہ کیا۔ میری نعمتوں پر اور راضی نہ رہا۔ میرے حکم پر پس چاہیئے کہ اختیار کرے معبود سوائے میرے۔ پھر لکھا قلم نے عدد قطرات امطار و اوراق اشجار اور ریگ بیابان اور جو جو ہونے والا ہے۔ قیامت تک لکھتے ہیں۔ کہ جب قلم نے نام محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لکھا۔ تو عرض کیا۔ کہ خداوندا تو بے مثل و بے مانند ہے پس یہ نام بزرگ تیرے نام کے ساتھ کس کا ہے۔ جناب باری تعالٰے سے ندا آئی۔ کہ یہ نام میرے حبیب کا ہے۔ وہ مقصود آفرینش کا ہے۔ اگر میں اسے پیدا نہ کرتا تو

تو قدرت اپنی ہویدا نہ کرتا۔ جب یہ حکم ہوا۔ ہیبت الٰہی سے سینہ قلم کا شق ہوا۔ مروی ہے۔ کہ لوح جنبش میں آئی کہ میرے مانند کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ مجھ پر علم خدائی کا لکھا گیا ہے۔ جناب باری سے یہ آواز آئی یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتٰبِ ۝ یعنے مٹاتا ہے اللہ اور رکھتا ہے جس بات کو چاہتا ہے۔ اور اس کے پاس ہے۔ اصل کتاب۔ چوتھے حصے سے آفتاب۔ پانچویں سے ماہتاب۔ چھٹے سے بہشت! ساتویں سے روز۔ اٹھویں سے فرشتے۔ نویں سے کرسی۔ دسویں سے نور محمدی صلعم کو پیدا کیا۔ اور اس نور مبارک کو داہنی طرف عرش کے تسبیح و تقدیس میں مشغول رکھا؛

روایت ہے۔ کہ نیچے کرسی کے ایک دانہ یاقوت پیدا ہوا۔ بلندی اور عرض اس کا پانسو برس کی راہ اس دانے پر اللہ جل شانہ نے نظر کی ہیبت سے وہ خود بخود پگھل گیا۔ پانی ہوا۔ اسکے صبا و بور۔ جنوب شمال کو پیدا کر کے حکم فرمایا۔ کہ تم ہر چاروں گوشے پر اس پانی کے موج کرو۔ اور کف نکالو۔ تو قدرت الٰہی سے آگ پیدا ہو کر اس پانی پر گئی۔ اس سے دھواں نکل کر کرسی اور پانی کے بیچ میں ہوا پر معلق ہو رہا۔ اس دھوئیں کو حق تعالےٰ نے سات پارہ کیا۔ ایک پارے سے چاندی کا آسمان۔ پانچویں سے سونے کا چھٹے سے مروارید کا۔ ساتویں سے یاقوت کا آسمان ہوا۔ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک فاصلہ پانصد سالہ راہ ہے پھر اللہ تعالےٰ نے ساتھ قدرت کاملہ اپنی کے اس پانی کے کف سے لشتہ خاک سرخ سے پیدا کیا۔ اسی جگہ جہاں اب خانہ کعبہ ہے حضرت جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام کو حکم ہوا۔ کہ چار گوشہ اس لشتہ خاک کے پھیلا دو۔ اس کے پھیلانے سے یہ زمین ہوئی۔

روایت ہے۔ کہ ایک روز عبداللہ بن سلام نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ یا رسول اللہ زمین کو کس چیز سے قرار ہے۔ فرمایا کوہ قاف سے اور کوہ قاف بنا ہے۔ زمرد سے اور آسمان سبزی اس کا پرتو ہے۔ بلندی کوہ قاف کی پانسو برس کی راہ ہے۔ کوہ قاف کے اس پار سات زمینیں مشک کی اور سات کافور کی اور سات چاندی کی ہیں۔ اور ستر ہزار علم ہیں۔ اور نیچے ہر علم کے ستر ہزار فرشتے ہیں۔ راوی نے پھر عرض کی۔ یا رسول اللہ بعد اس کے کیا ہے۔ فرمایا کہ ایک اژدہا ہے۔ طول اس کا دو ہزار سالہ راہ ہے۔ اور یہ سب عالم اس کے حلقہ میں ہے۔ اور فرمایا کہ ساتویں زمین پر فرشتے اور چھٹی زمین پر شیطان اور اس کی اولاد اور پانچویں زمین پر دیو۔ اور چوتھی پر سانپ اور تیسری پر جانوران گزندہ اور دوسرے پر پریاں اور

پہلی زمین پر سب آدمی ہیں اور نیچے ساتویں کے ایک گائے ہے۔ اس کے چار ہزار سینگ ہیں ایک سینگ سے دوسرے سینگ تک پانصد سالہ راہ کی مسافت ہے اور یہ سات طبق زمین اسکے سینگوں کے درمیان ہے اور وہ کھڑی ایک مچھلی کے مہرہ پشت پر اور وہ مچھلی پانی پر ہے۔ عمق اس پانی کا چہل سالہ راہ وہ پانی ہوا پر معلق ہے اور ہوا تاریکی پر اور تاریکی دوزخ پر اور دوزخ ایک سنگ آسمانی پر اور وہ سنگ ایک فرشتہ کے سر پر ہے اور وہ فرشتہ ہوا پر استادہ ہے اور ہوا قدرت قادر سے معلق ہے۔ اور قدرت اس کی بے پایان ہے۔ عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ تحت الثریٰ ہے۔ نام کل تر کا۔ وہ ساتوین زمین کے نیچے ہے۔ اور نیچے سرائے کے دوزخ ہے۔ اس میں ایک سردار ہے۔ نام اس کا مالک اور انیس فرشتے مالک کے زیر حکم ہیں۔ قولہ تعالےٰ علیہا تسعۃ عشر۔ داہنی طرف ہر فرشتے کے ستر ہزار ہاتھ اور بائیں طرف بھی ستر ہزار ہاتھ ہیں۔ اور ہر ہاتھ پر ستر ہزار ہتھیلی اور ہر ہتھیلی پر ستر ہزار انگلیاں اور ہر انگلی پر ایک ایک اژدہا ہے۔ اور ہر اژدہا کے سر پر ایک سانپ ہے اور درازی اس کی ستر ہزار سالہ راہ ہے۔ اور ہر سانپ کے سر پر ایک بچھو ہے۔ اگر دوزخیوں کو ایک نیش مارے تو ستر برس تک درد سے لوٹتے رہیں۔ اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایک ایک ستون آتش کا ہے۔ اگر ستون حشر کے میدان میں ڈالا جائے اور سب جن و انس ملکر اسے ہلانا چاہیں تو ہل نہ سکے ان فرشتوں کو حکم ہوا۔ کہ تم دوزخ کے اندر جاؤ۔ انہوں نے عرض کی۔ خداوندا ایسی آتش سوزان میں کس طرح جائیں۔ جبرائیل نے بہ حکم رب الجلیل ایک خاتم بہشت سے لاکر ان کی پیشانیوں پر اس سے داغ دیئے۔ اس خاتم پر لکھا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تا دوزخ کی آنچ ان پر اثر نہ کرے۔ تب وہ انیس فرشتے دوزخ میں الم و صدمہ اُسے نہ پہنچے گا۔ اور دوزخ کے سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک گروہ تقسیم کیا گیا ہے۔ طبقہ اوّل جحیم دوسرا جہنم۔ تیسرا سقر چوتھا سعیر پانچواں لظیٰ چھٹا ہاویہ۔ ساتواں حطمہ مروی ہے۔ کہ ایک دن جبرائیل نے جناب رسالت آب صلعم کی خدمت میں وحی گذارنی تھی۔ کہ یکایک زلزلے کے صدمے سے زمین و پہاڑ ہل گئے۔ اور اسکے ساتھ ہی ایک آواز ہولناک آئی۔ کہ رنگ چہرہ مبارک کا متغیر ہوا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے پوچھا۔ کہ یہ کیسی آواز تھی۔ جبرائیل نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آدم علیہ السلام کے آگے سات ہزار برس سے ایک پتھر ہزار من کا دوزخ میں ڈالا گیا تھا۔ آج تک وہ نیچے چلا جاتا تھا۔ ابھی وہ قعر حطمہ میں

پہنچا۔ یہ اس کی آواز تھی۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ وہ کس کی جگہ ہے۔ عرض کی کہ منافقوں کی قولہ تعالےٰ ؎ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ؎ اور چھٹے درجے میں مشرکین رہیں گے۔ اور پانچویں درجے میں بت پرست اور چوتھے درجے میں مے فروش اور تیسرے درجے میں ترسا اور دوسرے درجہ میں جہود۔ اور دوسرے درجہ میں جہود۔ اور پہلے درجے میں تمہاری امت کے گنہگار رہینگے اور دوزخ کے ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک ستر برس کی راہ ہے اور ہر ایک سرپوش سنگیں کا جسکا عرض پانصد سالہ راہ ہے۔ دوزخ کے منہ پر رکھا ہے۔ اور دوزخ کے نیچے ایک پتھر ہے۔ اسکے نیچے ایک فرشتہ مچھر کی پیٹھ پر کھڑا ہے۔ اسکے نیچے ایک مچھلی ایسی بڑی ہے۔ کہ دم اس کی ساق عرش پر لگی ہے۔ اور ایک گائے فردوس اعلےٰ کی کہ ستر ہزار اُسکے سینگ ہیں۔ اور زمین پر گڑے ہیں۔ اور مچھلی کی پیٹھ پر کھڑی ہے۔ اگر وہ نعرش کرے۔ تو تمام عالم تہ بالا ہو جائے۔ روایت ہے۔ عبداللہ بن عباس رضؓ سے کہ ہر آسمان پر بے شمار فرشتے ہیں۔ وہ سب بحکم خدا تسبیح و تقدیس و تہلیل و تحمید و تمجید و تکبیر میں مشغول ہیں۔ اگر ایک پل یادِ الٰہی سے غافل ہوں۔ تو تجلّے انوار الٰہی سے جل بھنکر خاک ہو جائیں۔ یہ فرشتے بعضے گائے کی شکل ہیں۔ بعضے سانپ کی۔ بعضے گدھے کی۔ اور بعضوں کا آدہا بدن برف کا۔ اور آدھا آتش کا۔ بعضے قیام میں بعضے رکوع میں۔ بعضے سجود میں اور بعضے قعود میں ہیں۔ باوجود اس عبادت کے قیامت کے دن عذر خواہی کریں گے ؎ سُبْحَانَکَ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ ؎ پھر خالق نے یہ سات دن پیدا کئے۔ ایک شنبے کے دن حاملان عرش کو پیدا کیا۔ دوشنبے کو سات طبق آسمان سہ شنبہ کو سات طبق زمین کے چہارشنبہ کو تاریکی۔ پنجشنبہ کو منافع زمین۔ جمعہ کو آفتاب و ماہتاب و تاروں کو اور سب آسمانوں کو جنبش دیا اور روز شنبہ کو تمام جہان کی خلقت سے فراغت کی۔ ایک روایت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ریگ کو پیدا کر کے ہوا کو حکم کیا۔ تو ایک حصہ اس کا زمین پر اور حصہ زیر زمین لے گئی۔ بعدہٗ آتش بے دُود پیدا کر کے اس سے قوم بنی جان کو مخلوق کیا۔ جنوں سے جہان بھر گیا۔ ان پر اللہ تعالےٰ نے ایک پیغمبر یوسف نام بھیجا۔ جنوں نے اس پیغمبر کی نصیحت نہ مانی۔ بلکہ اسے مار ڈالا ؎ اور زمین پر ظلم کرنے لگے۔ حق تعالیٰ نے عزرائیل کو اور فرشتوں کے ساتھ بھیجا ؎ انہوں نے سب کو مار کر جہان کو ان کی آلایش

سے پاک کیا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ؏

ذکر حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا

راویان معتبر سے روایت ہے کہ جب ارادہ الٰہی واسطے خلافت حضرت آدم کے بموجب آیت کریمہ۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ؏ اور ظہور ریاست بنی آدم کے متعلق ہوا۔ تب حضرت عزرائیل کو حکم ہوا۔ کہ ایک مٹھی خاک ہر ایک قسم کی سرخ اور سفید اور سیاہ زمین سے ملاویں۔ عزرائیل ایک مٹھی خاک زنگارنگ تمام روئے زمین سے جمع کر کے لائے اور بموجب حکم الٰہی کے درمیان مکہ اور طایف کے رکھی۔ اللہ تعالٰے نے باران رحمت اسی مٹی پر برسایا۔ اور اپنی قدرت کاملہ سے پتلا حضرت آدم کا اسی مٹی کے خمیر سے بنا دیا۔ اور چالیس برس تک وہ قالب بے جان وہاں پڑا رہا۔ جب عنایت الٰہی نے چاہا۔ کہ ستارہ اقبال حضرت آدم علیہ السلام کا روشن کیا۔ اور رتبہ شرافت بنی آدم کا تمام مخلوق پر مبین ہو۔ روح پاک کو حکم صادر ہوا۔ کہ کالبد میں آدم کے در آ تب روح لطیف نے خاک کثیف میں جانے سے انکار کیا۔ خطاب رب الارباب کا روح کو پہنچا۔ اُدخل اَیُّھَا الرُّوْحُ فِیْ ھٰذَا الْجَسَدِ یعنے ای جان داخل ہو۔ اس بدن میں جب روح قالب میں آدم کے سر مبارک کی طرف سے داخل ہوئی۔ جس جگہ روح پہنچتی تھی۔ بدن خاکی جو مانند ٹھیکرے کے تھا۔ گوشت اور پوست سے بدلتا جاتا تھا۔ جب روح سینہ مبارک تک پہنچی۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے ارادہ اُٹھنے کا کیا۔ وہیں زمین پر گر پڑے اسواسطے حق تعالٰے نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا یعنے ہے۔ انسان جلد باز اور اسی حالت حضرت آدم علیہ السلام نے چھینکا ؏ اور الہام الٰہی سے کہا۔ الحمد للہ اس کریم اور رحیم نے اپنی رحمت سے فرمایا یرحمک اللہ سب سے اول جلوہ رحمت الٰہی کا شامل حال حضرت آدم علیہ السلام کے ہوا۔ اور بھید سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ کا ان کے طفیل سے نصیب بنی آدم کے ہوا۔ بعد اس کے ایک فرشتہ بموجب حکم الٰہی کے ایک جوڑا مرصع فوراً بہشت سے لایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو ساتھ تشریف خلعت الٰہی کے مشرف کیا۔ اور تخت عزت و حرمت پر بٹھایا۔ نقل ہے۔ کہ فرشتے ابتدائے پیدائش آدم علیہ السلام سے آپس میں کہتے تھے۔ کہ جس کے تئیں خدائے تعالٰے خاک سے پیدا کر کے مسند خلافت پر بٹھائیگا۔ تو وہ ہم سے خدا کے نزدیک زیادہ عزیز نہ ہو گا ؏ اور ہم جو بارگاہ علام الغیوب

میں دن رات رہتے ہیں۔ علم ہمارا اس سے زیادہ ہوگا۔ حقتعالے نے بموجب آیۃ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ تمام چیزوں کے نام حضرت آدم کو الہام کر کے حکم کیا۔ کہ فرشتوں سے ان چیزوں کے نام پوچھو۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ یعنے خبر دو میرے تئیں ان چیزوں کے نام سے۔ اگر تم سچے ہو۔ تب فرشتے جواب سے عاجز ہوئے اور اپنے قصور کے معترف ہو کر بولے سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَاؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ یعنے پاک ہے تو اور نہیں علم ہمارے تئیں مگر جو تو نے سکھایا ہم کو اور تو عالم اور دانا ہے۔ تب اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کے تخت کے ارد گرد صف باندھے مؤدب کھڑے تھے حکم کیا اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَؕ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ﱪ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ یعنے سجدہ کرو آدم علیہ السلام کے تئیں بمجرد حکم الٰہی کے سب فرشتوں نے بلا عذر و تکرار حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ مگر ابلیس ملعون نے انکار کیا۔ اور بولا کہ میں آدم سے بہتر ہوں اسواسطے کہ میرے تئیں آگ سے اور آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اس نافرمانی سے! شیطان ملعون ابدی ہو کر راندہ گیا۔ اور فرشتوں سے نکالا گیا حضرت آدم بہشت میں رہنے لگے طبیعت ان کی مشتاق جلیس ہمدم اور انیس محرم کی ہوئی۔ تب حضرت آدم پر خواب نے غلبہ کیا۔ وقت خواب میں اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کاملہ سے آدم علیہ السلام کے پہلوئے چپ سے حضرت حوا کو پیدا کیا۔ جب حضرت آدم بیدار ہوئے۔ تو دیکھا۔ کہ ایک عورت پاکیزہ ان کے پاس بیٹھی ہے۔ ان کی طبیعت ہمایوں اور صورت میموں کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے۔ اور پوچھا۔ کہ تو کون ہے۔ حضرت حوا نے کہا کہ میں تیرے بدن کا جزو ہوں۔ کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے تیری پسلی سے مجھ کو پیدا کیا ہے۔ نقل ہے کہ حسن اور جمال حضرت حوا کا اس قدر تھا۔ کہ تمام عالم کی خوبی سو حصے تھی۔ اس میں سے نوے حصے حسن حضرت حوا کو اور دس حصے باقی عالم کو عنایت فرمایا۔ تب آدمؑ سجدہ شکر بجالائے۔ جناب الٰہی نے ان کا عقد نکاح روبرو حاملان عرش اور ساکنان سموات کے باندھا۔ اور دونوں کو حکم ہوا کہ اے آدم علیہ السلام و حوا تم دونوں اس بہشت میں رہو۔ اور سب میوے اس بہشت کے کھاؤ۔ مگر اس درخت کے نزدیک مت جاؤ۔ یعنے گیہوں کے درخت میں سے کچھ مت کھاؤ۔ جب ابلیس لعین نے آدم کو سجدہ نہ کیا۔ اور راندہ گیا۔ اور فرشتوں سے نکالا گیا۔ اس سبب اسے آتش کینہ اور حسد اس کے باطن میں شعلے مارتی تھی اور ہمیشہ اس تدبیر میں رہتا تھا۔

کہ کسی صورت سے بہشت میں بیٹھے - اور آدمؑ کو وہاں سے نکلے - پہلے تو طاؤس سے دوستی کی - کہ میری دوستی کے حق تیرے اور ثابت ہیں اور آگے ہم تم ایک مکان میں رہتے تھے - یہ التماس تجھ سے ہے کہ مجھ کو اپنے بازو پر بیٹھا کر بہشت میں پہنچا دے کہ میں اپنے دشمن سے بدلہ لوں - طاؤس نے اس بات سے انکار کیا - اور کہا - کہ یہ بات تو سانپ سے کہیئے - تب شیطان سانپ کے پاس گیا - اور اپنے فریب کے منتر سے اسے فریفتہ کیا سانپ اسکو منہ میں لیکر بہشت میں لے گیا - اور نگہبانانِ بہشت کو مطلق خبر نہ ہوئی - پھر ابلیس حضرت آدم اور حوّا کے پاس گیا - اور رونا شروع کیا - حضرت آدم اور حوّا نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے - اور انہوں نے شیطان کو نہیں پہچانا - تب شیطان نے کہا - کہ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں - مجھکو تمہارے حال پر رونا آتا ہے - اور تم اس بہشت سے نکالے جاؤگے اور یہ بہشت کی نعمتیں تم سے سب چھین لی جائیں گی - اور لذت حیات سے درد موت کو چکھو گے - ان دونوں کو اس بات کے سننے سے بہت غم ہوا - ابلیس نے کہا اگر تم میرا کہا مانو - میں تم کو ایک درخت بتا دوں اگر تھوڑا میوہ تم اس کا کھاؤ - تو ہمیشہ زندہ رہو گے - اور صورت موت کی ہرگز نہ دیکھو گے - حضرت آدم نے پوچھا - کونسا درخت ہے - شیطان نے کہا - وہی درخت ہے کہ جسکے کھانے سے حق سبحانہ تعالےٰ نے منع کیا تھا - حضرت آدم نے اس بات کو قبول نہ کیا - کہ ہرگز مجھ سے نافرمانی خدا کی نہ ہوگی - جب شیطان نے قسم کھائی کہ تمہارا خیر خواہ ہوں - وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ بعد اس کے حضرت آدم علیہ السلام اُٹھ کر چلے گئے - اور شیطان نے حضرت حوّا کی خدمت میں جاکر اسی طرح ان کے دل میں وسواس ڈالا - اور سانپ نے شیطان کے کہنے پر گواہی دی - حضرت حوّا نے حضرت آدم سے فرمایا - کہ سانپ تو خادم بہشت کا ہے - اور وہ بھی موافق اس شخص کے یعنی شیطان کے گواہی دیتا ہے - اب تو میں پہلے اس درخت کا پھل کھاتا ہوں اگر کچھ خلل ہو تو میرے واسطے خدا سے معافی مانگیو - اور نہیں تو تم بھی کھاؤ - کہ ہم تم دونوں تمام عمر بہشت کی نعمتیں چین سے کھایا کریں گے ؛

ذکر آدم علیہ السلام کے بہشت سے نکلنے کا

نقل ہے کہ جناب الٰہی نے تو ازل میں ٹھہرایا تھا - کہ آدم کی اولاد مسلمان تو بہشت میں اور کافر دوزخ میں جائیگی - اور سب اولاد بہشت میں پیدا ہوتی تو دوزخ کیسے

بھری جاتی - اسواسطے گیہوں کا درخت سبب ان کے بہشت سے نکلنے کا ہؤا - تاکہ دوست اور دشمن میں فرق ہوجائے - اور بنی آدم کی قسمت میں جو مصیبتیں لکھی ہیں - سو پہنچیں +

علمائے مفسرین نے لکھا ہے - کہ جب حضرت حوّا نے تھوڑے پھل کھائے گیہوں کے اور ان کی تاکید سے حضرت آدم نے بھی کچھ کھائے - ابھی تاثیر ان گیہوں کی حضرت آدم کے معدے میں خوب نہیں ہوئی تھی - کہ لباس بہشتی انکے بدن مبارک سے گر پڑا اور بدن برہنہ ہوگیا - بہ لاچاری واسطے ستر عورت کے انجیر کے پتوں سے اپنا ستر عورت ڈھانکا - حکم الٰہی ہؤا - کہ اے آدم تیرے برہنے ہونے کا سبب کیا ہے عرض کی - کہ خداوندا سبب اسکا یہ ہے - کہ تیری نصیحت پر عمل نہ کیا - اس درخت ممنوع سے برخلاف حکم کے کھایا - پھر آدم نے کمال بیقراری سے عرض کی کہ الٰہی سانپ اور طاؤس کہ بہشت کے امین تھے - ان کے بہکانے اور قسم کھانے سے یہ قصور ہؤا -

روایت ہے کہ صورت سانپ کی ایسی پاکیزہ اور مطبوخ تھی کہ کوئی جانور بہشت میں ایسا نہ تھا - حق تعالےٰ نے اس گناہ کے سبب سے اس کی صورت کو مسخ کیا - اور خاک اس کی خوراک ٹھہرائی - اور پیٹ اور سینے کے بل زمین کو رگڑتا اور چھاتی کو چھیلتا رہے - اور عذاب حضرت حوّا کو ان کی بیٹیوں کو جننے کا درد اور حیض کی آلودگی اور خاوندوں کے حکموں میں رہنا - اور ان کی تابعداری کرنا مقرر کیا - اور تادیب حضرت آدم کی جدائی حضرت حوّا سے اور مشہور ہونا گناہ کا اور رنج اور دُکھ اور محنت واسطے معاش اور گذران کے مقرر پایا اور صورت طاؤس کی بھی بدل گئی - چنانچہ پاؤں تو اس کی بدصورتی میں ضرب المثل ہیں + اس واسطے حکم الٰہی ہؤا - قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ٥ یعنے اترو بہشت سے طرف زمین کے اور آپس میں تم سب دشمن ایک دوسرے کے ہو + پس آدم اور حوّا اور شیطان اور سانپ اور طاؤس روضہ جنت سے منزل دنیاوی میں نہایت خواری اور ذلت سے پہنچے + روایت معتبر میں لکھا ہے - کہ آدم سراندیپ میں اور حوّا جدّے میں اور شیطان سیستان میں - اور سانپ اصفہان میں اور طاؤس کابل میں پڑے اور روز قیامت تک عداوت ابلیس میں اور بنی آدم میں پڑی رہے گی کہتے ہیں کہ حضرت آدم نے چالیس دن تک طعام اور پانی نہ کھایا پیا - اور درد جدائی میں حضرت حوّا کے مبتلا رہے - اور تین سو برس تک گریہ وزاری اور توبہ و استغفار میں مشغول رہے جب ارحم الراحمین نے اپنی کمال عنایت سے حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں چند کلمے الہام کئے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَظَلَمْ

نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ لعبد پڑھنے ان کلمات کے جبرائیل آمین آئے اور خوشخبری عفو گناہ کی لائے حضرت آدم نہایت خوش و خرم ہوئے۔ محنت اور مصیبت ساتھ نعمت اور راحت کے مبدل ہوئی۔ اور بموجب حکم الٰہی کے تین روزے ایام بیض کے یعنی تیرھویں چودھویں پندرھویں کے رکھے تو بدن ان کا جو بسبب مصیبت گناہ کے اور رنج اور دُکھ کے سیاہ ہو رہا تھا۔ ان روزوں کی برکت سے صاف اور منوّر ہوا۔ فائدہ غرض اس دعا کے لکھنے اور ان تین روزوں کے بیان سے یہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا اس دعا کی برکت سے گناہ معاف کیا۔ اور ان تینوں روزوں کے اثر سے ان کے بدن مبارک کو روشن کیا۔ تو ایسا ہی جو اولاد آدمؑ اس دعا کو اپنا ورد کرے۔ اور ان تینوں روزوں کی ہر مہینے میں عادت رکھے۔ تو اس کے گناہ بھی معاف ہونگے اور اس کا دل گناہوں کی معصیت سے سیاہ ہو رہا ہے۔ صاف روشن ہو جائیگا۔ لعبد اسکے حضرت آدم کو حکم ہوا۔ کہ خانہ کعبہ بنا کریں۔ حضرت آدم نے جبرائیل کی تعلیم سے اور ملائکہ کی مدد سے کعبے کی بنیاد ڈالی اور حجر اسود کو کہ اپنے ساتھ بہشت سے لائے تھے۔ اور اس میں عہد نامہ اور قول و اقرار روز الست کا خدا نے رکھا تھا۔ کعبے میں ایک طرف کو جمایا۔ لعبد تمام کرنے کعبے کے مناسک حج اور طوائف جبرائیل نے تعلیم کئے تب مراسم طواف سے فراغت پا کر جبرائیل کے کہنے سے کوہ عرفات پر چڑھے۔ اور حضرت حوّا بھی جدّے سے حضرت آدم کی طلب میں پھرتیں پھرتیں عرفات پر آئیں لیکن بسبب طپش اور گرمی آفتاب کے اور متغیر ہونے رنگ کے ایک نے دوسرے کو نہ پہچانا جب جبرائیل کے بتانے سے معرفت ہوئی۔ لعبد اسکے حضرت خلاق سے اجازت لیکر سراندیپ کو آئے تب جبرائیل علیہ السلام نے کچھ گیہوں اور روٹی اور لکڑی پہنچائی۔ اور کھیتی کرنا سکھایا۔ اور دو بیل بھیجے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام بہشت کی نعمتوں سے جو بغیر محنت اور مشقت کے میسّر ہوئی تھیں۔ محروم ہو کر بڑی جانفشانی اور تردّد سے روٹی پیدا کرنے لگے +

قصّہ ہابیل اور قابیل کا

جب آدم اور حوّا ملے اور آپس میں ملکر رہنے لگے۔ حضرت حوّا جو ہر بار حاملہ ہوتیں۔ تو ایک بیٹا اور ایک بیٹی ساتھ پیدا ہوتی اور قابیل اور انکی بہین اقلیما پیدا ہوئی۔ پھر ہابیل اور ان کی بہن لیوذا موجود ہوئیں اور حضرت آدم کی شریعت میں بموجب حکم خدا کے یوں مقرر تھا کہ ایک پیٹ کا بیٹا اور دوسرے پیٹ کی بیٹی آپس میں بیاہے جاتے تھے اسواسطے

آدم نے فرمایا۔ کہ میں یہ نکاح بموجب حکم کے کرتا ہوں۔ اور فرمانبرداری خدا کے بندوں پر لازم ہے۔ قابیل نے حکم باپ کا قبول نہ کیا۔ جب حضرت آدم نے فرمایا کہ تم دونوں قربانی کرو۔ جسکی قربانی قبول ہو۔ اقلیما اسکے نکاح میں آوے اور اس زمانے میں قربانی کا یہ دستور تھا۔ کہ دو شخص آپس میں جھگڑتے تھے۔ تو وہ دونوں اپنی اپنی قربانیاں پہاڑ پر رکھتے تھے۔ اور ایک آتش سفید بے دود آسمان سے آتی تھی۔ اور حق جس کی جانب ہوتا تھا۔ اس کی قربانی کو نابود کرتی تھی۔ جب دونوں بھائی راضی ہوئے تو ہابیل ایک مینڈھا موٹا تازہ اپنے گلے میں سے جدا کیا۔ اور قابیل ایک ٹوکرہ گیہوں کالے جاکر رکھ آئے جب یہ دونوں پہاڑ پر قربانی کو رکھ آئے۔ تو خدا کی قدرت سے ایک آگ آسمان کیطرف سے آئی اور قابیل کی قربانی پر کچھ اثر نہ کیا۔ اور ہابیل کی قربانی کی طرف جاکر اس سے کچھ نشان اور اثر باقی نہ رکھا۔ اس سبب سے زیادہ کینہ اور بغض قابیل کے دل میں پیدا ہوا۔ اور ہابیل کو ڈرایا۔ کہ میں تیرے تئیں قتل کروں گا۔ ہابیل نے کہا۔ کہ خدا تعالیٰ پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اگر تو میری طرف ہاتھ چلائیگا۔ تو میں تجھ پر ہاتھ نہ ڈالوں گا۔ قابیل سنگدل نے وقت فرصت پاکر ہابیل مظلوم کے سر پر شیطان کی تعلیم سے ایسا پتھر مارا۔ کہ ہابیل جان بحق تسلیم ہوکر شہید اکبر ہوا۔ اور قابیل کی گردن پر یہ گناہ کبیرہ اور اس بدعت کا وبال روز قیامت تک باقی رہا۔ پھر قابیل چند روز لاش ہابیل کی اٹھا کر ادھر اُدھر لئے پھرتا رہا۔ اور نہیں جانتا تھا۔ کہ کیا تدبیر کروں۔ کہ لوگوں کی نظر سے اسے چھپاؤں۔ پھر حق تعالیٰ نے دو کوّے بھیجے۔ کہ آپس میں لڑنے لگے۔ اور ایک کوّے نے دوسرے کو مار کر اپنے پنجوں سے زمین کھود کر اس کوّے کو گاڑ دیا۔ جب قابیل نے کہا۔ کہ افسوس میں کوّے سے بھی عاجز ہوں۔ کہ اپنے بھائی کا عیب ڈھانک نہیں سکتا ہوں۔ اس نے زمین کھود کر بھائی کی لاش کو گاڑ دیا۔ بعد اس کے جناب الٰہی سے حکم قصاص کا صادر ہوا۔ کہ قابیل کو بعوض خون ہابیل کے قتل کرو۔ قابیل اس خوف سے بھاگ کر ملک یمن گیا۔ اور آتش پرستی اختیار کی۔ فصل۔ حضرت آدم ہمیشہ کعبے کو واسطے حج کے جایا کرتے تھے۔ ایک بار کوہ عرفات پر سوئے اور اللہ تعالےٰ نے انکی پشت سے تمام اولاد کو جو روز قیامت تک پیدا ہوگی۔ نیک بختوں کو سیدھی طرف اور بدبختوں کو اُلٹی طرف کیا۔ اور ان سب کو حکم الٰہی ہوا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ آیا نہیں ہوں میں پروردگار تمہارا قَالُوْا بَلٰی کہا سب نے ہاں تو ہمارا رب ہے۔ حقتعالےٰ نے اُنکے اقرار پر گواہی فرشتوں کی لکھوا کر حجر اسود میں رکھی۔ اس لئے حضرت علی مرتضےٰ سے روایت ہے۔ کہ جو کوئی حج کریگا۔ تو حجر اسود اس کی

گواہی دیگا۔ فائدہ پہلا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے کثرت اولاد کی دیکھی۔ تو حضور رب العالمین میں عرض کی۔ کہ خداوند یہ مخلوقات بے نہایت دنیا میں کیونکر سماوے۔ حضرت ذوالجلال نے فرمایا۔ کہ اگرچہ دنیا میں یہ سب نہیں سماوے گی۔ لیکن میں اپنی قدرت کاملہ سے بعضوں کو زمین پر رکھوں گا۔ اور کسی کے تئیں بعد مرنے کے نیچے زمین کے اور بعضوں کو باپوں کی پشتوں میں اور کسی کو ماؤں کے پیٹ میں جگہ دوں گا۔ فائدہ دوسرا۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ بروقت عرض کرنے کے ذریات کی نظر حضرت آدم کی جانب یمین میں ایک جوان پر پڑی۔ کہ نہایت حسین تھا۔ اور روتا تھا۔ حضرت آدم نے جبرائیل امین سے پوچھا۔ کہ یہ کون ہے۔ کہا کہ ایک جوان ہے تمہاری اولاد میں سے کہ داؤد پیغمبر مرسل اور مقبول بارگاہ عزوجل ہے۔ اور رونا ان کا ایک دن کی ادنے لغزش کا سبب ہے۔ جو ان سے ہوگی۔ حضرت آدم نے پوچھا۔ کہ عمر ان کی کتنی ہے۔ کہ ساٹھ برس کی ہے۔ حضرت آدم نے روبقبلہ ہو کے دعا کی جب دعائیں حضرت آدم کی نوسو اور ساٹھ برس کی عمر ہوئی۔ اور عزرائیل واسطے قبض روح مبارک کے آئے۔ حضرت آدم نے فرمایا۔ کہ ابھی تو چالیس برس میری عمر کے باقی ہیں۔ حضرت عزرائیل نے کہا۔ یہ چالیس برس تو تم نے روز میثاق میں حضرت داؤد کو بخشے ہیں۔ حضرت آدم کو یاد نہ رہا تھا۔ اس واسطے انکاری ہوئے۔ اگرچہ حق تعالے نے آدم کی عمر پوری کی۔ لیکن بعد اسکے بنی آدم کو حکم ہوا۔ کہ آئندہ کو لینے اور دینے اور بخشش اور معاملات میں چاہیئے۔ کہ قبالہ ساتھ گواہی گواہوں کے لکھا کریں۔ تاکہ کسی کے تئیں مجال انکار کی نہ رہے جب حضرت آدمؑ پر غلبہ بیماری کا ہوا۔ تب اُن کو رغبت اور خواہش بہشت کے میوؤں کی ہوئی۔ اور اولاد کو واسطے لانے میوہ بہشتی کے ارشاد کیا۔ جب وہ باہر نکلے۔ تو دیکھا۔ کہ جبرائیل اور کئی فرشتے مع کفن اور خوشبو بہشت کی لئے آتے ہیں۔ ان سے خواہش حضرت آدم کی بیان کی + جبرائیل نے فرمایا۔ کہ ہم اس واسطے آئے ہیں۔ کہ ان کو ان کے مطلب تئیں پہنچائیں + بعد اسکے حضرت حوا اور لڑکوں کو فرمایا۔ کہ تم یہاں سے جاؤ۔ اور میرے تئیں خدا کے فرشتوں پر چھوڑ دو۔ چنانچہ بعد اُن کے اُٹھنے کے ملک الموت واسطے قبض روح کے مشغول ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام تسبیح و تہلیل میں مصروف تھے کہ ملک الموت نے اپنے کام سے فراغت پائی۔ اور کفن سے فراغت کر کے حضرت

حضرت شیثؑ نے بموجب تعلیم حضرت جبرائیل کے نماز جنازے کی پڑھی اور حضرت آدم کو دفن کیا۔ اسواسطے نماز جنازے کی روز قیامت تک اولاد آدم کے لئے مقرر ہوئی

ذکر حضرت شیثؑ علیہ السلام کا

جب حضرت آدم ہابیل کی مصیبت میں بیقرار رہتے تھے اللہ تعالےٰ نے جبرائیلؑ امین کو ان کی تسلی خاطر غمگین کے واسطے بھیجا۔ کہ حق تعالےٰ تیرے تئیں ایک فرزند رشید عنایت کرے گا۔ کہ اس کی نسل سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سردار بنی آدم کا پیدا ہوگا۔ چنانچہ ہابیل کے مرنے سے پانچ برس بعد حضرت شیثؑ پیدا ہوئے۔ اور وہ حسن وصورت میں اور خوبی سیرت میں مشابہ حضرت آدم کے تھے۔ اور تمام اولاد سے حضرت آدم کے نزدیک محبوب تھے۔ چنانچہ حضرت آدم نے قبل وفات کے ان کو اپنا ولی عہد بنایا۔ اور اور بطریق وصیت کے فرمایا۔ کہ جب طوفان حضرت نوح کے زمانے میں واقع ہو۔ اگر تو اس زمانے کو پاوے۔ تو میری ہڈیوں کو کشتی میں رکھوائیو۔ جو غرق سے محفوظ رہیں۔ یا اپنی اولاد کو وصیت کریو۔ کہ اس طرح سے عمل میں لاوے اور حضرت شیثؑ اکثر اوقات حضرت آدم کی زبان سے احوال بہشت کی لذت کا سنتے تھے۔ اور آسمانی صحیفوں کا مضمون بھی دریافت کرتے تھے۔ اسی واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے تجرد خلق سے اور انس حق سے خلیفہ کیا تھا۔ اور لوگوں سے تنہا ہوکر دنیا کی لذتیں چھوڑ کر اکثر اوقات وظائف اور طاعات میں مشغول رہتے تھے۔ اور نفس کی ریاضت اور تہذیب اخلاق ہمیشہ ان کو مدِ نظر رہتا تھا۔ اور حضرت شیثؑ کے زمانے میں بنی آدم دو قسم کے تھے۔ اور حضرت شیثؑ کی نصیحت سے بعضے تو راہ راست پر آئے۔ اور بعضے بدستور نافرمانی پر قایم رہے۔ جب نو سو اور بارہ برس ان کی عمر کے گذرے۔ تو روح بدن مبارک سے پرواز کرکے عرش معلےٰ کو پہنچی۔ اور حضرت شیث کی بعضی نصیحتوں میں یہ ہے۔ کہ مومن حقیقی وہ ہے۔ کہ یہ خصلتیں اس میں ہوں۔ اوّل تو خدا کو پہچاننا۔ دوسرے نیک اور بد کو جاننا۔ تیسرے بادشاہ وقت کا حکم بجالانا۔ چوتھے ماں باپ کا حق پہچاننا۔ اور ان کی خدمت کرنا۔ پانچواںؑ صلہ رحم یعنے اپنی اپنایت کے لوگوں سے نیکی اور محبت کرنا۔ چھٹے غصے

کو زیادہ حد سے نہ بڑھانا۔ ساتویں محتاجوں اور مسکینوں کو صدقہ دینا۔ اور ترحم کرنا آٹھویں گناہوں سے پرہیز اور مصیبتوں میں صبر کرنا۔ ناویں شکر نعمت الٰہی کا ذکر +

ذکر حضرت ادریس علیہ السلام کا

نام مبارک ان کا زبان عربی میں اخنوع ہے جب اولاد قابیل کی عزازیل کے بہکانے سے گمراہ ہوئی۔ اور کفر و شرک میں پڑی۔ جہاں تک کہ رسم نکاح کی موقوف کرکے حرامکاری اور طرح طرح کی نابکاری کرنے لگے۔ حقتعالےٰ نے حضرت ادریس کو نبوت کی شرافت عنایت کرکے ان پر بھیجا۔ بہت لوگ ان کی ہدایت اور دلالت سے انکار چھوڑ کر راہ راست پر مقیم ہوئے اور شقاوت ازلی سے نجات پاکر سعادتمند ہوئے۔ اور جو لوگ کہ بسبب قساوت قلبی کے کفر اور شرک سے خوگر ہو گئے تھے۔ ان کے دلوں پر حضرت ادریس کی نصیحت کارگر نہ ہوئی۔ لوگوں کو توحید اور عدالت اور عبادت کی راہ پر دعوت کرتے تھے۔ اور جس قدر نماز اور روزے انکی شریعت میں مقرر تھے اور زکوٰۃ مال اور غسل جنابت سے امر فرماتے تھے۔ اور حضرت ادریس آپ کی اتنی عبادت کرتے تھے۔ کہ ہر روز بارہ ہزار تسبیح کہتے اور فرشتے ان کی صحبت میں آتے جاتے تھے۔ اور اعمال صالحہ اور افعال حسنہ ان کے تمام مخلوق کی عبادت کے برابر آسمان پر لے جاتے تھے۔ اور حضرت عزرائیل یہ حال دریافت کرکے جناب الٰہی کی اجازت سے زمین پر آئے۔ اور خوبصورت انسان ان کی صحبت میں چند روز رہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے دیکھا۔ کہ یہ شخص نہ کھاتا ہے۔ نہ پیتا ہے۔ شاید یہ فرشتہ ہے۔ جب حضرت ادریس کو معلوم ہوا۔ کہ یہ ملک الموت ہے۔ تب حضرت ادریس نے فرمایا کہ چاہتا ہوں۔ کہ شربت موت کا مجھ کو چکھایا۔ حضرت عزرائیل نے خالق ارواح سے اجازت لیکر ان کی روح کو قبض کیا۔ اور پھر ان کی جان پاک کو ان کے قالب میں ڈالا۔ پھر حضرت ادریس نے فرمایا۔ مجھے بہشت اور دوزخ دیکھنے کا شوق بدرجہ کمال ہے۔ حضرت عزرائیل نے خدا کے امر سے انکو اپنے پروں پر بٹھا کر اول دوزخ کی سیر کرائی اور بعد اسکے تماشائے نعیم جنت کی نوبت آئی حضرت ادریس جب سیر حور و قصور اور تماشائے دلبراں و غلمان کے سے فارغ ہوئے۔ حضرت عزرائیل نے کہا۔ اب میرے ساتھ بہشت سے باہر چلیے او اسا مکان نے

نکلئے۔ حضرت ادریسؑ تو قانون الٰہی سے بخوبی واقف تھے ایک تنہ درخت کو پکڑ کر کھڑے ہو رہے اور فرمایا کہ جبتک پیدا کرنیوالا بہشت و دوزخ کا اس مکان سے مجھ کو نہ نکالیگا۔ تب تک میں ہرگز باہر نہ جاؤں گا۔ حقتعالےٰ نے ایک فرشتے کو ان دونوں کے قصّہ کے فیصلے کے واسطے بھیجا اوّل حضرت عزرائیل نے تمام احوال ظاہر کیا۔ پھر حضرت ادریسؑ نے جتادیا کہ میں نے بمقتضائے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ کے موت کے زہر کا شربت تلخ چکھا اور بموجب وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُھَا کے دوزخ میں وارد ہوا۔ اور بموجب حکم ارحم الراحمین کے بہشتیوں کے حق میں فرمایا ہے۔ وَمَا ھُمْ بِخَارِجِیْنَ مِنْھَا حضرت عزرائیل کے کہنے سے بغیر حکم خدا کے ہرگز باہر نہ نکلوں گا۔ اسی وقت ندا غیبی پہنچی بِاِذْنِیْ دَخَلَ وَبِاِذْنِیْ فَعَلَ ھٰذَا یعنے میرے حکم سے داخل ہوا۔ اور میرے حکم سے یہ کام ہے۔ حق بجانب اسکے ہے۔ کعب احبار سے روایت ہے۔ کہ مراد اس آیت سے کہ وَرَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا پہنچانا حضرت ادریسؑ کا ہے۔ اس مکان عالیشان میں بعد اسکے ادریسؑ بہشت سے باہر آئے اور چھٹے آسمان میں فرشتوں کے ساتھ عبادت میں مشغول ہوئے۔ اور وہاں موجود ہیں۔ جبتک ارادہ خدا ہو۔ حضرت ادریس بہت خوبصورت تھے۔ اور گندمی رنگ اور قد مبارک بہت مناسب تھا۔ اور اکثر اوقات خاموش رہتے تھے۔ اور چلنے کے وقت نظر مبارک قدموں پر پڑتی اور بعد و یش نے فرمایا ہے۔ کہ سر نیکیوں کا تین چیزیں ہیں۔ غصّے کیوقت بردباری کرنا اور تنگی میں بخشش کرنا اور قابو پانے پر معاف کرنا اور فرمایا ہے کہ عقلمند وہ آدمی ہے کہ تین قسم کے آدمیوں سے ہلکاپن نہ کرے۔ ایک تو بادشاہوں سے دوسرے عالموں سے اور تیسرے دوستوں سے اسواسطے کہ گستاخی بادشاہوں کی تلخی عیش شیرین کی ہے۔ اور حقارت عالموں کی نقصان دین کا ہے۔ اور ہلکاپن دوستوں کا بیمروتی اور موجب نفرین ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ مصیبت میں تحمل اور قرار کرے اور درجہ بلندی واضع بیشمار کرے

ذکر حضرت نوح علیہ السلام کا

جب حضرت ادریس علیہ السلام نے آسمان پر قیام کیا۔ عالم دنیا کو شیطان نے فسق و فساد سے بے انتظام کیا۔ اور روز بروز تمرد و عصیان کا ظہور ہوا اور بہت گناہ ہونے سے عالم بے نور ہوا جناب الٰہی نے حضرت نوح کو واسطے انتظام احوال عالم کے اور اصلاح اعمال بنی آدم کے مبعوث

کیا اور نو سو پچاس برس کی عمر پائی اور اسّی برس کے بعد وحی آسمانی کی خبر آئی۔ تمام عمر اداۓ دعوت میں مصروف تھے۔ اور کفار اور فجار میں ساتھ امر معروف اور نہی منکر کے معروف تھے۔ ہر چند کہ جناب الٰہی میں ان کی ہدایت کی دعا کرتے تھے۔ پر وہ سنگدل نہایت کفر اور انکار سے فریب اور دغا کرتے تھے باوجود اس محنت اور مشقت اور وعظ و نصیحت کے تمام عمر میں سوائے اسّی آدمیوں کے کوئی اسلام نہ لانا اور حضرت نوح کا ارشاد ان کے کام نہ آیا مفسرین نے آیت شریف وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ؕ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰے کی روایت سے فرمایا ہے۔ اور اسی قدر اکثر اہل تواریخ کی کتابوں میں آیا ہے۔ اور ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے اتنی اذیت نہیں اٹھائی جتنی حضرت نوح نے اپنی امت کے ہاتھوں سے مصیبت پائی ہے وہ کافر ہمیشہ ڈراتے تھے۔ کہ ان باتوں سے باز آؤ۔ اور ہمارے بتوں کی بدی سے ہاتھ اٹھاؤ۔ بار بار مجلس وعظ میں ان کے ستانے سے بیہوش ہو جاتے تھے۔ اور ان کے صاحبزادے خبر پاکر وہاں سے اٹھا کر لے آتے تھے۔ کفار وقت مرنے کے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے تھے۔ اور اپنے بیٹوں کو کفر کے عقیدے پر مستحکم کر کے مرتے تھے۔ کہ بیٹو ہر گز اپنے باپ دادا کے دین سے انحراف نہ کرنا۔ اور نوح کے کلمات پر اعتراف نہ کرنا۔ جہاں تک ہو سکے۔ حضرت نوحؑ کو دکھ اور ایذا دیجیو۔ اور اپنا لڑکا تا جہنم میں کیجیو۔ جب ایسی مصیبت میں سات قرن حضرت نوح علیہ السلام پر گذرے۔ اور حضرت نوحؑ دل تنگ اور ناامید ہوئے۔ تو حضرت رب العالمین سے وحی نازل ہوئی۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کے دل غمگین کو تسکین حاصل ہوئی۔ کہ اے نوحؑ تو دل تنگ مت ہو۔ اور آئندہ ان سنگ دلوں کے سنگ مت بنو۔ جو ایمان لائے سو لائے باقی ایمان نہیں لائیں گے۔ یہ تو شقی ازلی ہیں۔ سب کے سب جہنم کو جاویں گے حضرت نوحؑ نے عرض کی کہ خدایا انکی نسل سے بھی کوئی ایمان لاویگا۔ یا نہیں۔ حکم ہوا۔ یہ ایمان نہ لادیں گے۔ انکا دل ہے سنگین اور آہنیں پھر بھی حضرت نوحؑ نے بسبب کمال شفقت کے واسطے قطع کرنے الزام اور حجت کے فرمایا۔ کہ اے لوگو ایمان نہ لاؤ گے۔ تو سمجھو کہ عذاب الٰہی آیا۔ قوم نے کہا کہ ہم تو محبت دی۔ اور سواع اور یغوث اور یعوق کی جو ہمارے بت ہیں۔ ہرگز نہ چھوڑیں گے اور تمہارے حکم کے برعکس اپنے سروں کو پتھروں کی پرستش میں پھوڑیں گے اور تو جو ہم سے بہت نزاع اور جدال کرتا ہے۔ اور ہمارے بتوں کی تکذیب میں رات دن قیل وقال کرتا ہے

اگر تو سچا ہے۔ تو ہم کو عذاب دکھلا اور اپنی تہدید اور تخویف بے اصل کی تاب دکھلا۔ جب حضرت نوح ؑ مایوس ہوئے اور کفار اپنے کفر میں منحوس۔ حضرت نوح ؑ نے کمال عجز و انکساری اور تضرع سے جناب ایدی میں پکارا وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُھُمْ لِتَغْفِرَ لَھُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَھُمْ فِیْٓ اٰذَانِھِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَھُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا ط یعنے اور جب میں ان کو دعوتِ اسلام کرتا ہوں۔ تاکہ بخشے تو ان کو یہ تو انگلیاں کانوں ڈالتے ہیں۔ اور کپڑے اپنے اوڑھ لیتے ہیں اور میری بات نہیں سنتے ہیں۔ اور اپنے کفر پر ثابت رہتے ہیں۔ اب تو یہ بندہ ناچار ہے اور تو خداوند قہار ہے۔ الٰہی غارت کر ان سب کفار کو اور مت چھوڑ ان کے ملک اور دریا کو بارے تیر دعا کا نشانے پر واصل ہوا۔ اور خطاب الٰہی واسطے انتظام کے نازل ہوا۔ کہ ہم اس قوم کو طوفان سے ہلاک کرکے پانی کی راہ سے آتش دوزخ میں ڈالینگے اور تجھ کو اور تیری امت مؤمنین کو کشتی میں رکھکر آفت طوفان سے سلامت نکالیں گے۔ جب حضرت نوح ؑ کی دعا سے اس قوم پر قحط پڑا اوّل توالد اور تناسل ان کا موقوف ہوا۔ بعد اس کے بموجب حکم الٰہی کے جبرائیل امین نے درخت ساج بونے کا حکم کیا۔ اور بیس برس کے عرصے میں اس درخت کو محکم کیا۔ اور جبرائیل کے کہنے سے اس کو چیر کر کشتی کا بنانا شروع کیا۔ اور جناب الٰہی میں لیل و نہار خضوع و خشوع کیا۔ کفار گاہ گاہ بطریق ہزل حضرت نوح علیہ السلام کو ستاتے تھے۔ اور بیچ وقت کشتی بنانے کے یہ گستاخی کی باتیں سناتے تھے۔ کہ اے نوح ؑ اب تم بعد مرتبۂ نبوت کے نجارہ ہوئے اور پیغمبری کے کاموں سے بیزار ہوئے کشتی تو بناتے ہو۔ پر پانی کہاں اور اس بیابان خشک میں تراوت کی نشانی کہاں۔ حضرت نوح ؑ نے فرمایا۔ کہ تم اپنے اجزائے اعمال سے غافل اور عاقبت کی مصیبت سے جاہل ہو۔ تم دنیا میں غریق اور عقبےٰ میں حریق ہوگئے۔ جب حضرت نوح ؑ نے کشتی بنانے سے فراغت پائی۔ اور تختوں کے جوڑ پر ہر ایک طبقے میں روغن قیر لگایا۔ اور بموجب فرمان الٰہی کے شمشاد کے تختوں کا تابوت حضرت آدم کے جسم مبارک کیواسطے بنایا۔ اور اس سبب سے حافظ حقیقی نے ان کے جسم کو آفت طوفان سے بچایا۔ پھر حضرت جبرائیل نے ہر قسم کے جانور جو روئے زمین پر تھے۔ حضرت نوح ؑ کے پاس جمع کئے۔ اور قسم قسم کے وحوش اور طیور اور چرند پرندے مجتمع کئے۔ حضرت نوح ؑ نے ہر ایک جانور کا ایک ایک جوڑا لیکر کشتی میں چڑھایا ایک رفیق حضرت نوح ؑ کا کشتی پر چڑھ آیا۔ جب یہ بیاسی لوگ کشتی میں داخل

ہوئے۔ اور تمام سامان و اسباب ان کے واصل ہوئے تب غضب الہی کا شیوع ہوا۔ اور تنور سے فوارہ پانی کا نکلنا شروع ہوا۔ حضرت نوح کی منکوحہ اور ان کا بیٹا کنعان کشتی پر نہ آئے اور اس جناب کا فرمان بجا لائے۔ کنعان بولا کہ میں پناہ لوں گا پہاڑ کی۔ حضرت نوح بولے فائدہ نہ دے گی۔ تجھے پناہ پہاڑ کی اور نہ جھاڑ کی اس عرصے میں ایک موج نے اسکو ڈبویا۔ اور حضرت نوحؑ کو اسکے غرق ہونے پر رحم آیا۔ عرض کی کہ یہ بیٹا میرے اہل سے ہے اور تو اپنے وعدے کو وفا کرے گا۔ حکم ہوا کہ اہل وہ ہے۔ کہ جس کے نیک اعمال ہوں وہ نا اہل ہے۔ جسکے بد افعال ہوں۔ اے مسلمانو! پیغمبر زادگی بغیر نیک کے بیکار ہے اور عمل نیک کا بغیر نسب عمدہ کے بھی فائدہ بے شمار ہے۔ پھر تو چالیس دن تک باران طوفان آسمان سے گرا اور پانی چشموں زمین سے نکلا۔ تمام کافر اور ان کی عمارات اور سب باغات غرق ہوئے تمام عالم اور روئے زمین دریا ہوا اور پانی سب درختوں اور پہاڑوں سے چالیس گز بالا ہوا۔ اہل کشتی شدت باد اور کثرت امواج سے بدحواس ہوئے اور خوف غرق اور اندھیری رات کے سبب زندگی سے بے آس ہوئے۔ حکم الٰہی ہوا کہ بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖىهَا وَ مُرۡسٰهَا جو کوئی ورد زبان کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کی سب مشکلات آسان کرے اللہ تعالےٰ نے اپنے اسم کی برکت سے ان کو ڈوبنے سے بچایا۔ اور طوفان کے موقوف کرنے کا حکم فرمایا کہ اے زمین تو اپنے پانی کو تھام اور اے آسمان اب نہیں پانی کا کام جب کشتی سے نکلنے کا وقت قریب آیا۔ حضرت نوحؑ نے کوّے کو فرمایا۔ کہ جلد پانی کا احوال معلوم کر کے اعلام کرے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تو وہاں ہی مقام کرے کوّا جا کر اپنے مردار کے کھانے میں مشغول رہا۔ اور حضرت نوحؑ کے فرمانے کو بھول گیا۔ اسی واسطے حضرت نوحؑ کی دعائے بد سے ہمیشہ ذلیل و خوار ہوا۔ اور بے فرمانی کی شامت سے مردار خوار ہوا۔ بعد اسکے کبوتر بموجب حکم کے آیا اور زیتون کے پتے چونچ میں لیکر پھرا تب حضرت نوحؑ نے جانا۔ کہ درختوں کے سر پانی سے ظاہر ہو گئے ہیں اور اس مژدہ سے دل کے درد اور غم باہر ہوئے۔ پھر تو کبوتر مدام بموجب حکم کے جاتا تھا۔ اور پانی کی کمی کی خبر پہنچاتا تھا۔ ایک روز کبوتر کے پاؤں میں کیچڑ لگی ہوئی پائی۔ تب تو یقین ہوا۔ کہ خزان غم کی گئی ہے۔ اور بہار خوشی کی آئی۔ کبوتر کے حق میں دعا کی۔ کہ تجھ کو خدا مخلوق کے دل میں محبوب رکھے اور ہر شخص کے نزدیک مطبوع اور مرغوب مفسروں نے لکھا ہے۔ کہ حق تعالےٰ نے حکم کیا۔ کہ میں ایک پہاڑ پر کشتی کو قرار دوں گا۔ اور سب اہل کشتی کو اس پہاڑ پر اتار دوں گا۔ سب پہاڑوں نے اپنی بلندی پر نازاں ہو کر سر بلند کیا۔ مگر کوہ جودی

نے نہایت شکستگی اور فروتنی سے اپنے تئیں مستمند۔ حق تعالےٰ نے اس کی شکستگی اور عاجزی پر اکرام کیا۔ اور کشتی نوح کا اس کوہ جودی پر مقام کیا اس پہاڑ کے نیچے ایک گاؤں آباد کیا۔ طوفان کے غم سے چھوٹ کر دل کو شاد کیا۔ نام اس گاؤں کا ثمانین کیا۔ اور اسکے پایہ کو بہت محکم اور متین کیا۔ جب ان بیاسی آدمیوں نے اس کی بنا کو محکم کیا۔ وبائے عالم نے ایک بارگی سب کو تمام کیا۔ سوائے حضرت نوح ؑ اور تین فرزنداں کے اور دو قبیلوں کے سب فوت ہوئے حام اور سام اور یافث باقی رہے حق تعالےٰ نے وحی بھیجی کہ میں نے تیری قوم کو بہ سبب کفر اور عصیان کے ہلاک کیا۔ بعد اسکے انکو جو باقی ہیں۔ بہ سبب طوفان کے عذاب نہ کروں گا۔ اور ایسی قہر سے انکو عذاب نہ کروں گا۔ حضرت نوح نے ملک شام اور جزائر فارس اور ملک خراسان اور عراق سام کو عنایت کیا۔ اور ملک عرب اور حبش اور ہند اور سندھ حام کو مرحمت کیا۔ اور چین و ترکستان اور سقلاب یافث کو بخشا۔ ایک دن جبرائیل و عزرائیل نے حضرت نوح ؑ سے پوچھا۔ باوجود اس عمر دراز کے تم نے اس جہانِ فانی کو کیسا پایا۔ کہا مانند خانہ دور کے کہ ایک لحظہ توقف کر کے ایک در سے بیٹھا۔ اور دوسرے سے نکل آیا۔ جب حضرت نوح ؑ مقیم ہوئے۔ اور جان بحق تسلیم ہوئے۔ فرزندانِ عالی مقدار نے ان کے قالب بزرگوار کو بیت المقدس میں مدفون کیا۔ اور درد فراق اور جدائی سے اپنے دلوں کو محزون کیا۔ اور لقب حضرت نوح ؑ کا آدم ثانی اور شیخ الانبیاء اور نجی اللہ تھا۔ اور وہ پیغمبر برحق سوائے دعوت قوم کے ہمیشہ مصروفِ عبادت اللہ تھا۔ اور دن رات میں تین سو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ اور حضور الٰہی میں مدام عجز و نیاز کرتے تھے۔

فائدہ } روایت ہے کہ اہل کشتی بہت بُو اور نجاست سے ایذا اٹھاتے تھے۔ اور اس کے دفعیہ کا کوئی علاج نہیں پاتے تھے۔ حضرت نوح ؑ نے جناب الٰہی میں سوال کیا۔ اور اس مصیبت کے دفع کرنے میں قیل و قال کیا۔ حکم ہوا۔ کہ تم اپنا دست مبارک ہاتھی کی پیٹھ پر دھرو۔ اور ہماری قدرت کا تماشا دیکھو۔ حضرتِ نوح ؑ کے ہاتھ پھیرتے ہی ایک خنزیر وجود میں آیا۔ اور جہان کی سب نجاست کو اس نے کھایا۔ لیکن چوہوں کی کثرت سے بہت حیران تھے۔ اور ان کی ایذا سے نہایت پریشان۔ جوں ہی حضرت نوح نے حکم رب سے شیر کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔ قدرت کاملہ سے

بلی نے نکل کر چوہوں کا نوالہ کیا۔ جب حضرت نوح ع نے دنیا فانی سے رحلت کی تین سو برس تک بقا رہی۔ اسی ملّت اور شریعت کی بسبب مدتِ دراز کے اکثر لوگ گمراہ ہوئے اور اپنے عقاید جہالت سے تباہ ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت ہود ع کو پیغمبر کیا۔ اور اُس زمانے کی خلق کا ان کو رہبر کیا ؛

ذکر حضرت ہود علیہ السلام کا

حق تعالےٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو قوم عاد پر بھیجا۔ وہ قوم دراز قدا و چوڑے جسم اور خوفناک تھی۔ سب سے لمبا ان میں سو گز کا اور ٹھگنا ساٹھ گز کا بُت پرستی ان سب کا کام تھا۔ اور خدا پرستی سے ہر ایک بیزار تھا۔ سنگ تراشی کر کے پہاڑوں میں مکان بناتے تھے۔ اور اپنی سنگدلی سے بتوں پر ایمان لاتے تھے۔ مگر ایک فرقہ ایمان لایا تھا۔ اور کافروں کے خوف سے ایمان اپنا چھپایا تھا۔ جب حضرت ہود علیہ السلام کے نصایح حدسے زیادہ ہوئے۔ تب سب کفار واسطے ایذا دینے کے آمادہ ہوئے۔ مسلمانوں نے حضرت ہود ع سے اسبابِ کی اطلاع کی حضرت ہود ع نے جناب الٰہی میں کفاروں کے لئے بد دعا کی برسات موقوف ہوئی۔ اور باغ و زراعت سوکھ گئی۔ سات برس قحط کی بلا میں گرفتار ہوئے۔ مارے بھوک اور پیاس کے اپنی زندگانی سے بیزار ہوئے۔ حضرت ہود ع نے بہت شفقت سے فرمایا۔ کہ ایمان لاؤ۔ اور اپنے تئیں دنیا کی آفت اور قیامت کی آتش سے بچاؤ ؛ یہ سب آفتیں بسبب کفر کے تم سب پر نازل ہیں اور یہ مصیبت بُت پرستی سے حاصل ہے۔ کافر اپنی شامت سے ان باتوں کو جھوٹ جان کر اپنے کفر پر ثابت رہتے ؛ اور بے ادبی سے ہمیشہ یہ بات کہتے تھے کہ ہم تیرے کہنے سے بتوں کو نہ چھوڑیں گے۔ اور اپنے دین باطل سے منہ نہ موڑینگے اس زمانے میں یہ دستور تھا۔ کہ جب پر بڑی مشکل آتی تھی۔ اور مہم سخت منہ دکھاتی تھی۔ تو وہ حرم مکہ میں جا کر التجا کرتے تھے۔ اور جناب الٰہی میں عاجزی سے دعا کرتے تھے۔ اور دعا ان کی قبول ہوتی تھی۔ ان دنوں عمالقہ کی قوم مکّے میں رہتی تھی۔ اور اپنے تئیں شریف اور رئیس مکے کا کہتی تھی۔ جب لوگ قوم عاد کے ان بلاؤں میں گرفتار ہوئے تو ستر رئیسوں میں سے وہاں جانے کو تیار ہوئے۔ سب

قوم نے ان کو وعیبت کی او مکے میں جاکر دعاے استسقاء باران مانگنے کی نصیحت کی نصیحت کی۔ جب یہ سب منزلیں قطع کرکے مکے میں پہنچے۔ اور معاویہ بن بکر کے گھر میں اُترے وہ ان سب کی طعام اور شراب کی ضیافتیں کرنے و مجلس عیش و عشرت میں راگ گائنوں کا سنوانے لگا۔ یہ تو مصیبت بھوک اور پیاس کی بھول گئے۔ کہاں کی دعا اور کیسی استسقاء۔ وہ تو سُننے لگے دن رات راگ اور بیت ؎

بھوکا ملحد دیکھتے ہی خوان کو کب وہ لاوے دھیان میں رمضان کو

جب وکیلوں نے قوم عاد کے معاویہ کے گھر میں اقرار کیا۔ اور اسکو رات دن کی ضیافتوں سے بیزار کیا۔ اس نے دل میں کہا۔ کہ لوگ تو شراب و کباب میں مشغول ہوئے اور ہم سب لوگ ان کی ضیافتوں سے ملول ہوئے۔ کچھ اشارہ کنایہ کرتا ہوں۔ کہ مجھکو بخیل کہیں گے اور اپنی قوم میں جاکر لئیم اور ذلیل۔ آخر اس نے ایک غزل بنائی اور گائنوں کو سکھائی۔ مضمون اس کا یہ تھا۔ کہ تم اپنی قوم کی مصیبت سے غافل ہو رہے۔ اور برسات کی دعاء مانگنے سے کاہل ہوئے۔ جب ان گائنوں نے یہ غزل ان کو سنائی۔ ان کو اپنی قوم کی مصیبت یاد آئی۔ پھر تو ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور غفلت پر لعنت کرنے لگے پھر تو رات دن دعا مانگنے کا استعمال کیا۔ اور اپنی قربانیوں کے ذبح کرنیکا اشتغال کیا۔ مرثد بن سعدان جو پوشیدہ مسلمان تھا۔ اور حضرت ہودؑ پر اس کا کامل ایمان تھا اس قوم سے بولا۔ کہ جب تک ایمان حضرت ہودؑ پر نہ لاؤ گے۔ تو اپنا مدعا کبھی نہ پاؤ گے۔ ان لوگوں نے اس کو مسلمان سمجھکر اس سے جدائی کی۔ اور خدا کی درگاہ میں دوہائی کی۔ اس عرصے میں تین ٹکڑے بادل کے سپید اور سیاہ اور سرخ پیدا ہوئے اور اس بادل میں سے آواز آئی کہ ان میں سے ایک ٹکڑا اختیار کرو۔ اور بعد اس کے خدا کے حکم کا انتظار کرو۔ قوم ابر سپید اور سرخ سے روگردان ہوئی۔ اور ابر سیاہ سے امیدوار باران ہوئی۔ ہاتف نے آواز دی۔ کہ اختیار کی تم نے کالی راکھ باقی نہ چھوڑیگی۔ قوم عاد کی خاک نہ باقی رہینگے۔ والد نہ ولد۔ ہلاک ہو جاوینگے سب گاؤں او بلد جناب الٰہی نے اس ابر سیاہ کو ملک عاد پر روانہ کیا۔ اور کافروں کو بلائے۔ آسمان کا نشانہ کیا۔ جب عادیوں نے دیکھا۔ کہ بدلی سیاہ آئی۔ تو انہوں نے خوش ہوکر دھوم مچائی۔ کہ اس باراں سے ہماری امید کا باغ پُر آب ہوگا۔ اور درخت تمنا کا شاداب ہوگا۔ لیکن گمان ان کا بے جا تھا۔ اس ابر میں عذاب الٰہی برپا تھا۔ یہ کافر حضرت ہودؑ سے تمسخر کیا کرتے تھے۔ کہ اگر تو سچا ہے۔ تو ہم کو عذاب دکھا۔ اس

واسطے اللہ تعالیٰ نے عذاب الیم آندھی کا اس ابر سے نمود کیا اور ایک آفت عظیم کو ان کے ملک پر موجود کیا۔ جب حضرت ہود ؑ نے دیکھا۔ کہ اس قوم کی خدا نے خرابی کی۔ اُن کی شامتِ اعمال سے عذاب کی شتابی کی۔ تو بموجب حکم آلہی کے چار ہزار اہل ایمان کو اپنے ساتھ لیکر اور باہر نکل کر مومنوں کو اس طرح ارشاد کیا۔ کہ یہ خط مدور میں نے اپنی انگشت سے بنایا ہے۔ اور تم کو بموجب حکم آلہی کے اس میں بٹھایا ہے۔ جو کوئی اس خط کے اندر رہیگا۔ تو اس قہر کی پون سے نڈر رہیگا۔ قوم عاد اس بلا کو دیکھکر جمع ہوئی۔ اور اپنے اہل و عیال کو لیکر حلقہ باندھکر مجتمع ہوئی۔ اوّل تو اس باد صرصر نے ان کے مردوں اور عورتوں اور چارپایوں کو زمین سے اڑا کر آوارہ کیا۔ اور نہایت زور شور سے زمین پر ٹپک ٹپک کر پارہ پارہ کیا۔ عادی اس حادثہ عجیب کو دیکھکر اپنے گھروں میں پوشیدہ ہوئے۔ اور اپنے تلف مال اور اولاد کے مرنے سے آب دیدہ ہوئے۔ بعضے تو حویلیوں کے گرنے سے دیواروں کے تلے دب کر گرفتار ہوئے اور بعضے باہر بھاگ کر زانو تک زمین میں پاؤں گاڑ کر فی النار ہوئے۔ سات دن رات میں اس غضب کی پون نے سب کو معلوم کر دیا۔ اور ان کے مکانوں کو زمین سے برابر کر کے کالعدم کیا۔ اور حضرت ہود ؑ کے ہمراہیوں پر جب پون واصل ہو جاتی تھی۔ تو وہ باد تند کے دائرے میں آن کر نسیم معتدل ہوئی تھی۔ قوم عاد غضب آلہی میں گرفتار ہو گئے۔ اور مکانات و باغات ان کے خراب و مسمار ہو گئے۔ حضرت ہود اپنے ہمراہیوں کو امانت اور سلامت لیکر باہر آئے۔ اور ایک جانب کو اپنے رہنے کے مکان بنائے۔ جب سن حضرت ہود کا چار سو چونسٹھ سال کا ہوا۔ تب دار الفنا سے دار البقا کی طرف ان کا انتقال ہوا۔

احوال شدّاد کا

اکثر علمائے تاریخ نے شداد کا ذکر بعد حضرت ہود ؑ کے ذکر کیا ہے بسبب اسکے کہ وہ بھی قوم عاد سے تھا۔ اسواسطے میں بموجب پیروی اہل تاریخ کے اس حال عجیب اور قصہ غریب کو لکھتا ہوں کہ اہل ایمان کو اس احوال کے سُننے سے عبرت ہو اور خدا کی قدرتوں کا تماشا دیکھنے سے نصیحت ہو۔ شدید اور شداد دو بھائی تھے۔ قوم عاد میں صاحب جاہ تھے۔ اور ہفت اقلیم کے بادشاہ تھے۔ ملک شام میں ان کا مقام تھا۔ شب و روز حکومت رانی سے انکا کام تھا۔ شدید اور اس کے

لوگ اگرچہ حالت شرک میں جیتے تھے۔ لیکن اسکے عدل سے شیر اور بکری ایک جگہ پانی پیتے
تھے۔ ایک نقل اس کی انصاف کی بیان کرتا ہوں اور اس کے عدل کی تاثیر عیاں کرتا ہوں کہ
وہ شخص اسکے محکمہ عدالت میں آئے ان دونوں نے عجیب احوال سنائے ایک شخص بولا کہ
میں نے اس سے ایک قطعہ زمین کا لیا ہے۔ اور قیمت دیکر اپنا قبضہ کیا ہے میں نے اس
زمین میں خزانہ پایا ہے۔ اس کو دیتا ہوں یہ کہتا ہے۔ کہ میں نے زمین کو بیچا ہے اب میں
ہرگز نہیں لیتا ہوں دوسرا بولا کہ میں نے تو زمین خریدی ہے۔ نہ خزانہ ایہ یہ اسکے
لینے میں کرتا ہے۔ حیلہ و بہانہ جب حاکم نے پوچھا کہ تمہارے دونوں کے کچھ اولاد ہے
یا عمر تمہاری لاولدی سے برباد ہے۔ بولے کہ ایک کی بیٹی اور ایک کا بیٹا ہے۔ حکم کیا
کہ دونوں کو آپس میں نکاح باندھ کر یہ مال ان کو تسلیم کرو۔ اور بموجب حصے کے
ہر ایک کو تقسیم کرو۔ ایسے انصاف سے انکا قضیہ انجام کیا۔ اور اپنے تئیں دنیا میں
نیک نام کیا۔ ہر چند کہ حضرت ہود نے اسکو دعوت ایمان کی۔ پر وہ ایمان نہ لایا۔ اور
مشرک مرا بعد اسکے شداد کو خدا نے مسند حکومت پر بٹھایا اور حضرت ہود نے واسطے
لانے ایمان کے فرمایا۔ وہ بولا اگر تمہارا دین قبول کروں گا۔ تو کیا فائدہ وصول کروں گا۔
حضرت ہود نے فرمایا کہ حق تعالے تجھ کو اسکے عوض میں بہشت جاودانی عنایت کریگا۔
اور ہمیشہ اپنا فضل اور مہربانی مرحمت کریگا۔ شداد بولا کہ میں جہان میں بہشت بناؤنگا
اور دن رات وہاں عیش مناؤں گا۔ پھر شداد نے بہشت بنانے کا عزم کیا۔ اور اس کام
پر جزم کیا۔ اور اپنے ملک کے حاکموں کے پاس قاصد بھیجے۔ انہوں نے بموجب حکم
کے سونا۔ چاندی جواہرات بھیجے اور حکم کیا۔ جتنے مشک و عنبر اور مروارید ہاتھ آئیں
سو سب بہم پہنچا کر ایک بارگی ساتھ آویں۔ بعد حاصل کرنے سب اسباب کے ایک جگہ
دلکشا اور ایک منزل جانفزا کی تلاش کی اور ایسے مکان مینونشان کے کھوج میں جان خراش
کی آخر بڑی تلاش اور کوشش سے ایک مکان کہ ہوا اس کی خجل روضہ رضوان تھی۔ ٹھہرایا۔ اور
تمام جواہرات اور آلات وہاں جمع کرایا۔ بڑے بڑے استاد چابکدست دور دور سے بلائے اور عمارت محکم
اساس کی بنا ڈلوائی طول اسکی دیواروں کا مفلسوں کی امید سے لمبا اور عرض اس کا کریموں
کی ہمت سے چوڑا بلندی اس کی فلک دور سے واصل اور صفائی اسکی مہر زرنگار سے مقابل ابتدائے
عالم سے ایسا مکان کہیں نہ ہو۔ بنیاد دلیل اسکی صدق کلام اللہ میں ہے۔ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا
فِي الْبِلَادِ دیوار اس کی سونے اور چاندی کی اینٹوں کی بلندی اور سقف اس کا سونے کے پترول
سے مرصع کرکے ارجمند کی ستون اسکے بلور مرصع سے مضبوط کئے۔ اور ہر جگہ اپنے اپنے قرینے سے

مربوط کئے ان کی نہروں میں سنگریزوں کی جگہ موتی بچھوائے اور اس کے درختوں کو طلائے احمر سے مجوف بنوائے مشک و عنبر سے بھروائے جس وقت ہوائے خوش ان درختوں پر چلتی تھی۔ تو اس طرف کے رہنے والوں کے دماغ معطر کرتی تھی۔ اس کی زمین پر بعوض خاک کے مشک اور عنبر بچھوایا۔ اور بارہ ہزار کنگورے اس کے محلوں کے گرد بنوائے ان کنگوروں کو زر سرخ سے ترتیب دیکر مرصع کیا۔ یہ نہیں کہ واسطے نمود کے اس پر طمع کیا۔ معشوق دلکش اور ماہ پریوشوں کو ملک ملک سے تلاش کر کے وہاں مقیم کیا اور ان غیرت حور اور رشک پری کو ایکجا ندیم کیا۔ پانسو برس کے عرصہ میں دلکش تمام ہوا۔ اور تمام عالم کے جواہرات صرف کئے جب اس کا انصرام ہوا۔ تب اسکی تیاری کی خبر شداد کو پہنچی۔ اور وہ قصر رشک بہشت اپنی مراد کو پہنچا شداد نامراد نے فوج لیکر ایک فرسنگ پر آن کر مقام کیا۔ اور اسکے دیکھنے کے واسطے بہت اہتمام کیا۔ اس منزل میں ایک ہرن اس کی نظر میں آیا۔ کہ پاؤں اسکے چاندی کے اور سینگ زر کے اور آنکھیں یاقوت کی تھیں شداد اس کی زیبائی کو دیکھکر حیران ہوا۔ اور اکیلا گھوڑا دوڑا کر اسکے پیچھے روان ہوا جب لشکر سے علیحدہ ہوا ناگاہ ایک سوار مہیب پیدا ہوا۔ اور شداد سے کہا۔ کہ کیا اس عمارت بنانے سے تجھ کو امان ہوگی۔ یا اسکے رہنے سے تجھ کو عیش جاوداں ہوگی۔ شداد کانپ گیا۔ اور پوچھا کہ تو کون ہے۔ بولا کہ ملک الموت ہوں۔ شداد نے نہایت زاری اور بیقراری سے کہا۔ کہ مجھکو ایک نظر دیکھنے کی امان دے بعد اسکے فی الفور میری جان لے۔ پھر ملک الموت بولا کہ حکم رب الارباب نہیں اور ایک آن مہلت دینے کی مجھ کو تاب نہیں۔ اسی وقت اس کی جان ناپاک ملک الموت نے نکالی اور اس کے بدن کا ٹیلہ روح سے ہو گیا خالی اور بعد موت شداد کے وہ عمارت رفیع اور مکانات بدیع فوراً لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو گئے۔ ایک نقل تواریخ کی کتابوں میں لکھی ہے۔ کہ جناب الٰہی نے عزرائیل سے پوچھا کہ تو مدتوں سے قبض ارواح میں مشغول ہے۔ اور ابتدائے آفرینش سے تیرا یہی معمول ہے کبھی تو نے کسی پر رحم بھی کیا ہے۔ ان کی جان نکالنے میں کرم کیا ہے۔ بولا کہ خداوندا میں تو سب ہی پر رحم کرتا ہوں لیکن ہر وقت تیرا حکم سب پر مقدم کرتا ہوں فرمایا کس پر زیادہ ترس کھایا۔ تب عزرائیل نے یہ سب ماجرا حضور میں سنایا کہ ایک روز ایک کشتی کو بموجب حکم میں نے توڑا اور اس کے تختوں کو زور سے مروڑا موج ہوا سے وہ کشتی غرق ہو گئی اور روح اہل کشتی سرعت سے مثل برق ہو گئی۔ مگر ایک عورت حاملہ کو ایک تختہ پر بموجب حکم بچایا۔ اور اس تختہ کو ملائک نے ایک جزیرے میں پہنچایا جس وقت اس عورت کے پیٹ سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور ماں کا دل اس کی محبت سے شیدا ہوا۔ حضور سے حکم پہنچا۔ کہ اس کی ماں کی جان نکال لو۔ اور اس لڑکے کو تنہا اسکے پہلو میں ڈالو۔ اس وقت میں رویا۔ کہ اس کا کیا حال ہوگا۔ تڑپ کر مرے گا۔ یا درندوں کے

منہ میں اس کا ماس ہوگا۔ خداوند عالم میں نے اس بچے پر بہت رقت کی تنہائی پر نہایت شفقت کی۔ دوسرے شداد پر مجھ کو رحمت آئی کہ اس نے کئی برس میں عمارت بنائی اور ایک نظر دیکھنے سے اس کی وہ محروم ہوا اور دل میں حسرت اور افسوس لیکر دنیا سے معدوم ہوا۔ جناب الٰہی نے فرمایا۔ کہ شداد وہی لڑکا ہے کہ جس پر تو نے رحم کیا تھا اور میں نے اس کی ماں کے مرنے کے سورج اور پون کو یوں حکم فرمایا تھا کہ اپنی گرمی اور سردی سے مت ستاؤ۔ اور پھولوں کے پتے اڑا کر اس کیواسطے فرش بناؤ۔ اور اس کے دونوں انگوٹھوں سے دودھ اور شہد کی نہر بنائی اس نوازش سے میں نے جان بچائی اور روئے زمیں کی سلطنت اسکو دلوائی اور یہ تجمل اور حشمت عنائیت کیا۔ اور اس نے اس نعمت کے شکر میں دعوے خدائی کا کیا اور ہمارے قہر میں مبتلا ہوا نعوذ باللہ من غضب اللہ۔

ذکر حضرت صالح علیہ السلام

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وَاِلیٰ ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا ہم نے بھیجا طرف قوم ثمود کے ان کے بھائی کے تیئں۔ ثمود ایک طائفہ صاحب مال تھا۔ اور بہت بکریوں اونٹوں سے آسودہ حال تھا جب قوم عاد کو حق تعالےٰ غارت کیا۔ قوم ثمود نے ان کے شکستہ مکانوں پر عمارت کیا یہ لوگ مال اور اولاد کی کثرت سے گمراہ ہوئے اور اپنی دولت کے غرور سے بیراہ ہوئے۔ بتوں کی عبادت میں مصروف ہوئے اور ظلم اور فساد کے کاموں میں مصروف ہوئے۔ حقتعالےٰ نے اس قوم کو تنبیہ کے واسطے حضرت صالح علیہ السلام کو پیغمبر کیا۔ اور ان کے دماغ کو نبوت کی تری سے معتبر کیا۔ ہر چند صالح ان کو نصیحت فرماتے تھے۔ اور اپنی بت پرستی اور بدمعی سے باز نہ آتے تھے اور حضرت صالح کی نصیحت وائمی سے بیٹھ پیچھے برا بکتے تھے لیکن نسیب قومیت اور برادری کے کچھ نہ کرسکتے تھے آخر قوم سنگدل نے اس بات پر اتفاق کیا۔ اور اس بات کو تمام قوم میں شہرہ آفاق کیا کہ اگر اس پتھر میں سے ایک اونٹنی قد آور دس مہینے کی گابھن پیدا ہو۔ اور بعد اس کے اس کا بچہ اس ہی تن وتوش ڈیل وڈول کا ہویدا ہو تو ہم اس معجزے کو دیکھ کر ایمان لادیں اور ہر ایک امر میں آپکی فرمانبرداری کریں۔ حضرت صالح نے درگاہ ذوالجلال میں مناجات کی پتھر سے اونٹنی کے نکلنے کی عرض حاجات کی روح میں جبرائیل امین نازل ہوئے اور پیغام لے کر واصل ہوئے کہ میں نے روز اول سے اس طرح کی اونٹنی پتھر

اونٹنی پتھر میں بنائی ہے۔ اب اس کے پیدا ہونے کی ساعت آئی ہے +
تو بیخوف ان کافروں سے ایمان لانے کا عہد و پیمان کر اور ہماری قدرت کاملہ پر دھیان
کر۔ جب قوم نے عہد و پیمان کو موافق کیا۔ اور اپنے قول کو قسموں سے محقق کیا۔ ناگاہ اس
پتھر میں سے آواز آئی اور پارہ ہوا۔ اور جیسے عورت حاملہ وضع حمل کے روتی ہے آواز
پتھر میں سے آئی۔ اور پتھر دو پارہ ہوا۔ پتھر کے پھٹنے سے اسطرح کی اونٹنی نمودار ہوئی۔
اس کے دیکھتے ہی قوم ثمود حیران ہوئی۔ اور بعد اس کے ایک بچہ اسی جسم و ضخامت
کا پیدا ہوا۔ اسی وقت قادر کمال کی قدرت کا تماشا ہویدا ہوا۔ جناح بن عمر تو اس معجزے
کے دیکھنے سے مسلمان ہوا۔ اور دوسرے رئیسوں کا دل بھی متوجہ با یمان ہوا۔ لیکن شیاطین
الجن والانس نے کہ بت خانے کے خادم اور پرانے کفار تھے کہا کہ یہ صالح تو بڑا
جادوگر ہے۔ یہ معجزہ تو نبوت کا نہیں۔ بلکہ جادو کا اثر ہے۔ وہ بدبخت ان شیطانوں
کے قول پر گمراہ ہوئے آخر اسی بے ایمانی سے خراب اور تباہ ہوئے۔ حضرت صالح
نے سب قوم کی وصیت کی اور بڑی تاکید سے نصیحت کی۔ کہ اس ناقے کی زندگانی سے
تمہاری زندگی ہے۔ اور اس کی پریشانی سے تمہاری پریشانی ہے۔ پھر تو یہ بات ٹھہری
کہ ایک دن کا سب حیوان اور اسی مضمون کا حکم خدا تعالےٰ کا صادر ہوا۔ اور فرمان وَ لَکُمْ
شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ؕ اس بات پر سب تو خوش ہوئے مگر کئی شخص مغموم جب اونٹنی اپنی نوبت
میں پانی پینے کو کنوئیں پر جاتی تو تمام پانی کنوئیں کا ایکدم پی جاتی۔ پر وہ اونٹنی جسقدر
پانی نوش جان کرتی تھی۔ تمام قوم کے باسن اپنے دودھ سے بھرتی تھی۔ اور اونٹنی کی شکل
مہیب اور قامت طویل تھی۔ صورت شکل اس کی حضرت صالح کے معجزے کی دلیل تھی۔
امام کسائی نے لکھا ہے۔ کہ درازی اس کے جسم کی دو سو گز تھی۔ اور بلندی اس کے پاؤں کی ڈیڑھ
سو گز تھی۔ جب وہ اونٹنی چلنے کو جنگل میں جاتی۔ تو مواشی مارے ڈر کے گاؤں میں بھاگ آتے
اور جب وہ گاؤں میں رونق افروز ہوتی تو سب مواشی جنگل میں بھاگ کر غم اندوز ہوتے +
اسی سبب سے جو لوگ بہت جانوروں کے مالک تھے۔ نہایت تنگ ہوئے اور اونٹنی کے
قتل کے واسطے ہم آہنگ ہوئے۔ حق تعالےٰ نے حضرت صالح پر وحی بھیجی۔ کہ اپنی قوم سے
کہو۔ کہ اس اونٹنی کے قتل سے باز آئیں اور خلاف حکم خدا کے اس کو نہ ستائیں نہیں
تو اس کے عدم سے تمہارا بھی عدم ہوگا۔ پھر بعد اس نافرمانی کے تم پر خدا کا فضل نہ ہوگا۔
نہ کرم ہوگا۔ اس قوم میں ایک بڑھیا تھی۔ کہ مال بے نہایت بکریاں اور اونٹ بے شمار رکھتی
تھی۔ اور سوا اس کے بیٹیاں پری زاد اور گلعذار رکھتی تھی۔ اور ایک عورت کافرہ بھی نہایت

مالدار اور خاوند اس کا مسلمان اور پرہیزگار ان دونوں عورتوں نے باتفاق وہاں کے رئیسوں کے اونٹنی کا مارنا ٹھہرا اور قیدار بن سالف اور مصدع بن مہدج کو بلوایا۔ اس بڑھیا نے اپنی بیٹی کے نکاح کر دینے کا قیدار سے قرار کیا۔ اور بالفعل کچھ نقد اور جنس دیکر اسکے دل کو قرار کیا۔ وہ دونوں ملعون سات آدمیوں کو ساتھ لے کر برسر راہ بیٹھے اور اونٹنی کے انتظار میں چشم براہ جس وقت اونٹنی نکلی پہلے مصدع نے اس کو تیر کے زخم سے مجروح کیا۔ پھر قیدار ملعون نے اس کے پاؤں کو زخمی کیا۔ ان ساتوں نے اس مظلوم کو جان سے مار ڈالا اور اس ظلم صریح سے اپنی بربادی کا راستہ نکالا اور بچہ اس ناقے کا پہاڑ پر بھاگا۔ اور مارے خوف کے پہاڑ کی چوٹی سے جا لگا حضرت صالح جب اس فعل شنیع سے خبردار ہوئے۔ قوم کی اس حرکت سے نہایت بیزار ہوئے۔ کہ اسکے بچے کو کسی طرح پکڑ کر اپنے درمیان لاؤ گے تو شاید غضب الٰہی سے اپنے تئیں بچاؤ گے ہر چند قوم نے نہایت محنت کی پر وہ بچہ غائب ہؤا۔ اور ہر ایک صغیر و کبیر عتاب الٰہی سے معاقب ہؤا حضرت صالح نے فرمایا۔ کہ بعد تین روز کے تم سب تمام ہو جاؤ گے۔ جیسے حقتعالے نے فرمایا تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِکُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اور علامت عذاب کی یہ ہے کہ پہلے دن تمہارے مُنہ زرد اور دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ ہونگے۔ اور چوتھے دن عذاب خدا میں گرفتار ہو کر سب تباہ ہونگے اور کافروں نے یہ بات سنکر حضرت صالح کے مارنے کا ارادہ کیا۔ اور پوشیدہ جگہ میں بیٹھ کر اپنے تئیں مستعد اور آمادہ کیا۔ ملائک کی فوج نے انکو سنگسار کیا۔ اسطرح کی بے ادبیوں سے خدا نے ایسے عذاب میں گرفتار کیا۔ سب قوم نے حضرت صالح کے قتل پر کمر بندی کرائی۔ بھائی بند حضرت صالح کے مسلح ہو کر مقابل ہوئے ان کافروں سے اس بات کے مسائل ہوئے کہ اگر بموجب وعدہ حضرت صالح کے تم تین روز میں فنا ہو جاؤ گے اور اس بے ادبی سے خدا کے حضور میں زیادہ ایذا پاؤ گے اور جو فرمانا حضرت صالح کا خلاف ہو گا۔ جب ہمارا تمہارا اس معاملے میں انصاف ہو گا۔ قوم نے اس بات کو قبول کیا۔ اور اپنے گھر گئے فجر کو تمام قوم کا چہرہ زعفرانی ہؤا۔ اس خوف سے ہر ایک اپنی اپنی موت کا گمانی ہؤا سب کے سب جمع ہو کر بولے آخر تو ہم مرینگے لیکن حضرت صالح کو بھی مار کر اپنے آگے دفن کریں گے۔ حضرت صالح یہ خبر سنکر عقیل بن نوفل کے گھر پناہ لے گئے۔ وہ سب زرد و پشیمان ہو کر اپنا روسیاہ لے گئے۔ دوسرے دن فجر کو منہ مانند خون کے لال ہوئے۔ تب نہایت بیقراری اور فریاد و زاری سے بے حال ہوئے۔ اور شنبے کے دن خسارے ان کے مانند زنگیوں کے سیاہ ہوئے۔ سب مرد و زن یہ حال دیکھکر مشغول نالہ و آہ

ہوئے۔ حضرت صالح اسی رات مسلمانوں کو ہمراہ لیکر فلسطین میں آئے۔ اور یہ کافر بے یقین اس پیغمبر برحق سے جدا رہے یک شنبے کی صبح کو قوم ثمود نے کفن او حنوط تیار رکھکر دل زندگانی سے اٹھایا۔ اور پھر دن چڑھے ایک آواز ہیبت ناک عالم بالا سے اُن کے کانوں میں آئی۔ سب کے دل ٹکڑے ٹکڑے اور جگر پارہ پارہ ہوگئے۔ فَاَخَذَتۡھُمُ الصَّیۡحَۃُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دَارِھِمۡ جٰثِمِیۡنَ ۔ غضب الٰہی سے نہ ضعیف باقی رہا نہ متین۔ حضرت صالح بعد استخارے کے بمقتضائے حب الوطن اس مکان میں پھر آئے۔ بیغرمانی قوم کی تخریب ملک کی یاد کرکے بہت آنسو بہائے۔ بعد مدت اس زمین سے مکے کیطرف انتقال کیا۔ اور اسی جگہ دار فانی سے طرف جاودانی کے ارتحال کیا۔ خود ہی ذات پاک ہے۔ فنا اور زوال سے بے نیاز ہے۔ تغیر اور انتقال سے ؎

یہ دنیا ہے تحقیق دار فناہ ۔ تو ہرگز کبھی اس میں دل مت لگا
نہ آیا کوئی جوکہ باقی رہا ۔ نہ ساغر رہا اور نہ ساقی رہا

ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

جناب کے باپ کا نام آزر تھا اور اس زمانے میں بادشاہ نمرود کافر تھا۔ جب نمرود مسند حکومت پر جائے قرار ہوا اور اس کے اقبال کا خلل سے بیخار ہوا ہمیشہ اپنی رعیت پر انصاف اور عدل کرتا تھا۔ رات اور دن سخاوت اور شفقت کا عمل کرتا تھا بعد مدت کے شیطان نے اس کو گمراہ کیا۔ اور خیالات فاسدہ سے اس کے دماغ کو تباہ کیا۔ اور مرتبہ سلطنت سے گذر کر دعوئے خدائی کا کیا۔ اور اس پر جازم ہوکر ارادہ خود نمائی کا کیا۔ اپنی صورت کے بت ہر ایک عبادت خانے میں بھجوائے۔ اور مخلوق کو اسی طرف سجدے کروائے ایک روز نجومیوں نے ستاروں پر نظر کر کے نمرود سے عرض کی امسال اس شہر میں ایک لڑکا موجود ہوگا۔ کہ تیرا ملک اور دین اس کے سبب سے نابود ہوگا۔ نمرود نے بیقرار ہوکر حکم کیا۔ کہ جو لڑکا اس سال میں پیدا ہو۔ سو قتل کیا جائے۔ جب حضرت ابراہیم کی والدہ پر وضع حمل کی نشانیاں ظاہر ہوئیں تو وہ بی بی شہرت کے ڈر سے گھر سے باہر ہوئیں جب جنگل میں ایک سوکھی نہر میں پہنچی تو وہ قرۃ العین پیدا ہوا۔ تو والدہ کا دل ان کا دیدہ پر انوار دیکھکر خیدا ہوا۔ اور نہر کے اطراف میں ایک غار تھا۔ کہ لوگوں کی آمد ورفت سے برکنار تھا وہاں اس شاہ بے نظیر کو ایک کپڑے

میں لپیٹ کر ڈہرا وہاں سے باچشم گریاں اور دل بریاں پھر کر منہ طرف گھر کے گیا۔ بعد اس کے جب فرزند دلبند جگر پیوند کے دیکھنے کو اس غار پر آئیں۔ ان کو زندہ دیکھکر کثرت اشتیاق سے اس بی بی کی آنکھیں بھر آئیں۔ کیا دیکھتی ہیں۔ کہ وہ حضرت ایک انگوٹھے سے دودھ اور ایک سے شہد پیتے ہیں۔ اور حافظ حقیقی کی حمایت سے خوش وخرم کھیلے ہیں۔ ایسی حالت عجیب کو دیکھکر حیرت کی انگلی دانتوں میں دبالی۔ اور دودھ پلا چھاتی سے لگا۔ بنا چاری روتی گھر چلی آئیں۔ اسی طرح جب فرصت پاتیں۔ تو ان کو دودھ پلا کر چلی آتیں۔ اور جب کبھی ماں کے پہنچنے میں دیر ہو جاتی تھی۔ تو اپنے انگوٹھے کے دودھ اور شہد سے ان کی طبیعت سیر ہو جاتی تھی۔ ماں کا دودھ پلانا تو فقط ایک بہانہ تھا۔ رزاق بے منت کی رحمت سے مدام ان کا پینا اور کھانا تھا۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ حضرت ابراہیم ایک دن میں اتنا بڑھتے تھے۔ جیسے اور لڑکے ایک ہفتے میں اور ایک ہفتے میں اتنی نشو ونما پاتے تھے۔ کہ اور بچے ایک مہینے میں اور ایک مہینے میں اتنی ترقی کرتے تھے۔ کہ اور اطفال سال میں جب ایام دودھ پینے کے آخر ہوئے۔ اور حضرت ابراہیم پر نشان رشد اور دانائی کے ظاہر ہوئے۔ ایک روز ان کی والدہ نے رات کو آن کر نظارہ باجمال باکمال کیا۔ تب حضرت ابراہیم نے اپنی ماں سے یہ سوال کیا۔ کہ اس خانہ تاریک کے سوا کوئی جہان دوسرا ہے اور اس جائے وحشت افزاء کے بغیر کوئی مکان دوسرا ہے۔ بی بی نے فرمایا۔ کہ دشمنوں کے خوف سے تجھ کو یہاں چھپایا ہے۔ اور تیری نگہبانی کو اس غار وحشت آثار میں تیرا گھر بنایا ہے۔ والا سوا اسکے زمین بہت وسیع ہے اور آسمان بڑا رفیع ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اب تو مجھ کو غار میں آرام نہیں آتا اور اپنے لایق رہنے کے یہ مقام نہیں۔ پاتا۔ حضرت ابراہیم جب غار سے باہر نکلے اور آسمان پر زہرہ ستارے کو دیکھا تو فرمایا۔ کہ یہی رب میرا ہے۔ جب وہ غروب ہوا۔ تو فرمایا۔ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ (یعنے زایل ہونے والے رب پر نہ محبت کروں۔ نہ یقین) پھر نظر انوار سے مہتاب جہاں تاب کو دیکھا اور اس کا نہایت لمعان اور آب وتاب دیکھا تو فرمایا کہ رب ہے میرا اور یہی سے کام اب ہے میرا۔ جب ماہ بھی اپنے مقام سے مایل ہوا تو اسکی خدائی سے بھی ان کا اعتقاد زائل ہوا۔ جب صبح نے نقاب اپنے چہرے سے اٹھایا تب آفتاب نے تمام عالم پر اپنا نور چمکایا۔ تب بولے کہ خدا میرا اکبر ہے۔ اور اسکی خدائی اسکے نور سے ظاہر ہے۔ جب آفتاب نے بھی اپنا سر غروب کی نقاب سے چھپایا۔ اس سے بھی حضرت ابراہیم نے اپنا منہ تپیچ وتاب سے پھرایا۔ اور بولے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ سواس

خدا کے جو بے مثال اور بے زوال ہے نہیں کرتا میں کسی پر یقین پھر حضرت ابراہیم کو ان کی والدہ گھر میں لائیں۔ اور سب کیفیت اور غار کی ان کے باپ کو سنائیں اور آذر اُن کے جمال مبارک کو دیکھکر بہت شادمانی کرتے تھے۔ اور دشمنوں سے بچاکر مہربانی کرتے تھے۔ جب حضرت ابراہیم نے بتوں کی مذمت شروع کی اور ان کے پوجنے والوں پر لعنت شروع کی۔ نمرود نے یہ احوال مفصل سنکر حضرت ابراہیم کو بلایا۔ حضرت بیخوف ہو گئے اور اُن کے دل میں کچھ نمرود سے خوف نہ آیا۔ اور برخلاف اہل روزگار کے نہ نمرود کو سجدہ کیا۔ نہ سر جھکایا۔ نمرود نے نہایت غصے سے حضرت ابراہیم کو کہا۔ تو مجھ کو سجدہ کس واسطے نہیں کرتا۔ بولے کہ سوائے اپنے پروردگار کے دوسرے کو سجدہ نہیں کرتا۔ نمرود مردود نے کہا کہ تیرا پروردگار کیسا ہے۔ اور کہا۔ کھاتا ہے۔ بولے وہ سب کا خالق ہے اور مارتا ہے اور جلاتا ہے۔ نمرود بولا۔ کہ میں بھی مارنے اور جلانے کا مختار ہوں اس واسطے ان سب خلق کا پروردگار ہوں۔ اور دو قیدیوں واجب القتل کو قید خانے سے بلوایا۔ اور ایک کو مار ڈالا اور دوسرے کو قید سے چھڑایا۔ اور بولا کہ ہم نے بھی ایک کو جلایا۔ اور ایک کو مارا ہم ہیں پروردگار یہی ہے کام ہمارا حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ میرا پروردگار آفتاب جو مشرق سے نکالتا ہے۔ اگر تو سچا ہے۔ تو مغرب کی طرف سے نکال۔ تب میں دیکھوں۔ تیری خدائی کا احوال نمرود اور اس کے مصاحب جواب سے ساکت و حیران ہوئے اکثر خلق اس معاملے کو دیکھکر مسلمان ہوئے۔ ایک حضرت ابراہیم نے آذر سے پوچھا۔ کہ اے باپ یہ کیا صورتیں ہیں کہ جن کی تم بندگی کرتے ہیں۔ اور شب و روز ان کے آگے سجدے کرتے ہو۔ آذر نے کہا ہمارے خدا ہیں۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ کہ کیا بندگی کرتے ہو۔ ان کی کہ نہ جن کی آنکھ اور نہ کان اور نہ تو تم کو نفع پہنچا سکیں۔ اور نہ ضرر۔ آذر نے لاجواب ہو کر کہا۔ کہ اگر تو ہمارے خداؤں سے بیزار ہو گا۔ تو البتہ سزا پائے گا۔ اور سنگسار ہو گا۔ بعد اس کے حضرت ابراہیم نے اپنے دل میں عزم کیا۔ اور بتوں کی عاجزی ظاہر کرنے کا جزم کیا۔ لوگوں پر ظاہر ہوا۔ کہ ان بتوں کو کچھ نیک و بد کی خبر نہیں۔ اور ان کے پوجنے میں کسی کو کچھ نفع اور ضرر نہیں۔ قوم نمرود کی عادت تھی۔ کہ جب عید کا دن آتا تھا۔ تو ہر ایک اپنے تئیں لباس عمدہ پہنکر آراستہ بناتا تھا۔ اور عمدہ کھانے پکاکر بتوں کے روبرو رکھ کر عید گاہ کو جاتے تھے۔ اور اودھر سے پھر کر اس کھانے کو سال آئندہ تک فراغت رزق کا سبب جانتے تھے۔ جب عید کا دن آیا۔ تب سب نے حضرت ابراہیم کو ساتھ چلنے کا پیغام سنایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں بیمار ہوں اس واسطے تمہاری ہمراہی

ہمراہی کرنے سے ناچار ہوں اور بدرستگی فرمایا۔ تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْن یعنے اللہ تمہارے بتوں سے فریب کرونگا۔ اوران کو ذلت دے کر ناشکیب کروں گا۔ جب سب لوگ بت خانہ خالی کرکے عیدگاہ کو پہنچے حضرت ابراہیم بھی ناگاہ پہنچے اور بتوں سے بطور خوش طبعی کے فرمایا کہ ایسا عمدہ کھانا تم نے کس واسطے نہ کھایا۔ وہاں تو سراسر عالم تصویر تھا۔ کون بولتا اور کون تقریر کرتا پھر تو خلیل الرحمٰن نے تبرا لے کر سب کے سر کو توڑا کسی کے ہاتھ کاٹے اور کسی کے کان مروڑے مگر بڑے بُت کو بچا کر تبرا اسکے گلے میں ڈالا اور بُت خانے کا دروازہ بند کرکے جلد اپنے تئیں وہاں سے نکالا۔ لوگ جب عیدگاہ سے مراجعت کرکے بُت خانے میں داخل ہوئے اور چھوٹے بڑے اس مکان میں بدستور قایم حاصل ہوئے دیکھتے کیا ہیں۔ کہ نہ کسی کا ہاتھ ہے نہ کسی کا کان ہے۔ بڑی ذلت سے اندھے پڑے مثل مردہ بیجان اور بولے کہ کس ظالم نے یہ تماشا دکھلایا۔ اور ہمارے معبودوں کے سروں کو توڑ کر ہمارے دلوں کو جلایا۔ حضرت ابراہیم تو ہمیشہ بتوں پر اور بت پرستوں پر طعن کیا کرتے تھے۔ اوران کے شرک اور بے ایمانی پر لعنت کیا کرتے تھے۔ سب کا عزم ابراہیم پر بالجزم ہوا۔ اور ہر ایک کا دل خشم سے انکے قتل پر گرم ہوا سب قوم نے متفق ہو کر نمرود سے جاکر فریاد کی کہ حرمت بت خانے کی ابراہیم نے برباد کی نمرود نے حضرت ابراہیم کے بلانے کو محصل بھجوایا۔ اور بڑے طیش اور غصے سے حضور کو بلوایا نمرود اور اُسکی قوم نے کہا۔ کہ یہ فعل ہمارے معبودوں سے کس نے کیا ہے۔ اے ابراہیم۔ فرمایا کہ بڑے بُت نے کیا۔ کہ تم جانتے تھے۔ واجب التعظیم تم بڑے بت سے پوچھو وہ تم سے نہیں چھپاویگا۔ وہ تمہارا بڑا معبود ہے۔ کیا اتنا بھی نہ بتادے گا۔ القصہ مشرک اس بات کو سنکر لاجواب ہوئے اور سب شرمندگی اور خجالت سے بے تاب ہوئے اور ابراہیم سے کہا تم جانتے ہو کہ یہ بُت ہرگز نہیں بولتے۔ اور کسی نیک و بد میں منہ نہیں کھولتے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ ایسے معبودوں کی عبادت کا کیا حاصل ہے۔ جو ان بے زبان کو پوجے وہ بڑا جاہل ہے۔ اس معاملے کو دیکھکر بہت لوگ مسلمان ہو گئے۔ اور لوگ یہ بات سُنکر مستعد بایمان ہوئے۔ نمرود نے اس معاملے کو دیکھ کر حضرت ابراہیم کو قید کا حکم کیا۔ اور اس پیغمبر مظلوم پر اس کافر نے بڑا ظلم کیا۔ سب کفار نابکار نے کہا۔ کہ ابراہیم کو آگ میں جلاؤ۔ اور غصے کی آگ کا شعلہ ہمارے دل سے بجھاؤ۔ پھر تو دامن کوہ میں ایک سو ساٹھ گز کا مکان بنایا اور ملک ملک کی لکڑیوں کو جمع کرکے وہاں آگ کا ایک شعلہ اس درجے پر بلند ہوا۔ کہ راستہ پرندوں کے اڑنے کا اس کے سامنے سے بند ہوا۔ کوئی بنی آدم اسکے نزدیک نہیں جا سکتا تھا۔ اور حضرت ابراہیم کے ڈالنے کی تاب نہیں لا سکتا تھا پھر تو سب

حیران ہوئے۔ اور ان کو آگ میں ڈالنے کی تدبیریں کرنے لگے۔ شیطان نے تعلیم کی۔ کہ تم ایک منجنیق بناؤ۔ اور پہاڑ پر دو تین تھام گڑواؤ۔ مانند جھولے کی جھلا کر آگ میں ڈالو۔ اور اپنے دل سے حسرت نکالو۔ جب حضرت ابراہیم کو طوق و زنجیر کر کے پر بٹھایا۔ تو آسمان اور زمین کے فرشتوں نے رو کر شور مچایا۔ کہ خداوند تیرے خلیل سے کافر یہ معاملہ کرتے ہیں۔ ہم ہم تو اس ظلم کے دیکھنے سے مارے رنج کے مرتے ہیں۔ ہم کو حکم ہو۔ تو ان کو ابھی چھوڑا دیں اور تیرے دوست کو ان دشمنوں سے۔ بچا دیں حکم ہوا اگر تم سے ابراہیم مددگاری مانگے تو بہتر ہے۔ اسکی جاکر مددگاری کر دیا ری۔ دو فرشتے جو باد و باران پر موکل تھے۔ حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور بولے کہ اگر حکم کرو۔ تو یہ ہوا اور بارش ایک پل میں اسکو بجھاوے حضرت ابراہیم نے ہرگز قبول نہیں کیا۔ وہ فرشتے انکی حالت دیکھکر بہت ملول ہوئے۔ جب وہ شیطان ! المتوکلین منجنیق سے باہر ہوئے۔ جبرائیل امین فی الفور ہوا کی فضا میں حاضر ہوئے۔ اور کہا۔ کہ کچھ حاجت ہو۔ تو بولو کہ اس آگ سے کافروں کو جلاؤں اور تم کو ان شعلوں سے بچاؤں۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ کہ تم سے تو کچھ احتیاج نہیں۔ اور خدا اس میں راضی ہے تو کچھ علاج نہیں۔ جبرائیل نے عرض کی۔ خدا سے سوال کروں۔ اور اس مصیبت کے واسطے عرض حال کروں حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ کہ وہ خوب عالم ہے۔ میرے عرض کرنے سے پھر کیا حاصل ہے۔ اس کے سوال سے جب جناب بے نیاز نے دیکھا کہ یہ راہ توکل ہی میں ہے مستقیم فرمایا بنار کونی بسراً وسلماً علی ابراہیم حضرت ابن عباس سے نقل ہے۔ کہ اگر کلام الٰہی میں لفظ سلام نہ ہوتا۔ تو مارے ٹھنڈک کے حضرت ابراہیم کو آرام نہ ہوتا۔ ملائک نے بازو حضرت ابراہیم کا پکڑ کر نہایت آرام سے زمین پر بٹھایا۔ اسی وقت رضوان بہشت نے خلعت فاخرہ لاکر پہنایا۔ اور بیس بیس گز آس پاس ان کے جمایا۔ گل اور ریحان اور سبزے اور شگوفے بنایا عجیب بوستان اور ایک چشمہ شیریں وہاں جاری ہوا۔ حضرت ابراہیم کے حال پر فضل باری ہوا۔ اور حضرت اسرافیل کو حکم ہوا۔ کہ صبح اور شام طعام لذیذ پہنچایا کرے۔ جو کمال خوشی اور بے غمی سے میوا عزیز کھایا کرے۔ جب سات دن اس ماجرے پر گزرے اور نمرودیوں نے جانا۔ کہ آگ بجھی ایک اونچے محل پر نمرود چڑھ کر ہمیشہ دیکھا کرتا تھا۔ اور حضرت ابراہیم کے زندہ رہنے کے خوف سے اپنے دل میں ڈرا کرتا تھا۔ کہ وہ اپنے خدا کی مدد سے سلامت آوے گا۔ تو مجھ پر اور میرے ملک پر بڑی آفت لاوے گا۔ جب کبھی یہ بھید اپنے دل کا مصاحبوں کے روبرو منہ پر لاتا تھا۔ اور ہر ایک اس کی تسلی کے واسطے یہ بات سناتا تھا۔ اگر سنگ خارہ بھی اس آگ میں ڈالیں۔ تو پگھل جاوے۔ انسان کی تو کیا بنیاد

ہے کہ جل کر راکھ نہ ہو جاوے ایک روز نمرود نے اپنے محل سے خوب غور کر کے کیا دیکھا۔ کہ ابراہیم کے گرداگرد تو سب گل وریحان ہے۔ اور بجائے آتش سوزان کے تمام گلستان ہے۔ اور چشمہ آب شیریں وہاں جاری ہے۔ ہر دم ہر گھڑی وہاں عیش وعشرت کی تیاری ہے۔ نمرود اس حال بعید از خیال کو دیکھ کر نہایت حیران اور نہایت اضطرار اور بیقراری سے سرگردان ہوا۔ اور بولا کہ اے ابراہیم تو نے ایسی آتش جان گداز سے کیونکر مخلصی پائی اور بہشت ناز و نعمت کی کس نے بنائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اس قادر بیچون کی قدرت کا یہ ادنے ظہور ہے۔ اس کے فضل وعنایت کے سامنے ایسا کام کیا دور ہے۔ نمرود بولا کہ جس کی قدرت کا یہ ادنیٰ آثار ہے وہ فی الحقیقت بڑا پروردگار ہے۔ پھر تو حضرت ابراہیم بموجب طلب نمرود کے راکھ کے پہاڑوں سے نکل کر تشریف لائے اور از سر نو وعظ و نصائح کے قول نمرود مطرود کو سنائے نمرود نے چند روز کی مہلت مانگی اور اس معاملے کے سوچنے کی فرصت مانگی ہاماں نام اس روز کا تھا اس سے مشورت کی اور ایمان لانے کے ارادے میں مصلحت کی اس ملعون نے کہا اتنی مدت تک خدا کی اب بندگی اختیار کرتا ہے اور تمام عالم میں اپنی واسطے شرمندگی اختیار کرتا ہے جب حضرت ابراہیم نے بعد مدت مہلت کے پھر تقاضائے ایمان کیا نمرود بے لودے نہایت تملق اور رواضع سے بیان کیا کہ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ قربانی عظیم پروردگار تیرے کے تیار ہے قربانی بغیر ایمان کے قبول نہیں۔ اور ایسی قبولیت کا خدا کی درگاہ میں معمول نہیں نمرود نے چا ہزار گائے بہت بکریاں اور اونٹوں کو ایک میدان وسیع میں قربانی کیا لیکن ہامان کی شیطنت سے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں جاودانی کیا!

احوال نمرود کے ہلاک ہونے کا

جب ابراہیم نے نمرود کو فرمایا کہ تو بڑے کاموں سے ہاتھ کو تازہ کر اور پشیمان ہو کر خدا کی درگاہ میں نالہ و آہ کر خدا تعالے نے تیرے تئیں چار سو برس سے بادشاہی دی اور اس طرح میرے معجزوں نے دین حق پہ گواہی دی۔ اب تک تو اپنے کفر سے باز نہیں آتا ہے۔ اور اپنی نادانی سے دعوئے خدائی کا کئے جاتا ہے۔ اور تیرے غارت کرنے کو ایک ادنے شکر اس کا کفایت ہے۔ نمرود نے کہا۔ میں گمان نہیں کرتا۔

کہ روئے زمین پر سوائے میرے دوسرا بادشاہ ہوئے اور میری بارگاہ کے سوا دوسری بارگاہ ہووے ۔ اگر آسمان کے بادشاہ کی فوج ہے تو کہو کہ مجھ پر بھیجے اور میری لڑائی اور حشمت کا تماشا دیکھے۔ حضرت جبرائیل بعد دعائے حضرت ابراہیم کے نازل ہوئے کہ نمرود سے کہو۔ کہ ہماری فوج آتی ہے۔ تو تیار ہو۔ اور اپنی فوج کو جمع کر کے میدان میں مستعد پیکار رہو۔ نمرود نے تین روز کی مہلت میں لاکھوں فوج بلائی۔ اور ایک میدان میں مستعد پیکار رہو۔ نمرود نے تین روز کی مہلت میں لاکھوں فوج بلائی اور ایک میدان میں سب کی سب جمع کرائی۔ چوتھے روز حضرت ابراہیم تن تنہا نمرود کی فوج کے مقابل ہوئے۔ وہ لوگ ان کو اکیلا دیکھکر اس طرح سائل ہوئے کہ ابراہیم کہاں ہے۔ وہ فوج آسمانی فرمایا کہ گویا دم میں تجھ پر پہنچتی ہے۔ بلائے ناگہانی۔ اس گفتگو میں تھے۔ کہ ناگاہ پشوں کی فوج نے نمرود کی روشنی آفتاب کی چھپ گئی اور عقل جاتی رہی۔ نمرود کی یکایک بادل سیاہ آسمان پر چھا گیا۔ نمرود کے لشکر کی آنکھوں میں مارے ہیبت کے اندھیرا آگیا۔ نمرود نے کہا۔ کہ نقارہ بجادیں۔ اور فوج آسمانی کو نقارہ اسپی و شتری سے ڈراویں۔ جب مچھروں کی آواز نمرود کے لشکر کے کان میں آئی۔ ہوش سب کے جاتے رہے تمام فوج گھبرائی اور ان کے گونجنے کا شور تمام عالم میں بھر گیا۔ چھوٹا بڑا ہیبت الٰہی سے ڈر گیا۔ ایک آدمی پر ہزاروں لاکھوں مچھر لپٹ گئے۔ سر سے پاؤں تک مانند کالی بلا کے چمٹ گئے۔ گوشت کی بوٹی اور لہو کی بوند انکے بدن پر نہ چھوڑی ہزاروں آدمی اور حیوان مرے نہ گھوڑا رہا نہ گھوڑی نمرود بھاگ کر اپنے محلوں میں گھس گیا۔ اور عورتوں میں چھپ کر آ بیٹھا اسی عرصے میں ایک لنگڑا مچھر آیا۔ نمرود نے اپنی عورتوں کو دکھا کر فی الفور اس مچھر نے دوڑ کر ناک کی راہ سے دماغ میں قرار پایا۔ اور اپنی سونڈ کو اس کے بھیجے میں جا کر وار پار گیا اسی گھڑی نمرود اُڑ گیا۔ سونا اور آرام اور شب و روز سر پیٹنے سے رہا اسکو کام جب تک اسکے سر کو کوٹتے تھے۔ تو کچھ درد کم ہوتا تھا اور بغیر کوٹنے کے بیقرار دم بدم ہوتا تھا۔ جو کوئی اس مجلس میں آتا تھا۔ تو بعوض زمین بوس کے اس سر لیے مغز پر ڈھول لگاتا تھا۔ اس طرح نمرود غضب الٰہی میں گرفتار ہوا۔ بعد چالیس دن کے اسی درد سے مردار ہوا۔ بعد اسکے حضرت ابراہیم نے بموجب وحی الٰہی کے ملک شام کی طرف ہجرت کی۔ اور اس ملک کے رہنے سے بسبب ان کی نافرمانی کے نفرت کی۔ جب مصر میں سارہ کو اپنے ہمراہ لیا۔ حاکم مصر کو لوگوں نے حضرت سارہ کے حسن و جمال سے آگاہ کیا۔ کہ عالم خوبی میں مانند اس کے انسان نہیں۔ اور روئے زمین سے فلک تک ایسا ۔

ماہتا ہاں نہیں۔ بادشاہ مصر نے حضرت سے پوچھا کہ اس عورت سے تیرا کیا رشتہ ہے۔ اور میں اسکو لینا چاہتا ہوں۔ حضرت ابراہیم نے جانا۔ کہ اگر کہوں کہ یہ ہے۔ میرا قبیلہ تو وہ کافر البتہ میرے مار ڈالنے کا کرے گا۔ حیلہ۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا یہ میری بہن ہے۔ (یعنی دین کی) اس طرح بچے آفت سے اس بے دین کی جب اس نمرود نے حضرت سارہ کو اپنے سامنے بلایا۔ ان کا حسن وجمال دیکھتے ہی اپنا ہوش و حواس کو گوایا بے اختیار ہوکر اس بی بی معصومہ پر ہاتھ دراز کیا۔ اور مغلوب العقل ہوکر بے ادبی کا دروازہ باز کیا حضرت سارہ کی دعا سے اسکے دونوں ہاتھ شل ہوئے اور قوائے بدنی اس کے مارے گئے اور درد سے بیکل ہوئے بادشاہ بولا کہ اے عورت تو نے مجھ پر کیا جادو کیا بی بی نے فرمایا کہ تیری نیت بد سے خدا نے تجھ کو بے قابو کیا۔ وہ ملعون بولا کہ اگر میں تیری دعا سے تندرست ہو جاؤں گا۔ تو ہرگز تیری طرف نیت بد سے ہاتھ نہ ڈالوں گا حضرت سارہ نے خدا کی جناب میں منت کی وہیں جناب الٰہی نے اس مردود کو صحت دی پھر ان کا حسن وجمال دیکھکر بے اختیار ہوا۔ اور دل ارادہ اول سے نہ پھرا۔ نہ دست بردار ہوا خدا نے اس کے دونوں ہاتھوں کو پھیر اپاہج بنایا وہ کافر بڑی منت سے گڑگڑایا۔ اسی طرح تین بار اس کافر کی بدنیتی سے دونوں ہاتھوں کی کلائی شل ہوتی تھی۔ اور اس معصومہ کی دعا سے مشکل حل ہوتی تھی۔ پھر تو دل کے اخلاص سے اس کام سے دست بردار ہوا۔ اور ان بی بی کے تئیں کنیزک ہاجرہ نام نذر کی۔ اور توبہ گار ہوا۔ جب حضرت سارہ نے آن کر حضرت ابراہیم سے چاہا۔ کہ عرض حال کروں۔ اور اس معاملے کی کیفیت گذشتہ کا قیل وقیل کروں۔ حضرت ابراہیم بولے کہ اس وقت قادر پر کمال نے میری نظروں کے سامنے سے تمام حجاب اٹھائے اور جو معاملے تجھ پر گذرے۔ وہ سب مجھ کو دکھائے اللہ تعالے اپنے دوستوں پر مہربان ہے۔ اور ہر حال میں ہمارے ناموس کا نگہبان ہے۔ وہاں سے حضرت ابراہیم نے ارادہ ملک شام کا کیا۔ اور دمشق کے علاقے میں دیار فلسطین میں آرام کیا۔

ذکر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پیدا ہونیکا

جب حضرت خدائے وہاب نے ابراہیم علیہ السلام کو بخشے۔ دواب اور بکریاں اور انعام اور سامان زراعت اور اسباب راحت کا کہا۔ انعام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خاطر

مبارک میں یہ خیال گذرا کہ خدا نے مہربانی نہایت کی۔ اور نعمت دنیا اور آخرت کی عنایت کی اگر ایک فرزند بھی اس کے کرم سے عنایت ہو۔ تو وارث منصب نبوت اور رسالت ہو۔ بی بی سارہ نے دیکھا کہ طبیعت حضرت ابراہیم کی اولاد کیطرف مائل ہے اور زبان مبارک مدام اولاد کی طلب میں مائل ہے۔ اس واسطے حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہؓ کی صحبت کی ابراہیم کو اجازت دی او بامید اولاد کے اس بات کی رخصت دی تب ہاجرہؓ نے ابراہیم کی شرافت صحبت پائی۔ اور بستری سے اس جناب کی عزت پائی۔ صدف وجود اس معصومہ کا گوہر پاک سے حامل ہوا۔ اور اس شرافت کے حاصل ہونے سے درجہ اس بی بی کا کامل ہوا۔ بعد نو مہینے کے لڑکا پیدا ہوا۔ اور دل باپ کا اس پر نہایت شیدا ہوا۔ اور فرمایا۔ الحمد اللہ الذی وَھَبَ لی عَلیَ الکبر اسمٰعیل حضرت ابراہیم بجا لائے شکر و ثنا رب جلیل بڑھاپے کی اولاد۔ تو بہت ہی پیاری اور محبت اس کی سب اولاد سے زیادہ ہوتی ہے۔ نیاری اکثر اوقات طبیعت حضرت ابراہیم کی انکے بوس وکنار میں مشغول ہوئی۔ رشک سے خاطر سارہ کی نہایت ملول ہوئی۔ اور بولی کہ ان دونوں کو ڈال۔ اور ایک بیابان لق ودق میں سوائے اسکے دوسری تجویز نہیں۔ ان کے حق میں الٰہی حکم ہوا۔ کہ سارہؓ کی خاطر کرائے۔ ابراہیم علیہ السلام بیابان میں چھوڑ۔ اور مت کر کسی کا خوف اور بیم تب دل پرتاب اور چشم پرآب سے انکو لے چلے حضرت خلیل اور ہاجرہ کو مکے کی طرف رہبر ہو کر ہمراہ ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام بعد طے کر لے۔ منزلوں کے اترے ایک میدان میں ان ماں بیٹے کو اس مکان میں چھوڑا اور ان کو تن تنہا چھوڑ کر گھر کی طرف باگیں موڑیں۔ بی بی نے نہایت صبر وشکیب سے گود میں لیا۔ اس بچہ گلندار کو اور بے اختیار روتی تھیں۔ دیکھکر اس دشت پرخار کو وہ مکان گرم وخشک تھا۔ حرارت سے اور وہ جنگل تمام خالی تھا۔ عمارت سے ہوا اس کی کرہ ناری کی ہوا سے تھی۔ گرم تر اور زمین وہاں کی حرارت میں تھی۔ مانند کبریت احمر بی بی ہاجرہ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ تم کو ہمارے حال پر کچھ رحم نہ آیا۔ کہ یہ بچہ اور میں ضعف سے زار و نزار اور یہ دشت پرخار ہم کو اس بیابان میں کس کو سپرد کرتے اور کچھ نہیں کہتے ہو کہ تم جلیتی ہو یا مرتی ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رو رو کر یہ فرمایا۔ اور اس بی بی کو یہ کہنا سنایا۔ کہ حافظ عالم تمہاری حفاظت کا متکفل ہے۔ اس نگہبان حقیقی سے تمہاری مراد حاصل ہے۔ بی بی ہاجرہ بولیں۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَتَوَکَّلْتُ عَلَے اللّٰہِ اور حضرت ابراہیم

نہایت حسرت سے شام کی راہ لی اور حضرت نے ان کو دیا کچھ دیا۔ خرما اور ایک مشک دی پانی کی اور اعلائے مکہ تک پہنچ ادھران دونوں پر ڈالی اور ان کی تنہائی پر دل جلا کر یہ دعا منہ سے نکالی۔ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم اپنی عنایت اور حفاظت سے ہمیشہ رکھیو ان کو معزز و مکرم جب چندروز میں ان کا پانی اور طعام تمام ہوا۔ اور ہاجرہ کا دل اس بچے کی تشنگی دیکھکر بے آرام ہوا۔ بی بی نے جانا۔ کہ بغیر جان دینے کے کوئی چارہ نہیں۔ اور بندے کو تقدیر الٰہی سے گریز نہیں۔ وہاں سے دوڑ کر کوہ صفا پر آئیں اور پانی کی تلاش میں چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ ایک لحظہ وہاں توقف فرمایا۔ اور کوئی فریاد رس وہاں نظر نہ آیا۔ اور وہاں سے دوڑ کر کوہ صفا سے گزر کر کوہ مروہ پر آئیں اور العطش العطش کہکر جناب باری میں چلائیں۔ وہاں بھی ایک لحظہ توقف کیا۔ اور پانی کا نشان نہ پایا اسی وقت دل میں اس پیاسے بچے کا دھیان آیا۔ سات بار بدستور سعی اور کوشش میں آتی جاتی تھیں۔ ہر بار اس شاہزادہ عالم کو چھاتی سے لگاتی تھیں۔ الیاذ ہو۔ کہ درندہ اس کو کھاوے اور میرے لب تشنہ اور جگر سوختہ کو جلاوے اور اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے اس میدان میں گرمی اور پیاس سے جلتے تھے۔ اور لڑکوں کے بدستور سے ایڑیاں زمین سے رگڑتے تھے۔ ارحم الراحمین نے ان کے قدموں کے تلے سے ایک چشمہ پانی کا نکالا۔ اور اس چشمہ آب حیات کو اس پانی سے پالا جب حضرت بی بی ہاجرہ نے آن کر چشمہ پانی کا دیکھا اور ٹکڑا سیر آب اپنے جانی کا دیکھا اور بولیں کہ سنکر تیری نعمتوں کا بارا لہا۔ اور اس وقت مشک بھرنا چاہا۔ ہاتف غیبی نے پکارا۔ کہ یہ آب رحمت الٰہی ہے۔ حکم ہونے سے مت ڈر۔ یہ فیض نا تمنا ہی ہے۔ تجھ کو اور تیرے قرۃ العین کو اس چشمے سے محفوظ کیا۔ اور اس کو روز قیامت تک چشم بد سے محفوظ کیا۔ یہ فرزند جلیل اور اس کا باپ ابراہیم خلیل اللہ بیت اللہ کو بناوے گا۔ اور تمام عالم حج اور طواف سے فیض پاوے گا۔ بی بی ہاجرہ اس مژدے کو سنکر خوش و خرم ہوئیں۔ اور اپنے قرۃ العین کو لے کر عیش و عشرت ہمدم ہوئیں

بیان قبیلہ جرہم کے آنیکا اور حضرت اسمٰعیل کے پرورش پانیکا

قبیلہ جرہم ولایت یمن میں رہا کرتے تھے۔ مکے کے راہ سے تجارت شام کو جایا کرتے تھے۔ اتفاقاً جرہم کے قافلے نے مکے کے درمیان میں مقابلے پر رات کی رات اس منزل میں آرام کیا۔ اس قوم نے دیکھا کہ خلاف معمول پرندے پرواز کرتے تھے گویا پانی کی خوشی سے اڑتے اور آواز کرتے ہیں۔ ایک اعرابی نے آکر دیکھا کہ ایک چشمہ آب حیات مصفا ہے۔ اور ایک بی بی پاک دامن اور صاحبزادہ گل پیراہن بیٹھا ہے وہ اعرابی اس صحرا میں ان کو دیکھکر حیران ہوا۔ اور پوچھا کہ تم قسم جن ہو۔ یا نوع انسان بی بی ہاجرہ نے فرمایا۔ کہ فضل الٰہی یہ فرزند مجھ کو عنایت ہوا۔ اور اسکے طفیل سے یہ چشمہ خوشگوار مرحمت ہوا۔ اس اعرابی نے قوم کو جاکر یہ مژدہ سنایا رئیس اس قوم کا بی بی ہاجرہ کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو۔ تو ہماری قوم آکر آباد ہو۔ اور آپ کی بھی وحشت تنہائی کم اور دل شاد ہو۔ بی بی نے فرمایا کہ اگر تولیت میری اس چشمے پر قبول ہو جاوٗ۔ اور اپنے عیال اور اطفال کو لے کر آؤ۔ وہ قوم چند روز میں مع عیال و اطفال اور مواشی حاضر ہوئی۔ اور حضرت بی بی کے طفیل سے رہی۔ اور آسودہ خاطر ہوئی۔ اس مقام کریم میں عمارت عالی شان بنائی۔ اور رعایت حضرت اسمٰعیل کی اپنے ذمے پر واجب کی نشو و نما کامل ہوئی۔ جبرائیل نے حضرت خلیل کو یہ مژدہ پہنچایا۔ یا اوران کے انتظام احوال کا قصہ کہہ سنایا۔ حضرت ابراہیم ایک سال میں ایک بار براق پر سوار ہو کر آتے تھے۔ اور اپنے عیال کی خبر لے کر ہمیشہ پھر جاتے تھے۔ حضرت اسمٰعیل کا سن مبارک جب ہوا پندرہ سال بی بی ہاجرہ نے دار فانی سے عالم جاودانی کو کیا۔ انتقال ان کے جسم اطہر کو حجر اسود کے پاس مدفون کیا۔ اور درد ہجرت نے حضرت اسمٰعیل کی خاطر محزون کیا۔ جب حضرت اسمٰعیل وہاں رہنے سے برخاستہ خاطر ہوئے۔ سب رئیس اس قوم کے حضرت اسمٰعیل کی خدمت میں آحاضر ہوئے اور بڑی منت اور سماجت سے ان کو ٹھہرایا۔ اور اشراف قوم میں ایک لڑکی سے آپ کا نکاح بندھوایا۔ طبیعت اسمٰعیل کی شکار پر رہتی تھی۔ راغب اور مدام کوہ و صحرا میں صید اور وحوش کی طالب۔ اتفاقاً ایک روز حضرت ابراہیم مکے میں تشریف لائے۔ بی بی ہاجرہ کی وفات کی خبر سنکر آنسو بھر لائے۔ دروازے پر جاکر ان کی منکوحہ سے بی بی کا استفسار حال کیا۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے حاضر نہ ہونے کا سوال کیا۔ وہ بی بی حضرت ابراہیم سے واقف نہ تھی

کچھ حضرت ابراہیم کی تعظیم او تو قیر نہ کی اور ضیافت اور مہمان داری کی تدبیر نہ کی حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ کہ حضرت اسمٰعیل شکار سے آوے۔ تو میرا اسلام کہیو اور اسکو طرف سے یہ پیغام کہیو۔ کہ تیرے دروازے کی دہلیز اچھی نہیں اور ہماری طبیعت کو ایسی دہلیز مرغوب نہیں۔ حضرت ابراہیم یہ فرماکر روانہ بہ سمت شام ہوئے۔ اور حضرت اسماعیل شام کو داخل مقام ہوئے۔ اس بی بی بے نصیب نے بیان کہا۔ سب احوال اور ظاہر کیا۔ جو کچھ ہوا۔ قیل و قال حضرت اسماعیل نے فرمایا۔ کہ گھر کی دہلیز تو ہے۔ مگر نہایت بے ادب و تمیز ہے اور میرا پدر پُر اشفا ہے۔ دہلیز بدکے کنایہ یہ ہے۔ کہ تم کو طلاق ہے۔ بعد اس کے بموجب ایمائے پدر بزرگوار کے ایک بی بی جمیلہ سے نکاح کیا اور صالحہ کی صحبت سے خاطر مبارک کو فلاح دیا۔ اور دوسری بار مکے تشریف لائے۔ حضرت ابراہیم اس بی بی عاقلہ نے حضرت کی نہایت تعظیم کی اور بولی کہ یہ لونڈی آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ اور خاوند میرا واسطے شکار کے باہر ہے۔ روٹی جو تیار تھی۔ سو حضور میں حاضر کی اپنے مقدور سے زیادہ اس جناب کی خاطر کی۔ حضرت ابراہیم نے براق ہی پر سوار ہو کر تناول کیا۔ اور اس بی بی خدمت دیکھ کر اس کی خوبی پر تغافل کیا۔ پھر بی بی نے عرض کی کہ مرضی ہو۔ تو سر مبارک کے دہو ؤں بال اور اس خدمت سے اپنے دل کو کروں۔ فارغ البال۔ حضرت ابراہیم نے ایک قدم رکاب میں رکھا اور دوسرا پتھر پر قایم کیا۔ نیا بی صاحبہ نے ایک طرف ہو کر بالوں کو ملایم کیا۔ دوسری طرف کا بھی اسی طرح سر دہویا اور میل و گرد کو سر مبارک سے کھویا۔ اثر قدم شریف کا اس پتھر پر نمود ہوا۔ اور معجزہ روز قیامت تک عالم میں موجود ہوا۔ چلتے وقت فرمایا۔ کہ اسماعیل سے کہیو۔ کہ آستانہ تیرے گھر کا بہت مناسب ہے۔ اور ہماری اس کی خوبی پر راغب ہے۔ جب اسماعیل شکار گاہ سے آن کر گھر میں داخل ہوئے اور حضرت اسماعیل بی بی کے ساتھ ہم محفل ہوئے۔ انہوں نے حضرت اسماعیل کو اس احوال سے خبردار کیا۔ اور تمام ماجرا ان کے حضور میں اظہار کیا۔ حضرت اسمٰعیل نے کہا۔ کہ زہے طالع تیرے اے یار غمگسار۔ وہ میرا باپ ہے۔ ابراہیم خلیل پروردگار۔ دہلیز کا قایم رکھنا تیری خاطر داری کی وصیت ہے۔ بسر و چشم مجھ کو قبول ان کی نصیحت ہے۔ میں بمقدور تیری خاطر داری و ناز برداری کروں گا۔ اور ان کے فرمانے سے ہمیشہ تیری غمگساری کرونگا ۔

✤ ✤ ✤

✤ ✤ ✤

ذکر حضرت اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کا

جب خالق ارواح نے بی بی ہاجرہ پر اسمٰعیل کی عنایت کی۔ حضرت سائرہ نے بھی فرزند کی تمنا بے نہایت کی۔ ایک روز حضرت جبرائیلؑ اور کئی فرشتے حسین جوانوں کی صورت بنا کر حضرت ابراہیمؑ کے گھر آئے حضرت ابراہیمؑ ان کو آدمی جان کر واسطے ضیافت کے گوسالہ بھون کر لائے۔ ہر چند حضرت ابراہیمؑ نے تاکید سے فرمایا۔ پر انہوں نے اس کھانے سے ایک لقمہ بھی نہ کھایا۔ اور زمانے میں یہ دستور تھا۔ کہ جو کوئی کسی کو ایذا پہنچانا چاہتا ہے۔ تو وہ شخص اسکے گھر کا کھانا نہ کھاتا تھا۔ فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کا چہرہ اُداس دیکھ کر فرمایا۔ کہ ہم ملائک ہیں۔ اس واسطے تمہارا کھانا نہ کھایا۔ اور بولے کہ ہم قوم لوط کو عذاب دینے کو آئے ہیں۔ اور تمہارے واسطے دو فرزند ارجمند کے پیدا ہونے کی خوشخبری لائے ہیں۔ ایک کا نام اسحاق اور دوسرے کا یعقوب اور وہ دونوں ہونگے۔ تمہارے محبوب بی بی سارہؓ نے تعجب سے فرمایا۔ کہ معاملہ عجیب ہے بانجھ عورت اور بوڑھے مرد سے اولاد پیدا ہونا نہایت غریب ہے۔ ملائک نے فرمایا۔ کہ جو قادر پر کمال آدم کو بغیر ماں باپ کے پیدا کرے۔ اس سے کیا عجب ہے۔ کہ بانجھ عورت اور پیر مرد سے اولاد پیدا کرے بعد سات روز کے حضرت سارہؓ کو حمل ہوا۔ اور نو مہینے تک وہ بچہ پیٹ میں بے خلل رہا نو مہینے کے بعد حضرت سارہؓ کو درد شروع ہوا۔ حضرت اسحاق کا ستارہ عالم میں طلوع ہوا۔ عمر حضرت ابراہیمؑ کی سو برس کی تھی۔ اور حضرت سارہؓ کی عمر تھی۔ ایک برس سو سے کم۔ حضرت ابراہیمؑ نے خوش ہو کر فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اسمٰعیل واسحٰق تیری قدرت کامل ہے۔ اور تو ہے قادر علی الاطلاق۔

ذکر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کا

یہ ماجرا حضرت اسمٰعیل کے لڑکپن اور حضرت ہاجرہ کی زندگانی میں واقعہ ہوا۔ یہ احوال نظم اردو میں لکھا جاتا ہے

خواب میں اک شب خلیل اللہ تھا ۔۔۔ بہر قربانی اسے حق نے کہا
نیند سے چونکا جو وہ مرد خدا ۔۔۔ صبح کو لا شتر سو قربان کیا
دوسرے دن پھر اسے آیا یہ خواب ۔۔۔ خواب میں حق سے کہ قربانی کر شتاب
پھر وہ پیغمبر اٹھا وقت سحر ۔۔۔ اکے قربان اس نے سو شتر
پھر جو بستر پہ وہ اپنے سو رہا ۔۔۔ تو وہیں حکم خدا صادر ہوا
تب کہنے لگا کہ اے بے نسبت سبب ۔۔۔ مجھ پہ کچھ کھلتا نہیں اسرار غیب

کچھ نہیں سمجھوں کیا قربان کروں تاکہ میں اس درد کی درماں کروں
یہ جواب آیا کہ اے اہل تمیز مجھ سوا رکھتا ہے تو جسکو عزیز
اسکو تو میرے لئے قربان کر ہے اسی میں خیر تیری سر بسر
یعنی قربان تو کر فرزند کو نور چشم اپنے کو اور دلبند کو
اپنے بیٹے کو تب وہ کہنے لگا! اے میرے فرزند مجکو خوش لگا
خواب میں حق نے یہ فرمایا مجھے راہ میں اسکی کروں قربان تجھے
اسمیں اپنی رائے مجھکو اب بتا سنتے ہی اسکو جواب ایسا دیا
کیا مبارک ہے تیرا خواب اے پدر ذبح کر مجھ کو کچھ اندیشہ نہ کر
اب چھری کو حلق پہ میرے چلا گر خدا چاہے تو صابر پائیگا
جب ہوا راضی وہ اور اسکا پسر باپ نے اس کام میں باندھی کمر
دست و پا اس گلبدن کے باندھکر اس گھڑی اسکو گرایا خاک پر
تیز کر لی ہاتھ میں اسنے چھری اسکے نازک حلق پر وہ پھیری
قدرت حق سے ہوا بیگانہ بال باپ حیرت میں ہے یہ دیکھ حال
تب چھری بولی یہ ابراہیم سے عجز سے آداب سے تعظیم سے
جسنے آتش تجھ پہ کی گلزار ہے اس نے کی ہے کند میری دھار ہے
دوں ہی ابراہیم کو آئی ندا اے حبیب صادق اس سے باز آ
حکم میرا سچ ہے تو لایا بجا آزمائش کیلئے یہ حکم تھا
تب اسی دم جبرائیل ہوشمند لائے جنت سے اک نر گوسفند
اسکے بدلے اسے قربان کردیا اور لیا مذبح سے لڑکے کو اٹھا
اس لئے ختم رسل نے یوں کہا سنت ابراہیم سمجھے ہے اضحیا

بیان بیت اللہ شریف کے بنانے کا

حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور حکم الٰہی اس طرح لائے کہ تم اور اسمٰعیل خانہ کعبہ کی عمارت تیار کرو۔ اور اہل عالم کے تئیں واسطے طوائف بیت اللہ کے دعوت کرو۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے مکے کو چلے۔ اور مکے میں پہنچ کر حضرت اسمٰعیل سے ملے جبرائیل امین نے اندازہ کعبے کے بنانے کا بتایا۔ تبلایا۔ طول اسکا اور عرض جبرائیل کی تعلیم سے حضرت اسمٰعیل کی خاطر میں آیا۔ اسمٰعیل پتھر پہنچاتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ دیوار بناتے تھے جب دیواریں بلند ہوئیں۔ تو ایک بڑا پتھر تھا۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا قدم جمایا۔ تو آسانی سے کام دیوار کا جاری ہوا۔ اور جلد خانہ کعبہ کی تیاری ہوئی۔ قدم مبارک کا اس پتھر پر اثر ہوا۔ روز قیامت تک مبارک وہ حجر ہوا۔ اور اس کا نام مقام ابراہیمؑ ہے۔ اور بموجب حکم خدا کے واجب التعظیم ہے۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ؕ اس قدم کی برکت سے اس پتھر کا درجہ ہوا۔ معلیٰ جب کعبے کے بنانے سے فراغت پائی تو دعا مانگی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ دعا ہماری قبول کر یا کریم تو دانا بینا ہے۔ اور سمیع علیم۔ بعد اس کے جبرائیل علیہ السلام نے قاعدے حج اور عرفات اور طواف کے سب سکھائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل موافق تعلیم عمل میں لائے۔ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو وہاں

کا والی کیا۔ اور اس خانہ خدا کا متولی کیا۔ اور بوقت رخصت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی۔ نہایت عجز سے جناب الٰہی میں التجا کی۔ خداوندا! اپنی اولاد کو چھوڑا میں نے اس بیابان خشک زراعت میں تو اپنی قدرت کاملہ سے ان کو رکھیو فراغت میں حق تعالےٰ نے لوگوں کے دلوں کو ایسا پھیرا۔ کہ روز قیامت تک ہفت اقلیم کی خلقت ہر سال وہاں حج کرتی ہے پھر دوسرے سال حضرت ابراہیم علیہ السلام بی بی سائرہ کو لیکر واسطے طواف کے مکہ معظمہ میں آئے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی نہایت مہمان داری اور خدمتگذاری بجا لائے۔ بی بی سائرہ نہایت راضی اور خوش دل ہوئیں پھر حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ شام کی طرف مائل ہوئیں۔ حضرت اسحاق بھی ہر سال مکے میں تشریف لائے تھے طواف بیت اللہ اور ملاقات ذبیح اللہ سے حظ اٹھاتے تھے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدت عمر آخر ہوئی اور علامت ضعف اور نقاہت کی بدن مبارک پر ظاہر ہوئی۔ حضرت عزرائیل واسطے قبض روح مبارک کے آیا تب ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے یوں فرمایا۔ کہ رب الجلیل سے پوچھو کہ کبھی کسی دوست نے کسی دوست کا کچھ کیا ہے جو آپ نے میری جان لینے کا حکم کیا ہے۔ حکم ہوا کہ میرے خلیل سے یہ کہو۔ تو نے سنا ہے کہ کسی دوست نے دوست کی ملاقات سے انکار کیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ سنتے ہی عزرائیل سے فرمایا کہ حکم الٰہی بجا لاؤ۔ وہیں ملک الموت نے روح مقدس کو جسم مطہر سے نکالا۔

بیان مرغوں کے ذبح کرنیکا اور ان کے زندہ ہونیکا

قرآن شریف میں مذکور ہے۔ اور مفسروں میں مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جناب الٰہی میں یہ مناجات کی اور اس بات کی درخواست کی۔ کہ الٰہی تو مردوں کو کیسے جلاتا ہے اور بدستور سابق عقل اور ہوش کیونکر دلاتا ہے۔ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ تو کیا اس بات پر نہیں لایا۔ ایمان ابراہیم بولے کہ ایمان تو لایا ہوں۔ پر چاہتا ہوں۔ دل کی تسلی اور اطمینان اور شوق رکھتا ہوں۔ تیری قدرت دیکھنے کا تو تب ہوا آواز ذوالجلال کا۔ اور جواب آیا۔ ان کے سوال کا کہ چار مرغ چار قسم کے ملا۔ اور ان کے اعضاء کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ملا۔ اور ان کے چار حصے علیحدہ نکال اور ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑ پر ڈال۔ جب تو ان کو پکار کر بلائے گا۔ تو ہر ایک دوڑ کر تیرے پاس آئیگا۔ حضرت ابراہیم نے چار پرندوں کو ذبح کر کے ایک جگہ باون دستے میں کوٹے۔ سب کا

سب گوشت اور پوست اور پر اور ہاڑ آپس میں لوٹا۔ اور سران چاروں کا لیا ہاتھ میں اور قیمے گوشت اور پوست کو چار پہاڑوں پر پھینکا۔ بات کی بات میں اور پکارا لے پرندو اور قدرت حق سے اپنے اپنے سروں سے مل جاؤ۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ذرہ ذرہ ان پرندوں کا ہوا میں اڑتا جاتا ہے۔ اور اپنے اپنے بدن کے اجزا سے ملتا جاتا ہے۔ ساعت کی ساعت میں ہر ایک بدن آن کر اپنے سروں سے ملا۔ اور قدرت کاملہ الٰہی کا سب کی نظروں میں گل کھلا۔ اسی طرح وہ قادر پر کمال روز قیامت میں سب کو اٹھاوے گا۔ اور چاروں طرف سے سب کے اجزا کو جمع کر کے جلاوے گا۔ عمر مبارک حضرت ابراہیم کی تھی ایک سو پچیس سال نہ کوئی رہا ہے۔ نہ رہے گا۔ سوائے قادر ذوالجلال

ذکر حضرت لوط علیہ السلام کا

اکثر اہل تاریخ نے حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ حضرت ابراہیم کے قصے کے درمیان میں بیان کیا ہے۔ اور حضرت ابراہیم کے احوال کے بیچ میں یہ حال عیان کیا۔ لیکن ملانا ایک قصے کا دوسرے میں بے ربط ہوتا ہے۔ اسواسطے بعد اس کے علیحدہ لکھا جاتا ہے۔ اہل تفسیر نے لکھا ہے۔ کہ موتفکات پانچ شہر تھے۔ بلاد شام کے اور ہر ایک میں لاکھ لاکھ مرد تھے۔ لڑائی کے کام کے اور ملک ان کا نہایت آباد تھا۔ اور فراخی معاش سے ہر ایک شاد تھا۔ یہ قوم بت پرستی کے سوا لڑکوں سے فعل حرام کرتی تھی۔ اور شب و روز اس فعل شنیعہ پر قیام اور اس فعل کا بانی شیطان ہے۔ اور اس کام شروع ہونے کا یہ بیان ہے۔ کہ ابلیس ایک حسین لڑکے کی صورت بنکر ایک باغ میں آتا تھا۔ اور ہمیشہ اس کے پھول اور پھل کا نقصان کر جاتا تھا۔ جب باغ کا مالک اسکے پکڑنے کو جاتا تو وہ بھاگ کر باغ سے نکل جاتا جب اس کے باغ میں بہت نقصان ہوا اور وہ مالک اس کے پکڑنے سے عاجز اور حیران ہوا۔ ایک روز ابلیس نے کہا۔ کہ اگر تو چاہتا ہے۔ کہ میں باغ میں نہ آؤں۔ تو تو مجھ کو اپنے تصرف میں لاکر یہ کام کر پھر اپنے باغ کے نقصان سے بے فکر ہو کر آرام کر۔ صاحب باغ نے کہا۔ بہت اچھا۔ مصرع۔ چہ خوش بود کہ بر آید۔ بیک کرشمہ دو کار میں ممنون احسان ہو کر تجھ سے کروں گا۔ بوس و کنار غرض صاحب باغ تصرف میں لایا۔ اس فعل کو ابلیس نے ہر ایک باغ میں جاری کیا۔ اس معمول کو اس قوم نے اس فعل بد میں اپنے تئیں کیا

مقبوط جناب الٰہی کی طرف سے واسطے ہدایت کے مقرر ہوئے۔ حضرت لوط ع جناب جس قدر کہ ان کے فعل بد سے انکار کرتے وہ زیادہ تر اس کام میں اصرار کرتے ہرچند کہ ان کو وعدہ وعید کیا اور حد سے زیادہ تہدید کیا۔ پر وہ زیادہ مفید ہوئے اور اس کام میں بہت متشدد اور بولے فَأْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ۔ اگر یعنے تو سچا ہے۔ تو عذاب ہم پر لا۔ ہم کو تیری نبوت کے صدق پر نہیں۔ یقین حضرت لوطؑ ان کی دعوت سے باز نہ آتے تھے۔ اور وہ ان کی عداوت سے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ اور حضرت لوطؑ اپنے چچا ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کو ستایا۔ اور ان کا آنا جانا ان کے گھر سے منع کروایا۔ تب اس جناب نے ناچار ہوکر درگاہ جبار و قہار میں دعا کی اور ان کافروں کے غارت ہونے کی تمنا کی۔ تب حکم الٰہی سے۔ جبرائیل امین علیہ السلام فرشتوں کی فوج کے ساتھ موتفکات کے شہروں پر آئے۔ اور بصورت حسین لڑکوں کے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ حضرت لوط قوم کے خوف سے ان کی مہمانی میں تاخیر کرتے تھے اور نہایت دل تنگی سے اور شرم سے بارہا ان سے یہ تقریر کرتے تھے۔ کہ میں قوم کے ہاتھوں سے ناچار ہوں۔ اور ان کے بد فعلوں سے نہایت بیزار جب دیکھا۔ کہ جب دیکھا کہ مہمان میرے گھر میں رہا چاہتے ہیں۔ اور ایما اور اشاروں سے نہیں جاتے۔ تو شام کے وقت لاکر ان کو اپنے گھر چھپایا۔ اور اپنی بی بی سے ضیافت کی تیاری کو فرمایا۔ اور کہا کسی سے مت کہیو۔ ان مہمانوں کا حال۔ اور اس مقدمے میں نہ کیجیو۔ کسی کے قیل وقال بی بی کافرہ نے بہانے سے نکل کر قوم کو خبردار کیا۔ اور حضرت لوط علیہ السلام کے دل کو اس فکر سے نگار کیا۔ اور بولی۔ کہ ان لڑکوں کے حسن کی کیا کروں۔ تم سے تعریف ان کے قد و قامت کی نہیں ہو سکتی۔ تو ضیف۔ کافر اس خبر کے سنتے ہی حضرت لوط علیہ السلام کے گھر آئے۔ اور اس جناب کے لوط علیہ السلام کے خاطر ملول پر آفت لائے۔ حضرت لوط نے نہایت عجز سے فرمایا۔ کہ سنو میری نصیحت اور ان مہمانوں کے حق میں مت کرو۔ مجھکو فضیحت۔ اگر چاہو تو میری ان بیٹیوں کو نکاح میں لاؤ۔ اور ان مہمانوں کو میری خاطر سے مت ستاؤ۔ ان کافروں نے کہا۔ کہ تیری بیٹیاں ہم کو درکار نہیں اور سوا ان لڑکوں کے دوسرے سے سروکار نہیں۔ جب جبرائیل علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کو نہایت بیقرار پایا۔ تو آہستہ سے ان کے کانوں میں یہ مژدہ سنایا لَا تَخَفْ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ۔ یعنے ڈر مت اور بیخوف رہ ہم ہیں خدا کے ہر یک ہر آئینہ نہیں پہنچینگے وہ تجھ تک حضرت اس مژدے کو سنکر بہت

محفوظ ہوئے۔ اور ان کافروں کی آفت سے محفوظ حضرت جبرائیل نے دروازے سے نکل کر اپنے پروں کی ہوا ان کی آنکھوں میں لگائی۔ خدا کی قدرت سے ان سب کی نظروں سے جاتی رہی۔ بینائی اور کافر اندھے ہوکر اپنے گھروں کو بھاگے۔ اور گرتے پڑتے گھر کو پہنچے کوئی پیچھے کوئی آگے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے چلنے کی تیاری کی۔ اور سب مسلمانوں نے تیار ہوکر فرمانبرداری کی۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ کوئی تم میں سے پیچھے نہ کرے نگاہ اور بہت جلد کاٹے اس ملک کی راہ حضرت لوط نے اور مسلمانوں نے قبول کیا۔ اور اس نافرمان کو فی الفور عدم کا راستہ دکھایا۔ جبرائیل نے اس زمین کے ساتویں طبق تک اپنے پر پہنچائے اور ان چاروں شہروں کو اکھاڑ کر اپنے پروں پر اٹھائے اور آسمان کے قریب لے کر اوندھا گرایا۔ اور ملایک نے پتھروں کا باران برسایا۔ آن کی آن میں سب ہوگئے۔ ہلاک اور وہ زمین ان کے وجود کی آلائش سے ہوگئی پاک سب کافروں پر نازل ہو۔ غضب الٰہی بے پایاں دنیا میں ان کا باقی نہ رہا۔ نشان۔ حضرت لوط نے ابراہیم کے پاس جاکر مقام کیا۔ اور بعد سات برس کے موت کا اہتمام کیا۔ دسویں تاریخ ربیع الاول کی دنیا فانی کو چھوڑا اور اس عالم ناپائیدار سے رشتہ تعلق کا توڑا۔

ذکر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ملک شام میں پیدا ہونیکا

اگرچہ احوال اس جناب کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے احوال میں مذکور ہوا۔ اس واسطے مکرر ذکر اس کا کرنا منظور ہوا۔ وہ جناب ملک شام میں پیدا ہوئے۔ اور لڑکپن سے باپ کے ہجر میں مبتلا ہوئے۔ اور مکے کی زمین میں نشوونما پائی اور اس ملک میں عزت اور آبرو بڑھائی۔ جب قبیلہ جرہم نے حضرت ہاجرہ سے چشمہ زمزم کے پاس رہنے کی اجازت لی۔ سات بکریاں اس بی بی کو دے کر سعادت لی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی برکت سے ان بکریوں میں ایسی برکت ہوئی کہ چند مدت میں اندازے سے زیادہ ان کی نسل میں کثرت ہوئی۔ اور بعد تمام ہونے عمارت بیت اور تشریف لے جاتے۔ ابراہیم خلیل اللہ کے حضرت اسمٰعیل کو نہایت فراغت حاصل ہوئی۔ اور نعمت دنیا کے ساتھ نعمت نبوت کی واصل ہوئی۔ قال اللہ تعالےٰ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَاعِدِ وَکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا اور بعد وفات حضرت ابراہیم کے لئے گئے۔ ملک شام میں اور چند روز اقامت کی

پدر بزرگوار کے مقام میں بموجب حکم الہی کے تمام قوم کفار کو دعوت کرتے تھے۔ اور ہمیشہ گمراہوں کو راہ راست کی دلالت کرتے۔ جب آخر میں نشان ضعیفی کا بدن مبارک میں پایا۔ تب بڑے بیٹے کو ولی عہدی کا عنایت فرمایا۔ بعد چند روز کے دنیا کے رنج سے راحت پاکر بہشت میں مقیم ہوئے اور اس مقام دل افزا میں خلیل ابراہیم بعد فوت ہونے حضرت اسماعیل کے ان کی اولاد بے شمار ہوئی۔ اس واسطے مکے میں سکونت دشوار ہوئی۔ اکثر لوگ مکے سے نکل کر دیار عرب میں آئے اور اطراف میں مکے کے اپنے وطن بنائے۔ جو شخص مکے سے نکل کر سفر کی راہ لیتا ہے۔ ایک پتھر حرم کا لیکر اٹھا کر ہمراہ لیتا تھا۔ اور اسکو مکان پاک میں رکھکر طواف کیا کرتا تھا۔ اور گناہوں کی آلایش سے دل کو صاف کیا کرتا۔ رفتہ رفتہ بسبب غلبہ جہالت کے یہ نوبت پہنچی کہ جو پتھر سفید اور پاکیزہ ملتا تھا۔ اس کو مکان صاف میں رکھ کر عبادت کرتے اور اس کا طواف کرتے شب و روز ریاضت کرتے شیطان کے اغوا سے دل کو عبادت اوثان پر رکھا اور کیش بت پرستی اختیار کیا۔ اور ان حرکتوں سے جناب الہی کو بیزار کیا۔ بعضے بعضے معاملوں میں حضرت ابراہیم کے طریق پر عمل کرتے پر بت پرستی کو بہتر جان کر دین میں خلل کرتے اس واسطے تعظیم حرم کی ہمیشہ بجا لاتے تھے۔ اور ہر سال واسطے حج بیت اللہ کے آتے تھے۔ اور یہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک دستور رہا۔ اور شامت بت پرستی سے ملک عرب بے نور رہا۔ بعد ظہور محمدی کے نہ بت رہے۔ نہ بت پرست جو کافر اصلی تھے وہ بھی ہو گئے خدا پرست ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ذکر حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام

جاننا چاہیئے۔ کہ قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ عجیب ہے۔ اور حکایت غریب ہے کہ جس کے سننے سے محبت نیک کاموں کی اور عصمت گناہوں سے اور فرحت طبیعت کی حاصل ہوتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ کہ جس کو خدائے تعالے نے احسن القصص فرمایا ہے اور علمائے متقدمین اور فضلائے متاخرین کی کتابوں میں بخوبی یہ ذکر آیا ہے۔ یوسف صدیق کہ جن کا باپ یعقوب اور دادا اسحٰق اور پر دادا ابراہیم جن کی شان میں رسول خدا نے فرمایا ہے ۔ علمائے متقدمین اور فضلائے متاخرین کی کتابوں میں بخوبی یہ ذکر آیا ہے۔ یوسف صدیق کہ جن کا باپ یعقوب اور دادا اسحاق اور پر دادا ابراہیم جن کی

شان میں رسول خدا نے فرمایا ہے۔ کریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم۔ ایسا صاحبزادہ عالی مقدر اس حسن معنوی کے ساتھ حسن ظاہری ایسا رکھتا تھا۔ کہ چشم تماشا اس دیدار پر انوار کے دیکھنے کی تابانہ لاسکتی تھی۔ روایت معتمد میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالے نے حسن کے دس حصے کئے۔ نو حصے یوسف کو اور ایک حصہ تمام عالم کو عنایت فرمایا اور شہرۂ جمال اس زبدۃ القران وامثال کا یہ ہے۔ کہ یوسف ایک شب اپنے باپ کی گود میں سوتے تھے۔ جب خواب سے بیدار ہوئے۔ تو چہرہ مانند آفتاب کے چمکتا تھا۔ اور دل مانند سیماب کے تڑپتا تھا۔ حضرت یعقوب نے پوچھا کہ بیٹا تیرا کیا حال ہے۔ فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا۔ کہ میں ایک پہاڑ پر ہوں۔ اور گرد اسکے آب رواں ہے۔ اور بہت سبز پھولوں کے سبب سے گویاں بوستان ہے ناگاہ گیارہ ستارے اور چاند اور سورج آسمان سے اترے اور مجھ کو سجدہ کیا۔ اس واسطے میں گھبرا کر جاگ اٹھا حضرت یعقوب نے جانا کہ پہاڑ اونچا اس کا تخت بلند ہے۔ اور چشمہ شیریں آب اس کا بخت ارجمند ہے۔ اور سبزہ باغ نشانہ سعادت ہے اور آفتاب اور ماہتاب اور گیارہ ستارے باپ اور ماں اور گیارہ بھائی ہیں کہ اس سلطان دنیا اور دین کے فرمانبردار ہونگے۔ اور پیشانی عاجزی کی اسکے آگے جھکا دینگے۔ حضرت یعقوب نے بھائیوں کے حسد سے اندیشہ کر کے حضرت یوسف سے فرمایا۔ اگر خوب کا احوال تیرے بھائیوں پر روشن ہوگا۔ تو ہر ایک بھائی اسکو جھوٹ سمجھ کر تیرا دشمن ہوگا۔ بھائی تھوڑے دنوں میں حضرت یوسف کے احوال سے خبردار ہوئے مارے حسد کے واسطے دینے ایذا کے تیار ہوئے اور روئیل کے پاس جو سب سے زیادہ دانا تھا۔ حاضر ہوئے کہ فضیل کا بیٹا جھوٹی خوابیں بنا کر سناتا ہے۔ اور ایسے فریبوں سے باپ کا دل اپنی طرف لے جاتا ہے۔ روئیل نے کہا کہ ایسی صورت جھوٹ بولنے کے لائق نہیں۔ کیا بعید ہے۔ کہ اس کے اقبال کا ستارہ ہویدا ہو پردہ غیب سے علامت سعادت کی پیدا ہو۔ سب بھائی روئیل کی بات سے اور یوسف کی خواب سے بے خوف نہ رہے اور آتش حسد سے دل اُنکے جلتے۔ جب زیادہ مہربانی حضرت یوسف کے حال پر دیکھی تو بیقرار ہو کر کمر واسطے قتل کے باندھی اور بعد مصلحت کے سب نے پدر بزرگوار کی خدمت میں آن کر عرض کی کہ کیا ہوگا۔ اگر یوسف کو سیر کے واسطے ہمراہ دوگے۔ جو ایک روز لہو و لعب میں مصروف رہیں اور دل سے غم دور کریں۔ حضرت یعقوب نے فرمایا۔ کہ دل بستگی میری اس فرزند سے ہے۔ کہ میرے پاس سے جدا ہو۔ تو اس کی جدائی سے دل مغموم ہو جائیگا۔ اور اگر تم اس سے غافل رہے۔ تو بھیڑیا اسکو کھا

جائیگا۔ بیٹوں نے کہا۔ کہ بھیڑیئے کی کیا مجال ہے۔ جو یوسف کے پاس آوے اگر شیر بھی ہو تو گیارہ بھائیوں کے سامنے بھاگ جاوے۔ حضرت یعقوب کا دل اس جگر گوشہ کی جدائی کا نام سنکر بیتاب ہوتا تھا۔ اس واسطے انکار کیا اور بھائی ناامید ہو کر اٹھ گئے۔ اور آپس میں مصلحت کرنے لگے کہ ایسی تدبیر ہو۔ کہ باپ کے دل میں ہمارے کہنے کی تاثیر ہو ناگاہ ابلیس پر تلبیس بصورت پیر مرد حاضر ہوا۔ ناصحوں کی صورت مستفسر ہوا کہ کیا فکر کرتے ہو۔ اور کس مقدمے میں ذکر کرتے ہو۔ جب بھائیوں نے اس خائن کو امین سمجھکر اپنا حال بیان کیا۔ تب ابلیس لعین نے اس طرح ان کی خاطر نشان کیا۔ کہ جب ایام بہار ہو۔ اور جنگل تیرا اور سر سبز اور گلزار ہو تو اول یوسف کو راضی کر کے باپ کے پاس جاؤ۔ اور اسکو ساتھ لے کر اپنی عرض سناؤ۔ بھائیوں نے اس بات کو پسند کیا۔ اور بامید آنے موسم بہار کے اپنے دل کو خرسند کیا۔ بعد آئے موسم بہار کے یوسف کو ساتھ لیکر بہار چاہی۔ اور یوسف نے رو رو کر اجازت چاہی حضرت یعقوب طبیعت یوسف کی بیقرار دیکھ کر بیقرار ہوئے۔ اور تقدیر الٰہی سے واسطے رخصت دلانے کے مددگار ہوئے آبدیدہ اور بیقرار ہو کر رخصت کیا یہودا سے فرمایا کہ یوسف کو تجھے سونپتا ہوں نگہبانی کیجیو۔ اور کسی قسم کی اسکو تکلیف نہ دیجیو نقل ہے کہ حق تعالٰے حضرت یعقوب پر ایک بار وحی بھیجی کہ آیا تو جانتا ہے۔ کہ کس واسطے تجھ سے یوسف کو میں نے جدا کیا کہا۔ کہ نہیں فرمایا۔ کہ تو نے بھیڑیئے سے خوف کیا۔ اور یہودا کی حفاظت پر اعتبار کیا۔ اور میری حفاظت پر نہ چھوڑا۔

القصہ جاتے وقت پھر حضرت یعقوب نے یوسف کو چھاتی سے لگایا۔ اور اوصیت میں اس طرح فرمایا۔ کہ اے فرزند دلبند اگر زمانہ جدائی کا دراز ہو جائے تو اپنے باپ کو مت بھولیو۔ کہ وہ جب تک تیرا منہ نہ دیکھے گا۔ تو ہرگز کسی سے نہ ہنسے گا۔ تو اور القصص میں تحریر ہے۔ کہ حضرت یعقوب جب حضرت یوسف سے چند قدم جدا ہوئے۔ تو بیہوش ہو کر گر پڑے سب بیٹے دوڑ کر جمع ہوئے۔ جب ہوش میں آئے۔ یوسف کو سینے سے لگا کر آہ بھر کر فرمایا۔ کہ بو فراق کی مجھ کو آتی ہے۔ اور اتنا روئے کہ پیراہن یوسف کا تر ہو گیا۔ جب تک حضرت یعقوب نظر یوسف پر پڑتی تھی۔ تب تک بھائی نہایت عزت و حرمت سے لئے جاتے تھے۔ جب باپ کی نظر سے غائب ہوئے شفقت کا بچھونا لپیٹا اور ظلم کی چادر بچھائی۔ کبھی طمانچوں سے یوسف کو آزار دیتے تھے۔ اور کبھی نہایت ذلت سے اپنے آگے دوڑاتے تھے۔ جب نہایت گرمی سے

گلاب سا چہرہ یوسف کا پسینہ ہُوا۔ اور پیاس مزاج پر غالب ہوئی۔ بڑی عاجزی اور منت کرکے بھائیوں سے پانی مانگا۔ انہوں نے بمروتی سے پانی نہ دیا۔ اور نہایت بھوک سے بھائیوں سے کھانا مانگا۔ اور جواب بھی نہ دیا۔ اور ایک بھائی بولا کہ اے جھوٹ خواب والے دُو ستارے جو خواب میں تیری خدمت میں حاضر تھے۔ ان سے مدد مانگ کر کہتے تھے۔ کہ حضرت یعقوب نے تھوڑا پانی افتابے میں شمعون کو دیا تھا۔ کہ جب یوسف پیاسا ہو۔ تو اسکو پلا دیو۔ شمعون نے وہ پانی زمین پر بہا کر کہا۔ کہ پیاس سے کیوں روتا ہے۔ ابھی تیری زندگی کا ڈورا انتظام کی مقراض سے کاٹا جائے گا۔ تو ایک قطرہ پانی کا نہ پاوے گا۔ جب یوسف نے مارنے کی بات سنی تو کانپ گئے۔ اور خدا سے مناجات کی کہ اے فریاد کے پہنچنے والے میری عاجزی اور ناچاری پر رحم کر اور مجھ کو ہلاکت سے خلاصی بخش۔ پھر روبیل سے کہا اے بھائی تو اور بھائیوں سے میرے حال پر زیادہ مہربانی کرتا تھا۔ ایک چلو پانی سے میری پیاس کی آگ کو بجھاوے اس نے پانی کے عوض کڑوا جواب دیا۔ پھر فریاد کا ہاتھ یہودا کے دامن میں مار کر کہا۔ کہ باپ نے مجھ کو تیری شفقت کے بھروسے پر سونپا۔ بھلا تو ہی کہہ میری کیا تقصیر ہے۔ یہودا کو یوسف کی درماندگی دیکھکر رحم آیا۔ اور غصے سے بھائیوں کو منع کیا اور یوسف سے کہا۔ کہ جب تک میں جیتا ہوں کوئی تیری جان کا قصد نہ کر سکیگا۔ جب بھائیوں نے یہودا کا غصہ دیکھا تو بولے کہ تم یوسف کے مقدمے میں کیا صلاح دیتے ہو۔ یہودا نے کہا۔ کہ میں یوسف کے قتل سے راضی نہیں۔ اس واسطے کہ قتل کرنا بے گناہ کا گناہ عظیم ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ پھر چلو اور باپ کی امانت باپ کو سونپ دو۔ بھائیوں نے کہا اگر باپ کے پاس لے لیجاویں گے۔ تو بیشک ہمارے باپ سے بیان ہونگے۔ پھر یہودا نے بعد فکر کے کہا۔ کہ مصلحت یہ ہے۔ کہ اسکو کنوئیں میں ڈال دیں یا تو مر جائیگا۔ یا کوئی نکال کر دوسرے ملک میں لے جائیگا۔ لیکن مار ڈالنا اس کا صلاح نہیں ہے۔ بھائیوں نے اس کی بات کو پسند کیا۔ اور کنعان سے تین فرسنگ پر ایک کنواں تلاش کیا۔ وہ کنوآں سام بن نوح کے وقت کا تھا۔ چار سو گز گہرا اور پانی اسکا نہایت کھاری تھا۔ کہ جس کے دیکھنے سے روح تحلیل ہوتی تھی۔ جب یوسف کو کنوئیں پر لے گئے۔ اور ارادہ کنوئیں میں ڈالنے کا کیا تو یوسف کبھی تو بھائیوں کی بزرگی کو شفیع لاتے تھے۔ اور کبھی اپنی خوردسالی ان کے روبرو بیان کرتے تھے۔ انہوں نے مطلق یوسف کی عاجزی پر رحم نہ کیا۔ اور پیراہن اس تن نازک سے کھینچا۔

اور ہاتھ پاؤں بالوں کی رسی سے باندھے اور اس ماہرو کو اس اندھیرے کنوئیں میں لٹکایا۔ اور آدھی راہ سے رسی کاٹی۔ خدا کی قدرت دیکھو۔ کہ یوسف کنوئیں کی تہ کو نہ پہنچے تھے۔ کہ جبرائیل امین بحکم رب العالمین سدرہ سے پہنچے اور انکو معلق اٹھا کر ایک سفید پتھر پر جو پانی کے اوپر نمود تھا۔ رکھ دیا۔ کنوئیں کے حشرات نے ایک دوسرے کو پکارا۔ کہ ہرگز اپنے مکانوں سے باہر مت نکلیو۔ کہ ایک معصوم بے گناہ ہمارے یہاں آیا ہے۔ جب تک یوسف کنوئیں میں ہیں۔ تب تک کوئی جانور اپنے مکان سے نہ ہلے کہتے ہیں۔ کہ جب بھائی کنوئیں کے سر پر ایک پتھر رکھ کر چلے گئے۔ یوسف اس حال کو دیکھ کر زندگی سے مایوس ہوئے اور ایک آہ نعرہ مارا۔ جبرائیل امین ایک آن میں فلک سے کنوئیں کی تہ میں پہنچے۔ اور وہ کرتہ جو حضرت ابراہیم نے نمرود کی آگ میں خدا کے حکم سے پہنا تھا۔ اور حضرت یعقوب نے اس کو تعویذ بنا کر یوسف کے بازو میں باندھا تھا نکال کر بدن مبارک میں پہنایا۔ اور مژدہ خوشی کا ان کو سنایا کہ جلد تیرے غم کی رات خوشی کے نور سے بدل جائیگی۔ اور تو مسند سلطنت پر بیٹھے گا۔ اور یہ بھائی ظاہر تیرے سامنے کھڑے ہونگے اور تو ان کے ظلم اور انکے روبرو بیان کرے گا۔ اور یہ اپنی خطاؤں پر اقرار کریں گے نقل ہے۔ کہ جب بھائیوں نے یوسف کو کوئیں میں ڈالا۔ تو ایک بکری کے بچے کو ذبح کر کے ان کے کرتے کو خون سے آلودہ کیا۔ اور شام کے وقت گھر کو روانہ ہوئے جب آفتاب غروب ہوا۔ تو حضرت یعقوب کی خاطر نہایت بیقرار ہوئی۔ تو صفیا نام لونڈی کو ہمراہ لیکر بیٹوں کے استقبال کو گئے۔ کہ شاید میری آنکھوں کی تپلیاں یوسف کا جمال دیکھکر روشن ہوں۔ جب انتظار حد سے گزرا۔ اور اندھیرا ہوگیا۔ تو حضرت نے صفرا سے کہا۔ کہ میرے فرزندوں کو پکارا۔ کہ تمہارا باپ رنج انتظار کھینچتا ہے۔ جلد آؤ۔ صفرا نے بموجب حکم کے پکارا سب بھائی دوڑے اور رنجر کے مرغوں کی طرح شور کیا اور مانند صبح کاذب کے اپنے گریبان کو چیر اور فریاد۔ ایوسفاہ وامصیبتاہ کی نکالی۔ یعقوب یہ نالہ مبالغہ سنکر بیہوش گر پڑے بیٹوں نے باپ کو خاک پر پڑا دیکھا تو یہودا نے سر مبارک حضرت یعقوب کا اپنے زانو پر رکھا۔ اور بھائیوں سے کہا۔ کہ یہ کام تم نے برا کیا ہے۔ اور ہمیروتی کی خاک اپنے سروں پر چھانی اور باپ کو اٹھا کر گھر لائے۔ صبح تک حضرت یعقوب بیہوش رہے جب بادصبا چلی اور حضرت یعقوب کو ہوش ہوا۔ تو کہا اے عزیز میرا نور چشم کہاں ہے سبھوں نے کہا کہ ہم یوسف کو اس بات پر چھوڑ کر آگئے تھے اسکو بھیڑیا کھا گیا۔ حضرت یعقوب پھر بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے تو روئیل نے آگے آکر کہا۔ کہ اے پدر عزیز خدا تجھکو یوسف

کی طرف سے صبر جمیل دیوے۔ جب پیراہن خون آلودہ یوسف کا طلب کیا۔ اسکو دیکھکر فرمایا کہ عجیب بھیڑیا تھا۔ کہ یوسف کو کھایا۔ اور پیراہن کو نہ چیرا اور فرمایا کہ جاؤ اور بھیڑیئے کو تلاش کرکے لاؤ۔ بھائی جنگل کو گئے اور ایک بھیڑیا پکڑ کر اس کے منہ سے لگا کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے لائے۔ حضرت یعقوب نے بھیڑیئے کو مخاطب کرکے کہا۔ کہ تو نے ہی میرے دلبند کو کھایا ہے۔ بھیڑیئے نے زبان فصیح سے کہا۔ اسلام علیک یا نبی اللہ پناہ خدا کی ہے۔ مجھ سے یہ فعل صادر ہوا ہو۔ ہماری مجال نہیں بکریوں میں تصرف کریں آپ کے فرزند دلبند کا کیونکر قصد کریں گے۔ ہم پر تو گوشت پیغمبروں کا حرام ہے۔ جب حضرت یعقوب نے بیٹوں سے کہا۔ کہ تمہارے نفس امارہ نے یہ کام کیا ہے۔ پھر وہاں سے جنگل میں گئے اور فریاد کی کہ اے یوسف اے قرۃ العین تجھ کو کون سے کوئیں میں ڈالا۔ اور کون سے دریا میں غرق کیا یا کس تلوار سے قتل کیا۔ اور کس زمین میں گاڑا۔ اس بیقراری کی حالت میں جبرائیل نازل ہوئے اور کہا اے نبی اللہ آسمان کے فرشتوں کو تم نے رلایا اور ملایک مقدس کو بے صبر بنایا سب کام صبر سے درست ہوتے ہیں۔ اور بے صبری انبیا کے حال سے مناسب نہیں ہے حضرت یعقوب بولے فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۵ القصّہ حضرت یوسف تین رات دن کنوئیں میں رہے۔ اور جبرائیل امین انکے امین رہتے تھے۔ اور تسلی کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک قافلہ سوداگروں کا مدائن سے مصر جاتا تھا۔ رئیس ان کا راستہ بھول جنگل میں حیران پھرتا تھا۔ جب کنوئیں پر پہنچے تو مالک کے حکم سے وہاں مقام کیا۔ صبح کو مالک نے دو غلاموں کو واسطے پانی کے بھیجا ایک کا نام بشیر اور دوسرے کا بشریٰ تھا۔ جب بشیر نے ڈول کنوئیں میں ڈالا تو حضرت یوسف نے جانا۔ کہ بھائی مجھ کو کنوئیں سے نکالنا چاہتے ہیں۔ حضرت جبرائیل نے فی الفور آسمان سے نازل ہو کر حق تعالے کی طرف سے پیغام پہنچایا اے یوسف اٹھ اور اس ڈول میں بیٹھ ہم نے اس قافلے کو تیرے واسطے بھیجا ہے۔ وہ ماہرو اجب حکم الٰہی سے اس برج دلوں میں بیٹھا کہ بشیر نے جو ڈول کھینچا۔ یوسف کو دیکھا۔ بے اختیار خوشی سے پکارا کہ یا بشریٰ ہذا غلام کہتے ہیں۔ کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے ایک شخص کو خبر وار کنوئیں کے نزدیک مقرر کیا تھا۔ کہ جب کوئی اسے نکالے تو ہم کو خبر کیجیو۔ جب جاسوس نے کنعان میں جاکر یہ خبر بھائیوں کو پہنچائی۔ بھائی اسکے یہ خبر سنتے ہی بدحواس ہو کر آن کی آن میں پہنچے اور قافلے والوں سے مباحثہ کیا کہ پندرہ روز سے یہ ہمارا غلام بھاگا تھا۔ ہم اس کی تلاش میں تھے۔ سوداگروں نے کہا۔ معاذ اللہ یہ غلام ہو۔ یہ بزرگ موتی کان شرافت کا معلوم ہوتا ہے۔ بولے کہ یہ غلام ہے۔ خاندان پیغمبری میں تربیت پائی ہے۔ لیکن چند روز سے شیوہ بے وفائی کا اختیار کر

کے بھاگا ہے۔ یوسف یہ بات سنتے تھے مگر مارے ڈر کے دم نہ مارتے تھے۔ پھر بھائیوں نے کاروانیوں سے کہا۔ کہ ہم اس غلام کو اس عیب سے بیچتے ہیں۔ اگر خریدتے ہو تو خیر اور نہیں تو ہمارے حوالے کرو۔ سوداگروں کو حضرت یوسف کے چپ رہنے سے گمان ہوا۔ کہ یہ بندہ ہے۔ اور جب حضرت یوسف سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں بندہ ہوں اور بندہ زادہ ہوں۔ مالک نے قیمت معلوم کی۔ بھائیوں نے کہا۔ ہم تجھ سے کچھ مضائقہ نہیں کرتے جو دیگا سو لینگے۔ مالک نے کئی درم کھوٹے دیکر خریدا۔ بھائیوں نے یوسف کا ہاتھ پکڑ کر مالک کے حوالے کیا۔ جب مشتری نے بیع نامہ طلب کیا۔ تو شمعون نے بیع نامہ لکھدیا۔ اور اس میں یہ شرط لگائی۔ کہ اس کو مصر تک قید سے مت چھوڑیو۔ حضرت یوسف حیران ہو کر بھائیوں کو دیکھتے تھے۔ اور ان کی بے رحمی پر روتے تھے پھر سوداگروں نے ان کو اونٹ پر بٹھایا۔ اور مصر کا راستہ لیا۔ جب مصر کے نزدیک پہنچے تو ایک دریا پر اترے حضرت یوسف نے غسل کیا۔ اور لباس نیا پہنا۔ کاروان والے وہ چہرہ خورشید طلعت دیکھکر حیران ہوئے اور اس ماہرو کے نظارے سے بے سروسامان ہوئے اور شہر کی طرف متوجہ ہوئے۔ کہتے ہیں۔ کہ قافلے کے پہنچنے سے آگے یوسف کے جمال کا احوال مصر میں مشہور ہو گیا تھا۔ اور ہر ایک اہل شہر تمنائے دیدار پر نور میں چشم براہ تھا۔ اور حضرت یوسف کو اللہ تعالٰے نے ایسا جمال بخشا تھا۔ کہ جدھر توجہ کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا آفتاب نکلا اور اتفاقاً جس روز مصر میں داخل ہوئے۔ اس دن دنیا کے چہرے پر ابر کا نقاب تھا۔ جس وقت نور اس کے چہرے کا روشن ہوا۔ جہان کو مانند آفتاب کے روشن کیا۔ شہر کے لوگ استقبال کو نکلے۔ اور بادشاہ مصر نے بھی وزیر کو۔ کہ عزیز مصر اسکو کہتے تھے۔ روانہ کیا۔ جب عزیز مصر کارواں میں پہنچا اور یوسف کی خریداری کا ذکر آیا۔ مالک نے کہا۔ تین دن کے بعد رنج سفر سے آرام کر کے شہر میں آؤنگا۔ چنانچہ دسویں تاریخ محرم کی نہایت حشمت اور احترام سے مصر میں آئے ایک کرسی پر حضرت یوسف کو بٹھایا۔ اور شہر والوں کو یہ اشتہار سنایا۔ کہ کون کہتا ہے۔ اس غلام لبیب کو اور کون خریدتا ہے۔ اس دل آرام حبیب کو حضرت یوسف نے فرمایا۔ کہ یوں پکارو۔ کہ لیتا ہے۔ اس غلام غریب کو اور کون خریدتا ہے۔ اس غمگین وکئیبت کو۔ القصہ خریدار ساعت بساعت زیادہ ہوتے تھے۔ اور مشتری لحظہ بہ لحظہ قیمت بڑھاتے تھے۔ حضرت یوسف نے اس حال کو دیکھکر نہایت غمگین وحزین اور آبدیدہ ہو کر سر جھکایا۔ جبرائیل امین نے پیغام رب العالمین کو پہنچایا۔ کہ اے یوسف غم مت کھا۔ قسم ہے۔ مجھ کو اپنی عزت اور جلال کی کہ تجھ کو اس شہر سے ایک قدم باہر نہ

لے جاؤں گا۔ جب تک تیری غلامی کا داغ سب کی پیشانی پر نہ لگاؤں گا۔ کتب تواریخ میں لکھا ہے۔ کہ تیمیر نام ایک شخص خاندان بادشاہ تھا۔ اسکو بھی عزیز کہتے تھے۔ اس کا قبیلہ راعیل نام مشہور بہ زلیخا تھا۔ بیٹی بادشاہ طیموس کی تھیں جب قیمت یوسف کی درجہ اعلےٰ کو پہنچی۔ زلیخا تو اُن کے حسن و جمال کی خوبی سُنکر غائبانہ عاشق ہوئی تھی۔ عزیز کو یوسف کے خریدنے کی رغبت دلائی اس نے کہا کہ میرا نقد اور جنس اس کی قیمت کو کفایت نہیں کرتی زلیخا نے ایک ڈبا جواہرات کا جو اپنے باپ کے پاس سے لائی تھی۔ اور قیمت ان جواہرات کی خراج ملک مصر سے زیادہ تھی۔ عزیز کو دیا۔ اور سب خریداروں سے دوگنا بڑھا کر اس جان جاناں کو خرید لیا۔ مالک نے اس دُرِ صدف نبوت کو اور اس گوہر معدن رسالت کو ہاتھ سے دیا۔ اور کنکر اور پتھر سے اپنا دل خوش کیا۔ لیکن مالک کو علو نسب اور کمال حسب یوسف کا معلوم ہوگیا تھا۔ اسواسطے حضرت یوسف کے قدموں پر گرا اور عذر چاہا۔ حضرت یوسف صدیق نے عذر اس کا قبول کیا۔ اور وہ قبالہ جو بھائیوں نے بیچنے کے وقت مالک کو لکھ دیا تھا۔ لے لیا کہ وقت حاجت کے حجت اور بھائیوں کی خجالت ہو۔ مالک وہ قبالہ دے کر رخصت ہوا۔ اور عزیز مصر یوسف کو گھر لے گیا۔ اور زلیخا سے کہا کہ اسکو خوب عزت اور حرمت سے رکھیو اور اچھی جگہ اتاریو۔ ہم اسکو فرزندی امین قبول کریں گے۔ زلیخا نے جو یہ سُنا تو اپنے دل سے بہتر کوئی زیادہ جگہ نہ دیکھی اسواسطے مقام اس کا دل میں ٹھہرایا۔ عجب ماجرا ہے۔ کہ بھائیوں نے اسکو آب و گل میں ڈالا اور غیروں نے دل میں جگہ دی۔ جب حضرت یوسف جوانی پر پہنچے تو اللہ تعالےٰ نے انکو زیور علم و حکمت و حلم و عصمت سے آراستہ کیا۔ زلیخا تو جان و دل سے ان کی خدمت میں حاضر تھیں لیکن عزیز مصر سے بہانہ کرکے فی الفور ستر جوڑے زرنگار رنگ کے تیار کئے۔ اور تاج مرصع ترتیب دے کر انکے سر مبارک پر رکھا۔ اور رات دن یوسف کی محبت میں مستعد اور سرگرم تھیں جب یوسف علیہ السلام کے عشق کی آگ زلیخا کے دل میں مشتعل ہوئی۔ سوائے تمنائے وصل یوسف دوسری آرزو دل میں نہ تھی۔ یوسف اس بات سے خبردار ہو کر ان کی محبت سے کنارہ کرتے تھے اس غم سے چہرہ زلیخا کا مانند ہلال کے ہوا اور سرو قد اُن کا مانند ہلال کے ہوا جب دانائی نے یوسف سے احوال پوچھا۔ زلیخا نے اپنی عاجزی اور نیاز اور یوسف کی بے پرواہی اور استغنا بیان کیا۔ اس نے نہایت تعجب کیا۔ اور بولی کہ تمام اہل مصر تیرا دیدار دیکھنے کا آرزومند ہے اور یوسف کنارہ کش زلیخا نے کہا کہ باوجود اس قدر حسن و جمال کے ہرگز یوسف میری طرف نظر نہیں کرتا۔ اور اس چہرہ قمر طلعت پر توجہ نہیں کرتا۔ آخر دانائی کی تعلیم سے ایک

محل بنوایا۔ اور اسکے در و دیوار پر تصویر یوسف اور زلیخا کی منقش کی اور تمام سامان اور اسباب موافق ہر ایک مکان کے مہیا کیا۔ زلیخا ایک روز رخصت پاکر تخت پر بیٹھیں اور یوسف کو بہانے سے طلب کیا۔ اور اپنے پاس بٹھا کر نہایت بیقراری سے بمقتضائے بشریت صحبت چاہی حضرت یوسف نے کہا عزیز مصر میرا محسن اور مربی ہے۔ کیونکہ میں اپنے دامن عصمت کو معصیت شہوت سے آلودہ کروں۔ میں فرزند نبی اسرائیل اور ثمرہ شجر ابراہیم خلیل ہوں۔ ایسے محرمات او منہیات پر کس طرح دلیری کروں زلیخا نے ہرگز یہ عذر نہ سنا اور بے پردہ ہوکر عشق اپنا جتانے لگیں اور کہا اگر تو میری آرزو برلاوے گا۔ تو میں اپنے جواہرات اور اسباب تیرے گناہ کے کفارے بخیرات کرونگی۔ تیرا خدا تیرا گناہ معاف کر دیگا۔ غرض جب مباحثہ انکا حد سے گزرا اور ابلیس نے تلبیس کا جال پھیلایا۔ فی الجملہ بمقتضائے ولقد ہمت بہ وھم بہا رغبت طبیعت میں حضرت یوسف کے پیدا ہوئی۔ اور فرش اور سقف و دیوار پر تصویر اپنی اور زلیخا کی دست و بغل دیکھی اور شیطان بھی اس علت کا مددگار ہوا۔ لیکن حمایت اور حفاظت خدا کی جسکی مددگار ہو۔ اس پر نفس اور شیطان کا بھی تسلط نہیں ہوسکتا۔ اسوقت حضرت یعقوب کی صورت ان کو نظر آئی۔ اور فرمایا اے بیٹا نام تیرا دفتر انبیا میں مکتوب ہے۔ اور تو نور دیدہ خلیل اور قرۃ العین یعقوب ہے ایسا نہ ہو۔ کہ نام تیرا دفتر سے مٹ جائے اور بعضے کہتے ہیں۔ کہ حضرت یوسف کی نظر اس خلوت میں ایک پردے پر پڑی۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ زلیخا نے کہا۔ کہ معبود ہے۔ اس واسطے میں نے پردہ اس پر باندھا ہے یوسف نے کہا۔ سبحان اللہ تو صنم سے شرماتی ہے اور میں صمد سے حیا نہ کروں۔ وہیں اپنے تئیں زلیخا کے ہاتھ سے چھڑایا اور حجرہ خاص سے نکلے اور چھ دروازے باہر ہوئے۔ زلیخا بے تابانہ پیچھے دوڑیں۔ اور ساتویں دروازے پر یوسف کا پیراہن پیچھے سے پکڑ کر کھینچا۔ اور پیراہن ٹکڑے ٹکڑے ہوا۔ اور دروازے سے باہر نکلتے ہی عزیز مصر سے سامنے سے آیا۔ زلیخا نے کھسیانی ہوکر شور کیا۔ اور کہا کہ کیا سزا ہے۔ اسکی جو تیرے قبیلہ سے ارادہ بدی کا رکھے۔ مگر ایسے شخص کو عذاب الیم کی چاہیئے۔ حضرت یوسف نے ناچار اپنی بے گناہی اور زلیخا کی رغبت اور زیادتی بیان کی۔ عزیز مصر نے ہاتھ قبضہ شمشیر پر رکھ کر چاہا۔ کہ یوسف بے گناہ کو زندان عدم میں پہنچا دے۔ کہ یکایک قادر پر کمال نے ایک سات مہینے کے لڑکے کو قوت گویائی بخشی اور بکلام فصیح اس نے یوسف کی طہارت پر گواہی دی کہ پیراہن یوسف کا پیچھے سے چاک ہے۔ تو زلیخا جھوٹی ہے۔ اور یوسف سچے ہیں۔ جب بعد امتحان کے بیبا کی زلیخا کی۔ اور پاکی حضرت یوسف کی ظاہر ہوئی۔ تو کمال شفقت سے عزیز نے حضرت یوسف کو وصیت کی اس عورت سے کنارہ کرو اور یہ راز کسی سے

مت کہو۔ تاکہ یہ بات مصر میں شہرت نہ پاوے۔ اور زلیخا کو عزیز مصر نے تنبیہ کر کے دلالت استغفار کی۔ لیکن عشق اور مشک چھپ نہیں سکتا۔ یہ بات چند روز میں شہرۂ آفاق ہوئی اور مصر کی عورتوں نے زلیخا پر زبان طعنہ درازی کی۔ کہ اپنے غلام سے عشق بازی کرتی ہے۔ اور وہ اُسے خاطر میں نہیں لاتا۔ تب زلیخا نے چاہا کہ اس آگ کو بجھادیں اور خوان دعوت کا بچھاکہ سب کو بلادیں اور یوسفؑ کے حسن کا تماشا سب کو دکھائیں اور اس پردے میں اپنی مجبوری اور بے قصوری ظاہر کریں اور ارکان و اعیان کی بیٹیاں خصوصاً ساقی اور خوان سالار اور حاجب کی بیٹیاں محفل ضیافت میں حاضر ہوئیں اور مسند دیبا اور حریر کی آراستہ کیں۔ اور مغنیات باسوز و ساز اور اغوان نواز باور دو گداز حاضر کیا۔ اور زلیخا نے ہر ملامت کرنے والی کے ہاتھ میں ایک ایک ترنج خوش رنگ دیا۔ اور پھر زلیخا نے اس ماہ تمام کو کہ آفتاب جس کے دیکھنے سے بیقرار ہوتا تھا۔ طلب فرمایا۔ جب وہ رشک گل مانند غنچہ کے پردے سے باہر آیا۔ اور ملامت کرنے والیوں کی نظر اس قمر طلعت پر پڑی۔ زلیخا بیچاری پر رحم فرمایا۔ اور اپنی خطا کا اقرار کیا جب چاہا۔ کہ ترنج کو دو پھاڑ کریں۔ عالم بے اختیاری میں سب نے اپنے ہاتھ کاٹے اور بیہوش ہو کر زمین پر گریں۔ جب ہوش میں آئیں۔ تو سب نے اپنے ہاتھ کٹے پائے اور بالاتفاق آواز کی۔ کہ مَا ھٰذَا الْبَشَرًا اِنْ ھٰذَا اِلَّا مَلَکٌ کَرِیمٌ۔ زلیخا نے ان کو ملامت کر کے کہا۔ کہ جس کی محبت میں تم مجھ کو ملامت کرتی تھیں۔ وہ فتنہ یہ ہے۔ سب نے کہا۔ کہ ہم کو اپنی ملامت سے سب طرح کی ندامت ہے۔ اور تیرے تئیں ہم پر سو طرح کی کرامت ہے۔ جب زلیخا نے کہا کہ اے یارانِ متفق والے دوستانِ مشفق میری غمخواری کرو۔ اور اس واقعہ میں مددگاری وہ سب دعائیں دے کر اپنے گھروں کو آئیں۔ مگر دو بیبیاں کہ شیریں سخن اور چرب زبان تھیں۔ ذمہ دار ہوئیں۔ کہ ہم دونوں یہیں ٹھہر کر دروازے وصل کے کھولیں گی۔ اور فرش عشرت کو بچھاویں گی۔ اور اس بات سے غافل تھیں۔ کہ یوسف علیہ السلام وہ شاہباز پاک باز ہے۔ کہ صیاد ہوا ہوس کے دام میں گرفتار نہ ہوگا۔ پھر ان دونوں میں سے ایک نے یوسفؑ علیہ السلام کے پاس جاکر مکر کا جال بچھاکر کہا۔ کہ اے سعادت مند زلیخا کو اس قید جدائی میں مت بند کر اور رضامندی اس کی اپنا بہبود جان کر خوان وصل سے اسکو ناامید مت کر۔ وہ عروس ہے۔ اور تو نوشاہ۔ تو آفتاب ہے۔ اور وہ ماہ یوسف نے ایسی باتیں نصیحت آمیز فرمائیں۔ کہ وہ ضعیفہ حیران ہوگئی۔ اور دم بخود ہو کر پھر آئی۔ دوسری بی بی نے جاکر طریقہ تہدید اور دھمکانے کا کام شروع کیا۔ اگر اس قسم کے بہانے پیش لاوے گا۔ تو بلا

بلا توقف قید خانے میں جاوے گا۔ یوسف ؑ نے کہا۔ بنوت کے جنگل کا شیر لومڑی کے فریب سے فریفتہ نہ ہوگا اور میدان قرب الٰہی کا ہما چڑیوں کے دام تزویر میں نہ پھنسے گا۔ پھر ان کی باتوں سے نہایت تنگ ہو کر جناب الٰہی میں فریاد کی کہ خداوندا میرے تئیں قید خانہ اس فریب خانہ سے محبوب ہے اور غم تنہائی اس گلستان بے سروسامان سے زیادہ مرغوب ہے۔ وہ دونوں عورتیں کہ درپردہ خود بھی طالب وصل یوسف کی تھیں ایسی باتیں سنکر زلیخا کے پاس گئیں۔ اور احوال ظاہر کیا۔ کہ مصلحت یہ ہے کہ یوسف کو چند روز قید خانہ میں بھیجدو۔ تو اس گوشہ حزیان میں اس گلستان کی قدر جانے اور اس وادی پروحشت میں تنہائی کا دکھ اٹھا کر تیرا دل و جان سے طلب ہووے۔ زلیخا کو یہ بات پسند آئی۔ اور عزیز مصر سے کہا۔ کہ اس عبرانی نے مجھ کو تمام خلق میں رسوا کیا۔ اب اسکو قید خانے میں بھیج دو۔ تاکہ لوگ جانیں کہ اس گناہ کی لوث سے میرا دامن پاک ہے۔ اس عزیز بے تمیز نے اپنے خواص میں سے مشورت کی ٭ سبھوں نے زلیخا کی رائے کو صواب جانا۔ اور اس بے گناہ کو طوق و زنجیر کر کے قید خانے میں بھجوایا۔ جب وہ زندہ دل قید خانے میں آیا۔ مردہ قیدیوں کی جان میں جان آگئی۔ اور بندے پاؤں کی زنجیریں اور ہاتھ کی ہتھکڑیاں بجا کر ناچنے لگے جب یوسف ؑ قید خانے میں پہنچے زلیخا نے داروغہ کو حکم کیا کہ طوق اور زنجیر کو اتار کر ایک مکان معقول میں اسکو رکھ۔ اور اس مکان کو مشک اور عنبر سے معطر کر ٭ حضرت یوسف ؑ نے وہاں جا کر مقام کیا۔ جب عبادت سے فارغ ہوتے تھے۔ تب قیدیوں سے حال پوچھتے تھے۔ اور ان کی خوابوں کی تعبیریں بیان کرتے تھے اور درماندوں کی نجات کی امید دیتے تھے۔ اور اچھی اچھی باتوں سے ان کے دل کو خوش رکھتے تھے۔ تمام اہل زندان ان کی صحبت سے خوش رہتے تھے۔ اور قید خانے کی مصیبت بھول جاتے۔ جب تقدیر الٰہی نے حضرت یوسف کو قید خانے سے نکالنا چاہا اس کے مہیا اسباب کئے۔ نقل ہے۔ کہ بادشاہ روم نے ایک رسول مصر کو بھیجا تھا۔ اور مال و جواہرات بے شمار اور تھوڑا زہر قاتل اسکو دیا تھا کہ بادشاہ مصر کے مصاحبوں کو مال سے فریفتہ کر کے بادشاہ کو زہر کھلادے۔ چنانچہ اس قاصد نے خوان سالار اور شراب دار کو اپنا دوست بنا کر تاکید اور ہر قسم کے یہ احوال ظاہر کیا۔ شراب دار نے تو انکار کیا۔ اور خوان سالار جوہر آبدار کے لالچ سے راہ راست سے پھرا۔ یہ خبر بادشاہ کو ہوئی۔ لیکن ان دونوں میں سے کسی شخص معین پر گناہ ثابت نہ ہوتا تھا۔ اسواسطے بادشاہ نے دونوں کو قید خانے میں بھیج دیا۔ یہ دونوں جب اس منزل دلگیر میں اسیر پابہ زنجیر ہو کر پہنچے۔ اور ہم نشینی اس ماہ کنعان کی میسر ہوئی۔ زلیخا کے مانند اس عبرانی کی غلامی اختیار کر کے مصاحبت بادشاہ کی بھول گئے

ان دونوں نے مصلحت کی کہ یوسف علیہ السلام ہر ایک محبوس کو خوشخبری دیتا ہے۔ اور ہر ایک کے خواب کی تعبیر کرتا ہے۔ آؤ اسکو امتحان کی کسوٹی پر گھسیں اگر زر خالص ہو۔ تو دل وجان سے اس کی خدمت قبول کریں۔ انہوں نے دو خوابیں آن دیکھی۔ تجویز کرکے حضرت یوسف ؑ صدیق کے حضور میں عرض کیں۔ ایک نے کہا۔ کہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میں بادشاہ کے واسطے شیرہ انگور نچوڑتا ہوں۔ دوسرا بولا کہ میرے سر پر روٹیوں کا خوان ہے۔ اور کوے پنجے مار کر کھاتے ہیں۔ ہمارے اس خواب کی تعبیر فرماؤ۔ ہم تم کو مرد نیک گمان کرتے ہیں۔ یوسف ؑ نے بعد نصیحت کے فرمایا۔ کہ اے یاران زندانی تعبیر تمہارے خواب کی یہ ہے۔ کہ ساقی بعد تین روز کے قید سے مخلصی پاکر اپنے درجہ اعلےٰ کو پہنچے گا۔ اور خوان سالار بعد تین دن کے یہاں سے نکل کر سولی پر چڑھایا جائے گا۔ اور پرندے ہولے کے اسکے سر کا مغز کھاویں گے۔ جب انہوں نے یہ بات یوسف ؑ سے سنی۔ بولے کہ ہم نے تو خواب نہیں دیکھتے تھے۔ بلکہ بیداری میں تمہاری امتحان کے واسطے یہ چند کلمے بنائے تھے حضرت یوسف ؑ نے جواب دیا۔ ہوچکا وہ کام جس میں تم فتوے چاہتے تھے۔ حکم الٰہی تبدیل نہیں ہوتا پھر اس ساقی کو کہا جب تو اپنے منصب پر قایم ہو۔ اور تقریب بادشاہی تجھ کو حاصل ہو۔ تو اس وقت مناسب میں بادشاہ سے عرض کیجیوں کہ کئی سال سے ایک غلام عبرانی مظلوم زندان میں محبوس ہے۔ اور دنیا کے فواید اور لذت سے محروم اور پابوس ہے۔ ساقی نے حضرت یوسف کی بات قبول کی۔ تین دن کے بعد تقدیر نے ایک کو تخت امراء پر بٹھایا۔ اور دوسرے کو سولی پر لٹکایا۔ اور شیطان نے ساقی کے دل سے ذکر یوسف ؑ کا بھلایا لیکن اللہ تعالےٰ کو مدد مانگنا حضرت یوسف ؑ کا غیر سے ناپسند آیا۔ اور جبرائیل کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اے یوسف تجھ کو مجھ سے شرم نہ آئی۔ کہ تو نے مخلوق سے پناہ چاہی۔ قسم ہے۔ مجھ کو اپنی عزت اور جلال کی۔ کہ تیرے تئیں اور بھی چند سال قید میں رکھوں گا۔ القصہ جب مدت محنت کی تمام ہوئی۔ اور مصیبت کے دن انجام پائے۔ بادشاہ مصر ریان ابن الولید نے خواب میں دیکھا۔ کہ سات گائیں فربہ دریائے نیل سے باہر نکلیں پیچھے ان کے سات گائیں دبلی پیدا ہوئیں اور ان موٹی گاؤں کو نگل گئیں۔ اور دبلیوں کے پیٹ ان کے کھانے سے زیادہ نہ ہوئے۔ دبلی ہی رہیں۔ پھر سات خوشے سبز دانہ دار دیکھے کہ سات خوشے خشک ان کو لپٹنے یہاں تک کہ سبز خوشوں میں اثر سبزی کا نہ چھوڑا۔ بادشاہ بیدار ہوکر ملول اور متفکر ہوا۔ تمام ساحروں اور کاہنوں کو بلاکر تعبیر پوچھی سبھوں نے کہا۔ یہ خواب پریشان ہے۔ اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر کرنے کے عالم نہیں۔ ان باتوں کے سننے کیوقت ساقی کو حضرت

یوسفؑ کی باتوں کا اور تعبیروں کا خیال گزرا۔ اور عاجزی معبروں کی دریافت کرکے بادشاہ کے عرض کی کہ ان معبروں کے قول باطل ہیں۔ اور ان کی بات خرافات ہے بادشاہان اولوالعزم کے خواب بے شک لایق تعبیر ہوتے ہیں۔ پھر احوال اپنا اور خوان سالار کا اور تعبیر حضرت یوسفؑ کی مفصل بیان کی ۔ بادشاہ نے احوال یوسف کا پوچھا۔ ساقی نے کہا۔ قصہ ان کا طویل ہے۔ میں تفصیل سے واقف نہیں ہوں مگر اتنا جانتا ہوں کہ کریم زادہ اور ابراہیم کی اولاد سے ہے۔ اور جمال صورت اور لطیف سیرت سے آراستہ ہے۔ اور عزیز بے تمیز نے اپنی عورت کے کہنے سے اسکو زندان میں بھیجا۔ بادشاہ نے ساقی زندان میں بھیجا۔ ساقی نے مضمون خواب بادشاہ کا اور عاجزی معبروں کی بیان کرکے عرض کی۔ کہ تم اس کی تعبیر کہو۔ جو میں بادشاہ سے عرض کروں اور تمہاری قدر و منزلت حضور میں واضح ہو۔ اور تم اس زندان سے مخلصی پاؤ۔ حضرت یوسف نے زبان الہام ترجمان سے بیان فرمایا۔ کہ سات گائیں موٹی اور سات خوشے سبز عبادت سات برس پر نعمت اور زراعت سے ہیں۔ کہ مخلوق کی آسودگی اور رفاہیت ہوگی۔ اور سات گائیں دبلی اور سات خوشے سوکھے اشارہ ہے۔ طرف برسوں کے کہ ان میں تنگی اور عسرت ہوگی۔ اور لوگوں کی معیشت کا اسباب تنگ ہوگا۔ اور پھر فرمایا۔ کہ تدبیر اس کی یہ ہے۔ کہ سات برس کھیتی کریں۔ اور بڑی محنت سے اور خوشوں کو دانوں سمیت رکھیں۔ مگر تھوڑا بقدر خرچ صرف کریں۔ اور تھوڑا سا تخم کیواسطے رکھیں اور پھر سات برس قحط کے بعد آسمان سے باران رحمت نازل ہوگا۔ اور خلق کو آسودگی ہو جائے گی۔ جب ساقی نے زندان سے مراجعت کرکے بادشاہ سے تعبیر اس خواب کی بیان کی۔ بادشاہ نے جانا کہ تعبیر حق ہے۔ اور سوا اس کے دوسری تعبیر اس خواب کی نہیں حضرت یوسفؑ کی مخلصی کا حکم دیا۔ اور حضور میں طلب کیا۔ ساقی نے زندان میں آکر اشتیاق بادشاہ کے واسطے ملاقات اس سرو دلکش باغ نبوت و مروت کے ظاہر کیا۔ اور کہا میرے ساتھ بادشاہ کی بارگاہ میں چلو۔ حضرت یوسف نے قبول نہ کیا۔ اور کہا۔ کہ پھر جاؤ اور بادشاہ سے پوچھ آؤ کہ کیا حال ہے۔ ان عورتوں کا جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ جب ساقی نے یہ حال آکر عرض کیا۔ بادشاہ متعجب ہوکر ساقی سے پوچھنے لگا۔ ساقی نے کہا۔ غلام عبرانی ہے۔ نہایت حسین کہ عزیز مصر نے مالک سے خریدا ہے۔ اور تمام کیفیت قید ہونے کی اور عورتوں کے ہاتھ کاٹنے کی جو زبانی حضرت یوسفؑ کے سنی تھی مفصل عرض کی۔ بادشاہ نے صاحب السجن نے کہا۔ کہ عزیز مصر نے اس کو قید کیا ہے۔ اور وہ ہر روز روزہ رکھتا ہے۔ اور سب کو الوان نعمت

اس کے روبرو لے جاتے ہیں۔ وہ لقمے تناول کر کے باقی محتاجوں کو دیتا ہے۔ بادشاہ نے عزیز مصر کو بلا کر پوچھا۔ اس نے حقیقت کو پوشیدہ رکھ کر کہا۔ میں نے اس غلام کو مالک سے خرید کر فرزندی میں رکھا تھا۔ اس سے خیانت ہوئی اسواسطے قید کیا ہے۔ پھر بادشاہ نے ساقی کو بھیجا۔ اور حضرت یوسف کو بلایا۔ انہوں نے پھر انکار کیا۔ اور فرمایا کہ جب میں اونگا۔ جو عزیز مصر راضی ہو۔ اور رضامندی اسوقت ہوگی۔ کہ ان عورتوں سے میرا حال پوچھا جائے۔ ساقی نے بادشاہ کو خبر دی۔ بادشاہ زیادہ متعجب ہُوا۔ اور ہاتھ کٹی عورتوں کو حاضر کروایا۔ اور یوسفؑ اور زلیخا کا حال مفصل پوچھا۔ وہ بولیں۔ کہ معاذ اللہ ہم نے اس سے بدی نہیں دیکھی۔ بالکل ہمارا مکر و فریب تھا۔ پھر زلیخا کو بھی بلایا۔ اس نے بھی اقرار کیا۔ کہ میں نے خود اسکو اپنی طرف بلایا۔ اور یوسفؑ اپنی بات پر سچا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بعد اس تحقیقات کے فرمایا۔ کہ غرض میری یہ تھی۔ کہ عزیز مصر جانے کہ میں نے اس کی امانت میں خیانت نہیں کی ہے۔ جب عصمت اور طہارت حضرت یوسف علیہ السلام کی روشن ہوئی۔ تب ایک شخص مقربان درگاہ سے بموجب حکم حضرت یوسف علیہ السلام کی روشن کے پاس گیا۔ اور پیغام بادشاہ کا پہنچایا۔ یوسف علیہ السلام نے زندانیوں دعائے خیر کی اور نکلتے وقت زندان کے دروازے پر یہ لکھا۔ ھٰذا قبر الاحیاء و بیت الاحزان و شماتۃ الاعداء یعنی یہ قبر ہے۔ زندوں کی اور گھر ہے غموں کا۔ اور دشمنوں کے خوش ہونے کے بعد اس کا غسل اور حمام کر کے لباس فاخرہ پہن کر بادشاہ کے خاص گھوڑے پر سوار ہو کر متوجہ بارگاہ کے ہوئے۔ جب آنکھ بادشاہ کی اور ارکان دولت کی یوسفؑ پر پڑی۔ سب بے اختیار ہو کر بولے۔ کہ یہ روح مکرم ہے یا فرشتہ مجسم ہے یا جنس بنی آدم ہے۔ کہ کسی نے ایسا شخص نہ دیکھا۔ نہ سنا بادشاہ نے مکان مناسب میں حضرت یوسف کو بٹھایا۔ اور واسطے دریافت کرنے کرامت اور بزرگی کے امتحان میں کوشش کی۔ کہ انکے تئیں جمیع کمالات سے آراستہ پایا۔ پھر کہا۔ کہ میرے خواب کی تعبیر تم اپنی زبان سے میرے سامنے فرماؤ حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔ اگر اجازت ہو تو اول بادشاہ کی خواب مفصل بیان کروں۔ بعد اس تعبیر میں مشغول ہوں۔ بادشاہ کو یہ بات مطبوع پڑی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ بادشاہ نے یوں خواب میں دیکھا۔ کہ سات گائیں فربہ سپید پوست سیاہ چشم سبز رنگ والیں۔ دریائے نیل کے کنارے ظاہر ہوئیں۔ چنانچہ ان کے حسن

اور طراوت سے بادشاہ کو تعجب ہوا۔ اس عرصے میں نیل کا پانی یہاں تک کم ہوا۔ کہ سوائے کیچڑ کے کچھ نہ رہا۔ اور اس کیچڑ میں سات گائیں کہ جن کا پیٹ پیٹھ سے ملا تھا۔ نکلیں اور دونوں آپس میں ملیں۔ آخر دبلی گائے نے موٹیوں پر غلبہ کیا۔ اور ان کی ہڈیاں توڑیں۔ گوشت پوست خون سب کھا گئیں۔ بادشاہ ان کو تعجب سے دیکھتا تھا۔ کہ اس عرصے میں کیا دیکھا۔ کہ سات خوشے سبز اور سات خوشے خشک و سیاہ ایک ہی جگہ سے نکلے ہیں۔ اور جڑھ سب کی پانی اور مٹی میں مستحکم ہے بادشاہ فکر کرتا ہے۔ کہ مقام تو سب کا ایک ہے۔ طراوت اور سبزی ان کی اور سیاہی و خشکی ان کی کیوں ہے۔ اس عرصے میں ہوا چلی اور خوشے سوکھے اور سبز آپس میں ملے۔ کہ سبزی کا اثر مطلق نہ رہا۔ بادشاہ نے کہا۔ واللہ اگرچہ شان اور حال خواب کا عجب ہے۔ لیکن تیرا کہنا بے کم و کاست عجیب تر ہے۔ اب اس کا بندوبست اور تدبیر کیا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔ کہ تمام ملک کے عاملوں کو حکم دو۔ جو مصر کے سب دہقانوں کو واسطے زراعت بے نہایت کے تاکید کریں۔ اگر سستی ہوگی۔ تو ضرر عظیم ہوگا اور حکم ناطق ہو۔ کہ جس قدر سات برس کی زراعت میں پیدا ہو۔ بقدر قوت لایموت کے خرچ میں لاویں۔ اور باقی غلہ مع خوشوں کے انبار کریں۔ ملک ریان ان باتوں کے سننے سے نہایت متردد ہو کر بولا۔ کہ یہ امر خطیر کس شخص کی کفالت میں رکھوں۔ اور وہ کون ہے۔ جو اس مہم عظیم کا عہدہ برآمد ہوگا؟ حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔ کہ امر عظیم میرے سپرد کیجئے۔ میں حفیظ ہوں۔ اسکی عہدہ برائی کروں گا۔ بادشاہ نے نہایت خوشی سے تسلیم کیا۔ اور خلعت گرانمایہ اور کمر بند مرصع عنایت کر کے تمام خزائن ملک پر ان کو متصرف فرمایا۔ اور بعد فوت ہونے عزیز مصر کے وکیل مطلق اور مختار کل اور مدار المہام ہوئے۔ القصہ حضرت یوسفؑ نے ایک مکان وسیع کہ ہوا اس کی معتدل اور زمین اس بے نم تھی۔ تلاش کیا۔ اور ایک عمارت رفیع القدر مانند سد سکندری کے بنیاد کی اور امیناں کارگذار مقرر کئے۔ اور تمام محصول قلیل و کثیر سے اس عمارت میں سات برس تک جمع کئے جب ایام فراخی کے گذرے اور اوقات قحط سالی اور تنگی کے آئے۔ کہتے ہیں سب سے اول اثر بھوک کا بادشاہ پر ظاہر ہوا۔ کہ اسی رات کو پکارا۔ یا یوسف الجواع الجواع اور حضرت یوسفؑ دوپہر کو ایک بار بادشاہ

کو اور نوکروں کو طعام کھلاتے تھے۔ اور پیٹ بھر کر نہ کھاتے تھے۔ کہ بھوکوں کو نہ بھولیں اور اس مدت میں قحط کی آگ ایسی روشن ہوئی۔ کہ دھواں اسکا فلک سے گذرا۔ اور خاص و عام غنی۔ اور فقر سب دبلے اور لاغر ہو گئے۔

القصہ خلائق نے سال اول جو محصول زراعت کا جمع کر رکھا تھا۔ اپنے اہل و عیال پر نفقہ کیا۔ دوسرے سال سونا و چاندی روپیہ و اشرفی نقد بیچا تیسرے سال زیور اور فرش اور باسن غلے کی قیمت میں بیچے۔ اور چوتھے سال غلام اور چارپائے بیچکر غلہ خرید کیا۔ پانچویں سال زمین اور حویلی دے کر جان بچائی۔ چھٹے برس زن و فرزند کے تئیں کہ میوۂ دل اور مایہ جان تھے۔ بیچ کر جو اور گیہوں خریدے۔ ساتویں برس سب نے اپنے نفس نفیس کو مانند آل کے یوسف ؑ کے ہاتھ بیچ کر خطِ غلامی لکھ دیا۔ جب مدت قحط کی گذری اور غلے کی ارزانی شروع ہوئی۔ حضرت یوسف نے بادشاہ سے کہا۔ کہ اب اس قدر گنج اور خزانے مہیا اور آمادہ ہوئے۔ کہ ملوک قدیم کے خیالوں میں اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ہے اور رعیت نے بھی قحط سے خلاصی پائی۔ اب صلاح دولت یہ ہے کہ اب مصر کے لوگوں کو جو ذلت بندگی اور قیمت میں گرفتار ہیں۔ آزاد کئے جائیں۔ اور ان کی خاطر غمگین کو شاد کہ آثار اس احسان کے صفحہ زمین پر قیامت تک باقی رہینگے بادشاہ نے کہا ؛

بیت؛ سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را ؛

تیری رضامندی کا تابع ہوں۔ تیری خواہش کا بندہ ہوں ؛ حضرت یوسف نے تمام اہل مصر کے تئیں جو حلقہ یوسف علیہ السلام کی بندگی کا کان میں رکھتے تھے آزاد کر کے زمین اور حویلی اور باندی اور غلام اور مواشی اپنی طرف سے علاوہ ان کو کچھ دے کر اپنے احسان کا غلام بنا رکھا ؛

ابیات

وزیروں کو رائے دنیکو روش ؛ کرے ہے وہ عالم کی یوں پرورش
نہ ہووے اگر نیک شبہ کا وزیر ؛ تو اس بادشاہی سے آوے نفیر
نکما ہے۔ وہ تخت اور ملک گنج ! ہے شہ بے مزہ اور رعیت برنج

سبھی زیب ہیں فلک کا ہووے کم
تمامی رعیت ہو در ہم بہم
پریشان ہو اس شاہ کا روزگار
کہ ظلم ہو جس شاہ کا پیشہ کار!

بیان حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے آنے کا مصر میں اور حوادث نادر کے ظاہر ہونیکا

جب قحط عام ہوا۔ اور ظہور اثر گرانی کا تا بعراق و شام ہوا۔ اور کرام اور لئام کے معاش میں خلل تمام ہوا۔ اور ایک طائفہ اہل کنعان کا غلبہ آتش جوع سے بے صبر ہو کر مصر جانے کو تیار ہوا۔ حضرت یوسف کے بھائی بھی حضرت یعقوبؑ کے حضور میں آن کر بے قراری اپنے اطفال کی اور ناچاری اہل وعیال کی عرض کرنے لگے اور ان دنوں میں حضرت یعقوبؑ فرزندوں سے علیحدہ ایک گھر تنگ و تاریک میں رہتے تھے۔ اور اس کا نام بیت الاحزان رکھا تھا۔ جب پریشان فرزندوں کو دیکھا۔ تو زخم ان کا تازہ اور الم بے انداز ہوا۔ بیٹوں سے پوچھا۔ کہ تمہارے رنج کی دوا کیا ہے۔ عرض کی عزیز مصر نے اس سال غلے کا انبار کھولا ہے۔ اور ترازو انصاف کی ہاتھ میں لی ہے۔ جو کوئی کچھ متاع لے جاتا ہے۔ اسکے عوض میں کچھ اشقاع لے آتا ہے۔ اگر حکم ہو۔ تو اس کے حضور میں جاویں۔ اور کچھ پونجی کم بہا موجود ہے لیجاویں۔ اور اپنے عیال جان بلب رسیدہ کی روح تن میں اور قوت بدن میں پہنچاویں حضرت یعقوب نے رخصت دی۔ اور سوا بنیامین کے جو حضرت یوسف کے حقیقی بھائی تھے۔ سب کو ایک ایک اونٹ دیکر روانہ کیا۔ یہ سب بعد قطع مسافت کے مصر میں پہنچے۔ ایک ایک روز جو اکابر اور اعیان ملک کے حضرت یوسف علیہ السلام کی مجلس میں تھے۔ بھائیوں نے بھی آکر دست بوسی کی سعادت حاصل کی اہل مصر نے جو ان دسوں بھائیوں کو صورت بدیع اور شکل عجیب میں دیکھا۔ حیران ہوئے کہتے ہیں۔ کہ اس روز حضرت یوسف علیہ السلام سریر عظمت اور مسند عزت پر بیٹھے تھے۔ اور مانند بادشاہوں کے لباس ملوکانہ پہنے تھے۔ اور طوق طلائی گردن مبارک پر ڈالا تھا۔ بھائیوں نے بسبب طول ایام اور تبدیل لباس سلاطین انام کے ان کو نہ پہچانا۔ اور کمال تعظیم سے آگے بڑھ کر زبان عبرانی میں تحیت مسلمانی کی بجالائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اسی زبان میں جواب

دے کر صورت وشمائل وحرکات وسکنات سے پہچانا۔ اور پوچھا۔ کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ اور اس ملک میں کیوں کر آئے ہو۔ بولے کہ ہم بادیہ نشین ہیں۔ ملک شام سے زمانے کا جور وجفا دیکھکر تیرے بذل واحسان کا آوازہ سن کر اس ملک میں آئے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ شاید جاسوس ہوکر ہمارے لشکر کا شمار وسامان دریافت کرکے والی روم وشام کو خبر دے کر ان کو ہماری لڑائی کے واسطے مستعد کروگے۔ انہوں نے بالاتفاق کہا کہ معاذ اللہ ہم جاسوس نہیں ہیں۔ ہم پیغمبرزادے ہیں اور ہم گوہر پاک ہیں۔ اور ہمارے باپ دادے منازل شناس افلاک ہیں۔ اور دعوت اسرائیل اللہ کی اور معجزہ ذبیح اللہ کا اور کرامت خلیل اللہ کی آپ کی شمع مبارک میں پہنچی ہوگی۔ آپ کے اور ستودہ خصال سنکر اس قحط سالی میں ادھر آئے ہیں۔ کہ آپ کے خوان الطاف سے حظِ جمیل اور فائدہ جزیل اٹھائیں۔ حضرت صدیق یوسف نے پوچھا۔ کہ تمہارا باپ زندہ ہے۔ جواب دیا۔ ابھی تو قید حیات میں ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ کیسا شخص ہے۔ اب کیا کام کرتا ہے۔ اور کس طور پر روزگار گزارتا ہے۔ اور تم کتنے بھائی ہو۔ کہا کہ باپ ہمارا رفیع القدر نسل ابراہیم خلیل اللہ۔ اور لقب اس کا اسرائیل ہے۔ اور خلعت نبوت سے سرفراز ہے۔ اور سوائے خدا جہاں آفرین کے صحبت غیر سے اس کو احتراز ہے۔ اور ہم بارہ بھائی تھے۔ ان میں ایک بھائی جو صورت میں بہتر اور نبوت کے لائق تھا۔ ایک دن ہماری محبت نے جنگل کے تماشے کو آیا تھا۔ اور بضرورت ہم سے غائب ہوا۔ بھیڑیا اس کو لے گیا جب خبر باپ کو پہنچی۔ راضی برضا ہوکر گوشہ گیری اختیار کی اور اس کے حقیقی بھائی کو اپنے حضور میں رکھکر اس کے غم کی تسلی اس سے کرتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ نے کہا۔ کہ اس ولایت میں کوئی ہے۔ کہ تمہارے صدق مقال پر گواہی دیوے۔ اور صحت حسب ونسب تمہاری بیان کرے۔ روئیل نے کہا۔ کہ ہم زمین شام میں ساتھ امانت اور اسلام کے موصوف ہیں۔ اور حسب ونسب سے معروف حضرت یوسف نے فرمایا۔ کہ جب تک ہم کو واضح نہ ہو۔ کہ تمہاری غرض اس ملک کے آنے سے تجارت ہے۔ یا فتنہ انگیزی اور شرارت ہے۔ تب تک ہم اعتبار نہ کریں گے۔ مصلحت یہ ہے۔ کہ جب تم یہاں سے عزام مراجعت کا کرو۔ ایک بھائی کو ہمارے ظِل عنایت میں چھوڑ جاؤ۔ اور اپنے چھوٹے بھائی کو ہمراہ لاؤ۔ جو تمہاری بات کا صدق ہم پر ظاہر ہو۔ بھائیوں نے یہ بات قبول کی اور حضرت یوسف نے

ان کو ایک مکان میں اتارا۔ اور اعزاز و اکرام میں نہایت مبالغہ کیا۔ اور اولاد یعقوب جب دوسرے دن واسطے خریدنے غلے کے آئے۔ یوسف نے پوچھا۔ کہ پونجی تمہاری کیا ہے۔ انہوں نے جو کچھ لائے تھے۔ ظاہر کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا۔ ہر چند پونجی تمہاری لائق خزانے کے نہیں ہے لیکن تم بازار میں قیمت کرو۔ ہم اس سے دوچند کا غلہ تم کو دیویں گے۔ ان کے تمام پونجی۔ دو سو دینار کی ہوئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ہر ایک بھائی کو ایک اونٹ گیہوں کا بھر دیا۔ اور زیادہ قیمت ان کو معاف کی بھائیوں نے قرعہ ڈالا۔ اور شمعون کو وہاں چھوڑا حضرت یوسف علیہ السلام نے رخصت کے وقت کہا۔ اگر تم اپنے چھوٹے بھائی کو بھی لاؤگے تو اسکو بھی ایک خروار گیہوں کا دونگا۔ نہیں تو تم کو کچھ نہ دوں گا۔ کہا ہم باپ سے مانگیں گے۔ اگر وہ حکم کریں گے۔ تو ہمراہ لاویں گے۔ کہتے ہیں۔ کہ حضرت یوسف نے کارندوں سے کہا۔ کہ سامان ان کا بہ خفیہ ان کے اونٹوں پر رکھ دو۔ اور سبب اس کا یہ تھا۔ کہ حضرت یوسف کو ان کی امانت پر اعتماد تھا جب وطن میں پہنچ کر سامان دیکھیں گے۔ تو گمان کرینگے۔ کہ کارپردازوں نے بھول کر یہ سامان رکھا ہے۔ بس یہ سبب دینداری کے امانت رو کرنے کو ضرور آویں گے۔ جب اولاد یعقوب کنعان میں پہنچی۔ حضرت یعقوب سے عرض کی۔ کہ حضوری کی دعا کی۔ برکت سے عزیز مصر نے ہماری بہت عزت و حرمت کی۔ اور ضیافت اور مہمان نوازی میں قصور نہ کیا۔ جب شمعون کو درمیان میں نہ دیکھا۔ تو کیفیت واقعی کی پوچھی۔ انہوں نے بے کم و کاست عرض کی جب بوجھ کھولے۔ تو پونجی اپنی بعینہ پائی باپ سے عرض کی۔ کہ ہم نے حضور میں خلاف قانون عرض نہیں کیا۔ عزیز مصر تو ہماری پونجی پھیر دی۔ حضرت یعقوب نے عزیز مصر کو دعائے خیر دی۔ لیکن شمعون کے نہ آنے سے آزردہ خاطر تھے۔ بیٹوں نے عرض کی۔ کہ آپ تشویش نہ فرمائیے۔ شمعون کو بنیامین کے لانے کے عوض میں رکھا ہے۔ اب ہم اس کو لے جاویں گے۔ اور کماحقہ اس کی حفاظت کریں گے۔ اور ایک خروار گیہوں کا زیادہ لیں گے والا عزیز مصر ہم کو گیہوں نہ دیوے گا۔ حضرت یعقوب ؑ نے فرمایا۔ تمہارے قول کا کیا اعتبار کروں۔ یوسف ؑ کے حق میں اس سے زیادہ تاکیدیں کی تھیں۔

جب بیٹوں نے نہایت عاجزی کی۔ تب فرمایا۔ کہ تم اپنے وعدے کو قسم سے مؤکد کرو۔ اور عہد مستحکم دو۔ بیٹوں نے قسم کھائی۔ اور کہا۔ کہ حتی المقدور ہم قصور نہ کرینگے۔ حضرت یعقوب نے ان کی قسم قبول کی۔ اور کہا۔ کہ خدا بہترین حافظ اور ارحم الراحمین ہے۔ لے جاؤ اور وقت روانگی کے حضرت یعقوب نے جب اولاد کو دیکھا۔ کہ ہر ایک بلند و

بالا اور خوبصورت اور اعضائے متناسب رکھتا ہے۔ احتیاطاً بے خیال بدچشم کے انکو فرمایا
کہ بروقت داخل ہونے مصر کے سب ایک دروازے سے مت جائیو۔ بلکہ ابواب متفرقہ
سے شہر میں داخل ہوجیو۔ نقل ہے۔ کہ اولاد یعقوب نے بروقت رخصت کے حضرت یعقوب ؑ
سے ایک خط کی درخواست کی۔ کہ عزیز مصر کے نام لکھ دیں۔ حضرت یعقوب نے ایک
رقعہ لکھا۔ اور ایک دستار جو کہ حضرت ابراہیم سے بطور امانت کے پہنچی تھی۔ بطریق ہدیہ خط کے
ساتھ بھیجی۔ جب یہ لوگ مصر کو پہنچے۔ اور بموجب وصیت حضرت یعقوب کے متفرق دروازوں
سے داخل ہوکر شمعون کی مہمان سرائے میں اترے۔ شمعون نے بعد ضیافت کے الطاف و عنایات عزیز
مصر کی بیان کرنا شروع کیں۔ تمام رات اسی الطاف باتوں میں گئی۔ جب صبح ہوئی۔ تو گیارہ
بھائی عزیز مصر کے دربار میں گئے۔ اور حضرت یوسف کو خبر ہوئی۔ کہ وہ عبرانی بھائی آئے ہیں
اور حضرت یعقوب کا تحفہ لائے ہیں ؛ بیت

شادی سے ہوا رخ اس کا روشن جیسے گل ہو بہار میں بہ گلشن

فرمایا کہ ان کو کمال حرمت اور عزت سے بٹھاؤ۔ پھر حضرت صدیق یوسف نے یعقوب
کا حال پوچھا۔ بھائیوں نے کہا۔ پہلے تو تسلی خاطر محزون کی بنیامین کی کرتے تھے۔ اور فرزند
مفقود الخبر کے رنج کی تسلی اس کے جمال سے فرماتے تھے اب معلوم نہیں کہ کیا حال ہوگا۔ بعد
اس کے دستار ابراہیم اور مکتوب یعقوب ؑ عزیز محبوب کی نظر میں گذارنا۔ حضرت یوسف ؑ
نہایت خوش ہوئے اور اس تبرک متبرک کے پہنچنے کو مقدمۃ السعادت رسالت کا سمجھا جب
وقت کھانے کا ہوا۔ اور خوان مہیا ہوئے۔ حضرت یوسف نے پردے میں تشریف لے جاکر
حکم دیا۔ کہ ایک خوان پر دو دو بھائی بیٹھیں اور ایک خوان بنیامین کے آگے رکھا۔ بنیامین نے
جو اپنے تئیں اکیلا دیکھا۔ اپنے حقیقی بھائی کو یاد کرکے آبدیدہ ہوئے۔ حضرت یوسف ؑ
علیہ السلام نے جو پردے کے پیچھے سے یہ حال دیکھا۔ شفقت برادری سے بے تاب
ہوکر ان کو اندر بلاکر اپنے ساتھ بٹھایا۔ اور فرمایا۔ کہ اے بنیامین ؑ بجائے گم گشتہ کے
شرطیں برادری کی میں بجا لاؤں گا۔ بنیامین نے کہا ہر چند کہ مرتبہ حضور کی برادری کا
عالی ہے لیکن عزیز کے تئیں نسبت ابراہیمی علیہ السلام ہوئی۔ تو یہ حسرت تھی حضرت
یوسف علیہ السلام کو اس بات کے سننے کی تاب نہ رہی۔ اور نقاب اٹھا کر فرمایا کہ میں ہوں یوسف ؑ
علیہ السلام گم گشتہ تیرا بھائی۔ لیکن اس راز کو بھائیوں سے چھپائیو۔ جب تک کہ اپنے
گناہوں کا اقرار نہ کریں اور عذر سے پیش نہ آئیں۔ تب تک ظاہر مت ظاہر مت کیجیو۔
بنیامین نے کہا۔ اب تو مصر سے باہر نہ جاؤں گا ؛ اور تیری جدائی سے راضی نہ ہوں گا ؛

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا۔ کہ میں اس مقدمہ میں فکر صواب کا اندیشہ کروں گا۔ وکلاء کہکر اپنے بھائیوں کے اونٹ کے غلے سے بھر کر پر بار کروائے۔ اور ہر ایک کو خلعت مناسب حال اپنے کے عنایت کر کے رخصت کیا۔ اور پھر ایک خواص محرم راز سے فرمایا کہ ہمارا پیمانہ خاص بادشاہ جو جواہر سے مرصع ہے۔ بنیامین کے بار میں رکھ دو۔ جب بھائی روانہ ہوئے۔ تو ایک جماعت کو ان کے پیچھے بھیجا۔ اور منادی کی۔ کہ اے قافلہ تم چور ہو۔ تمام بھائی حیران ہوئے۔ اور کہا۔ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ بولے بادشاہ کا پیمانہ مرصع چوری ہوگیا ہے۔ جو کوئی اس کو لاوے گا۔ ایک شتر گیہوں کا انعام ملے گا۔ تمام بھائیوں نے قسم کھائی۔ کہ باللہ ہم اس زمین میں فساد کرنے نہیں آئے۔ اور ہم نے اپنے اونٹوں کے مُنہ بھی باندھے ہیں۔ تاکہ کسی درخت کو نہ کھائیں۔ تم اس امر ناشائستہ کی نسبت ہم کو کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا۔ کہ جس کے اونٹ میں سے نکلے۔ اس کی کیا سزا ہے۔ وہ بولے سزا یہ ہے۔ کہ وہ خیانت کار غلام صاحب مال کا ہوگا۔ تب مصریوں نے تلاشی بوجھوں کی شروع کی اول اور بھائیوں کے بوجھ دیکھے۔ بعد اس کے بنیامین کے بوجھ سے پیمانہ مرصع نکلا۔ یہ سب شرمندگی سے سرنگوں ہوئے۔ پھر بنیامین سے کہا کہ تیرا باپ روحانیوں کا امین ہے۔ اور آسمانیوں کا ہمنشین تجھ کو شرم نہ آئی۔ کہ تو نے دامن عصمت کو اس خیانت سے ملوث کیا۔ ہرچند بنیامین قسم کر کے کہتے ہیں کہ میں مطلق واقف نہیں۔ کہ کس نے رکھا ہے۔ وہ بولے کہ اگر تو نے یہ کام نہیں کیا۔ تو تیرے سامان میں کیونکر نکلا۔ بنیامین نے کہا۔ کہ یہ پیمانہ میرے سامان میں اس نے رکھا ہے جس نے تمہارے اونٹوں میں تمہاری پونجی چھپا رکھی تھی۔ روئیل نے کہا سچ ہے معلوم نہیں۔ کہ عزیز مصر کو اس پردے میں کیا شعبدے بازی منظور ہے۔ کارندے حضرت یوسف کے بھائی بنیامین کو پکڑ کر حضور میں لے چلے بھائی بھی بناچاری پھر کر حضرت یوسف کی مجلس میں حاضر ہوئے اور بولے کہ اس نے اگر چوری کی تو اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی اس بات کے سنتے ہی حضرت یوسف نے غضبناک ہو کر ان کی سیاست کا حکم دیا سب بھائیوں نے یہ حال دیکھ کر اپنی جان شیریں سے ہاتھ دھو کر تلواریں ہاتھ میں لیں اور سمعون نے آگے بڑھ کہا۔ کہ اے بادشاہ ابھی ایک نعرہ ماروں گا کہ تمام شہر کی عورت حاملہ اپنے حمل وضع کریں گی اور یہودا نے کہا کہ اپنے پنجہ قدرت سے شیر کا پوست بہ جبر ڈالوں گا۔ اور ہاتھی کے دانت اکھاڑوں گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جو بھائیوں

کا غضب دیکھا۔ اپنے بیٹے کو کہ جس کا نام فراہم تھا۔ فرمایا کہ یہودا اور شمعون کے پیچھے جاکر اپنا ہاتھ ان کی پیٹھ پر مل دے۔ اسواسطے کہ حضرت یوسفؑ کو معلوم تھا۔ کہ جو آلِ یعقوب میں سے غضب میں آوے۔ اور کوئی شخص ان کے خاندان کا اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر دے تو فی الفوران کے غضب کا شعلہ بجھ جاتا ہے۔ جب فراہیم نے ہاتھ پھیرا۔ تب اس کا غصہ ایکبارگی کم ہوا۔ حضرت یوسف کے آدمیوں نے ان سب کو گھیر کر پکڑ لیا۔ وہ بولے کہ واللہ یہاں کوئی آل یعقوب میں سے ہے۔ اور اس بھید کا واقف کار ہے۔ جو ہمارا ایکبارگی غصہ رفع ہوگیا۔ یہودا نے بڑھ کر عرض کی۔ کہ اے عزیز ہمارا باپ پیر وضعیف ہے۔ اور ہم نے اس سے عہد کیا ہے۔ کہ تیرے بیٹے کو تجھ تک سلامت پہنچاویں گے اگر ہم بغیر اس کے ان کے حضور میں جاویں گے۔ تو کس آنکھ سے ان کے سامنے دیکھیں گے۔ مہربانی فرما۔ اور ہم میں ایک اس کے عوض لے۔ ہم حق بندگی بجالاویں گے۔ حضرتؑ نے کہا۔ کہ تم نے مجھ پر کیا۔ ناراستی دیکھی ہے۔ کہ مجھ پر ایسا گمان بد کرتے ہو۔ کہ میں آزاد کو بندگی میں رکھوں اور بے گناہ کو دوسرے کی علت میں گنہگار ٹھہراؤں۔ بلکہ میں نے موافق شریعت انبیاء کے کیا ہے۔ کہ گناہ کرنے والے کو لیتا ہوں۔ کہ تمہارا گناہ معاف کرتا ہوں۔ بعد اس کے وہ بیع نامہ مالک کا ان کو دے کر کہا۔ کہ یہ خط عبرانی ہے۔ اہل مصر اسکو نہیں پڑھ سکتے۔ تم مہربانی کر کے اس کو پڑھ دو۔ بھائیوں نے اس کاغذ کو دیکھا۔ تو اپنا نامہ اعمال نظر آیا۔ نہایت شرمندہ و حیران ہوئے۔ کہ عزیز کے ہاتھ کیونکر لگا۔ سبھوں نے سر نیچے کر لئے۔ اور شرم کے مارے کچھ جواب نہ دیا۔ القصہ جب اولاد یعقوب بنیامین سے ناامید ہوئے۔ اور ارادہ کنعان کا کیا یہودا نے یعقوب سے قول اقرار مستحکم کیا تھا کہ میں تو ہرگز نہ جاؤں گا۔ جب تک باپ اجازت دے یا خدا میرے حق میں حکم فرماوے بھائی غمگین و ملول روانہ ہوکر کنعاں میں پہنچے۔ اور حضرت یعقوب سے سب احوال مفصل عرض کیا۔ حضرت یعقوب کا غم تازہ ہوا۔ اور درد فراق دو فرزندوں کا دل بے اندازہ ہوا اور اتنا روئے کہ چشم جہاں بیں زیور نور سے معطل ہوئیں

فصل جب ایک مدت بنیامین کی جدائی میں گذری حضرت یعقوب نے عزیز مصر کے نام ایک خط لکھنا چاہا۔ فارض بن یہودا کو طلب کیا کہ ایک نامہ لکھے مضمون اس کا یہ تھا کہ عزیز مصر معلوم فرماوے کہ اللہ تعالےٰ نے انبیاؤں پر بلائیں نازل کیں اور ان کے تئیں طرح طرح کے عذاب سے آزمائش کی۔ ان میں سے ایک یہ کہ میرے دادا ابراہیم کو ہاتھ پاؤں

باندھ کر آگ میں پھینکا - اور اس نے صبر کیا - اس واسطے اس نار کو گلزار کیا اور میرے چاچا اسماعیل کے گلے پر چھری رکھی - اور میں ایک فرزند دلبند رکھتا ہوں - وہ میرا قوت قلب اور قرۃ العین تھا - بھائی اسکے اسکو جنگل میں لے گئے اور پیراہن خون آلودہ اس کا لاکر مجھ کو دکھلایا - کہ اس کو بھیڑیئے نے کھایا - اور ایک فرزند دلبند رکھتا تھا - کہ اس گم گشتہ کا بھائی تھا - اسکے دیدار سے دل کو تسلی کرتا تھا - اب اسکے بھائیوں نے بیان کیا - کہ اسکو عزیز مصر نے تہمت دزدی محبوس کیا ہے - یہ سب کچھ تو وہ جانتے ہیں - کہ اہل بیت نبوت کو چوری سے نسبت نہیں ہے - اب تجھ سے امید ہے - کہ اس فرزند محبوس کو باپ مایوس کے پاس بھیج دے - اور اس پیر محنت رسیدہ کو اس اندیشے سے چھڑاوے - کہ سبب سعادات ابدی کا تجھ کو ہوگا - اور اوقات اجابت میں دعائے خیر سے تیری مددگاری کروں گا - اور اگر اس حکم کے برخلاف کرے گا - تو یقین جان کہ ایسی دعائے بدکروں گا کہ اس کا اثر تیری سات پشت تک رہے گا - اور کوئی اسکو دفع نہ کر سکے گا - قارض یہ خط لے کے مصر کو روانہ ہوئے - اور چند روز میں مصر کو پہنچکر وقت مناسب میں حضرت یوسفؑ کی مجلس میں تشریف لے گئے - اور وہ نامہ حضور میں یوسف کے گذارنا - حضرت یوسفؑ نے خط کو پڑھکر قطرات آنسو کے آنکھوں سے برسائے - اور جواب نامہ پدر بزرگوار کو لکھا - مضمون اسکا یہ ہے کہ مکاتبہ شریف نے کہ نہایت حزن و اندوہ سے لکھا ہے - شرف ورود پایا - اور محنت سے آبائے عظام کی اور درد فرقت سے اولاد کرام کی واقف ہوا - اب علاج اور درمان سوائے صبر کے نہیں - صبر فرماؤ - جیسا کہ انہوں نے صبر کیا - تو اپنے مطلب کو پہنچو گے - جیسے وہ اپنے مطلب کو پہنچے - والسلام *

جب خط سے فارغ ہوئے قارض کو خلعت فاخرہ اور انعام متکاثرہ دیکر رخصت کیا - قارض مانند فارس برق رفتار کے کنعان میں پہنچا - اور جواب مکتوب کا حضور میں گذارنا حضرت یعقوبؑ نے مضمون خط کا سنکر فرمایا - کہ یہ بات مانند کلام انبیاء کے معلوم ہوتی ہے - اور بیٹوں سے کہا - کہ جلد مصر کو جاؤ - اور دونوں بھائیوں کی تلاش کرو - اور خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو - ان کے وصل کی ہوا اس خط سے میرے دل مجروح کو پہنچی ہے - بھائیوں نے تیاری کی اور پونجی کم قیمت جو میسر ہوئی لے کر روانہ ہوئے اور چند روز میں مصر کو پہنچے - اور حضرت یوسفؑ کے حضور میں جاکر نہایت عاجزی اور نیازمندی سے عرض کی - کہ اے عزیز آل یعقوبؑ گرفتار رنج و تعب ہیں اگر یہ پونجی کم قیمت ہماری قبول کرے اور کچھ زیادہ اپنی طرف سے تصدیق کرے

تو خدا تصدیق کرنے والے کو جزائے خیر دیتا ہے۔ حضرت یوسف نے جو یہ بات رقت آمیز بھائیوں کی سنی۔ بے طاقت ہو گئے۔ اور اپنے دل میں کہا۔ کہ میں تو اس ناز و نعمت سے آسودہ اور اہل بیت میرے محنت روزگار سے فرسودہ یہ بات مروت اور فتوت سے بعید ہے۔ تب نقاب چہرہ سے اُٹھایا۔ اور فرمایا۔ کہ آیا تم جانتے ہو کہ کیا معاملہ کیا تونے یوسف سے اور اس کے بھائی سے جب بھائیوں کی نظر اس جمال پر پڑی اور بدیدہ غور نگاہ کی۔ تب بولے کہ آیا تو یوسف ہے۔ فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے جب بھائی نے یہ الطاف اور یہ احسان دیکھے اور بولے کہ واللہ خدائے تعالےٰ نے ہم جفا کاروں پر تجھ کو برگزیدہ کیا۔ حضرت یوسف نے ان کے سب کاموں کو نابود جانا۔ اور خطائیں اُن کی معاف کیں۔ اور ان کے گناہوں کی معافی اللہ سے مانگی۔ اور پھر احوال اس مقیم بیت الاحزان یعنی یعقوب نبی الرحمٰن کا پوچھا۔ جب کیفیت مفصل بیان ہوئی۔ تب بھائیوں سے فرمایا۔ کہ علے الصباح پیراہن میرا کہ وسیلہ ہے۔ شفائے رنجوروں کا اور باعث نجات ہے۔ مہجوروں کا جلد لیجاؤ اور باپ کے منہ پر ڈالو۔ تاکہ آنکھیں ان کی روشن ہوں یہودا نے کہا۔ کہ خدمت مجھکو ملے۔ کہ میں نے اول تمہارا پیراہن خون آلودہ باپ کے پاس لے جاکر ان کے دل کو آزردہ کیا تھا۔ شاید اس خدمت کی برکت سے مجھ پر راضی ہوں ٭

بیان یہودا کے کنعان کو جانے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو غم سے چھڑانے اور سب کو مصر میں لانیکا

جب صبح ہوئی۔ تو یہودا نے پیراہن لے کر دروازہ مصر سے پاؤں باہر رکھا۔ اور شہر کے دروازے سے باہر ہوا۔ حسب وصیت حضرت کے پیراہن کو جھٹکا۔ اللہ تعالےٰ نے باد صبا کے تئیں حکم دیا۔ کہ بو پیراہن کی ایک دم میں مصر سے کنعان کو پہنچاوے حضرت یعقوب کے دماغ میں جو وہ خوشبو حیات بخش پہنچی۔ فی الفور اپنے پوتوں سے فرمایا۔ کہ اے عزیزو اگر میرے تئیں دیوانہ پن سے نسبت نہ کرو۔ تو میں کہوں۔ کہ اس باد صبا سے یوسف کے پیراہن کی خوشبو میرے دماغ جان میں پہنچی ہے۔ اور اس کے باغ جمال سے بوئے وصال آئی ہے۔ پوتے بولے کہ اے دادا تو یوسف کے عشق میں دیوانہ ہے۔ اس واسطے ایسی باتیں کیا کرتا ہے ٭ ابیات

تیرے دماغ میں یوسف کی کچھ نہیں ہے نسیم ولیک یونہی تیرا دل ہے اور عنلال قدیم +
خدا جانے کہ یوسف کہاں ہے کیسا حال تو بیٹھا کھولتا ہے - ہر گھڑی فال +

جو چند روز گذرے یہودا ناگاہ آن پہنچا - اور بعد خوشخبری زندگی یوسف کے پیراہن کھولکر باپ کے چہرہ مبارک پر ڈالا - فی الحال حضرت یعقوب کی آنکھوں میں بینائی آئی - اور کملائے بدن میں تراوت آئی - دل ضعیف کو قوت پہنچی - یہودا کو پوچھا - کہ یوسف کو کس حال میں تونے چھوڑا اس نے کہا - تمام ملک پر مستولی اور تمام خلق پر حاکم ہے - فرمایا - کہ ملک اور حکومت سے نہیں پوچھتا ہوں - اسکو کس دین اور مذہب پر لایا - یا تونے کہا - وہ ملت ابراہیم پر مقیم اور مذہب اسمٰعیل پر مستقیم ہے - کہا اے فرزند جیسا کہ میری خاطر کو خوش کیا - تونے میرے دل کو بند غم سے آزاد کیا - تونے حق سبحانہٗ تعالےٰ سختی موت کی تجھ پر آسان کرے - دوسرے دن حضرت یعقوب کے قاصد پہنچے - اور ایک سو اونٹ بکر عبا کردار اور بیس گھوڑے تازی تیز رفتار حضرت یعقوب کے حضور میں گذرے حضرت یعقوب تین روز تہیہ اسباب سفر کا کر کے چوتھے دن مع اتباع و اشیاع متوجہ مصر کے ہوئے - اہل کنعان جو سالہا سال سے تربیت کئے ہوئے خوان یعقوب کے تھے - جب ہمسائگی اس جناب ملکر روتے تھے - حضرت جبرائیل نے اللہ سے ان کے حق میں دعائے فراغت معیشت اور خاتمہ - بالخیر کی دعا مانگ کر رخصت کیا +

حضرت یوسف نے کنعان سے مصر تک ہر ایک منزل میں سامان ضیافت کا مہیا کیا + اور خوان نعمت تیار رکھا - جب نزدیک مصر کے پہنچے - یہودا نے خازن کے تئیں واسطے بشارت وصول یعقوب علیہ السلام کے آگے بھیجا - حضرت یعقوب کے استقبال کو جاویں ملک ریان نے کہا + میں بھی چلوں گا - اور اس سعادت بے نہایت میں شریک ہونگا دوسرے دن بادشاہ نے حکم دیا - کہ علمائے دولت اور عمرائے مملکت سب شہر سے باہر آویں - حضرت یوسف علیہ السلام کمال حشمت سے واسطے استقبال کے باہر نکلے - حضرت یعقوب کی نظر اس گروہ میں پڑی - تو یہودا سے پوچھا کہ شاید ریان بن ولید بادشاہ مصر ہے - جو نمودار ہوا - اس نے عرض کی + کہ نہیں - بلکہ سعادت مند تمہارا یوسفؑ عزیز مصر ہے - کہ حضور کے استقبال کو آیا ہے - حضرت یعقوب گھوڑے اترے - اور یہودا کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر روانہ ہوئے - جب حضرت یوسف کی نظر یہودا پر پڑی - اور ایک پیر ضعیف با ہیبت جلال نظر آئے - تو یقین جانا - کہ حضرت یعقوب ہیں - حضرت یوسفؑ گھوڑے سے اترے اور بادشاہ مصر بھی پیادہ ہوا - حضرت یوسف صدیق بادشاہ پر سبقت کر کے

باپ کے پاس پہنچے۔ یعقوب علیہ السلام نے فرزند کو سینے سے لگایا۔ اور فرمایا السلام علیک یا مذہب الاحزان۔ السلام علیک یا مزیل التعب الہوان ٭ اور ایسا روے کہ دونوں بیہوش ہوگئے۔ ریان نے بھی شکوہ سلطنت کو طاق پر رکھکر حضرت کے قدم چومے۔ پھر بعظمت تمام شہر میں لائے۔ حضرت یوسف نے اول بھائیوں کو اور باپ کو اپنے گھر اتارا٭ اور یعقوب علیہ السلام اور حضرت زلیخا کو جو بی بی حضرت یعقوب کی ٭ خالہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تھیں تخت پر بٹھایا۔ اور آپ بحرمت تمام اس تخت پر ان کے سامنے بیٹھے اور اسوقت میں حضرت یعقوب اور زلیخا نے اور گیارہوں بیٹوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ تہذیب کیا۔ یا ابت ھٰذا تاویل رویای من قبل ٭ یعنے اے باپ یہ تعبیر میرے خواب کی ہے۔ جو آگے دیکھا۔ بعد اسکے حضرت یوسف علیہ السلام نے جو حال ایام جدائی میں گذرا تھا مفصل اپنے قبلہ دین و دنیا کے آگے عرض کیا۔ اور ہر ایک بھائی کے واسطے مکان دلکشا معین فرمایا۔ اور وجہ معاش ہر ایک کی خاطر اشرف کو ان کے انتظام سے جمع کیا۔ اور بنی اسرائیل کا بفراغ بال و خوش احوال گذرنے لگا۔ اور بیس برس تک حضرت یعقوب نے یوسف کے وصال سے تدارک ایام جدائی کا حاصل کیا۔ آخر عزرائیل بحکم رب الجلیل حضرت اسرائیل کے پاس حاضر ہوئے ٭ حضرت یعقوب علیہ السلام نے سب بیٹوں کو وصیت کی ٭ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنا ولی عہد کرکے ہمارے بلند پرواز روح کو میدان قرب میں پہنچایا۔ جب ریان بن ولید نے جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت میں دین اسلام قبول کیا تھا۔ حیات مستعار کو کارکنان قضا و قدر کو سونپا۔ ایک کافر فاجر قابوس بن مصعب نام نے سر پر سلطنت پر آرام پکڑا۔ ہرچند یوسف علیہ السلام نے بموجب وحی آسمانی کے اس کو اعمال ناپسندیدہ سے منع کیا۔ مگر قابوس نے تصدیق نبوت یوسف علیہ السلام کی نہ کی یوسف علیہ السلام قابوس کے اسلام سے مایوس اور طول ایام حیات سے ملول ہوئے۔ ایک رات وقت تنہائی میں مناجات کی۔ کہ اے کریم کارساز و اے وحدت خدا کے بندہ نواز تو نے مجھ کو محنت چاہ سے ورد و عزو جاہ تک پہنچایا اور نشیب رقیت سے اوج عزت تک بلند کیا۔ اب یہ مرغ روح قائب نفس سے تنگ آیا ہے۔ اسکو گلشن رضوان میں مقام ابراہیم پہ پہنچا۔ بعد یقین ہونے قبولیت دعا کے یہودا کے تئیں کہ فراست اور نجابت اس کی پیشانی میں ظاہر تھی۔ امارت اور ریاست بنی اسرائیل اور خاندان خلیل کی بخشی۔ یہ کہہ کر وہ تو عالم اقدس کو روانہ ہوئے۔ اور

اور قیامت تک ان کے احوال اتانہ ہوئے ؛

ذکر حضرت ایوب علیہ السلام کا

والدہ ان کی حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھی - اور بی بی کی غراہیم بن یوسف علیہ السلام کی بیٹی تھیں - نام ان کا رحمت تھا ۔ حضرت ایوب نہایت آسودہ حال اور صاحب مال تھے سات بیٹے اور بیٹیاں اور تین ہزار اونٹ اور ہزار بکریاں اور پانچ سو بیل اور پانچ سو غلام ان سب کی قبیلہ اور اولاد تھی - اور ہمیشہ خدا کی شکر گزاری میں قیام فرماتے تھے اور اہل تاریخ کہتے ہیں - کہ اگلے زمانے میں شیطان لعین آسمان پر جاکر ملایک سے باتیں کرتا تھا - اور کبھی درگاہ بے نیاز میں بعضے التماس اور عرض اسکی قبول ہوتی تھیں - جب ایوب نے مرتبہ پیغمبری کا پایا - بندگی اور خیرات اسکے اگلے پیغمبروں سے زیادہ تھی ۔ اور شیطان کو ان کے حضور میں کسی مجال وسواس اور اغوا کی تھی - اس واسطے حسد کا شعلہ اس کے باطن ناپاک میں مشتعل ہوا - اور عداوت کرنا شروع کی حباب کبریائی سے عقل کو ندا ہوئی - کہ اے لعین ایوب بندہ صالح و شاکر ہے - اس پر تیرا اغوا اثر نہ کرے گا - شیطان نے عرض کی - کہ خداوندا تو نے اسکو ثروت اور فراغت اور قدرت عنایت کی ہے - اور آنکھیں اس کی اولاد کے دیدار سے روشن ہیں - کیونکر شکر سیلائی دلا دے گا - اگر تو یہ نعمتیں اس سے لیوے گا تو کبھی تجھ کو سجدہ بھی نہ کرے گا - اور بندگی سے بیزار ہوگا ۔ خطاب بری آمدہ کہ اے تیرے میرے بندہ مخلص کے حق میں برخلاف ہے - شیطان نے کہا - اگر میرے تئیں اسکے مال میں اور اولاد پر تسلط بخشے - جب معلوم ہوا - کہ کیسی بندگی کرتا ہے - اور کس طرح شکر گذاری میں رہتا ہے - جناب بے نیاز نے فرمایا - کہ ایوب کے مال اور اولاد پر میں نے تجھ کو تسلط دیا ۔ جب تو ابلیس نے خوش ہو کر اپنی ذریات اور توابعین کو جمع کر کے صورت حال ظاہر کی - بعضے ذریات نے اسکے حکم سے بکریاں اور مواشی حضرت ایوب کی پانی میں غرق کر دیں - اور شیطان نے گولے کی صورت بن کر مواشی کے ڈوب جانے کا احوال عرض کیا ۔ حضرت ایوب نے فرمایا کہ شکر ہے - اس خدا کو کہ جس نے اپنے فضل سے دیا تھا - اور عدل سے لے لیا - شیطان مایوس کر پھرا - اور اپنی ذریات کو کہہ کر زراعت اور خرمن میں آگ لگا دی - اور آپ ان کے وکیل کی صورت بن کر بولا - کہ تم تو نماز میں مشغول ہو ۔ اور تمام کھیت اور خرمن وغیرہ سامان جلکر خاک

سیاہ ہوگیا۔ اور درخت باغوں کے خشک ہوگئے۔ حضرت ایوب نے جواب سابق دیا اور عبادت میں بدستور سابق بغیر اضطراب بکمال دلجمعی مشغول ہوئے شیطان ملعون محزون پھر گیا۔ اور اسی طرح ہر ایک اسباب کے ہلاک ہونے کی خبر کرتا تھا۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام وہی جواب دیتے تھے۔ اور وہ کافر خاسر و خائب پھر جاتا تھا۔ پھر اس ابلیس نے اس مکان کو کہ جہاں اولاد سعادت تعلیم میں مشغول تھی۔ ان پر گرا دیا۔ اور فرزندان سعادت مند اس گھر کے گرنے سے دب گئے۔ پھر کافر نے حضرت ایوب سے اس واقعہ جانکاہ کی خبر اس نبی صابر نے بدستور سابق کمال استقلال سے توکل کی رسی اپنے دست ہمت سے نہ دی۔ اور مطلق تغیر مزاج عالی پر نہ آیا پھر اس ملعون نے حضور رب العلمین میں عرض کی کہ الٰہی ایوب علیہ السلام جانتا ہے۔ کہ اس کو اس مال اور اولاد کے بدلے بہ سبب صبر کے دوچند عنایات کرے گا۔ اس واسطے مضطرب نہیں ہوتا۔ اگر تم مجھ کو اس کے جسم پر تسلط اور اختیار دیوے۔ تب اس کی بندگی اور شکر گذاری معلوم ہو۔ جناب باری نے فرمایا۔ کہ میں نے تجھ کو اس کے بدن پر سوائے زبان اور دل اور کانوں کے مسلط کیا۔ ابلیس نے فرصت پاکر بصورت مرد ساحر کے آکر ہوا۔ ان کی ناک میں پھونکی۔ حرارت اس کی تمام مزاج پر غالب ہوئی۔ اور خارش بدن مبارک میں پیدا ہوئی۔ اور گوشت و پوست پھٹنے لگا۔ اور مرض دراز ہوا۔ اور اعضائے شریف میں کیڑے پڑھ گئے۔ بدبو آنے لگی۔ اور بستی سے باہر گھر والوں نے ایک جونپڑی بنادی اور کسی بندہ خدا نے ان کا تعہد اور خبر داری نہ کی۔ سوائے بی بی رحمت کے کہ رحمت خدا کی اس کی ہمت پر ہوجیو۔ اس نے کمر ہمت کو چست باندھا اور جو کچھ باقی رہا تھا۔ ان کے معالجے میں صرف کیا۔ جب سب املاک و اسباب تمام ہوگیا۔ تو بی بی صاحبہ مزدوری کرتی تھیں۔ نصف تو ان کی تندرستی کے واسطے صدقہ دیتی تھیں اور آدھے کا طعام خرید کر ان کے پاس لے جاتی تھیں اور ہر بار جو حضرت ایوب کی حرم محترم مزدوری کو جاتی تھیں۔ تو شیطان ملعون سر راہ پر کھڑا ہوکر منع کرتا تھا کہ تو ایسی صاحب جمال ہے۔ کس واسطے مزدوری کرتی ہے۔ اور اپنی جوانی ایسے شخص کی خدمت میں کہ جس پر غضب الٰہی کی نظر ہے۔ برباد کرتی ہے۔ یہاں ایک سردار مصر کا نہایت مالدار اور صاحب اختیار ہے۔ تو اس کو بیمار چھوڑ دے۔ میں تجھ کو اسکے نکاح میں لاؤں گا۔ اور درجہ تیرا اوج عزت کو پہنچاؤں گا۔ وہ بی بی پاک اعتقاد اس کافر کے کلام نافرجام پر مطلق التفات نہ فرمائیں۔ اور شب کو تمام احوال ان سے

عرض کرتیں۔ حضرت ایوب فرماتے تھے۔ تو ہرگز اس کی بات پر فریفتہ مت ہوجیو وہ ابلیس ہے۔ اور یہ باتیں اس کی بنیاد اغوا اور تبلیس ہے۔ ایک روز شیطان نے طبیعت کے بھیس میں آن کر بی بی رحمت سے کہا۔ کہ اس مرض کا علاج گوشت خوک اور شراب انگور ہے سوا اس کے کسی دوا سے صحت نہ ہوگی۔ بی بی صاحبہ نے بامید تندرستی مزدوری کرکے دونوں چیزیں بہم پہنچاویں۔ اور حضور میں عرض کی۔ کہ یہ دوا ایک طبیب حاذق نے بتائی ہے۔ حضرت ایوبؑ نے نہایت غصے سے فرمایا۔ کہ میں نے تجھ کو کہا تھا کہ وہ شیطان تھا۔ نہیں جانتی۔ کہ پیغمبروں پر یہ چیزیں حرام ہیں۔ اگر میں اچھا ہو جاؤنگا۔ تو لکڑیاں اس کی سزا تجھ کو دونگا۔ بی بی صاحبہ باوجود ملامت کے خدمت گذاری میں کسی طرح قصور نہ کرتیں اور شب و روز باخلاص تمام خدمت میں حاضر رہتیں اور حضرت ایوب اس شارت اور معیبت میں اسی طرح سے تحمل فرماتے تھے۔ چنانچہ ملائک افلاک کے رہنے والے خطہ خاک کے اس حال سے حیران ہوتے تھے جب ابلیس لعین کا کوئی فریب پیش رفت نہ ہُوا۔ اور کسی طرح کا تغیر حضرت ایوب کی اطاعت اور عقیدے میں نہ آیا۔ آتش حسد سے اس ملعون کا دل جل گیا۔ جب زمانہ مصیبت کا گذار اور وقت عافیت اور راحت کا پہنچا۔ جبرائیل امین اس جھونپڑی میں اسے اور جناب الٰہی سے اس کی تندرستی کا مژدہ لائے۔ اور ہاتھ ان کا پکڑ کر اس جگہ سے اٹھا کر فرمایا۔ کہ اپنا پاؤں سیدھا زمین پر مارو۔ پاؤں مارتے ہی ایک چشمہ گرم پیدا ہُوا پھر جبرائیل کے کہنے سے الٹا پاؤں زمین پر مارا اور ایک چشمہ سرد خوشگوار نکلا۔ اس میں سے آب حیات نوش جان فرمایا تمام علت اور زحمت باطنی دفع ہوئی۔ حضرت جبرائیل حضرت ایوب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ کہ بی بی صاحبہ مزدوری کرکے آئیں۔ اور ان دونوں شخصوں کو تندرست صحیح و سالم دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔ کہ یہاں میرا بیمار مبتلا تھا۔ سو کہاں ہے۔ جبرائیل نے کہا اگر تو اس کو دیکھے گی۔ تو پہچانے گی۔ حضرت ایوب ہنسے اور بی بی صاحبہ نے پہچان کر شکر خدا کا کیا۔ اور حضرت جبرائیل کی تعلیم سے خوشہ خرمائے تر سو شاخوں کا لے۔ کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے ان پر ایک بار مارا اور اپنے عہد قسم سے نکلے۔ اور قدیم گھر کو گئے۔ حق تعالٰے نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام مواشی اور اسباب اور غلام اور جبرائیل کے اشارے سے اس میں غسل کیا۔ تمام مرض ظاہر بدن کے دور ہوئے آگے سے دوگنا عنایت کئے۔ بلکہ بعضے اہل تفسیر نے لکھا ہے۔ کہ وہ جو اولادان کی تباہ ہوئی تھی۔ ان کو پھر جلا دیا۔ اور دوگنا سامان عنایت کیا۔ اور بعد صحت کے اہل روم

روم کی طرف واسطے دعوت کے گئے۔ اور اسی ملک میں وفات پائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ راجِعُون +

ذکر حضرت شعیب علیہ السلام

لقب ان کا خطیب الانبیاء ہے۔ اسواسطے کہ فصاحت زبان اور باغت زبان میں درجہ علیا رکھتے تھے۔ اور اہل مدین اور اصحاب ایکہ کیطرف مبعوث تھے اور حقیقت میں اہل مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہی گروہ ہے۔ یہ لوگ باوجود بت پرستی کے کیل اور وزن میں انصاف نہ کرتے تھے۔ اور کھوٹے روپے اور اشرفیاں چلاتے اور راستہ مسافروں کا قطع کرتے تھے۔ حضرت شعیب ہرچند ان لوگوں کو فعال بد سے منع کرتے تھے۔ وہ ہرگز باز نہ آتے۔ جن لوگوں کی قسمت میں سعادت ازلی مقدر تھی۔ اور زیور عقل سے آراستہ تھے۔ وہ ایمان لائے۔ اور جو کہ شقی ازلی تھے۔ گمراہ رہے۔ اور افعال بد سے باز نہ آئے۔ جب شہرہ شعیب کی دعوت کا عالم میں ہوا۔ ملک شام اور دوسری اطراف کے لوگ برسر راہ بیٹھ کر لوگوں کو ان کی متابعت سے مانع ہوتے۔ حضرت شعیب نہایت عتاب وخطاب انکو کرتے تھے۔ کہ ہم پیغمبروں کی نصیحت نہیں سنتے اور بیابان ضلالت میں گرفتار ہوتے ہو۔ اور دل کو کس واسطے مانع ہو کر بال انکے اضلال کا اپنی گردن پر لیتے ہو۔ اگر تم خدا کے عذاب سے نہ ڈروگے اور احکام الٰہی نہ سنوگے۔ تو جو عذاب اگلی امتوں پر نازل ہوا تھا۔ اسی طرح تم پر بھی ہوگا۔ اس وقت کچھ تدارک نہ ہو سکے گا۔ قوم نے جواب دیا۔ مال و اسباب ہماری ملک ہے۔ کمی بیشی ہم کرنے کے مختار ہیں۔ تو ہماری ملک کا کیوں معترض ہوتا ہے۔ اور بت پرستی ہمارے قدیم بزرگوں کا شیوہ ہے ہم کیونکر چھوڑینگے۔ اور ہمارا قربا اور ہم قوم تیرے مطیع اور فرمانبردار نہ ہوں گے۔ اور یہ بھائی جو ایمان لائے۔ ان کو جنون ہوا ہے۔ اگر اس علت سے پاک ہو کر حالت اصلی پر رجوع نہ کریں گے۔ تو ہم اسکو اس ملک سے نکال دینگے۔ اور تیرے ساتھ صرف بسبب رقابت کے یہ رعایت کرتے ہیں۔ ورنہ بخیال فاسد کی ایسی سزا دیتے۔ کہ تجھ کو معلوم ہوتا۔ حضرت شعیب نے فرمایا۔ کہ جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے کفر سے نجات دی اور ایمان عنایت کیا۔ وہ دین حق سے طرف باطل کے رجوع نہ کریں گے۔ اور تم اپنی حماقت

مراتب قرابت کا خیال کرتے ہو۔ ربوبیت اور خداوندی کا لحاظ نہ کرتے ہو۔ قریب ہے۔ کہ وہ خداوند قہار تم پر اپنا قہر نازل کرے گا۔ القصہ جب کفر ہے اور ضلالت اس قوم کی حد سے زیادہ ہوئی اور بطریق استہزا کے حضرت شعیب سے عذاب مانگتے تھے کہ اگر تو سچا پیغمبر ہے۔ تو ہم پر عذاب نازل کر حضرت شعیب نے دعا مانگی اور منتظر نزول عذاب کے ہوئے اس عرصے میں سات دن اسطرح کی گرمی ہوئی۔ کہ وہ شدت حرارت سے گھروں میں پتھوں کے تاب نہ لاکر سکے۔ مع اہل وعیال اور چارپایوں کے گھر میں سے نکل کر باغوں میں گئے۔ حقتعالے نے جہنم کیطرف سے اس طرح کی باد گرم ان گمراہوں پر بھیجی۔ کہ پانی چشموں کا کنوؤں اور خون بدن کا مانند دیگ کے جوش کرنے لگا۔ اور پاؤں کے چمڑے گرنے لگے۔ اس عرصے میں ایک ابر سیاہ نے زمین پر سایہ ڈالا۔ وہ لوگ اس سائے میں گئے جب سبھوں نے اس سائے کے تلے اقرار پکڑا۔ ایک آگ اس ابر سے نازل ہوئی کہ تمام وضیع وشریف اور قوی وضعیف جل کر راکھ ہو گئے۔ اور جو کہ شہر میں باقی تھے حضرت جبرائیل کے نعرے کے صدمے سے جہنم رسید ہوئے۔ جہاں انکے شرک وپلیدی سے پاک ہوا۔ اور حضرت شعیب نے اور مومنوں نے ان کے شرک سے نجات پائی اور حکم الٰہی نازل ہوا۔ کہ حضرت شعیب مع مسلمانوں کے مدین میں رہیں۔ اور اطراف کے لوگوں کو دین سکھاویں جب تک کہ حضرت موسیٰ ان کی خدمت میں پہنچیں۔ اور بعد حضرت میں پہنچیں۔ اور بعد حضرت موسیٰ کے تشریف لیجانے کے سات برس کئی جیئے اور زندہ رہے۔ پھر منازل عقبے کو تشریف لے گئے۔

ذکر حضرت موسیٰ اور ہارون علیٰ نبینا وعلیہما السلام کا

حضرت موسیٰ وہارون بڑے پیغمبر اور مقرب بارگاہ الٰہی کے تھے اور بیان انکے علو مرتبت کا اور بلندی منزلت کا حد وصف سے باہر ہے۔ جب بعد مرنے ریان بن ولید کے اور رحلت کرنے حضرت یوسف صدیق کے قابوس نام بادشاہ والی مصر کا ہوا۔ اور رسوم کفر اور ضلال کے جو حضرت یوسف کے سبب سے ناپید ہو گئے تھے۔ اس نے از سر نو زندہ کئے۔ اور اولاد یعقوب نے جو اس شیوۂ ناپسند کو قبول نہ کیا۔ تو قابوس نے بنی اسرائیل کو اپنی غلامی میں پکڑا۔ اور کہا۔ کہ تم ہمارے بزرگوں کے غلام ہو۔ اس واسطے ان سے محنت شاقہ لیتا تھا۔ بنی اسرائیل قابوس کے زمانہ میں بڑی تکلیف میں رہتے تھے۔ جب قابوس دار غرور سے مقام ویل وثبور میں پہنچا بجائی

اس کافرعون کہ جس کا نام ولید بن مصعب تھا۔ مملکت مصر پر متصرف ہوا۔ اور یہ فرعون کہ عون الٰہی سے بے نصیب اگلے فرعونوں سے بڑا ظالم پرستم کار تھا بنی اسرائیل کے تئیں سخت کام فرماتا تھا۔ اور ضعیفوں پر اور عورتوں پر خراج مقرر کیا تھا۔ اور طریقہ اس ملعون کا یہ تھا۔ کہ ابتدائے سلطنت میں سے پچاس برس تک لوگوں سے عبادت کروائی۔ اور جب سلطنت اسکی محکم ہوئی۔ اور حکم نافذ ہوا۔ تب لوگوں کو جمع کر کے دعوے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا کیا۔ اور بتوں کی بندگی سے چھڑا کے اپنے تئیں سجدہ کروایا۔ اور بندگی کے واسطے تکلیف دی۔ اور اولاد یعقوب سے کہا۔ کہ اگر میری بندگی قبول کروگے تو میں سب کو تکلیفوں سے آزاد کروں گا۔ نہیں تو زیادہ عذاب الیم میں گرفتار کروں گا۔ بنی اسرائیل نے انکار کیا۔ اور اپنے باپ دادا کی شریعت پر قایم رہے۔ تو فرعون نے جوانوں سے پہاڑ کے پتھر منگوایا۔ اور محل بنوانا مقرر کیا۔ اور ضعیفوں پر یہ مقرر کیا کہ دن بھر مزدوری کریں۔ اور آفتاب ڈوبنے سے پہلے اجرت مزدوری کی لاکر فرعون کے خزانے میں داخل کریں اور کوئی تاخیر کرتا۔ تو اسکے گلے میں طوق ڈالتا اور ہمیشہ ہمت نامبارک کو بنی اسرائیل کی اہانت اور تذلیل پر مصروف رکھتا تھا۔ اسی عرصے میں فرعون نے ایک روز خواب دیکھا۔ کہ ایک آگ شام کی طرف سے پیدا ہوئی۔ اور تمام قلعے اور حویلیاں قبطیوں کی جلائیں۔ اور شہر اور گاؤں کا اثر باقی نہ رکھا۔ اس ہیبت سے کانپا۔ اور کاہنوں کو اور معبروں کو طلب کیا۔ انہوں نے تعبیر کی۔ کہ ایک شخص بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا۔ کہ بیخ و بنیاد قبطیوں کی سلطنت کی اکھاڑیگا۔ اسواسطے فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں پر ایک ایک دائی متعین کی۔ کہ جو لڑکا پیدا ہو۔ اسکو قتل کریں پانچ برس تک اس ظلم سے ہزاروں لڑکے بنی اسرائیل کے قتل ہوئے۔ اور ایک طاعون بنی اسرائیل میں پیدا ہوا۔ کہ ہزاروں لڑکے بنی اسرائیل کے اس وبا میں مر گئے۔ جب قبطیوں نے فرعون سے جاکر فریاد کی۔ کہ مرد بنی اسرائیل کے وبا سے ہلاک ہوئے اور لڑکے ان کے قتل ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہی حال ہوگا۔ تو نسل ان کی منقطع ہوگی۔ تو سب مشکل اور سخت کام ہم پر پڑنے لگے۔ اس ظلم کے تئیں یہ بات پسند ہوئی۔ تب حکم دیا۔ کہ ایک سال کے لڑکوں کو قتل کریں۔ اور ایک سال لڑکے باقی رکھیں۔ چنانچہ حضرت ہارون معافی کے سال پیدا ہوئے۔ اور حضرت موسیٰؑ سال قتل میں موجود ہوئے۔ ایک روز نجومیوں نے عرض کی۔ کہ ہم کو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آج رات نطفہ اس شخص کا جو تمہارا دشمن ہوگا۔ ماں کے رحم میں قرار پاویگا۔ اس نے حکم دیا۔ کہ شہر میں منادی کریں۔ کہ تمام مرد بنی اسرائیل

کے آج شہر سے باہر جمع ہوں۔ بادشاہ ان کا قصور معاف کرے گا۔ اور بہت مہربانی اور عنایت فرماوے گا۔ بنی اسرائیل تو بڑی خوشی سے باہر نکلے۔ اور فرعون نے خیال کیا۔ کہ آج شہر میں رہیئے۔ اور اپنی منکوحہ سے جو نام اس کا آسیہ اور بیٹی مزاحم کی ہے اور قوم اسرائیل سے ہے۔ صحبت کریئے اس امید سے کہ وہ مولود اس کے صلب سے باہر آوے اس عزم پر عمران کو جو حضرت موسیٰ کے باپ تھے۔ اور فرعون کے بڑے مقرب تھے ہمراہ لے کر شہر میں آیا۔ اور حضرت عمران کو واسطے نگہبانی محل کے مقرر کیا۔ شب کو جو عورتیں فرعون کے محل کا طواف کرتے آئیں۔ حضرت موسیٰ کی والدہ بھی ان عورتوں میں آئیں عمران پر شہوت نے غلبہ کیا۔ اپنے قبیلے کو اپنے پاس رکھا۔ اور وہ حضرت موسیٰ سے حاملہ ہوئیں۔ ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ جو پیغمبر باپ کی پشت سے جدا ہوتا ہے تو ستارہ اس کا اسی شب آسمان پر ظاہر ہوتا ہے۔ نجومیوں نے اس ستارہ کو دیکھا تو اس میدان میں کہ بنی اسرائیل جمع تھے۔ غل اور شور مچانا شروع کیا۔ چنانچہ آواز اسکی فرعون کے کان میں پہنچی۔ اور ایک رعب اس کے دل پر غالب ہوا۔ محل کے دروازے پر آن کر عمران سے پوچھا۔ کہ یہ کیا شور ہے۔ عمران نے کہا۔ کہ یہ میرا گمان ہوتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل آپ کے اعزاز و اکرام سے خوش دل ہو کر نہایت سرور سے شور مچاتے ہیں۔ فرعون گھر میں تو گیا۔ مگر مارے خوف کے تمام رات نیند نہ آئی کہتے ہیں۔ کہ حضرت موسیٰ کی والدہ جب اس فرزند سعادت مند سے حاملہ ہوئی تو کچھ آثار حمل کے نمودار تھے۔ اسواسطے کوئی دائی ان پر مقرر نہ ہوئی۔ جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے۔ تو ان والدہ نے ایک تابوت بنوایا اور حضرت موسیٰ کو دودھ پلا کر آنکھوں میں سرمہ لگا کر تابوت میں روئی بچھا کر حضرت موسیٰ کو اس میں ڈالا۔ اور درزیں تابوت کی روغن سے مضبوط کر کے دریا نیل میں ڈال دیا ؛

نقل ہے کہ فرعون کی بیٹی بعلت مرض برص کے مبتلا تھی۔ اور سب طبیب اسکے معالجے سے عاجز تھے۔ اور ظاہر کیا تھا کہ تندرستی اسکی ایک جاندار کے مُنہ کا لعاب ہے۔ اور تمہارے عہد دولت میں دریا سے نکلیگا ؛ حضرت موسیٰ کی ماں نے صندوق اس بحر مکرمت کا نیل میں ڈالا۔ پانی نے اسکے تئیں برابر فرعون کے محل کے درمیان درختوں کے پہنچایا۔ لونڈیوں نے تابوت لے کر فرعون اور آسیہ کے روبرو پہنچایا۔ جب سر تابوت کا کھولا۔ تو ایک لڑکا صاحب جمال دیکھا۔ کہ اپنے انگوٹھوں سے دودھ پیتا تھا۔ فرعون کی بیٹی نے تھوڑا سا لعاب اس کا اپنے برص میں لگایا ؛

فے الحال مرض جاتا رہا۔ اور نام اس کا موسیٰ رکھا۔ کہ ان کی زبانوں میں موسیٰ پانی کو اور درخت کو کہتے ہیں۔ مقلب القلوب نے دوستی حضرت موسیٰ کی فرعون اور آسیہ کے دل میں ڈالی ارکان دولت جو اس حال سے خبردار ہوئے۔ تو عرض کی۔ کہ یہ وہی لڑکا ہے جو سبب انہدام قصر سلطنت کا ہو گا۔ اسکے قتل میں توقف ایک ساعت نہ کیا چاہیئے ✤ فرعون کے قبیلے نے نہایت منت سے کہا۔ کہ اسکو مت قتل کر۔ یہ ہم کو نفع دے گا۔ اسکو ہم بیٹا کرینگے فرعون اسکے قتل سے درگذر کی۔ اور آسیہ نے دائیوں کو واسطے دودھ پلانے کے طلب کیا۔ حضرت موسیٰ نے کسی کا دودھ نہ پیا۔ آخر حضرت موسیٰ کی خدا کے بتانے سے حضرت موسیٰ کی والدہ کو بلایا۔ فے الفور کمال رغبت سے دودھ پینا شروع کیا۔ آسیہ نے ان کی نوکری مقرر کر کے حضرت موسیٰ کو حوالے کیا۔ اور کہا ہفتے میں ایک بار قصر دولت میں لایا کرو۔ بعد ایک برس کے آسیہ حضرت موسیٰ کو فرعون کے پاس لے گئیں۔ فرعون نے اپنی گود میں بٹھایا۔ اور پیار کرنے لگا۔ حضرت موسیٰ نے دست تجلد کر کے داڑھی پکڑ کے کھینچی۔ اور کئی بال اکھاڑ کر نہایت خوشی سے کھل کھلا کر ہنسے۔ فرعون نے غضب میں آ کر حضرت موسیٰ کے قتل کا حکم دیا۔ بی بی آسیہ نے عرض کی کہ افعال خوردسالوں کے میزان عقل میں وزن نہیں رکھتے ہیں۔ مناسب تو یہ ہے کہ ان کا امتحان کرو۔ کہ اگر یہ فعل قصداً صادر ہوا۔ تو سزا دیجئے۔ والا معاف کیجئے۔ اور واسطے ازمایش کے ایک طشت یاقوت کا اور ایک انگاروں کا طلب کیا۔ اور حضرت موسیٰ کے آگے رکھدیا۔ حضرت تو چاہتے تھے۔ کہ طشت یاقوت میں دست مبارک ڈالیں لیکن جبرائیل امین نے ان کا ہاتھ آگ کے طشت میں اور آپ نے انگار ہاتھ میں لے کر منہ میں رکھا۔ چنانچہ تھوڑی سی زبان مبارک جل گئی۔ اور گرہ پڑ گئی۔ فرعون نے جب یہ حال دیکھا۔ تب انتقام سے درگذرا ✤ اور دائی کے حوالے کیا۔ سن مبارک سترہ برس کا ہوا۔ تو آسیہ ان کی تربیت میں مصروف ہوئیں۔ اور چار ہزار غلام زر بفتی اور تاج مرصع اور طوق زریں کے حضرت موسیٰ کی ملازمت میں رکھے۔ جس وقت کہ نہایت حشمت اور تجمل سے سوار ہوتے تھے۔ تو لوگ گمان کرتے تھے کہ فرعون کا بیٹا ہے بلا

ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے ہجرت کرنیکا اور حضرت شعیب سے ملنے کا

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ایام دولت میں بسبب حبیب کے ہمیشہ بنی اسرائیل پر ترحم فرماتے۔ اور

قبطیوں کے تکلیف دینے سے ہمیشہ ملول رہتے۔ لیکن فرعون کے خوف سے دم مارنے کا امکان نہ تھا۔ اسواسطے ہمیشہ آزردہ خاطر رہتے کبھی کبھی اپنا غم بھلانے کو واسطے سیر کے تنہا نکل جاتے اتفاقاً ایک روز ایک قبطی ایک بنی اسرائیل پر ظلم کرتا تھا حضرت موسیٰ نے ہر چند بطریق نصیحت کے فرمایا قبطی نے کچھ التفات نہ کیا حضرت موسیٰ نے بیتاب ہوکر ایک طمانچہ قبطی کو مارا۔ طمانچہ مارتے ہی وہ ملعون جہنم کو سدھارا۔ جب حضرت کے غصے کا جوش بجھا تو پشیمان ہوکر فرمایا۔ کہ یہ کام شیطان کا ہے اور گھر چلے آئے دوسرے دن بدستور سیر کو نکلے تھے۔ وہی بنی اسرائیل دوسرے قبطی سے دست و گریبان ہو رہا تھا بنی اسرائیل کو موسےٰ نے چھڑانے کیواسطے متوجہ ہوئے۔ بنی اسرائیل نے توزور پنجہ موسیٰ روز اول میں دیکھا تھا۔ بے اختیار بول اٹھا۔ کہ جیسے تونے کل قبطی کو مارا۔ ویسے ہی مجھ کو قتل کریگا۔ قبطی نے بنی اسرائیل کو چھوڑکر فرعون سے یہ احوال عرض کیا۔ فرعون تو قاتل کی تلاش میں ہے۔ اور ہمیشہ موسیٰ کو ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ اسوقت یہ حیلہ قصاص حضرت موسیٰ کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ کہتے ہیں۔ کہ جس نجار نے حضرت موسیٰ کا صندوق بنایا تھا۔ اور علامات سے جانتا تھا۔ کہ وہی شخص موعود ہے۔ حضرت موسیٰ کو خبر دی کہ نکلنا ہو۔ تو نکلو نہیں تو مارے جاؤ گے۔ حضرت موسےٰ بے زادراحلہ تن تنہا شہر سے باہر گئے۔ اور جنگل کی راہ لی۔ اور سات دن تک درختوں کے پتے کھاکر ایام گزاری کی۔ سات دن کے نہایت ناتواں ہوکر شہر مدین کے کنوئیں پر پہنچے۔ اور ایک درخت کے نیچے آرام پایا۔ بعد ایک ساعت کے گوالے ہزاروں بکریاں لے کر کنوئیں پر پہنچے۔ مگر دو لڑکیاں اپنی بکریاں لیکر علیحدہ کھڑی تھیں کنوئیں کے پاس نہ آتی تھیں۔ گوالوں نے پانی پلاکر کنوئیں کے منہ پر پتھر رکھدیا۔ اور لڑکیوں کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ حضرت موسیٰ کو ان پر رحم آیا۔ پوچھا۔ کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہم شعیب پیغمبر کی بیٹیاں ہیں۔ اور باپ ہمارا ضعیف اور نابینا ہے۔ ان لوگوں کی بکریاں کے پینے سے جو پانی بچتا ہے۔ سو ہم پلاکر چلی جاتی ہیں۔ حضرت موسیٰ نے تنہا اس پتھر کو جو بہت گراں اور سرپوش کنوئیں کا تھا۔ دور کیا اور ڈول کہ چالیس جوان بہ تکلیف کھینچتے تھے۔ اکیلے کھینچ کر ان کی بکریوں کو سیراب کر کے رخصت کیا۔ جب صاحبزادیوں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے حضرت موسیٰ کی قوت اور فتوت کا احوال بیان کیا۔ حضرت شعیب نے ان کی ملاقات کے مشتاق ہوکر ایک صاحبزادی کو واسطے بلانے کے بھیجا جب حضرت موسیٰ تشریف لے گئے۔ تب حضرت شعیب نے نہایت تعظیم کی اور احوال پوچھا۔ بعد دریافت حال کے نہایت دلجمعی کی۔ اور اس ظالم کے پنجے سے نجات پانے کی خوشخبری دی اور

سفرہ ضیافت اُن کے آگے رکھا۔ حضرت شعیب نے جو نشانہائ دولت و اقبال کی حضرت موسیٰ کی پیشانی سے معلوم کیں۔ اپنی دختر نیک اختر ان کے نکاح میں مقرر کرکے فرمایا۔ کہ اگر دس برس پورے کروگے۔ تو تمہاری طرف سے احسان ہے۔ حضرت موسیٰ نے بخوشی تمام قبول کیا۔ حضرت شعیب نے فرمایا۔ کہ گھر میں جاؤ۔ اور ایک لاٹھی ان لاٹھیوں میں سے جو پیغمبروں سے ہم کو میراث میں ملی ہیں لے آؤ۔ جب حضرت موسیٰ شعیب کے گھر میں گئے۔ تو اندھیرے میں لاٹھی آدم کی جو بہشت سے لائے تھے۔ خود بخود حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں آئی۔ حضرت شعیب نے بسبب ضعف بصارت کے اس کو ہاتھ سے چھوا۔ تو فرمایا۔ کہ دوسری لاٹھی لاؤ۔ غرض سات بار گئے اور ہر بار وہی لاٹھی ہاتھ میں آئی۔ حضرت شعیب نے جانا۔ کہ یہ شخص خلعت نبوت سے اور شرافت رسالت سے مشرف ہوگا۔ فرمایا کہ اس لاٹھی سے غافل مت ہوجیو۔ بڑے کام آوے گی۔ جب حضرت موسیٰ نے آٹھ برس تک خدمت کی اور دو برس زیادہ اپنی طرف سے خدمت میں حاضر رہے بعد اسکے رخصت چاہی حضرت شعیب نے انکو اور بی بی صفورا کو جوان کا قبیلہ تھا۔ رخصت دی۔ جب حضرت موسیٰ معہ اہل و عیال اور اپنی بکریوں کے روانہ ہوئے۔ اور پانچ منزلیں طے کیں۔ چھٹے روز وادی سینہ میں پہنچے۔ اور ایک ابر سیاہ اٹھا۔ اور سردی کی شدت سے ہر چند چقماق جھاڑی آگ نہ نکلی۔ بعد ایک لحظہ کے جو جنگل کی طرف نگاہ کی۔ اور بطور سیناکیطرف روشنی نظر آئی لاٹھی ہاتھ میں لیکر آگ لاؤں یا آگ کے پاس کسی رہبر کو پاؤنگا۔ کہتے ہیں۔ کہ وہ لوگ حضرت موسیٰ کی فرودگاہ سے بارہ فرسنگ تھی جب حضرت موسیٰ اپنی قوت روحانی اور کمال نفسانی سے جلد نزدیک اس کے پہنچے۔ دیکھتے کیا ہیں۔ کہ آتش شفاف بے دود سبز درخت کی شاخوں سے نکل کر آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے۔ اور لحظہ بلحظہ آگ کی روشنی اور درخت کی سبزی اور تازگی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ حیران کھڑے دیکھتے ہیں اور اس فکر میں ہیں۔ کہ میں کس طرح سے تھوڑی آگ لوں۔ آخر کئی لکڑیاں سوکھی پیدا کرکے ان کو باندھا۔ جب درخت کے پاس لکڑیاں سلگانے کو متوجہ ہوئے۔ پھر آگ اوپر چلی گئی۔ اسی طرح کئی بار معاملہ ہوا۔ نہایت متفکر ہوئے۔ اسی عرصے میں ایک آواز ایسی سنی کہ کبھی نہ سنی تھی۔ یعنی کوئی کہتا ہے۔ اے موسےٰ حضرت کلیم نے جوابدیا۔ لبیک لبیک ہر چند اِدھر اُدھر دیکھا۔ پر کوئی نظر نہ آیا۔ جب تین بار آواز سنی۔ تب فرمایا۔ کہ اے منادی احسان تو کون ہے۔ جو میں آواز تیری سنتا ہوں۔ اور تجھ کو نہیں دیکھتا ہوں۔ اس میں ایک ندا سنی۔ اَنَ اللّٰہ رَبُّ العلمین و انا ربک یا موسیٰ یہ حضرت موسیٰ سجدے میں گر پڑے اور عرض کی کہ خداوندا یہ کلام تیرا ہے۔ یا تیرے

رسول کا خطاب ہوا۔ یہ کلام میرا ہے۔ اور یہ نور نور میرا ہے۔ اور میں پروردگار عالم ہوں
اے موسیٰ آگے آؤ۔ اس بات کے سننے سے خوف اور بیم حضرت کلیم کے مزاج پر غالب
ہوا۔ اور سب اعضاء کانپنے لگے اور زبان بے حرکت ہوئی۔ اور مرغ ہوش نے
آشیانہ دماغ سے پرواز کی۔ بہ ہزار حیلہ لاٹھی ہاتھ میں لے کر کھڑے ہوئے۔
اور ایک فرشتہ نے بموجب حکم الٰہی کے موسیٰ کی مدد کرے۔ درخت تک پہنچا یا۔ جب
نزدیک درخت کے ارادہ کیا۔ تو حکم ہوا۔ اِنِّیۡۤ اَنَا رَبُّکَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡکَ ۚ اِنَّکَ بِالۡوَادِ
الۡمُقَدَّسِ طُوًی ؕ یعنے میں رب ہوں۔ اپنی جوتیاں نکال تحقیق تو وادی مقدس میں ہے
جس کا نام طویٰ ہے۔ حضرت موسیٰ پر عنایت الٰہی ہوئی۔ اور خلعت نبوت کا پہنایا۔ اور علم
معرفت کے نور سے ان کے دل کو آراستہ کر کے فرمایا وَاَنَا اخۡتَرۡتُکَ فَاسۡتَمِعۡ لِمَا
یُوۡحٰی ؕ یعنے اور میں نے تجھ کو برگزیدہ کیا۔ پس سُن تو جو وحی کی جاوے

فائدہ۔ جب اللہ نے چاہا۔ کہ حضرت موسیٰ کو واسطے رسالت کے فرعون کے پاس بھیجے۔
پہلے معجزات روشن اور کرامات عنایت کیں۔ جو طبیعت کی عادت ہو جائے ؕ
اللہ تعالےٰ نے پوچھا۔ کیا ہے۔ تیرے ہاتھ میں اے موسیٰ عرض کی کہ لاٹھی ہے۔ اس
پر تکیہ کرتا ہوں ؕ اور واسطے بکریوں کے پتے جھاڑتا ہوں۔ اور میرے تئیں
اس میں بہت خاصیتیں ہیں ؕ حق تعالےٰ نے کہا۔ لاٹھی پھینک دے جب اسکو ہاتھ
سے پھینکا۔ تو وہ لاٹھی ایک اژدہا نہایت مہیب صورت بن کر ہر طرف
حرکت کرنے لگا۔ حضرت موسیٰ ؑ خوف سے بھاگے۔ تب خطاب ہوا۔
کہ پکڑ لے اسکو، مت ڈر۔ اس خطاب کے سنتے ہی حضرت موسےٰ کا
دل قوی ہوا۔ اور اس کو پکڑ لیا۔ وہ بدستور پھر لاٹھی ہو گئی۔ بعد اس
کے معجزہ دوسرا واسطے تسکین خاطر کے عنایت کیا۔ فرمایا کہ اپنا
ہاتھ جیب میں ڈال کر نکال لو۔ جب ہاتھ ڈال نکالا۔ روشنی اس کی آفتاب
کے نور پر غالب ہوئی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان معجزوں کے دیکھنے
سے اطمینان خاطر ہوا۔ تب حکم صادر ہوا۔ کہ اب تم کو ہم نے اپنی رسالت کے
مشرف کیا۔ فرعون کے پاس جاؤ۔ وہ گمراہ ہے حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ
میری زبان میں لکنت ہے۔ اور میرا بھائی ہارون مجھ سے فصیح اللسان ہے
اس کو میرے ساتھ شریک کر اور میرا وزیر بنا۔ اور گرہ میری زبان کی کھول دے حکم
ہوا۔ اور عرض تیری قبول ہوئی۔ اور ہارون کو بھی ہم نے شرافت رسالت عنایت۔

کی تیرا شریک اور مددگار کیا۔ پھر حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ میں نے ان کا ایک آدمی قتل کیا ہے میں ڈرتا ہوں۔ کہ اس کے عوض مجھ کو قتل کریں گے۔ ندا آئی۔ کہ تجھ کو ہم نے اپنا رسول بنایا ہے اور برگزیدہ کیا۔ خاطر جمع رکھ کر فرعون اور اس کے لوگ ہم پر ظفریاب نہ ہونگے اپنے دل کو مضبوط کر جیب قومی تمکو عنایت ہوگی۔ پھر حکم ہوا کہ تم دونوں بھائی جاؤ اور رسالت کا کام بجالاؤ اور ساتھ کلام نرم اور گفتگو ملائم کے نصیحت کرو۔ کہ کہو کہ ہاتھ بنی اسرائیل کے ظلم کی راہ مت چلو۔ اور دین مستقیم اختیار کر و حضرت موسیٰ بالا بالا مصر کو روانہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے عیال کو مع مال واسباب بحرمت تمام ان کے پاس پہنچایا۔

بیان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر میں پہنچنے کا اور بشرکت حضرت علیہ السلام فرعون کے پاس جانیکا

نقل ہے۔ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر کے نزدیک پہنچے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون علیہ السلام پر وحی نازل کی۔ اور بھائی کے احوال سے مفصل خبر دی اور استقبال کا حکم دیا۔ اسی روز حضرت ہارون شہر سے باہر گئے۔ اور موسیٰ کو ساتھ لیکر فرعون کے دربار میں گئے۔ اور چند روز مقام کیا۔ کسی کو مقدور اور جرأت نہ تھی۔ کہ احوال ان کا فرعون کے حضور میں ظاہر کرے۔ آخر ایک شخص جو فرعون کا مسخرہ تھا۔ اس نے اُن سے پوچھا۔ کہ تم جانتے ہو۔ کہ یہ کیا جائے ہے۔ اور تم یہاں کس واسطے آئے ہو حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ یہ محل فرعون کا ہے۔ اور سب ہم مخلوق اور بندے خداوند زمین و آسمان کے ہیں۔ اور ہم کو خدا نے بطریق رسالت کے فرعون کے پاس بھیجا ہے۔ اس مسخرے نے فرعون سے جاکر عرض کی۔ کہ آج میں سخن عجیب لایا ہوں۔ کہ اسکی ہیبت سے شیروں کا جگر پھٹتا ہے۔ جرأت بیان کرنے کی نہیں رکھتا ہوں۔ فرعون نے کہا۔ وہ کیا ہے۔ وہ بولا کہ دو شخص تمہارے محل کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔ کہ ان کی ہیبت سے شیروں کا پتہ پانی ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ تمہارے سوائے دوسرا خدا ہے۔ کہ پیدا کرنے والا زمین و آسمان کا اور پروردگار عالم وہ ہے۔ فرعون نہایت غصے ہوا اور دونوں کو حضور میں طلب کیا۔ دیکھا۔ کہ ایک شخص پشمینہ پوش ہے۔ اور عاصا ہاتھ میں اور نعلین پاؤں میں غریب عورت ہے۔ دیکھتے ہی پہچانا۔ اور پوچھا۔ کہ نام

تیرا کیا ہے - فرمایا موسیٰ ابن عمران فرعون نے کہا - سوال میرا اس بات سے نہیں ہے پھر کہا موسیٰ نے میں بندہ ہوں - بندگان خدا سے فرعون نے کہا - مناسب تیرے حال کے تو یہ ہے کہ تو کہیے میں بندہ ہوں بندگان فرعون سے اور پرورش یافتہ ہوں - اس کی نعمت کا - اے موسیٰ تو وہی ہے کہ میں نے تجھے پالا - پرورش کیا - اور تو نے کفران نعمت کی اور علاوہ اسکے ایک ایسا کام کر کے بھاگا ہے - کہ تو ہی خوب جانتا ہے - اب یہ منصب اعلےٰ تو نے کہاں سے پایا - کہ مجھے نصیحت کرنے آیا - حضرت موسیٰ نے فرمایا - کہ میں نے ایک گھونسا تا دیبًا مارا تھا - یہ معلوم نہ تھا - کہ وہ مر جاوے گا - اور اس طرح کے مارنے سے تو قصاص لازم نہیں آتا ہے - اور تو بسبب عداوت اصلی کے اپنی ہمت کو میرے قتل پر مصروف رکھتا تھا - اور مجھ کو تیرے مقابلہ کی تاب نہ تھی - اس واسطے بھاگ گیا - اور اب اللہ تعالےٰ نے مجھ کو اپنا رسول کر کے تیری دعوت کے واسطے بھیجا ہے - اور میرے بھائی ہارون کو نبوت میں میرا شریک کیا ہے - اور عجب ہے - کہ تو مجھ کو ایک کافر کے مارنے سے سرزنش کرتا ہے - اور چار سو برس سے بنی اسرائیل کے فرزندوں کو قتل کرتا ہے - اور انواع و اقسام کے ظلم ان پر روا رکھتا ہے - اب مناسب یہ ہے کہ خدا کی وحدانیت کا اور میری نبوت کا اقرار کر - اور بنی اسرائیل کو میرے سپرد کر جب مباحثہ اور مناظرہ حضرت موسیٰ کا فرعون سے بہت ہوا - اور مجمع عظیم ہوا فرعون نے کہا - کہ اگر تو میرے سوائے دوسرے کی عبادت کریگا - تو میں تجھ کو قید کرونگا اور مار ڈالوں گا - حضرت موسیٰ نے فرمایا - کہ تجھ کو مجھ کو پر دسترس نہ ہوگا - اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ نے میری تئیں حجت ظاہر اور دلیل قاہر عنایت کی ہے - فرعون نے کہا - کہ تو سچا ہے - تو بتا حضرت موسیٰ نے اعصا کو پھینکا - فی الفور اژدہائے عظیم بن گیا - اور آنکھیں مانند مشعل کے روشن ہوئیں - اور منہ سے شعلے نکلنے لگے - اور دانتوں کے پیسنے کی آواز مہیب لوگوں کے کانوں میں پہنچی - اور مانند شیر مست کے غرانے لگا - اور جس چیز پر گزرتا تھا - اس کے ٹکڑے کرتا تھا - اور جس چیز پر اس کا دم پہنچا تھا - جل جاتی تھی - فرعون مارے ہیبت کے تخت سے گر پڑا - اور تخت کا پایہ پکڑ کے فریاد کرنے لگا - کہ اگر تو اس بلا کو دفع کرے گا - تو میں تیری نبوت قبول کروں گا - اور بنی اسرائیل پر تعدی نہ کروں گا - جب حضرت موسیٰ نے اس اژدہائے کے منہ ہاتھ ڈالا - تو بدستور لاٹھی ہوگئی - پھر حضرت موسیٰ نے فرمایا - کہ ایک حجت روشن اپنی نبوت پر دوسری رکھتا ہوں - فرعون نے کہا - وہ کیا ہے - حضرت موسیٰ نے ہاتھ جیب میں

ڈال کر باہر نکالا- اس روشنی سے سب کی آنکھیں خیرہ ہوئیں + کوئی تاب ید بیضا کے دیکھنے کی نہ لاسکا- اسواسطے کہ شعاع اس کی آفتاب پر فوق رکھتی تھی- سب نے امان چاہی- حضرت موسیٰ نے پھر جیب میں ہاتھ ڈالا جیسا تھا- ویسا ہی ہوگیا- فرعون نے کہا- آج تم اپنے گھر جاؤ- ہم تمہارے مقدمے میں تجویز کریں گے +

نقل ہے- کہ فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا- کہ اگر میں تمہاری دعوت قبول کروں تو میرے تئیں کیا اجرا ملے گی + حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اگر تو ایک چیز بجائے- تو میں اس کے عوض میں چار چیزیں تجھ کو دوں گا- فرعون کے کہا- تمہاری خواہش کیا ہے فرمایا- کہ مطلب میرا یہ ہے- کہ عبادت کر اس خدا کی کہ سوا اسکے دوسرا خدا نہیں ہے پھر پوچھا- کہ وہ چار چیزیں کونسی ہیں- حضرت موسیٰ نے فرمایا- اوّل یہ ہے- کہ میں دعا کروں گا- کہ حقتعالےٰ تیرے تئیں جوانی بخشے گا- کہ کبھی بوڑھا نہ ہوگا- دوسرے ہمیشہ بادشاہی بخشیگا کہ کوئی تیرے ہاتھ سے نہ لے سکے گا- تیسرے تندرست رہیگا- کہ کبھی بیمار نہ ہوگا- چوتھے آخرت میں بہشت دائما تیرے نصیب ہوگی- فرعون نے کہا- بعضے عقلا سے مصلحت کر کے جواب دوں گا- اول تو بی بی آسیہ سے کہا- انہوں نے جواب دیا- کہ ایسی نعمتوں کو کوئی عاقل ہاتھ سے نہیں دیتا ہے- بے توقف ایمان لاؤ- پھر باہر نکل کر ہامان بے سر و سامان سے پوچھا- وہ بولا- عجیب بات ہے- کہ اب تک مسند عزت الوہیت پر بیٹھا تھا- اب عبودیت اور اختیار کرتا ہے- اب تک لوگ تیری عبادت کرتے ہیں اور اب تو اوروں کی عبادت کرے- کافر عوں ہاماں کے اضلال سے موسیٰ علیہ السلام کی فرمانبرداری سے انکار کیا اور ارکان دولت کو بلا کر کہا- کہ یہ شخص اپنے جادو سے ہمارا ملک لینا اور ہم کو نکالنا چاہتا ہے- تمہاری کیا صلاح ہے- سبنے کہا- بڑے بڑے جادوگروں کو بلاؤ- اور موسیٰ سے مقابلہ کرو- اور جب وہ غالب ہوجاویں گے- تو حق اور باطل ظاہر ہوجائیگا- فرعون نے ان کو نوازش خسروانہ سے امیدوار کیا- اور حکم فرمایا- کہ عید کے عید صحرائے عید گاہ میں سب حاضر ہوں- اس قدر خلقت جمع ہوئی- کہ ان کے انبوہ سے صحرا اور کوہ آدمیوں سے بھر گیا- جادوگروں نے اس عرصے میں ستر ہزار لاٹھیاں اور رسیاں بصورت سانپوں کے شعبدے کے بنائیں- اور اس میدان میں رکھیں اور حضرت موسیٰ کے آنے کے منتظر بیٹھے- ناگاہ حضرت کلیم اللہ رہارون رسول کریم تشریف لائے- اول حضرت موسیٰ نے آن کر ساحروں کو نصیحت کی- ساحروں نے جو حسن مقال اور کیفیت واحوال حضرت موسیٰ کا سنا- متردد و حیران ہوئے- کہ یہ صورت باسعادت اور شکل بادولت

تو مانند جادو گروں کے نہیں ہے۔ بہر حال بولے اے موسیٰ اگر غالب ہو گا۔ تو ہم تیری متابعت کریں گے لیکن بعزت فرعون اُمید ایسی ہے کہ غالب ہوویں گے پھر موسیٰ سے کہا۔ کہ تم پہلے اپنا جادو ڈالتے ہو۔ یا ہم ڈالیں۔ حضرت نے کہا کہ تم ہی ڈالو۔ جب انہوں نے شعبدوں کو ڈالا۔ آفتاب کی گرمی سے وہ مورتیں جو مجوب کر کے پارے سے بھری تھیں۔ حرکت کرنے لگیں لوگ ان کو سچ مچ زندہ سمجھ کر ڈرنے لگے۔ جب موسےٰ نے بحکم علام اپنے عصا کو پھینکا۔ اژدہائے عظیم بن گیا۔ اور کف منہ سے نکلنے لگا اور ان ستر ہزار شعبدوں کو ایسا نگل گیا۔ کہ ان کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ اور مانند رعد کے گرجتا تھا۔ اور بعد اسکے مُنہ پھیلا کر فرعون کے قبے کی طرف متوجہ ہُوا۔ فرعون اس کی ہیبت سے بھاگا۔ اور خلقت ایک دوسرے پر گرنے لگی ۔ اس صدمے سے پچیس ۲۵ ہزار آدمی پائمال ہو کر عدم کو چلے گئے۔ اور قیامت کا شور اس صحرا میں برپا ہُوا۔ جب موسیٰ نے اس اژدہے پر ہاتھ ڈالا۔ بدستور عصا ہو گیا جب صدق موسیٰ اور ہاروں کا جادو گروں پر روشن ہُوا۔ بے توقف سجدے پر گرے اور مسلمان ہو گئے۔ جب فرعون ان کے اسلام سے خبردار ہُوا۔ تب ان کو بلا کر بہت ڈرایا۔ اور کہا۔ کہ اگر اس دین سے بیزار نہ ہو گے۔ تو سب کا ایک ایک ہاتھ اور ایک ایک پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھاؤں گا۔ لیکن تصدیق ایمانی ان بے ذوق لوگوں کے دل میں ایسی جم گئی تھی۔ کہ اپنا مرنا قبول کیا۔ دین سے نہ پھرے۔ اور آسیہ نے بھی اپنا ایمان ظاہر کیا۔ اور دلائل نبوت حضرت موسےٰ کے بیان کئے۔ فرعون کے دل میں تو بسبب تربیت حضرت موسےٰ کے ان کی طرف سے دل میں کینہ ہی تھا۔ اس مظلومہ بے گناہ کو بھی نہایت عذاب سے شہید کیا۔ اور بعد اس کے بنی اسرائیل پر بہت اذیت اور سختی شروع کی۔ انہوں نے حضرت موسےٰ سے عرض کی۔ کہ تمہارے تشریف لانے سے پہلے اپنے باپ دادوں سے آپ کی نبوت کی خوشخبری سنی تھی۔ کہ بعد نبوت کے ہم نجات پاویں گے۔ اس واسطے فرعون کی اذیت اٹھانے میں صبر کرتے تھے۔ اور آپ کی امید پر جیتے تھے۔ اب تو تم تشریف لائے تب بھی ہمارا دُکھ درد نہ مٹا۔ بلکہ تمہارے سبب بہ نسبت سابق کے زیادہ عذاب ہونے لگا۔ اب ہم کو طاقت تحمل کی نہیں۔ اگر حکم ہو۔ تو اس ملک سے ہجرت کر جائیں۔ یا لڑیں۔ حضرت موسےٰ نے ان کو دلاسا دے کر فرمایا۔ کہ عنقریب تمہار

دشمن ہلاک ہوں گے۔ اور خدا تم کو اس زمین کا مالک بنا دے گا۔ جب حضرت موسٰے قوم فرعون کی متابعت سے ناامید ہوئے۔ تب اللہ سے دعا مانگی۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ نے پے درپے بلائیں نازل کیں اور دو تین سال تک قحط پڑا۔ بعد اس کے طوفان ظاہر ہوا۔ بعضے علماء کہتے طوفان پانی کا تھا۔ اور بعضے فرماتے ہیں۔ کہ طاعون تھا۔ کہ سات روز کے عرصے میں ستر ہزار قبطی ہلاک ہوئے پھر سات روز تک لشکر ملخ کا ان کھیتوں پر مسلط ہوا۔ کہ میوہ اور کھیت اور پوست درخت کے سب کھا گئے۔ اور تمام اسباب زندگی کا نابود کر دیا۔ ہر بار جب آفت نازل ہوتی تو توبہ کرتے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے دفع ہوتی۔ تو پھر کفر کی راہ قائم ہوتے بعد اسکے قمل کی بلا میں پھنسے یعنی اس کے بچے اس کثرت سے پیدا ہوئے کہ تمام مکان اور فرش اور ہاسن اور طعام اور لباس میں اور آنکھوں میں اور منہ میں اور سب جگہ میں محیط تھے۔ اس مصیبت کے دفع کرنے کے بعد سرکشی زیادہ کرنے لگے۔ تو اللہ تعالےٰ نے دریائے نیل کا پانی قبطیوں پر خون کر دیا۔ چنانچہ ایک پیالے میں جو بنی اسرائیل پیتا تھا۔ تو اب صاف تھا۔ اور قبطی کی طرف خون ناب تھا۔

نقل ہے۔ کہ ایک قبطن ایک بنی اسرائیل کی عورت سے بمنت بولی۔ کہ اے بہن میں پیاس سے مرتی ہوں۔ تو اپنے منہ میں کلی لیکر میرے منہ میں ڈالدے جب پڑوسن نے کلی اس کے منہ میں ڈالی۔ فی الفور خون خالص ہوگیا۔ نعوذ باللہ من غضبہ بعد اس بلا کے دفع ہونے کے پھر سرکشی شروع کی۔ تو اللہ تعالےٰ نے چھوٹے مینڈکوں کا لشکر دریائے نیل سے بھیجا۔ کہ فرش اور کپڑے اور کچا پکا کھانا اور لباس اور خوابگاہ میں سب مینڈک ہی مینڈک ہو گئے۔ غرض یہ سب آفتیں دیکھتے تھے۔ اور ایمان نہ لاتے تھے۔ بلکہ زیادہ ایذا پر مستعد ہوتے تھے۔ تب وحی الٰہی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ کہ تم اپنی تمام قوم کو مصر سے باہر لے جاؤ۔ اور دریائے نیل پر مقام کرو۔

بیان حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کا اور فرعون

کے غارت ہونے کا

جب بنی اسرائیل نے واسطے تیاری اسباب مشغول ہو کے اکثر زیور قبطیوں کا شادی کے حیلے سے عاریۃً مانگا۔ مال کثیر بے مشقت ان کے ہاتھ لگا۔ اور آدھی رات کے وقت مصر سے باہر نکلے۔ تمام مال و اسباب اور اہل و عیال ہمراہ لیا اور ایک منزل پر مقام کیا۔ صبح کو قبطی خواب سے اُٹھے۔ تو ایک بنی اسرائیل کا اثر نہ پایا۔ اور اپنے مال کے ضائع ہونے سے دیوانوں کی طرح شور و غل مچانے لگے اور صورت حال فرعون سے جا کر عرض کی۔ فرعون نے تمام لشکر کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ چاہا کہ اسی روز تعاقب بنی اسرائیل کا کرے۔ لیکن اس روز قدرت خدا سے سب قبطیوں کے گھر گھر ایک ایک لڑکی بمرگ مفاجات مر گئی۔ اس واسطے توقف ہوا۔ دوسرے دن دسویں تاریخ محرم کی فرعون لشکر جرار لیکر حضرت موسیٰ کے پیچھے روانہ ہوا۔ اور چھ سات دن تک چڑھے مقدمہ لشکر فرعون کا لشکر موسیٰ ؑ کے نزدیک پہنچا۔ بنی اسرائیل نے نہایت ہی بیقراری سے عرض کی کہ یا نبی اللہ دشمن آ پہنچا۔ ہم بے شک گرفتار ہونگے اسواسطے کہ پیچھے سے تو آتش شمشیر ہے۔ اور آگے امواج دریا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نصرت کا وعدہ دیا ہے وعدہ اس کا سچا ہے۔ تم غمگین مت ہو۔ عنقریب کشایش ہو گی۔ اسی حال میں جبرائیل وحی لیکر نازل ہوئے۔ اِضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ کو یعنے مار اپنی لاٹھی سے دریا کو حضرت موسےٰ ؑ نے حقتعالیٰ سے دعا مانگی۔ اور بعد اسکے عصا سے دریا کو مارا اس قادر ذوالجلال کے حکم سے فی الفور دریا ٹھیر گیا اور بارہ کوچے بہ شمار اسباط بنی اسرائیل کے بن گئے۔ بارہ طاقتوں کے درمیان ہوا میں قائم ہوا۔ نسیم عنایت چلنے لگی آفتاب لطف نے دریا کے قعر کو فی الفور سکھا دیا بنی اسرائیل کا ہر ایک سبط ایک ایک کوچے سے چلا ۔ اور بسبب لطافت پانی کے نہایت صفائی سے ہر ایک سبط دوسرے سبط کے حال کو دیکھتے باتیں کرتے جاتے تھے ۔ حضرت موسیٰ ؑ کنارہ دریا پر اتنا کھڑے رہے۔ تا کہ صغیر و کبیر دریا کو اس حال میں دیکھکر مارے ہیبت کے کانپنے لگا ۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے معجزہ موسیٰ ؑ کا دیکھکر فکر کے دریا میں ڈوبا۔ اور چاہا۔ کہ مصر کو پھر جاؤں ۔ تاکہ متابعت موسیٰ ؑ کی کروں۔ ہامان سے جب مشورت کی ۔ تو اس ملعون نے اس کو اس نیت

سے بات رکھ کر کہا۔ کہ اتنی مدت بادشاہی کی۔ اور مرتبہ خدائی کو پہنچا۔ اب شرم نہیں آتی کہ بنی اسرائیل جو ہمارے جادو سے دریا کے پار ہو گئے ہیں اُن کا دین قبول کرے یا مصر کو پھر جائے اور تیرے تئیں یہ عار لاحق ہے۔ یہ دریا تو تیری ہی ہیبت سے ایسا قائم ہو رہا ہے۔ جلد اپنے تئیں بنی اسرائیل تک پہنچا۔ اور اپنا بدلہ لے۔ فرعون بے عون ہامان کے لغویات اور ہذیان سنکر راہ راست سے بیزار ہُوا اور گھوڑا دریا میں ڈالا۔ تمام لشکر اس کی متابعت سے دریا میں اترا۔ جب امیر صغیر و کبیر دریا میں داخل ہوئے۔ اور مقدمہ لشکر قبطیوں کا کنارے سے قریب پہنچا۔ تب خدا کے حکم سے اجزا پانی کے ملنے لگے اور دریا جیسا تھا متصل ہو گیا اور سب کو ایک بارگی ہلاک کر کے پانی کی راہ سے آگ میں پہنچایا۔ نعوذ باللہ و غضب رسول اللہ۔ جب بنی اسرائیل کے مخلصی پائی۔ اور قبطی بعد غرق ہونے کے پانی کے منہ پر آئے۔ بنی اسرائیل نے اپنے دشمنوں کو اس حال میں دیکھکر شکر خدا کا کیا۔ اور حضرت موسیٰ کی نبوت سے زیادہ معتقد نہ ہوئے۔ بعد اس کے دوڑ کر قبطیوں کی لاشوں کی لاشوں سے لاکھوں روپیہ کا لباس اور زیور اتارا۔ حضرت موسیٰؑ نے ہرچند منع کیا۔ کہ اس مال پر جو نکلنے کی شب مانگ لائے تھے۔ قناعت کرو۔ وہ ہرگز باز نہ آئے۔ اس بے فرمانی کی نحوست سے آخر گوسالہ پرستی کی بلائیں گرفتار ہوئے۔ چنانچہ تفصیل اس کی معلوم کی۔ اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون کو چوبیس ہزار آدمیوں کے ساتھ مصر کو بھیجا انہوں نے جاکر تمام خزانے اور اموال ان کے جو اٹھانے کے لایق تھے۔ جمع کر کے حضرت موسیٰ کے حضور میں بھیجے اور باغ و املاک ضبط کئے اور ایک شخص کو قبطیوں میں ان کی جماعت پر حاکم بنا کر حضور میں پھر گئے۔

ذکر حضرت موسیٰؑ کے کوہ طور پر جانے کا اور توراۃ لانے کا اور سامری کے گوسالہ بنانیکا

بنی اسرائیل نے کئی بار حضرت موسےٰؑ سے عرض کی۔ کہ ہمارے تئیں علیحدہ شریعت چاہیئے جو اسکے موافق عمل کریں۔ اور رضا آلہی کی حاصل کریں۔ حضرت موسیٰؑ نے جناب آلہی میں۔ مناجات کی حکم ہُوا۔ کہ کوہ طور پر آؤ۔ اور تیس روزے رکھو۔ جب تمہاری خواہش ملتمس

ہو گی۔ اور مقصود حاصل ہو گا۔ حضرت موسیٰ نے قوم کو نصیحت کی۔ اور حضرت ہارون کو
خلیفہ کیا۔ کہ میرے آنے تک عبادت اپنی میں مشغول رہو۔ میں امیدوار ہوں۔ کہ خدا
نئی شریعت عنایت کریگا۔ بعد اس کے موسیٰ ؑ قوم سے جدا ہو کر ستر آدمی رو سائے بنی
اسرائیل کے ہمراہ لے کر گئے۔ اور کوہ طور میں معتکف ہوئے اور آپس میں تجویز کرنے لگے۔
سامری نے کہا۔ کہ حضرت موسیٰ ؑ تم سے رنجیدہ ہو کر گئے ہیں۔ تم ان کے برخلاف قبطیوں
کی لاشوں پر سے مال اتار کر مصروف ہو۔ اور ان کے منع کرنے سے باز نہ آئے۔ اسواسطے
کنارہ کیا۔ کہ تمہاری بے فرمانی کی شامت سے عذاب نازل نہو۔ اگر مال سے دست بردار
ہو۔ تو شاید تم سے خوش ہوں۔ انہوں نے جو مال لایق جلانے کے تھا۔ سو جلایا۔ اور جو گلانے
کا تھا۔ سو سامری کے حوالے کر دیا۔ کہ وہ زرگری کے ہنر سے واقف تھا۔ سامری نے تمام
سونا چاندی گلا کر ایک گوسالہ یعنی گائے کا بچہ ڈھال کر بنایا۔ اور حضرت جبرائیل کی گھوڑی
کے قدم کی خاک جو فرعون کے ڈوبتے وقت اس نے لی تھی وہ گوسالے کے پیٹ میں
ڈالی۔ اس وقت وہ گوسالہ آواز کرنے لگا۔ سامری نے کہا۔ کہ یہ تمہارا اور موسٰےؑ کا خدا ہے۔
اس کی عبادت کرو۔ اور اس سے حاجت مانگو۔ وہ موسٰےؑ کو اور تمہارے سرداروں
کو پیدا کر دیگا۔ سو۔ بیوقوف اس کی بات پر دھوکہ کھا کر گوسالہ لگے پوجنے۔ اور سجدہ
کرتے مگر بارہ ہزار آدمی اس حرکت بد سے ان کو منع کرتے تھے اور ملامت کرتے تھے۔
اور حضرت ہارون نے ہر چند نصیحت کی۔ مفید نہ پڑی۔ اور حضرت موسیٰ کو اس بات
سے خبر نہ تھی۔ جب چالیس دن پورے ہوئے تو ایک ابر تاریک پیدا ہوا۔ اور حضرت موسٰےؑ
نظر سے غایب ہوئے اللہ تعالےٰ نے ان کو اپنے کلام سے مشرف کیا۔ اور دس تختے تورات
کے عنایت کئے۔ جب حجاب اٹھ گیا۔ تو قوم نے کہا۔ ہم نے یہ مشقت اس واسطے کی تھی۔ کہ ہم
بھی کلام الٰہی سنیں۔ اور سب قوم کے روبرو گواہی دیں۔ پھر حضرت موسٰےؑ نے عرض کی۔ اور
اُسی وقت ایک بادل رقیق پیدا ہوا۔ اور حضرت موسٰےؑ کو مع ستر آدمیوں کے چھپایا۔
اور ان سب نے کلام الٰہی سنا۔ جب وہ پردہ اٹھا۔ تو آپس میں جھگڑے لگے۔ کہ ہم نقطہ کلام
سننے سے ایمان نہ لائینگے۔ جب تک کلام کرنے والے کو نہ دیکھیں گے۔ حضرت ان کی بدگمانی اور
بد اعتقادی سے متعجب اور حیران ہوئے۔ اس وقت ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور زلزلہ شروع
ہوا۔ اور بجلی کڑکنے لگی۔ سب طالبانِ دیدار فی الفور ہلاک ہو گئے۔ حضرت موسیٰ نے دعا مانگی
خداوندا تو ہی گمراہ کرنے والا ہے اور تو ہی ہدایت دینے والا ہے۔ تو نے ان کو طمع کلام
سنانے کی نہ دی ہوتی۔ تو وہ جرأت دیدار کی نہ کرتے۔ اور چاہتا۔ تو اس سے آگے

مجھکو اور ان سب کو ہلاک کرو بتا ہے اور اب اگر میں تنہا قوم میں جاؤں گا۔ ان کے خون کی تہمت مجھ پر کریں گے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی دعا منظور کر کے ان کو پھر زندہ کیا۔ سب اپنے گناہ سے استغفار کیا۔ اور موسےٰؑ کی نبوت پر تصدیق کی۔ وہاں سے رخصت ہوکر جو قدم میں پہنچے۔ تو وہاں عجب تماشا دیکھا۔ کہ گوسالہ کے آگے ڈھول بجتا ہے۔ اور لوگ ناچتے ہیں۔ اور سجدہ کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ پر جو غصے نے غلبہ کیا۔ تو لوحیں توریت کی ڈال دیں۔ اور بھائی پر عتاب کیا۔ اور ان کی داڑھی اور سر کے بالوں نہ کھینچو۔ میں نے ان کی نصیحت میں قصور نہ کیا۔ انہوں نے مجھ کو ضعیف سمجھ کر میری نصیحت نہ مانی۔ اور قریب تھا۔ کہ مجھ کو مار ڈالیں۔ جب حضرت موسیٰؑ کا غصہ تھا۔ اور لوحیں توریت کی اٹھالیں۔ اور گوسالہ پرستوں سے کہا۔ کہ خدا نے مجھکو کتاب عنایت کی ہے۔ اور اپنا عہد پورا کیا۔ اور برخلاف حکم خدا اور حکم نبی تم عمل میں لائے سب نے کہا ہم کو سامری نے گمراہ کیا۔ جب سامری سے پوچھا۔ تو وہ بولا۔ میرا نفس امارہ مجھ کو اس بات پر لایا حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں تجھکو جان سے نہیں مارتا لیکن جب تک تو اس جہان میں زندہ رہے۔ خدا کرے تیری کسی سے آشنائی نہ ہو۔ اور کوئی بندہ تیرے ساتھ مصاحبت نہ کرے اور عاقبت میں تجھ کو خدا عذاب جہنم نصیب کرے ٭

پھر بنی اسرائیل نے حضرت موسےٰؑ سے عفو قصور چاہا حکم الٰہی ہوا کہ توبہ تمہاری یہ ہے۔ کہ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی سب دو زانو بیٹھ جائیں۔ اور جنہوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی۔ وہ ان کو قتل کریں۔ اس حکم کو سنکر سب بیقرار ہوئے۔ اور بہت لوگ منکر ہوئے۔ کہ ہم نے تو پرستش گوسالہ کی نہیں کی ہے۔ ہم کاہے کو اپنے تئیں قتل کریں حکم ہوا۔ کہ اس گوسالے کو برادہ کر کے دریا میں پھینکو اور تم سب لوگ پانی اس دریا کا پیو۔ سب نے پانی پیا۔ جنہوں نے گوسالہ نہیں پوجا تھا۔ ان پر کچھ علامت ظاہر نہ ہوئی۔ اور گوسالہ پوجنے والوں کی زبان پر زریں نقطے پیدا ہوگئے۔ اور رنگ سب کا زرد ہوگیا۔ جب ان سب نے کفن پہنے۔ اور وصیتیں کی۔ اور قتل گاہ کو روانہ ہوئے۔ عجب اس وقت کا عالم تھا کہ ایک جہان درہم برہم تھا ٭ نالہ وشور گریہ وزاری بنی اسرائیل میں شروع ہوئی۔ اور ایک ابر سیاہ پیدا ہوا۔ کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھیں۔ اور باپ بیٹے پر اور بیٹا باپ باپ پر رحم نہ کریں۔ جب قتل عام ہوا۔ اور ہزاروں آدمی کا تیغ سے انتقام تب حضرت موسیٰؑ اور ہارون علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عاجزی کی۔ پھر توبہ

قبول ہوئی۔ اور ذلت سے امان پائی ؛

احوال قارون کے خسف ہونیکا

کہتے ہیں۔ کہ قارون حضرت موسیٰؑ کے چچا کا بیٹا تھا۔ کہ لوگ اس کو منوّر کہتے تھے۔ اس نے حضرت موسیٰؑ سے عجیب علم سیکھے تھے۔ اس میں سے علم کیمیا تھا۔ جب یہ علم اس کو ملا۔ تو کثرت اس کے مال کی اس درجہ کو پہنچی۔ کہ چالیس خچر اس کے خزانے کے صندوقچوں کی کنجیاں اٹھاتے تھے۔ جب حضرت موسیٰؑ نے اس کو زکوٰۃ کا حکم دیا۔ اور فرمایا۔ کہ ہزار دینار سے ایک دینار زکوٰۃ دیاکر۔ یہ بھی اس پر شاق گذرا۔ اور مجادلہ شروع کیا۔ اور موسیٰؑ کی تابعداری سے نکل کر طریقہ سرکشی کا شروع کیا۔ اور سواری کے وقت ہزار جوان لباس عمدہ اور جواہرات سے مرصع اور تین سو لونڈیاں ماہ رو عنبر سو ساقدے لباس قیمتی کے خلخال اور تاج مرصع کے ہمرکاب چلتیں تھیں اور لوگ اس کا تجمل دیکھ کر کہتے تھے۔ اے کاش کہ وہ ہمارے تئیں ملتا۔ جو قارون کو ملا ہے۔ جب حضرت موسیٰؑ نے واسطے ادائے زکوٰۃ کے تاکید کی۔ تب اس نے بنی اسرائیل کے جاہلوں کو جمع کر کے کہا۔ کہ تم سب باتوں میں تابعداری موسیٰؑ کی کرتے ہو۔ اور اس کا حکم تم پر جاری جاری ہے۔ اب وہ چاہتا ہے کہ زکوٰۃ کے بہانے سے تمہارا مال لیوے۔ اور تم کو فقیر کردے۔ تم کیوں چپ بیٹھے ہو۔ جواب نہیں دیتے۔ وہ سب بولے۔ کہ تو ہمارا سردار ہے۔ جو کچھ تیری رائے ہو آوے سو کر۔ ہم سب تیرے تابع ہیں۔ قارون نے حضرت موسیٰؑ کو ذلت دینے کی مصاحبوں سے مشورت کی۔ آخر ایک عورت فاسقہ زناہ کار کو تلاش کیا۔ اور ایک طباق زر جواہر کا اس کو دیکر یوں مقرر کیا۔ کہ جس وقت موسیٰؑ مجلس میں وعظ کو بیٹھیں۔ اور مجمع بنی اسرائیل کا ہو۔ تب مجلس میں آکر حضرت موسےٰ کے زناہ کرنے کا اپنے ساتھ اقرار کرنا۔ کہ بنی اسرائیل بے اعتقاد ہو کر حضرت موسےٰ کے حق میں موافق حکم تو زکوٰۃ کے عمل نہ کریں۔ کہتے ہیں۔ کہ حضرت موسےٰؑ ہر ہفتے میں ایک بار مجلس میں وعظ کیا کرتے تھے۔ جب لوگ اس دن جمع ہوئے۔ قارون بھی نہایت تجمل اور شوکت سے حاضر ہوا۔ اور حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ بیٹھ کر استہزا اور ہنسنا شروع کیا۔ اور فاحشہ بھی آن کر مجلس کے گوشے میں بیٹھی۔ جب مجلس گرم ہوئی۔ اور دریائے بھید کے حضرت موسےٰؑ کے سینے سے جوش مارنے لگے وہ عورت اٹھی اور چاہا۔ کہ قارون کی تعلیم کے موافق بہتان کرے اور

حضرت موسےٰؑ کے دامن پاک کو تہمت سے آلودہ کرے۔ حضرت مقلب والقلوب نے
اس کی زبان کو پھیرا۔ اور آواز بلند بولی۔ کہ اے بنی اسرائیل قارون حضرت موسیٰؑ کا دشمن ہو
اور کل مجھ کو اپنے گھر لے جاکر ایک طبق زرو جواہر کا دیا۔ اور کہا۔ کہ مجلس عام میں حضرت
موسیٰؑ پر بہتان کر۔ اور موسیٰؑ کے زناہ کرنے کی اپنے ساتھ گواہی دے۔ اور میں آپ
گواہی دیتی ہوں۔ کہ یہ موسیٰؑ پیغمبر خدا کا ہے۔ اور نبی برحق ہے۔ اور جو برائیاں کہ میں
نے کی تھیں۔ سب سے توبہ کرتی ہوں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُوْسٰی کَلِیْمُ
اللّٰہ ط بنی اسرائیل نے حیران ہوکر قارون کو ملامت کرنا شروع کیا۔ پھر تو بحر غضب موسائی
جوش میں آیا۔ اور اسی وقت منبر سے اترے۔ اور خاک پر سر رکھا۔ اور خدا سے عرض کی۔ کہ
خدایا تیرے دشمن نے میری ایذا کا قصد کیا۔ اور چاہا کہ میرے تئیں فضیحت کرے اگر میں تیرا
رسول ہوں۔ تو اس پر اپنا غضب نازل کر۔ اور مجھ کو اس پر مسلط کر فی الفور جبرائیلؑ نازل
ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے موسیٰؑ سر کو اٹھاؤ۔ اللہ تعالےٰ نے تمہاری دعا قبول کی اور زمین کو
تمہارے حکم میں کیا۔ جیسا چاہو ویسا کرو۔ حضرت موسےٰؑ نے سر اٹھایا۔ اور فرمایا کہ بنی اسرائیل
جیسے مجھ کو خدا تعالےٰ نے فرعون پر مسلط کر کے ظفر دی۔ ویسے ہی اب مجھ کو قارون پر مسلط
کیا ہے۔ جو کوئی اس کا پیرو ہے۔ سو اسکے ساتھ رہے۔ اور جو کوئی میرا فرمانبردار ہے
اُس سے دُور ہو جاوے۔ سب بنی اسرائیل نے کنارہ کیا۔ اور بیزار ہوئے۔ مگر دو
آدمی کہ بڑے مصاحب تھے۔ وہ رفیق رہے۔ اور اس وقت حضرت موسیٰؑ نے
فرمایا۔ کہ یَا اَرْضُ خُذِیْهِ۔ اے زمین پکڑ لے۔ اس کو زمین نے ٹخنوں تک قارون
کو پکڑا۔ وہ بیوقوف تمسخر سے بولا۔ کہ اے موسےٰؑ یہ کیا سحر ہے۔ پھر جب
بار دیگر حضرت موسیٰؑ نے زمین کو حکم دیا۔ گھٹنوں تک زمین دھنس گیا۔ اس بار نہایت
ڈرا۔ ہر چند امان مانگی۔ مفید نہ پڑی کہتے ہیں۔ کہ ستر بار حضرت موسیٰؑ نے
زمین کو حکم دیا۔ اور ہر بار وہ عاجزی کرتا رہا۔ حضرت موسےٰ نے التفات نہ کیا
آخر بالکل زمین میں دھنس گیا۔ بنی اسرائیل کے دشمن اور حاسد کہتے ہیں۔
کہ موسےٰؑ نے مال کے طمع سے قارون کو امان نہ بخشی۔ یہ بات حضرت موسےٰؑ نے
سنی۔ پھر دعا مانگی۔ اور زمین کو حکم دیا۔ تمام اسباب و مال و فرش و
فروش و نقد و جنس مع حویلی دھنس گیا۔ اور تحت الثریٰ کو روانہ ہوا۔

ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شام کیطرف جانیکا اور بنی اسرائیل کے بیابان تیہ میں گرفتار ہونیکا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو حکم دیا۔ کہ حکم الٰہی یوں ہے کہ تیاری لشکر کی کرو۔ اور بیت المقدس کو جباروں اور عمالقہ کے ہاتھ سے چھڑاؤ۔ چنانچہ بعد از انتظام ترتیب لشکر کے روانہ ہوئے۔ جب اس ملک کے نزدیک پہنچے۔ بارہ نقیب یعنی بارہ سوار ہر ایک سبط کا ایک ایک آدمی مقرر کیا۔ کہ عمالقہ کے ملک میں جاکر بطریق جاسوس کے ان کا حال اور کیفیت دریافت کر کے پھر آؤ۔ جب بارہ نقیب جبّاروں کے دارالملک میں پہنچے۔ عوج بن عوق کہ جسامت اور قوت میں کوئی ان جباروں میں اس کے برابر نہ تھا۔ اتفاقاً ان سے دوچار ہوا۔ اور ان کو آگے سے خبر پہنچی تھی۔ کہ مصر کی طرف سے لوگ ہمارے مقابلے کو آتے ہیں اسواسطے عوج کے بارہ نقیبوں کو اپنی آستین میں یا دال میں ڈالکر بادشاہ کے حضور میں لے جاکر بکھیر دیا۔ اور کہا کہ یہ لوگ ہمارے مقابلے کو آئے ہیں۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ ان کو زندہ چھوڑ دو۔ جو یہ جاکر ہمارے طول قامت اور جسامت اپنے لشکر میں بیان کریں گے۔ تو رعب اور ہیبت سے ان کا عزم پست ہوگا۔ کہتے ہیں۔ کہ موسیٰ کے نقیبوں کا قد چھ گز سے اور پانچ گز سے کم تھا لیکن بہ نسبت قدوں عمالقہ کے مانند چڑیا کے دکھائی دیتے تھے۔ جب نقیب وہاں سے پھر کر بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں آپس میں اقرار کیا۔ کہ ہرگز جبّاروں کے قد و قامت کا احوال اپنے لشکر میں مت کیجیو۔ سوائے حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کے دوسرے سے مت کہیو۔ اس واسطے کہ بنی اسرائیل خفیف العقل و قلیل الہمت ہیں۔ جب یہ حال سنیں گے۔ تو بے شک لڑائی سے بیٹھ رہینگے۔ جب یہ لشکر میں پہنچے تو دس آدمیوں نے عہد شکنی کی۔ اور عمالقہ کی شوکت اور جسامت کا احوال بنی اسرائیل سے ظاہر کر دیا۔ مگر یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا نے اس بھید کو چھپایا لشکر حضرت موسیٰؑ ان کی شوکت سنکر لڑائی سے بیٹھ رہا۔ ہرچند حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ نے نصرت الٰہی کا وعدہ کیا۔ اور فتحمندی کی امید دلائی۔

کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور سب متفق اللفظ ہو کر بولے۔ کہ ہمارے تئیں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں۔ ہم کو اس ملک کی طمع نہیں۔ اگر تم کو اسکے لینے کی تمنّا ہے۔ تو تم اور تمہارا خدا جاؤ اور لڑو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں حضرت موسیٰ ؑ انکے تمرد سے غصّے ہوئے اور سر بسجدہ دعا مانگی۔ کہ یا الٰہی میرا اختیار سوائے اپنے نفس اور بھائی کے اوروں پر نہیں جدائی کر تو درمیان ہمارے اور ان فاسقوں کے اس عرصے میں ایک ابر سیاہ پیدا ہوا۔ اور آواز صریح اس میں سے آئی۔ کہ اے موسےٰ ؑ یہ گروہ بنی اسرائیل کہاں تک نافرمانی کریں گے۔ اور ظاہر معجزوں سے منکر ہوں گے۔ اتنا نہیں جانتے کہ طرفۃ العین میں سب کو خاک کر دوں گا۔ اور ان سے دوگنے لوگ پیدا کر دونگا حضرت موسیٰ ؑ علیہ السلام نے عرض کی۔ کہ یا ربّ تو اپنی قہاری سے اس قوم کو ہلاک کرے گا۔ تو تیرے ملک میں کچھ نقصان نہ ہوگا۔ جو اُمّت میرے بعد پیدا ہوگی۔ کہے گی۔ کہ موسیٰ ؑ نے اپنی قوم کو بد دعا سے ہلاک کرا دیا۔ تیرا صبر بڑا ہے اور احسان بہت ہے بخشدے اُن کو اور ناگاہ مت ہلاک کر پھر حکم ہوا۔ کہ میں نے تیری دعا سے بخشا لیکن تو نے ان کو فاسق کہا ہے۔ مجھ کو اپنی عزت و جلال کی قسم ہے۔ کہ سوائے تم دو بھائیوں کے اور یوشع اور کالب کے سب کو اس بیابان میں حیران و پریشان رکھونگا۔ بعد اس حکم کے ان دس آدمیوں بھید کھولنے والوں کے بدن سے کوڑھ ٹپکنے لگا۔ اور اعضاء ان کے گل گئے۔ اور تباہ ہو گئے۔ اور باقی بنی اسرائیل بے فرمانی کے وبال سے اس جنگل میں مقیّد ہو گئے حضرت موسیٰ ؑ اور ہارون اور یوشع اور قالب تو عمالقہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور بنی بنی اسرائیل مصر کیطرف روانہ ہوئے۔ تمام دن منزل چلے۔ شام کو پھر اپنے تئیں منزل اوّل میں پایا۔ ناچار ہو کر حضرت موسیٰ طرف پھرے۔ اس امید پر کہ شاید کسی حیلے بہانے سے ان کو پھر راضی کریں۔ اور حضرت جو عمالقہ کیطرف تشریف لے گئے۔ تو اتفاقاً عوج بن عوق سے ملاقات ہوئی کہتے ہیں۔ کہ حضرت موسےٰ ؑ کی لاٹھی دس گز اُچھلے۔ تب لاٹھی کا سر عوج بن عوق کے ٹخنے پر لگا۔ عوج مانند پہاڑ کے گر گیا۔ اور اُسی زخم سے اپنی جان کو بڑی ذلت سے مالک دوزخ کو سونپا۔ جب حضرت موسیٰ ؑ بنی اسرائیل کی طرف پھرے۔ تو اُن کو اسی منزل میں پایا۔ اور کولہو کے بیل کیطرح تمام رات دوڑتے تھے۔ اور فجر کو پھر منزل اوّل میں موجود ہوتے تھے حضرت موسیٰ ؑ کو ہنوز ان کی گرفتاری کا حال معلوم نہ ہوا تھا۔ اس واسطے فرمایا۔ کہ اے لوگو میں وہاں گیا۔ اور ان میں سے ایک شخص کو میں نے مارا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے

روئے زمین پر ایسی جسامت قدر قامت کا دوسرا شخص پیدا نہیں کیا۔ لیکن بغیر تمہارے میری طبیعت نے نہ چاہا۔ کہ اس ملک میں جاؤں۔ اب ہمت باندھو۔ اور غزا کو چلو۔ خدا فتح نصیب نہیں کریگا۔ جب بنی اسرائیل نے اپنی سرگردانی کا احوال عرض کیا۔ تب موسیٰؑ بہت ملول ہوئے۔ اور خدا تعالےٰ کے وعدے کے جلد ظاہر ہونے سے حیران ہوئے خطاب الٰہی یاد آیا۔ کہ اے موسےٰؑ ایسے فاسقوں کے واسطے غمگین مت ہو۔ کہ تو نے چار و نا چار مصیبت پر دل رکھا۔ اور بہت دوڑ دھوپ کی پر وہ جہان کے تہاں رہے۔ اور جنگل سے باہر نہ نکل سکے جب خرچ تمام ہوا۔ اور ذخیرہ نہ رہا۔ تب حضرت موسےٰؑ سے بھوک کی فریاد وزاری کرنے لگے۔ پھر حضرت موسےٰؑ نے دعا مانگی۔ تب جو ان احسان الٰہی سے اس طرح پر اتب مقرر ہوا۔ کہ شب کو من مثل ترنجبین کے برف سے سپید اور شہد سے شیریں درختوں پر سے گرتا۔ اور عصر کے وقت لاکھوں پرند مانند کبک کے ان کے لشکر میں خودبخود بیٹھ جاتے۔ اور کباب ہو جاتے۔ حکم یوں ہوا کہ ہر شخص حاجت سے زیادہ نہ لیوے اور دوسرے دن کا ذخیرہ نہ کرے۔ مگر شنبے کے روز ایک شنبے کے واسطے ذخیرہ کریں۔ لیکن بنی اسرائیل جو کثرت حرص سے زیادہ ترنجبین لینے والوں کو اس روز کچھ نہ ملتا تھا۔ بے نصیب رہ جاتے تھے۔ اور پانی کی یہ سبیل ٹھہرائی۔ کہ حضرت موسےٰؑ کا جب مقام ہوتا تھا۔ تو اپنی لاٹھی ایک پتھر پر مارتے تو بارہ سبطوں کے واسطے بارہ چشمے خوشگوار۔ مانند آبحیات کے جاری ہو جاتے پھر جب کپڑے پھٹ گئے۔ تب حکم ہوا کہ پرانے کپڑوں کو پتھر کے چشموں ڈبو دو تو نئے ہو جائیں گے اور اگر کپڑے میلے ہو جائیں۔ تو آگ میں ڈال دو۔ میل سب جل کر صابون سے زیادہ سپید ہو جاوینگے۔ اور قدرت کاملہ الٰہی سے جب لڑکا پیدا ہوتا۔ تو قمیص سمیت وجود میں آتا اور جس قدر لڑکے کو نشوونما ہوتی۔ وہ قمیص بھی قد کے موافق بڑھتا جاتا۔ اور صفائی اور شفافی ملائمیت اس قمیص کی ایسی ہوتی تھی۔ کہ ململ اور خاصہ اور نتزیب اس کے آگے بے زیب تھا۔ جب چند مدت اس طرح پر کٹی تو بنی اسرائیل کو اپنی وضع اصلی اور عادت جبلی سے باز نہ آتے تھے اور کفرانِ نعمت کے خوگر ہو رہے تھے۔ کہنے لگے۔ کہ رات اور دن ترنجبین اور پرندوں کے گوشت کھاتے سے ہمارے مُنہ کا مزہ بے مزہ ہو گیا۔ ہم سے تو ایک نوع کے طعام پر صبر نہیں کیا جاتا۔ تم دعا کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ ہم کو مسور کی دال اور پیاز اور لہسن اور ساگ بھاجی دیوے تو ذرا مُنہ سوندا ہو۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام ان لوگوں کی سمجھ بوجھ

ف حریص سے ذخیرہ کرتے تھے۔ تو خدا اس گوشت میں کیڑے پڑ جاتے تھے اور بدبو ہو جاتا

ے نہایت ملول ہوئے۔ اور فرمایا کہ عجب قوم جاہل ہو۔ کہ ساگ بھاجی کو خوان آسمان پر تفصیل دیتے ہو۔ اور خوراک حیوانی کو خوان نعمت رحمانی پر ترجیح کرتے ہو نہ عقل و تمیز شعور کیوں نہ ہو جیسی روح ویسے ہی فرشتے اور چاہا۔ کہ ان جاہلوں کو چھوڑ کر باہر نکل جاویں۔ لیکن صبر کیا۔ اور منتظر امر الٰہی کے رہے۔ اور چالیس برس کے عرصے میں اس جماعت نافرمان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ سب فنا ہو گئے۔ مگر یوشع اور قالب رہے۔ اور اس مدت میں جتنے ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی نسل سے اتنے پیدا کئے۔ چنانچہ بروقت تیہ کے جتنے داخل ہوئے تھے۔ اتنے ہی موجود تھے۔ بغیر زیادہ اور نقصان کے ؞

ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے ملنے کا

حضرت موسیٰ ؑ مصر پر غالب ہوئے اور قبطی ہلاک ہوئے۔ موسیٰ ؑ اکثر مجلس میں وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ ایک روز حقتعالےٰ سے سوال کیا کہ الٰہی تیرے بندوں میں کوئی مجھ سے زیادہ عالم ہووے تو مجھکو بتا۔ حقتعالےٰ نے وحی نازل کی کہ میرا ایک بندہ ہے۔ تجھ سے زیادہ تر عالم ہے۔ کہ میں نے اپنے علم کے اسرار اسکے سینے میں رکھے ہیں۔ دریا کے کنارے پر ہے۔ جہاں مچھلی گم ہوگی۔ وہاں تم کو ملے گا۔ حضرت موسےٰ ؑ نے یوشع کو ساتھ کیا۔ اور کئی روٹیاں اور کئی مچھلیاں بھُنی ہوئی لے کر مجمع البحرین کی طرف متوجہ ہوئے جب مجمع البحرین کے قریب ایک چشمے پر پہنچے۔ وہاں آرام کیا۔ حضرت موسےٰ ؑ بسبب ماندگی کے سو رہے۔ اور حضرت یوشع نے اس چشمے سے وضو کیا۔ جب چند قطرے پانی کے اس بھُنی مچھلی پر گرے۔ تو اس مچھلی نے زندہ ہو کر دریا کی راہ لی۔ جب وہاں سے آگے چلے، حضرت موسیٰ ؑ نے یوشع سے کھانا مانگا۔ انہوں نے احوال مچھلی کے دریا میں جانے کا بیان کیا، کہ پانی کے قطرے اس پر گرے تو وہ زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی اور جہاں تک اس نے سیر کی۔ وہاں تک ایک راہ پانی میں بن گئی۔ حضرت موسےٰ ؑ نے فرمایا۔ کہ یہ وہی بات ہے۔ جس کو ہم طلب کرتے تھے۔ یعنی گم ہونا مچھلی کا خضر کی ملاقات کی جگہ ہے۔ وہاں سے اُلٹے پھرے۔ اور حضرت خضر کو دریا میں پایا۔ کہ عبادت الٰہی میں مصروف تھے۔ بعد فراغت عبادت کے حضرت موسےٰ ؑ سے احوال پوچھا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ مقصود اس سفر سے یہ ہے

کہ چند روز تمہاری صحبت میں مشرف رہوں۔ اور وہ علم کہ خدا نے تم کو بخشا ہے سیکھوں حضرت خضرؑ نے کہا کہ آپ کی التماس تو قبول ہے۔ لیکن رفاقت ہماری مشکل ہے۔ اسواسطے کہ میں از روئے علم باطن کے ایک کام کروں گا۔ کہ ظاہر اسکا کراہت ہو۔ اور انجام اس کا خیریت اور کرامت ہو۔ اور بغیر حقیقت ظاہر ہونے کے تم سے صبر نہ ہو سکے گا اور عذر و انکار سے پیش آؤگے۔ اس واسطے مصاحبت کی گرہ ٹوٹ جاویگی۔ اور رفاقت کا رشتہ بند ہو جائے گا۔ حضرت موسےؑ نے کہا۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ میں صبر کروں گا۔ اور تمہارے حکم سے نافرمانی نہ کروں گا۔ حضرت خضرؑ نے کہا کہ اگر تم میری مصاحبت چاہتے ہو۔ تو جب تک میں نہ کہوں۔ تب تک تم سوال مت کیجیو۔ بعد اس قول واقرار کے وہ دونوں دریائے معینی میں روانہ ہو کر کشتی میں بیٹھے۔ حضرت خضرؑ نے مالکوں سے پوشیدہ دو تین تختے کشتی کے اکھاڑ کر دریا میں پھینک دیئے۔ اور صاحبان کشتی سے کہا۔ کہ جلدی اپنی کشتی کا بندوبست کرو نہیں تو ڈوب جاؤگے لوگ دوڑے۔ اور جلد لکڑیوں کے ٹکڑے ٹھونک کر کشتی کو درست کیا لیکن صاحب کشتی کا دل کشتی کے معیوب ہونے سے ٹوٹ گیا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ ایسی مضبوط کشتی میں سوراخ کرنا۔ اور اتنے لوگوں کے غرق ہونے کا خیال نہ کرنا۔ نہایت ظلم اور خلاف شرع ہے۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا۔ میں نے تم سے نہ کہا تھا۔ کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکوگے۔ حضرت موسیٰؑ نے عذر کیا کہ میں نے بھولے سے بات کہی۔ پھر میں نہ بولوں گا۔ جب کشتی سے اترے۔ اور شہر کے پاس پہنچے۔ وہاں کئی لڑکے کھیل رہے تھے ان میں سے ایک حسین و ملیح لڑکے کو پکڑ کر گرایا۔ اور اس کا گلا چھری سے کاٹا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ کہ بے گناہ کا قتل کرنا۔ خصوصاً کسی معصوم کا کسی دین وملت میں جائز نہیں۔ تو نے کیا غضب کیا حضرت خضرؑ نے فرمایا۔ کیا میں آگے ہی کہہ چکا ہوں کہ تو صبر نہ کر سکے گا۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے عذر کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اگر اب کی بار بولوں۔ تو مجھ کو اپنی مصاحبت میں مت لے جانا۔ وہاں سے آگے چلے۔ رات کو ایک گاؤں میں پہنچے۔ موسم سردی کا ہی تھا۔ اس گاؤں والوں سے ضیافت مانگی۔ انہوں نے کھانا نہ دیا بھوکے پیاسے پڑے رہے۔ فجر کو اس بستی میں ایک دیوار ٹیڑھی گرنے کے قریب تھی۔ حضرت خضرؑ نے بغیر مزدوری کے اس کو درست کر۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اس گاؤں کے لوگوں نے بیمروتی سے طریقہ مہمان نوازی سے منہ موڑا۔ مناسب تو ہے۔ کہ ان سے

مزدوری لیتے۔ اور بھوک کا غلبہ دفع کرتے ایسے بیمروتوں سے مروت کرنا مناسب نہیں ہے۔ خضر نے فرمایا۔ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَ بَيْنِكَ۔ اب جدائی کی تیاری کیجئے۔ اور رفاقت کی امید قطع کیجئے۔ لیکن بگوش ہوش متوجہ ہو کر ان فعلوں کے جو بصورت خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں۔ سن لیجئے۔ اور تشریف لے جائیے کشتی کے توڑنے کا سبب تو یہ تھا۔ کہ راستہ اس کشتی کا ایک بادشاہ ظالم کے شہر میں تھا۔ اور وہ مضبوط کشتیوں کو چھین لیتا تھا۔ اس واسطے میں نے اس کو توڑ ڈالا۔ کہ بسبب عیب کے غضب سے بچے گی۔ اور ان غریب مالکوں کی گذران چلے گی۔ اور لڑکے قتل کرنے کا یہ سبب تھا۔ کہ ماں باپ اس کے نیک بخت موحد تھے۔ اور لڑکے سے سوائے کفر و عصیاں و فساد کے وجود میں نہ آتا تھا۔ میں ڈرا کہ اس کے کفر و فساد کا ماں باپ کو پہنچے گا۔ اور وہ اس کی بدی میں گرفتار ہوں گے۔ اور خدا اس کے ماں باپ کو فرزند صالح عنایت کریگا۔ اور فایدہ دیوار بنانے کا یہ ہے۔ کہ وہ دیوار دو یتیموں کی ہے۔ اور باپ ان کا مرد صالح اور متقی تھا۔ اور اس کے تلے خزانہ تھا۔ اگر وہ دیوار اب گرتی۔ تو وہ یتیم اس خزانہ سے محروم رہتے۔ اس واسطے میں نے بموجب الہام ربانی کے اس دیوار کو بنایا۔ کہ بعد ان کے بالغ ہونے کے اگر گرے گی تو خزانہ اُن کے ہاتھ لگے گا۔ حضرت موسےٰؑ نے وصیت چاہی۔ اور رخصت ہوئے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے۔ تو اکثر اسرار الٰہی اور عزیب امور نا متناہی بیان میں آتے۔ اور اللہ تعالےٰ ان سب کی خبر دیتے

ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وفات پانے کا

جب زمانہ حضرت موسیٰؑ کی رحلت کا نزدیک پہنچا۔ تو فرمایا۔ کہ تمام بنی اسرائیل کا تشمار کرو۔ اور ان لوگوں کو جو مصر سے نکلنے کے وقت حاضر تھے۔ تلاش کرو۔ نقیبوں نے عرض کی۔ حضرت یوشع اور کالب کے ان میں سے کوئی باقی نہیں پھر سب کو جمع کیا۔ اور وصیت کی۔ حضرت یوشع کو اپنا خلیفہ کیا۔ اور کاتبوں کو جمع کر کے توریت کے نسخے لکھوائے گئے۔ اور ایک نسخہ اپنے دست مبارک سے لکھ کر جبرائیل کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور باقی نسخے اس نسخے سے مقابلے کئے۔ اسباط کو تقسیم کئے۔ اور حضرت یوشع کو قوم کی تربیت کا اور بنی اسرائیل کو حضرت یوشع کی فرمانبرداری کا بڑی تاکید سے حکم دیا۔ اور ساتویں تاریخ ماہ آذار کی اس دار ناپائیدار کو رخصت کیا۔ اور حضرت ہارونؑ نے حضرت موسےٰؑ سے

تیس برس کے بعد بلائے۔ تیرہ کے وفات پائی۔ فصل۔ بعد حضرت موسےٰؑ کے یوشع بن نون خلیفہ ہوئے اور ان کے بعد کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اور بعد ان کی وفات کے حضرت خرقیل خلیفہ ہوئے۔ ان پیغمبروں کا نام قرآن شریف میں مذکور نہیں اور تواریخ کی کہانیاں ہیں۔ جو ان کا مذکور ہے سو اس قدر ہے۔ کہ تینوں پیغمبر تھے۔ اور موافق احکام توریت کے حضرت موسیٰؑ کی شریعت کے تابع تھے۔ اور ان کے زمانے میں جو قوم بُت پرست تھی۔ ان سے لڑائیاں رہیں۔ اور اکثر ملک فتح ہوئے۔ اور بہت لوگ مسلمان ہوئے۔ سوائے اسکے کہ حضرت موسےٰؑ کے دین کی تاکید کرتے رہے۔ اور نیا احوال یا کوئی معجزہ انکا مذکور نہیں اس واسطے حضرت الیاس علیہ السلام کا حال لکھا جاتا ہے۔

ذکر حضرت الیاس علیہ السّلام کا

جب حضرت حزقیل علیہ السلام نے وفات پائی اور بادشاہی بنی اسرائیل کی ملک شام میں متفرق ہوگئی۔ ہر ایک نے مذہب باطلہ اختیار کئے۔ اور احکام توریت نسیاً منسیا کر دیئے۔ منجملہ ان مشرک بادشاہوں میں سے بادشاہ بعلبک کا تھا کہ بت پرستی کرتا تھا۔ اور ایک بڑا بت طول میں بیس گز کا۔ نام اس کا بعل تھا اور شیطان اسکے پیٹ میں جاکر لوگوں کو امر نہی کرتا تھا۔ اور چار سو خادم اس بت کی خدمت میں رہتے تھے۔ اور لوگ اس بت کو خدا سمجھ کر پوجتے تھے۔ جب ان کی گمراہی حد سے زیادہ ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے حضرت الیاس کو پیغمبر کر کے ان کی ہدایت کے واسطے بھیجا وہ قوم کو نصیحت کرتے تھے۔ کہ اے لوگو تم بعل کو خالق کہتے ہو۔ اور اَحۡسَنُ الۡخَالِقِیۡنَ کو چھوڑ دیتے ہو۔ اور شریعت موسیٰؑ کی اور احکام توریت کے ان کو پہنچائے۔ ہر چند کہ تاکید اور مبالغہ کیا۔ اور احکام توریت کے ان کو سنائے۔ سوائے ایک شخص کہ اس بادشاہ کا وزیر تھا۔ کوئی ان پر ایمان نہ لایا۔ جب بنی اسرائیل حضرت الیاس کی دعوت سے خبردار ہوئے۔ تو حسد کی آگ ان کے سینے میں مشتعل ہوئی۔ اور طبیعت ان کی حضرت الیاس کے مارنے پر مشتعل حضرت الیاس ان کافروں کے خوف سے پہاڑوں پر تشریف لے گئے۔ اور آٹھ برس تک مخفی رہے۔ بادشاہ بعلبک نے ہر چند لوگ بن کی تلاش میں بھیجے۔ مگر حافظ حقیقی نے ان ملعونوں کے شر سے محفوظ رکھا۔ بعد سات برس کے اس بادشاہ کا بیٹا نہایت بیمار ہوا۔ کہ تمام طبیب اسکے معالجے سے عاجز ہوئے۔ بادشاہ اور اس کا قبیلہ بعل کی بندگی اور بیٹے کی

تندرستی کے واسطے وسیلہ کرتے تھے۔ جب اثر شفاء کا ظاہر نہ ہوا۔ تو بعل کے خادموں نے بادشاہ سے کہا۔ کہ بس تم سے رنجیدہ ہے۔ اسواسطے کہ تم نے الیاس کی تلاش چھوڑ دی۔ اور اس کو قتل نہ کیا۔ جب تک الیاس زندہ رہے گا۔ تب تک بعل بات نہ کریگا۔ بادشاہ نے کہا میری خاطر بیٹے کی مرض میں مشغول اور ایک دم قرار و آرام نہیں ہے اگر تندرست ہوگا۔ تو دلجمعی سے الیاس کو طلب کرکے ماروں گا۔ بت خانے کے خادموں نے کہا۔ کہ بہتر یہ ہے کہ ملک شام کے بتوں سے رجوع کرکے اپنے بیٹے کی تندرستی مانگو۔ جب بعل کا غصہ اترے گا۔ تو اپنی حاجتیں اس وقت پیش کرو۔ کیجیو۔ بعد اسکے بادشاہ بعلبک نے بموجب اشارے ان خادموں کے چارسو ملاعین بے دین کو تیار کرکے ملک شام میں بھیجا۔ کہ وہاں کے آلھوں سے تندرستی میرے بیٹے کی مانگیں۔ جب یہ لوگ روانہ ہوئے۔ راستے میں اس پہاڑ میں مقام کیا۔ جہاں حضرت الیاس مقیم تھے۔ اس وقت حضرت الیاس بموجب حکم الٰہی سے پہاڑ سے اترے اور ان لوگوں سے مجادلہ شروع کیا۔ اور فرمایا۔ کہ بادشاہ سے کہو۔ کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں خدا ایک ہوں۔ کہ سوائے میرے دوسرا خدا نہیں۔ اور ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور یعقوبؑ اور اسباط کو میں نے پیدا کیا ہے۔ اور مارنے اور جلانے والا اور رزق دینے والا میں ہوں۔ تو اپنی بدبختی سے اور جہالت سے میرا شریک پیدا کرتا ہے۔ اور اپنے بیٹے کی تندرستی بتوں سے چاہتا ہے۔ کہ کسی کا نفع اور نقصان ان سے نہیں ہے۔ اور قسم ہے اپنے جلال کی۔ کہ عنقریب تیرے بیٹے کو ماروں گا۔ اور تیرا دل دردمند کروں گا۔ بادشاہ بعلبک کے رفیقوں نے جب یہ بات سنی تو خوف سے کانپنے لگے۔ اور الیاسؑ رعب ان کے دل پر عارض ہوا۔ کہ بے خودوں کے مانند وہاں سے اپنے ملک سے الٹے پھر گئے۔ اور مضمون پیغام الیاس کا بادشاہ کو پہنچایا۔ اس لعین نے حضرت الیاس کے قتل کا ارادہ کرکے پچاس آدمی مشہور اس قوم سے بھیجے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت الیاس کو بچایا۔ اور ان کی دعا سے وہ پچاسو آدمی آسمانی آگ سے جل کر مر گئے۔ اسی طرح کئی بار اس ملعون نے ان کے قتل کو آدمی بھیجے۔ وہ ہر بار آتش آسمانی سے ہلاک ہوگئے۔ پھر بادشاہ نے ایک جماعت عظیم تیار کرکے وزیر کو بھیجا۔ کہ جس طرح ہاتھ لگیں۔ ان کو پکڑ لاؤ۔ اور کوئی دقیقہ مکر و فریب کا باقی مت رکھو۔ جب وہ لوگ حضرت الیاس کے مقام میں پہنچے۔ تب وحی نازل ہوئی کہ بے تکلف ان کے ساتھ جا۔ تجھ کو ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ اسواسطے حضرت الیاس ان

لوگوں کے ساتھ ملک بعلبک میں پہنچے۔ قضارا اس روز بادشاہ کے بیٹے کا مرض بہت شدت پر تھا۔ کسی کو حضرت الیاسؑ کے مزاحم ہونے کی مجال نہ ہوئی۔ پھر حضرت الیاس پہاڑ پر تشریف لائے۔ اور حضرت الیسع کی والدہ کے گھر اترے جب نافرمانی حد سے زیادہ ہوئی۔ کسی طرح افعال بد سے باز نہ آتی تھی۔ اس واسطے حضرت الیاس کی خاطر مبارک ملول رہتی تھی۔ خطاب ہوا۔ کہ اے الیاس یہ دل تنگی اور ملولی کیوں ہے۔ تو میرا برگزیدہ اور غنی سوال کر۔ میں دوں گا۔ کہ اس سبب سے کہ صاحب رحمت واسع کا ہوں انہوں نے عرض کی۔ کہ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ جہان فانی کو چھوڑ دوں۔ اور اس قوم کا پھر منہ نہ دیکھوں حکم ہوا۔ کہ اے الیاس یہ کیا سوال ہے جو تو کرتا ہے۔ میں روئے زمین کو تیرے وجود سے خالی نہ چھوڑوں گا۔ فلاح و بہبود خلق کی تیرے وجود سے ہے۔ سوا اس کے اور سوال کر۔ تب حضرت الیاسؑ نے عرض کی۔ کہ کئی برس تک اس قوم پر بارش باران نہ ہووے۔ حق تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ اگر اتنی مدت تک باران الطاف ان سے باز رکھوں۔ تو ایک عالم ہلاک ہو گا۔ ہر چند کہ یہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں لیکن دریائے رحمت کا اس سے واسع ہے۔ کہ ایسے گناہوں سے اس کو بند کروں لیکن تیری دعا قبول ہونے کے واسطے یوں مقرر کیا۔ ہم نے تین برس تک باران کو چھوڑنے اور روکنے کی باگیں تیرے کف کفایت اور قبضۂ قدرت میں سونپیں جب تو اذن نہ دے گا۔ تو ایک قطرہ کسی کے کھیت اور باغ میں نہ برسے گا۔ بعد اس کے اس قوم پر باران بند ہوا۔ اور آگ قحط سالی کی مشتعل ہوئی۔ اور بدبختی کے دروازے اس قوم پر کھلے۔ تین برس تک اس خواری میں رہے۔ اور حضرت الیاسؑ پوشیدہ ہو کر مسکینوں اور بیواؤں کے گھر میں اوقات بسر کرتے تھے۔ اور جس کے گھر میں رہتے تھے اس کے گھر میں سرسبزی اور فراغت حاصل ہوتی تھی۔ اور اس نشانی سے لوگ ان کی تلاش کرتے تھے۔ اور وہاں سے دوسرے مکان میں تشریف لے جاتے ایک رات حضرت الیسع کے گھر آئے۔ ان کی والدہ نہایت بیمار تھیں۔ حضرت الیاس کی دعا سے بیماری کی بلا دفع ہوئی۔ اس وقت سے الیسع نے ان کی رفاقت شروع کی۔ جب حضرت الیاسؑ پیر و ضعیف ہوئے۔ تب ان دونوں نے درمیان قوم کے آکر بارش کا ہوتا۔ ان قوم کے ایمان لانے پر مقرر کیا۔ حضرت الیاسؑ نے فرمایا۔ کہ ایک مدت سے تم ان بتوں کی بندگی میں مشغول ہو۔ آج ان کو جنگل میں لے جاؤ۔ اور پانی برسنے کی خواہش ان سے کرو۔ اگر پانی برسا دیں تو میں اپنی رسالت کے دعوے

سے بیٹھ رہوں گا۔نہیں تو تم خدا کی واحدانیت اور میری رسالت پر اقرار کرو۔ کہ اپنے خدا سے دعا مانگ کر پانی برساتا ہوں جب دونوں طرف سے یہ بات مقرر ہوئی۔اس قوم نے ہر چند بتوں سے پانی چاہا۔ ایک قطرہ بھی نہ برسا جب وہ ناامید ہوئے۔تب حضرت الیاس ؑ نے دعا کی۔ اس وقت ایک ٹکڑا بادل کا پیدا ہوا۔اور تھوڑے ہی عرصے میں لمبا چوڑا ہو گیا۔اور ابارانِ عظیم خدائے کریم کے کرم سے نازل ہوا۔ اور ملک بدستور سرسبز اور آباد ہوا۔ باوجودیکہ اس قوم نابکار نے یہ معجزے دیکھے اور اتنی مصیبتیں کھینچیں۔لیکن کفر سے باز نہ آئے اور عہد شکنی سے ہاتھ نہ اٹھائے۔اس وقت حضرت الیاس ؑ نے خدا تعالےٰ سے اپنی خلاصی کی اس قوم کے ہاتھ سے دعا مانگی۔بعد اس کے حضرت الیسع بن اخطوب کے ساتھ پہاڑ میں گئے۔وہاں ایک گھوڑا اسب ساز و براق سے مہیا۔برق شتاب۔آتش مزاج ظاہر ہوا۔حضرت الیاس ؑ نے پائے مبارک رکاب میں رکھا اور الیسع کے تئیں اپنی خلافت کی وصیت کی۔اور اپنی چادر منہ پر ڈالی۔اور اسی وقت خلق کی نظروں سے محجوب ہو گئے۔اور مثل مانند خضر کے دنیا میں موجود ہیں چنانچہ کتب معتبر سے ثابت ہے۔کہ چار پیغمبر بقید حیات ہیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ادریس ؑ تو آسمان میں۔اور خضر ؑ اور الیاس ؑ زمین میں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

ذکر حضرت الیسع علیہ السلام کا

حضرت الیسع بن اخطوب بنی اسرائیل کے پیغمبر ہیں۔اور حضرت الیاس ؑ کے وصی ہیں۔نہایت عظیم القدر اور صاحب ہیبت تھے۔ابتدائے حال ان کا یوں ہے کہ زراعت پیشہ رکھتے تھے۔ایک روز حضرت الیاس ؑ پر وحی آئی۔کہ خلافت اپنی الیسع کو سونپو۔حضرت الیاس ؑ الیسع کے پاس گئے۔اور ردائے مبارک ان پر ڈالی ایک اثر عظیم ان پر ظاہر ہوا۔فی الفور آلات زراعت کے توڑے اور بیلوں کو قربانی کیا۔اور حضرت الیاس ؑ کی خدمت میں شب و روز رہنا شروع کیا۔اور بعد غائب ہونے الیاس ؑ کے بنی اسرائیل کی مہمات ان کے ذمے ہوئیں اور ہمیشہ توراۃ ان پر پڑھتے تھے۔اور حضرت موسیٰ کی شریعت سکھاتے تھے۔اور دن کو صائم اور رات کو قائم رہتے تھے۔معجزے ان کے بہت تھے منجملہ ان معجزوں کے ایک یہ تھا۔کہ ان کی قوم نے پانی کھارا ہونے کی

شکایت کی۔ انہوں نے تھوڑا نمک اس پانی میں ڈال کر فرمایا۔ کُن خلُوًا بِاذنِ اللّٰہ۔ یعنے میٹھا ہو جا خدا کے حکم سے فی الحال وہ پانی مانند شہد کے میٹھا ہو گیا۔ دوسرا یہ کہ ایک عورت نے اپنی قرضداری کی شکایت کی۔ کہ میرا خاوند قید ہے۔ اور بچے گرو ہیں۔ حضرت الیسعؑ نے فرمایا۔ کہ تیرے گھر میں کچھ ہو۔ تو لا۔ اس نے عرض کی کہ سوائے ایک برنی گھی کے کچھ نہیں ہے۔ حضرت الیسع نے فرمایا۔ کہ اس گھی کو ایک باسن سے دوسرے باسن میں ڈال۔ اور دوسرے میں تیسرے میں اسی طرح بدلتی جا + اس عورت نے بموجب حکم کے عمل کیا۔ تمام ظروف گھی سے بھر گئے۔ اور سب قرض اس کا ادا ہوا۔ اور فراغت معاش اس کو میسر ہوتی۔ تیسرے یہ کہ جب بنی اسرائیل پر کوئی دشمن ارادہ لڑائی کا کرتا تھا۔ حضرت الیسع آگے سے ان کو دشمن کے قصد سے خبر دیتے تھے۔ اور تدبیر و حیلہ لڑائی کا ان کو تعلیم کرتے تھے + اس واسطے بنی اسرائیل کو ہمیشہ فتح ہوتی تھی۔ چوتھے یہ کہ بادشاہ دمشق برص کی علّت میں گرفتار تھا۔ بادشاہ نے بنی اسرائیل کے حاکم کے پاس وکیل بھیجا تھا۔ کہ ایک طبیب حاذق میرے معالجے کے واسطے بھیجو۔ اس حاکم نے احوال حضرت الیسع سے عرض کیا + آپ نے فرمایا۔ کہ بادشاہ سے کہو۔ کہ پانی کی نہر میں غسل کرے۔ وہ علّت دور ہو جاوے گی + وکیل مایوس ہو کر پھر گیا + اور اپنے بادشاہ سے اطلاع دی۔ عقلا نے کہا۔ کہ تجربہ کرنا اس کا ضرور ہے۔ بادشاہ نہر میں گیا۔ اور اپنے اعضا کو دھویا۔ جب باہر نکلا۔ تو وہ مرض بالکل زائل ہو گئی۔ بادشاہ نے لباس قیمتی اور بدری زر کی حضرت الیسع ؑ کی خدمت میں بھیجی + اس نے قبول نہ کیا۔ مگر خادم کو طمع ہوئی۔ اس نے مخفی و بدری جا کر وکیل سے لے لی + اسی وقت الیسع علیہ السلام کو خبر ہوئی۔ اس خادم پر بددعا کی وہ خادم بادشاہ کی علّت میں گرفتار ہوا۔ پانچویں یہ کہ بسبب قحط کے غلّہ نہایت گراں ہوا۔ اور دشمنوں کے لشکر نے اطراف و جوانب سے بنی اسرائیل کو محاصرہ کیا تھا۔ حضرت الیسع علیہ السلام نے فرمایا + کہ کل اس قدر غلّہ ارزاں ہو گا۔ کہ لوگ تعجب کریں گے۔ اور طعام کی چنداں قیمت نہ رہے گی۔ بادشاہ حاجب نے تمسخر سے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ آسمان کا روزن کھولے گا اور غلّہ برسا دے گا۔ جب بھی ایسا ارزاں نہ ہو گا۔ حضرت الیسع نے فرمایا۔ کہ تو دیکھے گا۔ کہ ارزاں ہو گا۔ اور تو اس میں سے کھانے نہ پاوے گا۔ اتفاقاً رات کے وقت دشمنوں کے لشکر میں گھوڑوں کی آواز اور ہتھیاروں کی ضبدا

پڑی - اور خوف دشمنوں کے دل میں پڑا - کہ سب بھاگ گئے - بنی اسرائیل محاصرہ سے نکل کر میدان میں آئے - اور تمام غلّہ اور طعام دشمنوں کا تصرف میں لائے - اور یہاں تک نوبت پہنچی - کہ کوئی غلّے کی طرف التفات بھی نہ کرتا تھا - اور بنی اسرائیل نے متفق ہوکر اس حاجب کو جو تمسخر کرتا تھا - بڑی ذلت سے ہلاک کیا ؛ اور کتب تواریخ میں بہت معجزے آنحضرت الیسع کے لکھتے ہیں - کہ بنی اسرائیل کبھی ان کی متابعت کرتے تھے - اور کبھی ان کی مخالفت - اس واسطے وہ ملول رہتے تھے - آخرالامر حضرت عزت کے حضور میں دعا کی - اور رفاقت گروہ مقدس ملا اعلےٰ اطاتک آسمانی کی چاہی - جب دعا کی - اجابت کالیقین ہوا - تو ذوالکفل کو طلب کرکے خلافت اپنی انکو عنایت کی ؛ اور ان کی روح نازنین حضور رب العالمین میں تشریف لے گئی ؛

ذکر حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا

حضرت ذوالکفل علیہ السلام بعد حضرت الیسع کے نبی ہوئے - اور ذوالکفل کی وجہ تسمیہ یہ ہے - کہ تمام وصیتیں حضرت الیسعؑ کی ہدایت کی - اور ارشاد بنی اسرائیل کی اور اجرائے احکام توریت کے اپنے ذمّے پر لئے تھے - اور بعضے کہتے ہیں - کہ حضرت ذوالکفل شام کے بادشاہ کے مقرب تھے - اس بادشاہ کو بنی اسرائیل سے بڑی عداوت تھی - ہمیشہ بنی اسرائیل کے ملک میں فوج بھیجتا - اور ایک جماعت کو قتل کرتا - ایک دفعہ بنی اسرائیل کی لڑائی کو بڑی فوج بھیجی - اور اس فوج نے بعد مقابلے کے ایک سو آدمی علماء اور صلحاء یہود کے اسیر کرکے بادشاہ کے پاس روانہ کئے - بادشاہ نے چاہا - کہ ان کو قتل کرے - حضرت ذوالکفل سُنکر بادشاہ کے پاس گئے - اور کہا - کہ اب وقت بے وقت ہوگیا - اور زمانہ سیاست کا گذر گیا - ان کو میرے سپرد کرو - میں ان کا کفیل ہوں - کل صبح کو سیاست گاہ میں حاضر کروں گا - بادشاہ نے سب لوگ ان کے سپرد کئے - حضرت ذوالکفل ان کو اپنے شہر لے گئے - اور طوق و زنجیر ان کے دور کئے - اور تعظیم و توقیر نہایت کی - اور کھانا کھلاکر آدھی رات کو چھوڑ دیا - اور وہ طائفہ دشمن کے ہاتھ سے خلاص ہوا - اور ذوالکفل کو بھی خدا نے بادشاہ کے شر سے محفوظ رکھا - بعد اس دن

کے یہود میں لقب ان کا ذوالکفل قرار پایا ۞

ذکر حضرت اشموئیل علیہ السلام کا

جب نبوت حضرت اشموئیل علیہ السلام پر قرار پائی۔ اور دعوت ان کی آشکارا ہوئی بنی اسرائیل ایمان لائے۔ تب سب جمع ہوکر حضرت اشموئیل کے پاس آئے۔ اور سوال کیا کہ ہمارے تئیں ضرور ہے کہ عمالقہ سے لڑائی کریں۔ اور تابوت سکینہ جو ہم سے چھین لے گئے ہیں۔ پھر لیویں۔ تم ہمارے واسطے ایک بادشاہ مقرر کرو۔ جو ہم مقابلہ فی سبیل اللہ کریں۔ حضرت اشموئیلؑ نے فرمایا۔ اگر تم وعدہ کرو۔ جو خدا تم کو ایک بادشاہ دے تو تم اس کی فرمانبرداری کرو۔ اور غزا کو جاؤ۔ اور اسکے حکم سے برخلافی مت کرو۔ جب انہوں نے قبول کیا۔ اور وعدہ مستحکم کیا۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔ طالوت نام کہ سقائی یا گوالی کا کام کرتا تھا۔ اور وہ ابن یامین سے تھا۔ جب حضرت اشموئیل نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے واسطے طالوت کو بادشاہ کر کے بھیجا ہے۔ بنی اسرائیل نے یہ بات سُنکر بہت عار کی کہ کیونکر ان کو سلطنت ملے گی۔ اور ہم لایق تر ہیں سلطنت کی بہ نسبت ان کے حضرت اشموئیل علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ عادل اور عالم ہے اس کی بخشش لیاقت اور استعداد پر موقوف نہیں جس کو چاہتا ہے۔ ملک دیتا ہے۔ اور حق تعالےٰ نے طالوت کو تم پر فضیلت دی ہے۔ اور نشانی اس کی بادشاہت کی یہ ہے۔ کہ وہ جاکر اکیلا تابوت سکینہ لاوے گا۔ بنی اسرائیل نے کہا۔ کہ اگر تابوت سکینہ لاوے گا۔ تو ہم البتہ اس کی سلطنت پر اتفاق کریں گے اور اس کا حکم بجالاویں گے۔ اور حقیقت تابوت سکینہ کی یہ ہے کہ جب موسےٰ کی رحلت کا وقت نزدیک ہوا۔ تو انہوں نے حق تعالےٰ سے دعا مانگی۔ کہ اگر بنی اسرائیلؑ کو شرافت و کرامت و عنایت کرے تو بعد میرے ان کو اس کے سبب سے دشمنوں پر ظفر اور نصرت ہو۔ اور اس قوم کے تئیں سبب افتخار اور مشیخت کا ہوگا۔ تب حق تعالےٰ نے حکم کیا۔ کہ تابوت بناؤ۔ تب حضرت موسےٰؑ نے شمشاد کے درخت کا ایک تابوت بنایا۔ تین گز لمبا اور دو گز بلند اور دو گز چوڑا۔ اور بند زرّین سے اسکو حکم کیا۔ اور بموجب حکم الٰہی کے وہ پتھر کہ جس سے بیابان تیہ چشمہ پانی کے واسطے بنی اسرائیل کے جاری ہوئے۔ اور ٹکڑے توریت کی لوحوں کے اور وہ طشت کہ جس میں انبیاء کے قلوب دھوئے جاتے

تھے۔ اور لباس حضرت ہارون کا اور جامے اور نعلین اپنی یہ سب بطریق تبرک اس میں رکھے۔ اور سر اسکا محکم باندھا۔ اور بنی اسرائیل کو سپرد کیا۔ جب حادثہ بنی اسرائیل پر آتا یا کوئی بلا نازل ہوتی۔ تو اس تابوت کو باہر نکالتے۔ تو اللہ تعالےٰ ان کی بلا کو دفع کرتا۔ اور دشمنوں پر فتح دیتا۔ اور وہ تابوت کبھی بادشاہوں کے خزانے میں اور کبھی اعیان بنی اسرائیل کے پاس رہتا تھا۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے فسق سے عمالقہ ان پر غالب ہوئے۔ اور تابوت سکینہ کو لوٹ کر لے گئے۔ اور بت خانے میں بتوں کے قدموں کے نیچے رکھا۔ صبح جو عمالقہ نے دیکھا۔ تابوت بتوں کے سر پر دھرا ہے۔ پھر آگ میں اس کو جلایا۔ وہ نہ جلا۔ پھر توڑنے لگے نہ ٹوٹا۔ پھر اس کو پلید جگہ میں دفن کیا۔ اور وہاں موتنا مقرر کیا۔ وہ شخص وہاں پیشاب کرتا تھا۔ تو ناسور کی علت میں گرفتار ہو کر مرجاتا تھا۔ لاچار ہو کر ایک گاڑی پر لاد کر دو بیل اس میں جوت کر اکیلی گاڑی چھوڑکر اپنی ولایت سے باہر کیا۔ ملائک نے اس گاڑی کو سیدھا بنی اسرائیل کے ملک میں پہنچا یا۔ ملک طالوت بموجب حکم حضرت اشموئیل واسطے تلاش کرتے تابوت کے جنگل کی طرف روانہ ہوئے دیکھتے کیا ہیں۔ کہ ایک گاڑی کو دو بیل کھینچے ہوئے اکیلے لاتے ہیں۔ طالوت نے علامتوں سے پہچانا۔ اور بے تکلف گاڑی پر سوار ہو کر مع تابوت حضرت اشموئیل کے حضور حاضر ہوئے۔ بنی اسرائیل متعجب اور خوش ہوئے۔ اور فرمانبرداری میں ملک طالوت کے کمر باندھی۔ اور آگے اسکے جالوت بادشاہ فلسطین کے کئی بار بنی اسرائیل کو غارت کرکے لے گیا تھا۔ اور مردوں کو قتل کرکے عورتوں کو باندی بنایا تھا۔ اور باقی لوگوں پر جزیہ رکھا تھا۔ اب انتقام واسطے بموجب حضرت اشموئیل ہمرکاب طالوت کے اسّی ہزار مرد جن کی روانہ ہوئے۔ اور جالوت ان کی خبر سُنکر مقابلے کو آیا۔ جب بیابان میں پہنچے تو ملک طالوت نے فرمایا۔ کہ اے لوگو ہمارے راستے میں ایک نہر پانی کی آویگی جو اس میں سے پانی پئے گا۔ سو غضب الٰہی میں گرفتار ہو گا۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور پیاس اس کی نہ بجھے گی۔ اور جو کوئی نہ پیئے گا۔ اور ایک چلو پر صبر کرے گا۔ وہ سلامت رہے گا۔ جب یہ لشکر بیابان سے باہر نکلا۔ تو نہر پر پہنچا۔ لوگ بے اختیار ہو کر پانی پر گرے۔ ہر چند پانی پیا۔ سیراب نہ ہوئے۔ اور پیٹ اُن کے پھول گئے۔ اور بولے کہ ہم کو جالوت کے ساتھ طاقت لڑائی کی نہیں ہے فقط چار ہزار آدمی جو فرمانبردار تھے۔ اور ایک چلو پانی پر صبر کیا تھا۔ ہمراہ طالوت کے ہوئے اور چھہتر ہزار آدمی سب رہ گئے۔ اور جالوت ایک لاکھ تیغ زن مرد لیکر ملک طالوت

کے مقابل آیا۔ طالوت نے دلاوران صف شکن کو ساتھ لیکر اول تو رب العالمین سے دعا مانگی رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ؕ اے رب ہمارے ہمیں صبر اور ثبات قدم عنایت کر۔ اور ہم کو قوم کفار پر کامیابی اور فتح دے۔ کہتے ہیں۔ ان چار ہزار آدمیوں سے بھی اکثر رہ گئے۔ صرف تین سو تیرہ آدمی موافق عدد اصحاب بدر کے باقی رہے۔ جالوت نے جب اس جماعت قلیل کو دیکھا تو نہایت عار اور ننگ اس کو آئی۔ کہ اتنے آدمیوں پر صف آرا ہونا کمال ناموسی ہے۔ اسواسطے خود ابلق گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور ہتھیار باندھ کر میدان میں آیا۔ اور طالوت کو اپنی لڑائی کے واسطے طلب کیا۔ اور کہا کہ اگر طالوت باہر نہ آوے تو ایک اور آدمی کو پسند کر کے بھیجے۔ تاکہ جنگ آزمائی کریں۔ طالوت نے حکم کیا۔ کہ جو شخص میری فوج میں سے! مقابلہ کر کے اس کو مارے گا۔ تو میں اپنی بیٹی کہ اجمل النساء عالم ہے۔ اس کے نکاح میں دوں گا۔ اور نصف ملک اس کے اختیار میں دوں گا۔ ہر چند طالوت نے اس بات کو بار بار کہا۔ مگر کسی کو شوکت و عظمت اور شجاعت سے جالوت کی ہمت نہ بندھی ؛ جو اس کے مقابل ہوئے۔ اسواسطے وہ کافر شجاعت، جسامت اور جرات میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ آخر الامر داؤد بن الیشیا نے ایک گوشے سے نکل کر طالوت کے پاس آن کر جالوت کے مقابلے کا ذمہ لیا۔ اور مانند شیر غراں کے کھڑے ہوئے

ذکر حضرت داؤد علیہ السّلام کا جالوت سے لڑنے کا اور جالوت کے مرنے کا

حضرت داؤد علیہ السلام بنی یہود ابن یعقوب کی اولاد سے ہیں۔ اور یہ تیرہ بھائی تھے۔ حضرت داؤد سب سے عمر میں کم اور نظر میں حقیر تھے۔ اور گوالے کا کام کرتے تھے۔ ایک فلاخن یعنی گوپھن پاس رکھتے تھے۔ اور جس کو ان کے ہاتھ کی گوپھن پہنچتی تھی۔ وہ مر کر رہ جاتا تھا؛ اور جب واسطے جنگ جالوت کے مامور ہوئے تو حق تعالے نے حضرت اشموئیل کی طرف وحی نازل کی۔ کہ قاتل جالوت کا الیشیا کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا ہے۔ کہ فلانی زرہ اس کے بدن پر درست ہوگی حضرت اشموئیل الیشیا کے گھر تشریف لائے۔ اور سب بیٹوں کو طلب کیا۔ بارہ بیٹوں کو ان کے باپ

باپ نے حاضر کیا۔ یہ سب بلند بالا اور خوبصورت تھے۔ سب کے قدوں سے اس زرہ کو ناپا۔ لیکن کسی قد پر برابر نہ بیٹھی۔ حضرت اشموئیل نے معلوم کیا۔ اگر کوئی اور فرزند ہو۔ تو حاضر کرو۔ باپ نے عرض کی۔ کہ میرا ایک بیٹا سب سے چھوٹا دُبلا اور پتلا۔ زرد آنکھیں حقیر جسم ہے۔ بکریاں جنگل میں چراتا ہے۔ حضرت اشموئیل خود جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہ پہنائی۔ اس قد ہمایوں پر درست آئی۔ القصہ جب ندا طالوت کی بیٹی اور آدھی گدّی کی حضرت داؤد نے سُنی۔ تو بھائیوں سے کہا۔ تم کس واسطے جالوت کے قتل کا عزم نہیں کرتے۔ جو ملک بھی ملے۔ اور بادشاہزادی بھی ہاتھ لگے۔ بھائیوں نے کہا۔ تو صرف جنوں اور بے وقوفی سے یہ بات کہتا ہے۔ کسی کی طاقت ہے۔ جو کوئی جالوت کے سامنے جائے گا۔ حضرت داؤد نے کہا۔ میں اسکو ماروں گا۔ اور بھائیوں کے بے اجازت منادی سے کہا۔ کہ حضور میں بادشاہ کے منادی کرو۔ میں جالوت کا بھیجا نکال لوں گا۔ منادی نے جاکر عرض کی۔ کہ کوئی شخص اقبال جالوت کے مقابلے کا نہیں کرتا۔ مگر ایک نوجوان بنی اسرائیل کے بادشاہ نے حضور میں داؤد کو طلب کیا۔ اور ان سے حال معلوم کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ بادشاہ اگر تو اپنے وعدے کو وفا کرے۔ تو ابھی جاکر جالوت کو قتل کرتا ہوں۔ اور اس کے لشکر درہم برہم کرتا ہوں۔ ملک طالوت نے متعجب ہوکر کہا کہ تو ایسے حقیر اور ضعیف تن سے جالوت کا کیا مقابلہ کرے گا۔ وہ شخص قوی ہیکل اور شیر پنجہ ہے۔ تو نے اپنے تئیں شمشیر زنی اور نیزہ اندازی میں آزمایا ہے۔ داؤد نے جواب دیا۔ کہ بکریاں چرانے کے وقت کبھی کوئی شیر او چیتا میری بکریوں کا قصد کرتا ہے۔ تو میں اس گوپھن سے اس کے جسم کو چیر ڈالتا ہوں۔ اور بغیر شمشیر اور خنجر کے ان کے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہوں۔ جب طالوت نے داؤد کے تئیں واسطے جنگ کے مضبوط اور مستعد پایا۔ تو ایک گھوڑا اور زرہ دے کر روانہ کیا جب وہ عالی مقام کئی قدم چلے تو پھر آئے۔ اور گھوڑا اور زرہ ملک طالوت کے پاس بھجوایا۔ طالوت نے اور مصاحبوں نے گمان کیا۔ کہ شاید جالوت سے ڈر کر جنگ سے پشیمان ہوا۔ معلوم کیا۔ کہ گھوڑے اور زرہ کے رد کرنے کا کیا سبب ہے۔ داؤد نے کہا۔ کہ مجھ کو گھوڑے پر چڑھ کر اور زرہ پہن کر جنگ کرنے کی عادت نہیں اور حکم ہو۔ تو میں پیادہ اسی وضع سے میدان میں جاکر لڑوں۔ بادشاہ نے کہا۔ تو مختار ہے۔ حضرت داؤد اپنا توبڑا اور فلاخن بغل میں دباکر اور لاٹھی ہاتھ میں لیکر

مید ان میں مقابل جالوت کے کھڑے ہوئے۔ جالوت نے پوچھا۔ تو کس واسطے آیا ہے۔ فرمایا آیا ہوں۔ جو تجھ سے لڑوں۔ اور تیرے سر کا بھیجا نکالوں۔ جالوت نے بطریق "تمسخر" کے کہا۔ کون سے ہتھیار سے لڑائی لڑے گا؟ تجھ میں جتنی قوت ہے۔ یہ لاٹھی اور بعد اس قیل و قال کے حضرت داؤد نے اپنے توبڑے میں ڈالا۔ اور پتھر نکال کر اور گوپھن میں رکھکر اللہ اکبر کہکر جالوت کے سر پر ایسا مارا۔ کہ خود جالوت کا جو ایک سو بیس رتل کا تھا۔ سر نا مبارک سے گر پڑا۔ اور اس پتھر کے تین ٹکڑے ہوئے۔ ایک تو پیشانی نا مبارک جالوت پر لگ کر دماغ توڑ کر پیچھے گرا۔ اور دو ٹکڑے ایک سیدھی طرف اور ایک الٹی طرف براں ہوئے۔ اور حضرت داؤد کی تکبیر کے ساتھ وحوش و طیور و ملائک نے جو تسبیح پڑھتے تھے موافقت کی۔ تو اس آواز کے ولولے سے ایسی ہیبت ناک آواز دشمنوں کے کانوں میں پہنچی۔ کہ ان کے دلوں میں خوف اور رعب بھر گیا۔ اور ایک بارگی لشکر بھاگ نکلا۔ اور بنی اسرائیل نے تیغ بیدریغ چلانی شروع کی۔ اور حضرت داؤد نے جالوت کے سر کا بوجھ جو مانند پہاڑ کے تھا۔ جدا کر کے تن ناپاک سے سبکدوش کیا۔ اور ملک طالوت کے سامنے لاکر زمین پر رکھدیا۔ اہل توحید نہایت خوشی سے مظفر و منصور اپنے ملک کو پھر آئے۔ بعد چند روز کے داؤد نے بادشاہ سے التماس کی۔ کہ اپنے وعدے کو وفا کرو۔ طالوت اپنی بات سے پشیمان ہوا۔ ہوا۔ اور یہ کام اس پر گراں گزرا۔ لیکن ظاہرداری سے داؤد کو کہا۔ کہ میں قول پر مستقیم ہوں۔ بعد اس کے مشائخ بنی اسرائیل کے حضرت اشموئیل کے حضور میں گئے۔ اور اشموئیل نے طالوت کو برخلافی عہد سے ملامت کی۔ بادشاہ نے جبرًا و کرہًا اپنی بیٹی داؤد کے سلک عقد میں کھینچی۔ حضرت داؤد کا ذکر خاص و عام میں ہوا۔ اور تمام بنی اسرائیل کے دل میں ان کی محبت کا مقام ہوا اور دوستی ان کی ادنےٰ و اعلےٰ کی طبیعت پر جمی۔ ان سب سے طالوت کو زیادہ حسد تھا لیکن جب تک حضرت اشموئیل باحیات تھے۔ ان کو مجال دم مارنے کی نہ تھی۔ بعد وفات اشموئیل کے طالوت نے داؤد کے قتل کی مشورت وزیروں سے کی۔ انہوں نے کہا۔ یہ بات اس وقت ہو۔ جو تمہاری بیٹی بھی اس کام میں مددگار ہو۔ طالوت بیٹی کے گھر گیا۔ اور اس سے یہ بھید کہا۔ بیٹی نے ظاہر میں باپ کی خاطر سے کہا۔ کہ میں اس مقدمے میں کوئی حیلہ کروں گی۔ طالوت اس بات سے خوش ہو کر گھر کو گیا۔ اس بی بی

نے یہ راز داؤد سے کہہ دیا۔ بعد چند روز کے حضرت داؤد کی صلاح سے ایک مشک شراب سے بھر کر آدمی کے قد کے برابر پلنگ پر ڈالی۔ اور جامے حضرت داؤد کے اس پر پہنائے۔ اور باپ سے کہا۔ کہ داؤد نے آج شراب بہت پی ہے۔ بیہوش پڑا ہے۔ اور اس زمانہ کی شریعت میں شراب پینا جائز تھا۔ طالوت فرصت کو غنیمت جانکر آیا۔ اور ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا ایسا لگایا۔ کہ دو ٹکڑے کر دیئے۔ اور حضرت داؤد غائب ہو گئے۔ اور اس کی بیٹی نے حضرت داؤد کے مارے جانے کی شہرت کر دی کہتے ہیں۔ کہ ایک روز طالوت شکار کو گیا تھا۔ حضرت داؤد کو جنگل میں اس نے پہچانا۔ اور گھوڑا ان کے پیچھے دوڑایا لیکن حضرت داؤد نے اپنے گھوڑے کو ایسا دوڑایا۔ کہ طالوت اس کی گرد کو نہ پہنچا۔ ان کو ڈھونڈنے کے لئے طالوت نے جاسوس لگا دیئے۔ اور نہایت ظلم سے شرفائے ملک کو قتل شروع کیا۔ اور جہاں عالم کا نام سنتا تھا اس کو قتل کرتا تھا۔ ایک عورت ضعیفہ کو اس کے پاس لے گئے۔ کہ یہ بھی علم سے واقف ہے۔ اور اسم اعظم اس کو آتا ہے۔ طالوت نے اس کو بھی پیادے کے حوالے کیا۔ کہ مار ڈالے اس پیادے کو اس پر رحم آیا۔ اس نے بڑھیا کو اپنے گھر میں چھپایا۔ بعد مدت کے طالوت اپنی حرکات پر پشیمان ہوا۔ اور قبرستان میں جاکر رویا کرتا تھا۔ شب کو قبر سے آواز آئی۔ کہ اے طالوت تو نے ایسے بد کام کئے۔ کہ علماء اور خیار بنی اسرائیل کا نام دنیا سے مٹا دیا۔ اور تمام زندوں کو ستایا۔ اب مردوں کو ایذا دینے آیا ہے۔ اس آواز کے سننے سے نہایت بیقراری کی۔ اور رونے لگا۔ اس پیادے کو جس نے اس ضعیفہ کو چھپایا تھا۔ طالوت کے حال پر رحم آیا۔ اس نے سبب رونے کا معلوم کیا۔ طالوت نے کہا۔ اگر کوئی عالم روئے زمین پر باقی ہو۔ تو مجھ کو اس کے پاس لے چل۔ جو میں اپنا حال کہکر راہ نجات کی پوچھوں۔ اس نے کہا کہ اگر تو مجھکو قتل نہ کرے تو میں تجھ کو ایک شخص تبلاؤں کہ وہ تجھکو راہ صواب بتاویگا۔ اور قول قرار کے وہ پیادہ اس عورت زاہدہ کے پاس لے گیا۔ طالوت نے اپنی توبہ کے قبول اور عدم قبول کا ذکر کیا۔ وہ ضعیفہ بولی۔ یہ تو نہیں جانتی مگر اشمویل کی قبر پر چل۔ وہاں سے کچھ کشائش کار ہوگی۔ جب یہ تینوں حضرت اشمویل کی قبر پر گئے۔ اور بڑھیا نے قبر کو صاف کیا۔ اور اسم اعظم کو وسیلہ کرکے بولی۔ کہ اے قبر صاحب تو نکل۔ حضرت شمویل کی قبر پھٹی۔ اور متحیر ہوکے بولے کیا قیامت قائم ہوئی انہوں نے احوال طالوت کے ظلموں کا اور توبہ کے نہ قبول ہونے کا مفصل بیان کیا۔ حضرت اشمویل نے فرمایا۔ کہ تو بہ تیری جب قبول ہوگی۔ کہ تو اور تیرے بیٹے غزا کو جائیں وہ سب بیٹے

تیرے حضور میں شہید ہوویں۔ اور بعد اس کے تو یہ بھی جہاد میں مارا جاوے حضرت اشمویل یہ کہہ کر قبر میں گئے اور قبر برابر ہو گئی۔ طالوت نہایت غمگین ہو کر آیا۔ کہ شاید میرے بیٹے رفاقت کریں یا نہیں۔ بیٹوں نے باپ سے احوال سنکر عزم بالجبر کیا۔ اور مرنے پر مستعد ہوئے۔ اور کفار کے غزا پر گئے۔ اور فوج کو خزانے دیئے۔ بروقت مقابلے صفوں کے اوّل تو پے درپے طالوت کے بیٹے شہید ہوئے۔ پھر طالوت تنہا گھوڑا اٹھا کر فوج اعدا پر گیا۔ اور سخت لڑائی کی اور شہید ہو گیا۔ اور بعد طالوت کے سلطنت بنی اسرائیل کی حضرت داؤد پر مقرر ہوئی اور اعلےٰ وادنےٰ نے ان کی متابعت کی ؛

ذکر حضرت داؤد علیہ السلام کی رسالت اور خلافت کا

جب بعد وفات اشمویل اور ملک طالوت کے نبوت کی خلعت اور سلطنت کی قبا حضرت داؤد کے قامت پر درست ہوئی اور ان سے آگے ایک سبط میں سے بنی اور ایک سبط میں سے بادشاہ ہوتا تھا۔ مگر حضرت داؤد رسالت اور سلطنت کے جامع ہوئے۔ جو خلافت ان کی مستقل ہوئی۔ تو حق تعالےٰ نے ان پر زبور نازل کی۔ اور وہ مشتمل تھی۔ وعظ اور حکمت پر اور حق تعالےٰ نے حضرت داؤد کو ایسا حسن صوت عنایت کیا تھا۔ کہ جس وقت زبور پڑھتے تھے۔ درندے آس پاس ان کے جمع ہوتے تھے۔ اور ایک سے دوسرے کو ضرر نہ پہنچتا تھا۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام بڑے عابد اور نرم دل تھے۔ اور فقرا اور مساکین پر شفقت کرتے تھے۔ اور اکثر اوقات لباس بدل کر شہر اور بازار میں پھرتے۔ اور آنے جانے والوں سے پوچھا کرتے۔ کہ داؤد کیسا آدمی ہے۔ لوگ اس سے راضی ہیں۔ یا نہیں۔ ایک روز ایک فرشتہ مسافر کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس سے انھوں نے پوچھا داؤد کیسا شخص ہے۔ اس نے کہا۔ جواب دیا۔ اگر داؤد میں ایک خصلت نہ ہوتی تو بہت خوب ہوتا۔ تو وہ بہترین مخلوقات تھا۔ پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا خوراک اس کی اگر بیت المال سے ہوتی۔ تو بہت خوب ہوتا۔ حضرت داؤد متنبہ ہوئے اللہ تعالےٰ سے سوال کیا۔ کہ یاالٰہی میرے تئیں ایسا پیشہ تعلیم کر دے کہ میری اور میرے عیال کی گذران اس میں چلے۔ اللہ تعالےٰ نے زرہ بنانے کی صنعت ان کو سکھائی۔ اور لوہا ان کے ہاتھ میں مانند موم کے نرم کر دیا کہ بغیر کوٹنے اور پیٹنے کے اور آگ میں گرم کرنے کے موم کی طرح ملائم ہوتا تھا

اور اوقات اپنی چار قسم پر تقسیم کی تھی۔ ایک روز تو علمائے اور اہل دانش سے ملاقات تعلیم اور تعلم کی رہتی تھی۔ اور ایک روز مسند قضاء پر بیٹھ کر عدل کرتے۔ اور ایک روز عبادت کرتے۔ اور مناجات خالق میں مشغول رہتے۔ اور ایک روز عیش حلال میں اپنے عیال کے ساتھ مصروف ہوتے۔ ایک روز ایک شخص نے اشراف بنی اسرائیل پر دعویٰ کیا۔ کہ اس نے میرا بیل چھین لیا۔ نہیں دیتا ہے۔ مدعا علیہ نے انکار کر دیا۔ حضرت داؤد نے مدعی سے گواہ طلب کئے۔ وہ غریب اقامت بینہ سے عاجز ہوا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے قلب پر اس مدعی کے صدق اور زاری نے اثر کیا۔ لیکن بغیر گواہوں کے حکم نہ دے سکتے تھے۔ رات کو حضرت داؤد علیہ السلام نے خواب میں دیکھا۔ کہ مدعی سچا ہے۔ مدعا علیہ واجب القتل ہے۔ اس کو قتل کر۔ دوسرے دن جب بیل دلوانے کا حکم حضرت داؤد نے دیا۔ مدعا علیہ نے عرض کی۔ کہ یہ کس شرع میں جائز ہے۔ کہ بغیر اثبات دعوے کے مال دلواتے ہو۔ اور شہر کے آدمی بھی اس حکم سے تعجب کرتے تھے۔ کہ یہ تو صرف ظلم ہے۔ حضرت داؤد نے فرمایا۔ کہ اب بہتر تیرے حق میں یہ ہے۔ کہ بیل بھی دے اور اپنا سب مال بھی دے اس حکم سے لوگوں کو زیادہ حیرت ہوئی۔ مدعا علیہ پھر واویلا کرنے لگا۔ کہ تم پیغمبر ہو کر مجھ پر ظلم کرتے ہو۔ تیسرے دن حکم دیا۔ کہ اپنا مال اور متاع اور قبیلہ اور بیٹی اور بیٹا سب مدعا کو دے۔ اور تجھ کو قتل کروں گا۔ تمام شہر کے لوگ دانتوں میں انگلیاں پکڑتے تھے۔ اور اس معاملے کو ظلم صریح جانتے تھے۔ آخر حضرت داؤد نے مدعا علیہ کو بازنجیر کیا۔ اور شہر میں منادی کی۔ کہ کل سب لوگ شہر سے باہر حاضر ہوں۔ اور اس مدعا علیہ کے انصاف کا حال دیکھیں۔ غرض دوسرے دن بموجب حکم کے ایک عالم شہر سے باہر جمع ہوا۔ اور مدعا علیہ کو سولی کے تلے کھڑا کیا۔ اور حضرت داؤد نے ایک درخت کی جڑ کھودنے کا حکم دیا۔ وہاں مدعی کا باپ مقتول دفن تھا۔ اور اس کی چھری کہ جس پر نام مقتول کا کندہ تھا۔ اس کے ساتھ میں پائی۔ حضرت داؤد نے فرمایا۔ کہ یہ مدعا علیہ مدعی کے باپ کا غلام تھا۔ اس نے اپنے میاں کو قتل کیا۔ اور اس کا مال و اسباب لیکر یہ قابض ہوا۔ اب یہ بے انصاف اپنے میاں کے بیٹے کو کہ جس کا سب مال تھا۔ ایک بیل دینے پر راضی نہ ہوا۔ اس واسطے بموجب حکم الٰہی کے ہم اس کو قصاص میں قتل کرتے ہیں۔ اور یہ سب مال مدعی کو دلواتے ہیں۔ اس معاملے کے ہونے سے ہیبت حضرت داؤد کی لوگوں کے دلوں میں اس مرتبہ غالب ہوئی۔ کہ کسی کو مقدور نہ تھا۔ جو خلوت میں

بھی خلاف شرع کر سکیں۔ آیہ کریمہ وَشَدَدْنَا مُلْکَہٗ وَاٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ میں اشارہ ہے۔ اسی تشدد کیطرف ؛

ذکر حضرت داؤد علیہ السلام کے فتنے کا

کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت داؤد اپنی محراب عبادت میں زبور پڑھتے تھے۔ کہ ناگاہ ایک مرغ مانند کبوتر کے ظاہر ہوا۔ کہ جسم اس کا سونے کا اور بازو مانند دیبائے مرصع کے اور منقار یاقوت کی اور آنکھیں مانند زمرد کے اور پاؤں فیروزے کے تھے۔ ایک روزن سے نکل کر حضرت داؤد کے سامنے بیٹھا۔ حضرت داؤد اس کے حسن ولطافت سے متعجب ہوئے اور خیال کیا۔ کہ اس کبوتر کو پکڑ کر اپنے چھوٹے بیٹے کو دوں۔ کہ وہ بہت خوش ہوگا۔ جب اس بات پر کبوتر ڈالا۔ تو وہ تھوڑا سا دور ہوگیا۔ حضرت داؤد زبور پڑھنے سے غافل ہو کر اس کبوتر کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ کبوتر روزن سے باہر نکل گیا۔ حضرت داؤد سطح پر چڑھ کر ادھر ادھر دیکھتے تھے۔ کہ وہ کبوتر کدھر گیا۔ اس حال میں دیکھا۔ کہ وہ کبوتر اوریا کے باغ میں گیا ؛ سطح کے کنارے پر آکر جو باغ کی طرف دیکھا۔ تو ناگاہ چشم مبارک آنحضرت داؤد کی ایک عورت صاحب جمال پر پڑی کہ اس باغ کے حوض میں غسل کرتی ہے۔ اس بی بی نے جو مرد کی صورت کا عکس پانی میں دیکھا۔ تو اپنے بالوں کو بکھیر کر اپنے بدن پر ڈالے۔ اور تمام بدن اپنا بالوں سے چھپایا۔ حضرت داؤد کی خاطر میں میل تمام اس کے نکاح کا آیا۔ اور دل میں خیال گذرا کہ اگر اوریا قتل ہو جائے گا۔ تو میں اس کو نکاح میں لاؤں گا ؛ اور بعض روایتوں میں یوں ہے کہ اوریا کو بلا کر اس سے التماس کیا۔ کہ تو اپنی منکوحہ کو طلاق دے جب اس نے انکار کیا۔ اور بعد اس کے وہ اپنی خوشی سے جہاد میں جاکر شہید ہوا۔ تب آنحضرت نے اس عورت کو اپنے نکاح میں لیا۔ اور مفسرین معتبر یوں کہتے ہیں۔ کہ وہ اس واسطے کہ اس کی ممانعت حدیث میں موجود ہے۔ چنانچہ صادق صدوق نے فرمایا ہے لَا یَخْطِبُ اَحَدُکُمْ عَلٰی خِطْبَۃِ اَخِیْہِ۔ اوریا کی منکوحہ نہ تھی۔ بلکہ اس کی نسبت کا پیغام ہوگیا۔ اس کے والیوں نے ان کو پیغام کو مقدم کر کے قبول کیا۔ اتنی بات بھی جناب الٰہی میں ناپسند ہوئی۔ اس واسطے مورد عتاب ہوئے۔ القصہ بعد شہید ہونے اوریا کے اور گذرنے عدت کے اس بی بی کے تئیں پیغام حضرت کا گیا اس نے کہا۔ کہ اس شرط پر قبول کرتی ہوں۔ کہ اگر بیٹا مجھ سے تولد ہو۔ تو ولی عہد

اس کو کریں۔ حضرت داود راضی ہوئے۔ اور اس عقیقہ کو نکاح میں لائے اور اس سے حضرت سلیمان پیدا ہوئے۔ اور سلطنت اور نبوت کے مالک ہوئے۔ جیسا کہ عنقریب بیان آویگا جب ایک مدت گذری تو حقتعالے کو حضرت داؤد سیقت کرنا۔ اس مقدمے میں ناپسند ہوا تھا۔ اور حضرت داؤد کو معلوم نہیں تھا۔ کہ اسواسطے اللہ تعالےٰ نے ان کو متنبہ کیا۔ اور کیفیت تنبیہ کی یوں ہے۔ کہ جب حضرت داؤد عبادت خانے میں زبور پڑھتے تھے۔ تو کئی ہزار آدمی واسطے پاسبانی کے گرد و پیش مستعد رہتے تھے۔ مقدور نہ تھا۔ جو کہ پرندہ وہاں دم نہ مار سکے۔ ناگہاں دو آدمی محراب میں عبادت خانے کے دیکھے آپ دل میں ڈرے کہ بے رخصت چوکی پہرے کے ان کا آنا یہاں کس طرح پر ہوا۔ شاید یہ دشمن ہیں۔ انہوں نے عرض کی ڈرو مت۔ ہم دونوں میں خصومت ہے۔ ہمارا فیصلہ اور انصاف کر دو۔ حضرت داؤد نے پوچھا۔ تمہاری خصومت کیا ہے۔ ایک ان میں سے بولا۔ اسکی ننانویں بکریاں ہیں۔ اور ایک میری۔ اس نے میری وہ بکری بھی زبردستی سے لے لی ؛ حضرت داؤد نے فرمایا۔ کہ اس نے تجھ پر ظلم کیا جو تیری ایک بکری اپنی بہت سی بکریوں میں ملالی۔ جب حضرت داؤد حکم سے فارغ ہوئے تو یہ دونوں ایک دوسرے کیطرف دیکھ کر ہنستے اور کہا کہ قَضَی الرَّجُلُ عَلٰی نَفْسِہٖ یعنی اس شخص نے اپنے نفس پر حکم کیا۔ اور فے الحال نظروں سے غائب ہو کر آسمان کیطرف چلے گئے۔ حضرت داؤد نے جانا کہ یہ فرشتے تھے۔ کہ مجھ کو لغزش پر تنبیہ کر کے غائب ہو گئے۔ حضرت داؤد متنبہ ہوئے۔ اور چالیس دن تک سوائے نماز اور وضو کے سجدہ سے سر نہ اٹھایا۔ اور اتنا روئے کہ ان کے آب چشم سے گھاس جم گئی۔ جب خطاب آیا کہ میں نے تیرا گناہ معاف کیا۔ لیکن اوریا قبر پر جا۔ اور اس سے معافی مانگ میں اس کو تیری خاطر سے زندہ کروں گا؛ جب اس کی قبر پر گئے۔ اور اس کا نام لیکر پکارا وہ بولا یا نبی اللہ تم کس واسطے تشریف لائے؟ اور مجھ کو خواب خوش سے جگایا۔ حضرت داؤد نے فرمایا۔ کہ جو کچھ مجھ سے تیرے حق میں گناہ صادر ہوا۔ وہ تو مجھکو بخش دے۔ اوریا نے کہا آپ کی بدولت مین نے بہشت بریں پائی۔ اور اعلٰے اعلیین میں پہنچا۔ میں نے معاف کیا جب حضرت داؤد اس کی قبر سے خوش ہو کر پھرے خطاب آیا۔ کہ اے داؤد میں حاکم عادل ہوں۔ اور معاف کروانے میں قول مجمل کافی نہیں۔ تفصیل حال اوریا سے کر کے معافی مانگو۔ جب دوبارہ قبر پر گئے۔ اور پکارا اور تفصیل کی۔ کہ میں نے تیرے قبیلے سے نکاح کیا تین بار حضرت داؤد نے پکارا۔ پر جواب اوریا نے نہ دیا۔ اور

حضرت داؤد مصیبتاً واویلا کرتے اور کہتے تھے۔ یا الٰہی جب داد مظلوموں کی ظالم سے دلوائی جاوے گی۔ تو میرا کیا حال ہوگا۔ پھر حکم ہوا۔ کہ میں نے تیرا گناہ بخشا۔ حضرت داؤد نے عرض کی۔ کہ تو رحیم و کریم ہے۔ لیکن اوریا معاف نہیں کرتا۔ حق تعالٰے نے خطاب کیا۔ کہ روز قیامت میں اوریا کو اتنی نعمتیں اور حور و قصور دوں گا۔ کہ وہ خوش ہو کر تیرا قصور معاف کریگا۔ حضرت داؤد خوش ہوئے۔ کہتے ہیں کہ بعد اس معاملے کے حضرت داؤد تیس برس دورہ رہے۔ اور اکثر شہر سے باہر نکلتے تھے۔ اور لوگوں کو جمع کرتے اور زبور پڑھ کر اپنے گناہ کا نوحہ کرتے تھے بعضے مجلسوں میں بسبب خوابی آواز دل سوز و جاں گداز کے کئی آدمی مرتے تھے۔ غرض اس مصیبت کے سبب سے اکثر انتظام سلطنت کا بگڑ گیا۔ آخرالامر حضرت داؤد نے سلیمان کو جو ولیعہد تھے وصی کیا۔ اور جوار رحمت الٰہی میں رونق افزا ہوئے۔

ذکر حضرت سلیمان علیہ السلام کا!

اہل تاریخ کہتے ہیں۔ کہ ولادت حضرت سلیمان علیہ السلام کی اوریا کی منکوحہ سے بعد توبہ قبول ہونے کے ہوئی۔ اور ایام طفولیت سے ان کی پیشانی مبارک پر آثار بزرگی کے ظاہر تھے۔ اور صغیر سن میں احکام عجیب حضرت سلیمان سے ظہور میں آئے۔ کہ حیرت افزاء عالم تھے۔ حضرت داؤد لڑکپن میں بڑے کاموں میں ان سے مشورت کرتے تھے۔ منجملہ ان میں سے وہ جو قرآن شریف میں مذکور ہے۔ بیان میں آتا ہے۔ دو شخص تھے۔ ایک کا نام یوحنا دوسرے کا نام ایلیا یوحنا کی بکریوں نے ایلیا کا کھیت کھایا۔ جب داؤد کے حضور میں یہ مقدمہ در پیش ہوا قیمت کھیت کے نقصان کے برابر قیمت تمام بکریوں کی تجویز میں آئی حضرت داؤد نے تمام بکریاں یوحنا کی ایلیا کی زراعت کے نقصان میں دیں۔ جب یوحنا محکمہ عدالت سے روتا ہوا باہر نکلا اور حضرت سلیمان نے حکم داؤد کا سنا۔ تو فرمایا۔ جناب نے بہت اچھا انصاف فرمایا۔ لیکن مجھ کو اگر اس مقدمے میں حکم کرتے تو میں ایسا حکم کرتا۔ کہ دونوں راضی ہو جاتے حضرت داؤد کو یہ خبر پہنچی۔ فرزند ارجمند بلا کر پوچھا۔ انہوں نے بعد مبالغہ اور تاکید حضور کے عرض کی۔ کہ نقصان مدعی کے مال کا دلوا دینا عین انصاف سے ہے۔ لیکن اگر کھیت والے کو بکریاں سونپ کر حکم ہوا۔ کہ تو ان بکریوں کے دودھ اور ریشم اور بچوں سے منفعت لے۔

اور بکری والے کو ارشاد ہوا کہ تو اس کے کھیت کو پانی دے اور پرورش کر جب حالت
اول کو پہنچے تو مدعی کا کھیت دیکر اپنی بکریاں لیجیو - تو زیادہ مناسب تھا حضرت
داؤد نے حکم اول کو موقوف کر کے مطابق تجویز سلیمان کے حکم کیا - متخاصمین خوش ہو کر دعا
دیتے چلے گئے - حضرت داؤد نے فرزند عالی مقام کے سر مبارک کو چوم کر جواہر دعا کے
نثار کئے جب سلطنت حضرت سلیمان کی مستقل ہوئی - تو حق تعالے نے جن وانس و وحوش و
طیور اور ہوا کو ان کا مسخر اور فرمانبردار کیا - حضرت سلیمان نے جناب کو حکم کیا - کہ ایک
فرش بقدر طول و عرض لشکر کے تیار کرو - اور جس چیز کی کارخانہ سلطنت میں
احتیاج ہو - سب مہیا کر کے فرش پر رکھو - جب عزم سیر کا کرتے - تو باد کو حکم
کرتے - کہ اس فرش کو کمال احتیاط سے بے نشیب و فراز اٹھا کر مع لشکر منزل مقصود
تک اڑائے جب صبح کے وقت ملک شام سے روانہ ہوتے - تو چاشت کے وقت بقدر
ایک مہینے کے راہ کی - ملک کے اصطخر میں پہنچے - اور عصر کے وقت اصطخر سے روانہ
ہوتے - تو شام کا کھانا - قابل نوش جانے فرماتے عدد ھا سعر ودو احما سعرٹ سے یہی مراد ہے

بیان بیت المقدس کے بنانے کا

حضرت داؤد نے بنیاد بیت المقدس کی ڈالی - لیکن تمامیت اس کی بموجب وحی الٰہی
کے حضرت سلیمان پر موقوف تھی - اسواسطے حضرت سلیمان نے اپنے عہد دولت میں
استادان چابک دست کو جمع کیا - اور بنیاد ایک شہر کی ڈالی کہ عمارت جس کی سنگ سفید سو
کی - اور بارہ برج بنائے اور دیووں کو جواہر کی کانوں میں بھیجکر لعل و یاقوت و فروزہ
وزمرد اور چاندی اور سونا نکلوانا شروع کیا - اور بعضے جنوں کو دریا میں موتی نکالنے
کو مقرر کیا - اور ایک فوج ان کی پتھر لانے کو مقرر ہوئی - جو سامان تیار ہوا - تب سنگ
تراشوں نے سفید، سبز اور زرد پتھر ترتیب مناسب سے لاکر چار دیواری مسجد کی تیار
کی - اور ستون اس کے شفاف پتھر دار سے نصب کئے - اور دیواروں کے چھت
کو موتی اور جواہر آبدار سے مرصع کیا - کہ ان کی روشنی اور براقی سے وہ
عبادت خانہ شب تاریک میں مانند روز روشن کے منور رہتا تھا - احبار بنی
اسرائیل کو حکم دیا - کہ جو گھر خالصاً وجہ اللہ بنا ہے - چاہیے کہ ایک ساعت
علماء ربانی اور اولیائے حقانی سے خالی نہ رہے - ایک مدت تک یہی کارخانہ

جاری تھا۔ جب بخت نصر ملک شام پر مسلط ہوا۔ تو اس نے شہر کو خراب کیا۔ اور موتی و جواہر مسجد سے اکھیڑ کر اپنے دار الملک میں لے گیا۔ القصہ حضرت سلیمان محکمہ عدالت پر بیٹھے تو حضرت آصف وزیر اعظم تخت کے سامنے کرسی پر بیٹھ کر فیصلہ معاملات کا کرتے۔ اور چار ہزار عالم دست راست پر اور چار ہزار جن و پری کمر بستہ خدمت میں رہتے۔ اور برے اس اہل مجلس پر اپنے پروں کا سایہ ڈالتے تھے۔ اور وقت زوال تک عدالت میں رہتے بعد اس کے دیوان معلےٰ میں رونق افروز ہوتے اور باورچی خانے میں سات سو گاڑی آٹا۔ اسی کے موافق رنگ برنگ کے سالن پکتے جو لوگوں کو کھلاتے تھے۔ اور خود بدولت زنبیل بنا کر اس کو بیچ کر جو کی روٹی مسکینوں کے ساتھ کھاتے۔

بیان بلقیس علیہا السلام

حضرت سلیمان نے ہر ایک پرندے کو ایک ایک مہم کے واسطے مقرر کیا تھا۔ ان میں سے ہُدہُد واسطے دریافت پانی کے مقرر تھا۔ اس واسطے کہ وہ پانی کو زمین کے نیچے ایسا دیکھتا تھا جیسے آدمی شیشے میں روغن کو دیکھتا ہے۔ ایک روز سلیمان اپنے تخت رواں سے نماز کے واسطے اترے اور لشکر کو حکم کھانا پکانے کا دیا۔ ہُدہُد نے خیال کیا۔ کہ جب تک حضرت سلیمان نماز میں مشغول ہیں۔ تب تک تو اڑ کر اس ملک کے طول و عرض کو معلوم کرے۔ اس خیال میں اڑا اور ایک شہر میں پہنچا۔ کہ تمام نہروں اور باغوں سے آباد تھا۔ اور عمارت خوشنما تھی۔ اور ایک باغ میں اُترا اور ایک ہُدہُد سے ملاقات کی۔ اور اس ملک کا حال معلوم کیا۔ اس نے کہا۔ اس شہر کا نام سبا ہے۔ اور بادشاہ یہاں کی ایک عورت ہے جس کا نام بلقیس ہے۔ اور بارہ سردار ہیں۔ ہر ایک سردار کے حکم میں ایک لاکھ مرد مقابل جنگ ہیں۔ اور بادشاہ اور رعیت سب آفتاب پرست ہیں۔ ہُدہُد حال دریافت کر کے پھرا حضرت سلیمان نے جب ہُدہُد کو غائب پایا۔ تب کرگس سے پوچھا۔ اس نے عرض کی کہ مجھکو معلوم نہیں۔ لشکر پیاسا ہوا۔ اور ہُدہُد موجود نہ تھا جو پانی کا ٹھکانا بتادے۔ اس واسطے حضرت سلیمان بہت غصہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ اگر حجت روشن بیان نہ کریگا تو میں اس کو قید کر دوں گا۔ یا ذبح کر ڈالوں گا۔ اور عقاب اس کی تلاش کے واسطے بھیجا۔ جب عقاب نے پرواز کی۔ تو اس کو شہر سبا کی طرف سے آتے دیکھا پکڑ کے حضور میں حاضر کیا۔ اور حضرت سلیمان نے ہاتھ بڑھا کر ہُدہُد کا سر پکڑا۔ ہُدہُد نے کہا

یا نبی اللہ اس دن کو یاد کرو۔ کہ تم بھی خدائے عادل کے سامنے کھڑے ہو گے حضرت سلیمان اس بات کی ہیبت سے کانپنے لگے۔ اور اس کو چھوڑ کر معلوم کیا۔ کہ تو کہاں گیا تھا۔ ہُدہُد نے کہا۔ ایک خبر لایا ہوں حقتعالےٰ نے تمام اسباب حشمت کا بلقیس کو دیا ہے۔ احوال بلقیس کا جیسا دیکھا تھا۔ مفصل عرض کیا۔ اور کہا حق تعالےٰ نے تمام اسباب حشمت کا بلقیس کو دیا ہے۔ اور طلاے احمر کا تخت جڑاؤ جواہرات کا ہے کہ پائے اس کے یاقوت اور زمرد کے ہیں۔ اور تیس گز کا طول اور تیس گز کا ارتفاع ہے۔ حضرت نے ہُدہُد سے کہا۔ دیکھیں تو سچا ہے۔ یا جھوٹا ہے۔ اور آصف سے ایک خط اس مضمون کا۔ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۔ یعنے یہ خط سلیمان کی طرف سے اور شروع ہے۔ نام اللہ کے جو بڑا مہربان ہے۔ نہایت رحم والا ہے۔ کہ بلندی مت کرو مجھ پر اور آؤ میرے پاس مسلمان ہو کر اور مہر لگا کر ہُدہُد کو دیکر روانہ کیا۔ جس وقت ہُدہُد شہر سبا میں پہنچا۔ بلقیس اپنے محل میں آرام فرماتی تھی۔ اور محل کے ساتوں دروازے بند تھے۔ ہُدہُد نے روزن میں سے جا کر خط بلقیس کے سینہ پر رکھدیا۔ جب بلقیس جاگی۔ اور خط دیکھا۔ اور دروازے بند تھے۔ تعجب کیا۔ کہ کون خط لایا ہے۔ جب ادھر ادھر دیکھا۔ تو سوائے ہُدہُد کے کوئی نظر نہ آیا۔ گمان کیا کہ یہ ہی خط لایا ہے۔ بعد اسکے جب نظر مہر سلیمان پر پڑی۔ تو ہیبت سے کانپنے لگی۔ اور خط کو پڑھکر اعیان دولت کو بلایا۔ اور مضمون کو بیان کرکے مصلحت معلوم کی کہ تمہاری کیا صلاح ہے۔ سب نے عرض کی کہ فوج، دولت اور سامان مہیا ہے۔ اور ہم تابع حکم کے ہیں۔ پھر ملکہ نے پوچھا کہ سلیمان کیسا آدمی ہے۔ بولے کہ بادشاہ عالی جاہ ہے لوگوں کو موسےٰ ؑ کے دین کی دعوت کرتا ہے۔ اور جن وانس اور دیو اور پری اور وحوش سب اس کے مسخر ہیں۔ بلقیس نے کہا۔ کہ بادشاہ جس ملک میں جاتے ہیں۔ تو اس ملک کو خراب کرتے ہیں۔ اور عزیزوں کو ذلیل کرتے ہیں۔ اسواسطے میں ہدیہ بھیجتی ہوں اگر پیغمبر ہے۔ تو ہدیہ قبول کرے گا۔ ارکان دولت نے یہ صلاح پسند کی۔ پھر بلقیس نے سو غلام بلباس زنانہ اور سو لونڈیاں بلباس مردانہ اور ایک یاقوت ناسفتہ ایک حقہ میں رکھکر قفل زرین اس پر لگایا۔ اور دو اینٹیں سونے اور چاندی کی مرصع واسطے ہدیہ کے تیار کیں اور منذر بن عمر کو۔ کہ جو بڑا دانا تھا۔ واسطے رسالت کے مقرر کرکے کہا۔ کہ جب تو بارگاہ سلیمان میں پہنچے۔ تو اس سے التماس کیجیو۔ کہ اس میں سے عورتوں کو مردوں سے جدا کر دو۔ اور پوچھو۔ کہ اس حقہ میں کیا ہے۔ اور اگر بتاوے کہ اس کے پرونے کی درخواست کیجیو۔ اگر سب باتیں اس نے بیان کیں تو جانیو۔ پیغمبر ہے۔ تو یہ سب ہدیئے دیکر آئیو ؛

والا پھر لائیو۔ اور اگر تکبّر اور غرور سے باتیں کرے تو جانیو بادشاہ ہے۔ ہرگز مت ڈریو دلبرانہ بات کیجئیو۔ یہ سب لطف و مہربانی سے گفتگو کرے۔ تو جانیو پیغمبر ہے۔ ادب سے گفتگو کیجئیو۔ یہ سب سمجھا کر اسکو رخصت کیا۔ جبرائیل آمین نے حضرت سلیمان کو اس حال سے مفصل اطلاع کی اور مشکلات حل کرنے کا راستہ تبلایا۔ حضرت سلیمان نے جنّات کو حکم کیا۔ کہ ایک میدان وسیع میں جس طرف سے وکیل آتا ہے۔ فرش سونے اور چاندی کی اینٹوں کا بچھاویں۔ اور چار اینٹوں کی جگہ خالی چھوڑ دیں۔ اور بنی آدم اور جنات جدا جدا صف باندھ کر کھڑے ہوں۔ اور فرش کے کناروں پر برّی اور بحری حیوانات کو باندھیں۔ بعد اس تیاری کے حضرت سلیمان نے تخت اس فرش پر بچھایا۔ اور چار ہزار کرسی زرین سیدھی طرف اور اتنی ہی اُلٹی طرف بترتیب رکھوا دیئے۔ اور عظمائے بنی اسرائیل اور علمائے سبط اس پر درجہ بدرجہ بیٹھے۔ اور اس تمام لشکر پر پرندوں نے اپنے پروں کا سایہ ڈالا۔ تب بلقیس کے رسولوں کو طلب فرمایا۔ وہ اس جاہ و حشمت سلیمانی کو دیکھکر حیران ہو گئے۔ اور اس اینٹوں کے فرش کو دیکھکر ان کو ہدیہ حقیر نظر آیا۔ اور مارے شرم کے وہ چار اینٹیں تو چار جگہ میں جو قصداً خالی چھوڑی تھیں رکھ دیں۔ جب جنات کی صف پر پہنچے اور شکلیں عجیب اور صورتیں مہیب دیکھیں۔ تو مارے رعب کے قدم آگے نہ اُٹھاتا تھا۔ جنوں نے کہا۔ کہ جلد آؤ۔ اور خاطر جمع رکھو۔ عدل سلیمانی ایسا نہیں۔ کہ ہم تم جیسوں سے تعرض کریں۔ بعد اسکے فوج انسانی اور گروہ حیوانی پر گذرتے ہوئے حضور میں پہنچے جناب نبوّت مآب کمال خوش خوش اخلاقی اور ملائمت سے پیش آئے۔ اور مرحبا کہکر بٹھایا۔ منذر نے نہایت تواضع اور ادب سے نامہ بلقیس کا حضور میں گذارا جب منذر موافق فرمائش ملکہ کے اپنا عرض حال کر چکا۔ تب حضرت سلیمان نے نور نبوت سے مردوں کو عورتوں سے جدا جدا کیا۔ اور فرمایا کہ اس حقہ میں ایک یاقوت ناسفتہ ہے۔ اور تم چاہتے ہو۔ کہ میں اس کو پرودوں۔ فی الفور ایک دیو نے بموجب حکم کے پرو دیا۔ اور وکیلوں کے دلوں سے زنگ و شکوک دھو دیا۔ اور ہدیہ ان کا رد کر کے فرمایا۔ کہ تم چاہتے ہو۔ کہ مال سے مدد کرو حقتعالے نے مجھکو تم سے بہتر عنایت کیا ہے۔ پھر منذر سے جب ملکہ کے حضور میں جا کر یہ کیفیت مفصّل بیان کی۔ اور الّا اتنا جرّار بھیجوں گا۔ کہ تم اس کے مقابلے سے عاجز ہو جاؤ گے۔ منذر نے جب ملکہ کے حضور میں جا کر یہ کیفیت مفصّل بیان کی۔ اور وہ بولی کہ سلیمان فقط بادشاہ نہیں بلکہ سلطنت اس کی زیور نبوت سے مزین ہے۔ اور مجھکو اس کے مقابلے کی طاقت نہیں۔ پھر حضور میں چلنے کی تیاری کی اور اپنے تخت کو ساتھ لیا

محل رکھکر سب کے دروازے مقفل کئے اور جماعت کثیر کو اس کی محافظت کو معین کر کے
ایسی حشمت اور تجمل سے روانہ ہوئی۔ کہ آسمان کی آنکھیں اس کے دیکھنے سے میلی ہوگئی تھیں
اور منزل بمنزل طے کر کے لشکر سلیمانی سے ایک فرسنگ پر آکر ڈیرا کیا۔ حضرت سلیمان
نے جب ملکہ کے تشریف لانے کی خبر پائی۔ تو اہل مجلس سے فرمایا۔ کہ کون ہے
تم میں سے جو بلقیس کے تخت کو اس کے آنے سے پہلے میرے پاس لاوے۔ ایک دیو عفریت
نے عرض کی کہ میں اس کو لاؤں گا۔ آگے اس سے جو حضور اس مقام سے اٹھیں۔
اور حضرت سلیمان صبح سے زوال تک مجلس میں حکم کی بیٹھے تھے۔ حضرت سلیمان نے
فرمایا کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ اس سے بھی پہلے پہنچے۔ جب آصف بن برخیا جو وزیر اعظم
تھے۔ اور اسم الٰہی جانتے تھے بولے کہ میں لاؤں گا۔ آگے اس سے جو پلک مارو۔
اور پھر آنکھ کھولو۔ سلیمان تخت بلقیس کا جب اپنے روبرو دیکھا۔ تو فرمایا۔ کہ یہ میرے
پروردگار کا فضل ہے۔ یہ مجھکو آزماتا ہے۔ کہ میں شکر کرتا ہوں۔ یا کفران
نعمت حکم کیا۔ کہ اس تخت کے جواہرات کی جگہ بدل دو۔ جنات نے فی الفور جواہرات
سبز بجائے سرخ کے۔ اور سرخ بجائے سبز کے بدل کر ایسے جڑ دیئے۔ گویا اصل
سے ایسا تھا۔ جس روز ملاقات بلقیس کی ٹھہری۔ اس روز حضرت سلیمان نے ایسی
مجلس بنائی کہ کسی زمانے میں کوئی ایسی مجلس کا نشان نہیں دیتا۔ جب بلقیس
سرپر سلیمان کی پابوسی سے مشرف ہوئی۔ جناب رسالت مآب نے بھی اس
کے ناموس اور عزّت کا خیال کر کے اپنے تخت کی طرف نگاہ کرتی تھی حضرت آصف نے
پوچھا یہ تخت تمہارا ہے۔ کہا گویا کہ میرا ہے۔ یعنے بسبب تغیرات جواہر کے اپنے!
مکانوں سے یقینی حکم نہ کیا۔ اس واسطے سلیمان اس کی دانائی سے خوش ہوئے۔
اور بلقیس کو اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے پاس اُتارا۔ تب حضرت سلیمان کے
خواتین اہل بیت اور بیٹیاں کب لائق حضرت رسالت پناہ کے ہیں۔ غرض یہ تھی۔
کہ حضرت کی خاطر ان سے نفرت ہو۔ اور ہماری طرف سے زیادہ الفت ہو۔ حضرت
سلیمان علیہ السلام نے واسطے تجربے کے دیووں کو حکم کیا۔ کہ تمام صحن گھر کا مانند حوض
کے کھود کر صاف پانی بھر دیں اور مچھلیاں رنگ برنگ کی اسمیں چھوڑ کر تمام صحن
کے منہ پر سبب براق سپید کانچ جما دیں کہ جو شخص باہر سے آدے تو اس کو
پانی سمجھے۔ وہاں تو حکم کی دیر تھی۔ فوراً صحن اس طرح پر تیار ہوا۔ اور
حضرت نے اپنا تخت ایسے مکان پر رکھا کہ جو کوئی حضور میں تو اسی

صحن سے گذرتا آوے۔ بلقیس کو اسی مکان میں طلب کیا۔ بلقیس نے اسکو پانی تصور کر کے اپنی ساق بلوریں کو کھولا۔ تاکہ پاؤں پانی میں رکھکر حضور میں جاؤں حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ یہ پانی نہیں کانچ ہے۔ اس پر قدم رکھکر چلی آو۔ بلقیس نہایت شرمائی اور حضور میں آن کر ایمان لائی۔ پھر حضرت سلیمان نے اس کا نکاح کیا۔ بعد اسکے پنڈلیوں کے بال دُور کرنے کی مشورت کی۔ دیووں نے حمام کا نہانا اور نورہ سے لگانا بتلایا۔ اور اس حکمت سے ساقِ سیمیں کو بلوریں بنایا۔

ذکر حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا

جب حضرت سلیمان بیچ عبادت خانے کے طاعت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ہر روز اس عبادت خانے میں ایک درخت جمتا تھا۔ اور اپنی خاصیتیں بیان کرتا تھا کہ میں فلانے فلانے مرض کی دوا ہوں۔ اور میرا یہ اثر ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس کو لکھواتے تھے۔ ایک روز اسی دستور سے عبادت میں مصروف تھے۔ ایک درخت زمین سے نکلا۔ اس نے بعد سلام کے عرض کیا۔ کہ میرا نام خروب ہے۔ اور میری خاصیت یہ ہے کہ تیرے ملک سلطنت کی خرابی ہوگی۔ بعد اس کے خدا تعالےٰ نے وحی بھیجی کہ اب تمہارا وقت رحلت کا نزدیک آیا ہے۔ اب آخرت کے سفر کی تیاری کر۔ جب حضرت سلیمان نے وصیت کی۔ اور جو چیزیں لکھوانے کی تھیں۔ سو لکھوائیں۔ بعد اس کے جناب الٰہی میں عرض کی ۔ کہ میری موت کا احوال ایک برس تک جنوں پر اور شیطانوں پر پوشیدہ رہے۔ کہ اس عرصے میں جو کام میں نے اسکو سونپے ہیں۔ تیار ہو جاویں بعد اس کے غسل کر کے لباس پاکیزہ پہنا۔ اور عبادت خانے میں تشریف لائے اور اس لاٹھی پر جو ماندگی کے وقت تکیہ کرتے تھے۔ تکیہ کیا۔ اور قابض ارواح نے روح مقدس کو قبض کر کے روضہ میں پہنچایا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام عبادت خانے میں آتے تھے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ تو اس مدت میں گماشتے حضرت کے مہمات ملک! سنبھالتے تھے۔ اور شیاطین ان کی ہیبت سے بندگی کے وقت سامنے نہ دیکھ سکتے تھے۔ جب آنکھ ان کی بے اختیار حضور پر پڑتی تھی۔ تو گمان کرتے تھے۔ کہ آپ عبادت میں کھڑے ہیں۔ اس واسطے محنت شاقہ کیا کرتے تھے۔ جب ایک سال پورا ہوا۔ دابۃ الارض یعنی دیمک نے لاٹھی کی جڑ کھالی۔ اور حضرت گر پڑے۔

تب دیوؤں کو ان کی رحلت کا حال ظاہر ہُوا ۔ اور خبر موت کی عالم میں مشہور ہوئی ۔ اور اصل حکمت حضرت سلیمان کی موت کے چھپانے کی یہ تھی ۔ کہ آدمیوں کو شیطانوں کے دعوؤں سے یہ گمان تھا ۔ کہ وہ غیب جانتے ہیں ۔ جب حضرت سلیمان نے دار الآخرت کو انتقال کیا ۔ اور ایسا واقعہ عظیم ان پر برس روز تک مخفی رہا ۔ تب آدمیوں کو یقین آیا ۔ کہ وہ اپنے دعوئے غیب دانی میں جھوٹے ہیں ۔ بہر حال سلیمان ایسے بادشاہ بھی دارِ فانی سے ملک بقا کو سدھارے ۔

ذکر حضرت لقمان علیہ السلام کا

ہر چند کہ لقمان کی نبوت میں اختلاف ہے ۔ لیکن چونکہ ذکر ان کا انبیاء کے حال کے ساتھ مذکور ہوتا ہے ۔ اور حق تعالے قرآن شریف میں ان کا ذکر فرمایا ہے ۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اس واسطے اسی احوال میں ذکر کیا جاتا ہے ۔ حضرت لقمان سیاہ فام تھے ۔ تو یہ جو حبش کے تعلق میں ہے ۔ وہاں کے رہنے والے تھے ۔ اور شغل بکریوں کے چرانے کا رکھتے تھے ۔ جب اللہ تعالے نے اُن کو حکمت عنایت کی ۔ تو ایک بار روز مجمع عام میں لوگوں کو اپنے کلماتِ حکمت کا فیض پہنچاتے تھے ۔ ایک روز رفیق امام شبانی نے پوچھا ۔ کہ تم ہمارے ساتھ بکریاں چراتے تھے ۔ حکمت کہاں سے سیکھی ۔ اور یہ مرتبہ کہاں سے پایا ۔ بولے یہ سچ بولنے سے اور بے فائدہ باتیں چھوڑنے سے ۔ اور امانت میں خیانت نہ کرنے سے ۔ اور ابتداء میں حضرت لقمان ایک شخص کے غلام تھے ۔ کہ بائیس مثقال طلا کو اس نے خریدا تھا ۔ اور سبب آزادی کا یہ ہُوا ۔ کہ ایک روز میاں نے حکم کیا ۔ کہ بکری ذبح کر ۔ اور جو عضو بہتر ہے ۔ بھون کر لا ۔ لقمان ذبح کر کے دل اور زبان بھون کر لے گئے ۔ چند روز کے بعد میاں نے حکم دیا ۔ کہ ایک بکری ذبح کر ۔ اور بدترین اعضاء میرے سامنے بھون کر میرے سامنے پیش کر ۔ لقمان پھر دل اور زبان بھون کر لے گئے ۔ میاں نے معلوم کیا ۔ کہ اوّل تو بہترین اعضاء دل اور زبان سمجھ کر لایا تھا ۔ اور جب بدترین اعضاء جب میں نے مانگا ۔ تب بھی تو یہی لایا ۔ لقمان نے کہا ۔ جب زبان بد قولوں اور دل نکارے وصفوں سے صاف ہو تو عقلمندوں کے نزدیک بہترین اعضاء ہے ۔ ورنہ بدترین ۔

ذکر حضرت یونس علیہ السلام کا

حضرت یونس ؑ مشہور پیغمبروں سے ہیں۔ حقتعالےٰ نے ان کو شہر نینوا میں پیغمبر کر کے بھیجا۔ انہوں نے وہاں کے لوگوں کو دین موسیٰ ؑ کی دعوت کی خدا کی مہربانی کا امیدوار کیا۔ اور غضب الٰہی سے ڈرایا۔ لیکن کسی نوع کا فائدہ نہ ہوا۔ اور کسی نے فرمانبرداری نہ کی۔ بلکہ ان کی رسالت کی تکذیب کی۔ اور دست و زبان سے ان کو رنج دینا شروع کیا۔ بعد اس کے حضرت یونس نے دعا کی۔ کہ اے باری تعالےٰ میری قوم نے میری تکذیب کی۔ تو ان پر اپنا عذاب نازل کر۔ بعد اس کے حضرت یونس اپنے اہل و عیال کو لے کر نکلے۔ اور نکلنے کے وقت لوگوں سے کہا کہ میں تین روز کے بعد تم پر عذاب نازل کراؤں گا۔ اپنے خدا سے۔ اور اسی ملک کے ایک پہاڑ میں جاکر مقام کیا۔ اللہ تعالےٰ نے آتش جہنم میں سے تھوڑی سی حرارت اس شہر پر بھیجی۔ تب وہ گرمی سے تڑپنے لگے۔ اور پشیمان ہو کر حضرت یونس کو طلب کرنے لگے۔ جب نہ پایا۔ تو بیقرار ہو کر سب مرد شہر سے باہر ایک ٹیلے کے پاس جمع ہوئے۔ اور لڑکوں کو ماؤں سے اور بچوں کو چارپایوں سے جدا کیا۔ اور کئی روز تک زاری اور بے قراری میں مشغول رہے۔ اللہ کریم نے ان پر رحم کیا۔ اور اس عذاب سے نجات دی۔ بعد نجات اہل نینوا کے حضرت یونس علیہ السلام شہر کی طرف متوجہ ہوئے۔ دریافت کریں کہ قوم کا نتیجہ کیا ہوا۔ راستے میں ابلیس بصورت انسان ملا۔ اور کہا ان سے تو عذاب دفع ہو گیا۔ تم اگر جاؤ گے تو تمہاری تکذیب کریں گے حضرت یونس علیہ السلام قوم کے جھٹلانے کے خیال سے غصہ ہو کر انتظار حکم الٰہی کا نہ کر کے پھر گئے۔ اگر میں وہاں جاؤں گا۔ تو وہ مجھ کو کاذب کہیں گے۔ پھر اہل و عیال کو لے کر روانہ ہوئے اور دریا کے کنارے پہنچے۔ اہل کشتی سے کہا۔ کہ ہم کو دریا سے پار کر دو ان لوگوں نے کہا۔ کہ بیڑی میں بوجھ بہت ہے۔ کچھ آدمی اس میں بٹھالو اور کچھ دوسری کشتی آتی ہے۔ اس میں سوار کرو۔ حضرت یونس نے بعضے متعلقین کو اس کشتی میں بٹھایا۔ اور خود معہ دو بیٹوں کے دوسری کشتی کے منتظر رہے۔ جب دوسری کشتی آ پہنچی۔ تو حضرت یونس ادھر متوجہ ہوئے۔ کہ ہم

ان سے التماس کریں۔ اس میں سے ایک بیٹے کا پاؤں پھسلا۔ وہ دریا میں ڈوب گیا۔ اور دوسرا بیٹا جو کنارے پر تھا اس کو بھیڑیے لے گئے۔ حضرت یونس نے جانا۔ کہ یہ بلائے آسمانی ہے۔ بعد اس مصیبت کے کشتی میں بیٹھے۔ خدا کی قدرت سے وہ کشتی دریا میں ایسی کھڑی ہوگئی۔ جیسے خشکی میں گڑ کر ہل نہیں سکتی۔ اور کشتیاں اس کے آس پاس سے گذرتی تھیں۔ اور کشتی والوں نے کہا کہ تمہاری کشتی میں کوئی بندہ اپنے خداوند سے بھاگ کر بیٹھا ہے۔ اس واسطے کشتی اٹک رہی ہے۔ لوگوں نے ہر چند تلاش کیا۔ کوئی بندہ بھاگا ہوا نہ ملا۔ حضرت یونس کا جمال اور جلال دیکھ کر کسی کو وہم و گمان نہ گذرتا تھا۔ جو یہ گمان ان پر لے جاتا۔ حضرت یونس نے فرمایا۔ وہ بندہ بھاگا ہوا میں ہوں! مجھ کو دریا میں ڈال دو۔ انہوں نے کہا۔ استغفر اللہ ہم تم کو کس طرح پانی میں ڈالیں گے۔ بلکہ آپ کے وجود شریف کی برکت سے اس گرداب فنا سے نجات جانتے ہیں۔ حضرت یونس نے کہا۔ کہ اب قرعہ ڈالو۔ جس کے نام پڑے اس کو دریا میں پھینک دو۔ جب قرعہ ڈالا۔ تو حضرت یونس کے نام پڑا۔ جب بھی ان لوگوں نے انکار کیا۔ اس عرصہ میں خداوند عالم نے ایک بڑی مچھلی کو حکم کیا کہ وہ منہ پھیلا کر ان کے سامنے آتی تھی۔ آخر ناچار ہو کر حضرت یونس کو دریا میں پھینک دیا۔ اسی وقت خطاب الٰہی مچھلی کو پہنچا۔ کہ ہم نے یونس کو تیرے رزق کا لقمہ نہیں کیا ہے۔ بلکہ تیرے پیٹ کو اس کا قیدخانہ بنایا ہے۔ خبردار کچھ آسیب اس کو مت پہنچانا۔ چالیس دن حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ قادر مطلق نے حضرت یونس کی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیا۔ یعنی مچھلی کا پیٹ مانند کانچ کے صاف اور شفاف کر دیا۔ کہ عجائب و غرائب دریا کے ملاحظہ کرتے تھے۔ اور خدا کی تسبیح میں مشغول رہتے تھے۔ جب حضرت یونس نے اس ظلمات میں پکارا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ تب اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو بھیجا۔ کہ مچھلی سے کہو۔ کہ جس جگہ تو نے نگلا تھا۔ اس طرف کے کنارے پر اُگل پڑے۔ اب میں اس سے راضی ہوں۔ مچھلی نے حضرت یونس کو منہ سے باہر نکال کر کنارے پر ڈال دیا۔ اور درخت کدو فی الحال بحکم کن فیکون پیدا ہوا اس کے نیچے یونس نے آسائش پائی۔ اور ایک جنگل کی ہرنی کو الہام ہوا۔ وہ ہمیشہ آن کر دودھ پلا جاتی تھی۔ جب کچھ توانائی بدن میں آئی۔ اور وہ درخت سوکھ گیا۔ تو حضرت یونس نے

نے اس کے سوکھنے سے بسبب حیرت آفتابی کے بہت غم کیا۔ اور رونے لگے۔ جبرائیل فرمان لے کر آئے۔ کہ ایک درخت کے سوکھنے سے کہ چنداں قیمت نہیں رکھتا ہے۔ تم نے اتنا غم کیا۔ اور ہزاروں مخلوق کے ہلاک ہونے کا اندیشہ نہ کیا۔ اور بددُعا کی۔ کہ ایک بار میرے غضب میں گرفتار ہو جاویں۔ حضرت یونس نے متنبہ ہوکر استغفار کیا۔ جب وحی آئی۔ کہ تم پھر قوم میں جاؤ۔ وہاں سے روانہ ہوئے۔ جب متصل شہر کے ہوئے تو ایک گوالے سے معلوم کیا۔ کہ تو کون ہے۔ وہ بولا۔ کہ میں یونس بن متی کی قوم سے ہوں۔ آپ نے پوچھا۔ اس یونس کی کیا خبر ہے۔ اور اس کے بعد قوم کا کیا حال ہوا۔ کہا یونس بہترین مخلوقات سے ہے۔ اور اس کے بعد قوم پر عذاب نازل ہوا۔ لوگوں نے جب اس کو پایا۔ تو سب نے توبہ کی۔ ارحم الراحمین نے وہ عذاب دفع کیا۔ اور آتش کی بلا سے نجات عطا فرمائی پھر حضرت یونس نے اس گوالے سے کچھ دودھ مانگا اس نے کہا۔ کہ قسم ہے یونس کے خدا کی۔ کہ جب سے یونس غائب ہوا ہے۔ تب سے . . . بالکل برسات نہیں برسی ۔ اور گھاس نہیں جمی۔ بکریاں خار و خاشاک سے بھوک کی شدت کو دفع کرتی ہیں۔ حضرت یونس نے کئی بکریوں کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا ان کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ گوالے نے کہا۔ واللہ اگر یونس زندہ ہے۔ تو یونس تو ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں یونس ہوں۔ تو جاکر میری قوم کو خبر پہنچا۔ گوالے نے کہا۔ بادشاہ نے مقرر کیا ہے اگر کوئی مجھکو حضرت یونسؑ کی سلامتی کی خبر پہنچاویگا تو میں اپنا ملک اس کو دے کر حضرت یونسؑ کی خدمتگاری کا پٹکا اپنی کمر پر باندھوں گا۔ اب اور میں بغیر حجت کے یہ خبر پہنچا دوں گا۔ تو لوگ کہیں گے۔ یہ گوالا ملک کے لالچ سے جھوٹ بولتا ہے۔ میری تکذیب کرینگے بلکہ مار ڈالیں گے پھر حضرت یونس نے فرمایا۔ کہ تو ان کو ہرگز کہ بکریاں اور پتھر کہ جس پر میں بیٹھا ہوں۔ تیرے کلام کے صدق پر گواہی دیں۔ جب گوالے نے آن کر خبر دی۔ تو ایک عالم اکٹھا ہوا۔ اور اس کی تکذیب کرنے لگے۔ جب ان کو اپنے ساتھ جنگل میں لایا۔ بکریوں نے گواہی دی! کہ حضرت نے ہمارا دودھ پیا ہے۔ اور پتھر نے شہادت دی۔ کہ مجھ پر بیٹھے تھے لوگ متعجب ہوکر حضرت یونس کی تلاش کرنے لگے۔ جراسی جنگل میں ایک درخت

کے نیچے نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ جب حضرت یونس پر ان کی نظر پڑی تو قدموں پر گر پڑے۔ اور ہاتھ پاؤں چومنے لگے۔ اور نہایت عزت و احترام سے ہمراہ رکاب علاوہ نصاب ہو کر ان کو شہر میں لائے۔ ان کے قدم شریف کی برکت سے اس ملک میں جمعیت اور آسودگی حاصل ہوئی۔ اور دین شریعت سکھانے میں مصروف ہوئے۔ اور آخر عمر ایک عبادت حق اور ہدایت خلق کرتے رہے۔ پھر راہی عالم بقا ہوئے ؛

ذکر حضرت عزیز علیہ السلام

جب بخت نصر نے بیت المقدس کو خراب کیا۔ تو حضرت عزیزؑ کو بنی اسرائیل کے ساتھ قید کر کے بابل کو لے گیا۔ اور اس زمانے میں کوئی اُن سے بڑا عالم و حافظ توریت کا نہ تھا۔ جب بخت نصر کے قید سے خلاصی پائی۔ اور اپنے وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ گذر ان کا ایک ویران گاؤں پر ہوا۔ اس گاؤں کے باغ میں ایک درخت کے تلے اُترے۔ اور ان کے پاس کچھ انجیر اور شیرہ انگور تھا۔ اپنے مرکب سے اترے سامان آگے رکھکر مرکب کو مضبوط باندھا۔ اور اس گاؤں کی گری ہوئی دیواروں پر اور پرانی ہڈیوں پر نظر کر کے کہا۔ خدا تعالےٰ کیونکر زندہ کرے گا۔ بعد موت کے اسی خیال میں حضرت عزیزؑ سو گئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے خواب میں ان کا روح قبض کر کے ان کے جسم کو نظروں سے غائب کر دیا۔ اور وہ طعام اور شراب بدستور تازہ رہا اور مرکب بھی ہلاک ہو گیا ؛ اور سو برس کے بعد حضرت عزیزؑ کو زندہ کیا۔ ایک فرشتے نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہاں کتنی درنگ کی ہے۔ یعنی کتنی مدت ہوئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک یا کم ایک دن سے یہاں ہوں۔ فرشتے نے کہا۔ نہیں بلکہ تم نے سو برس سے زیادہ یہاں درنگ کی ہے۔ اپنے تم اپنے طعام و شراب کو دیکھو۔ ابھی بوئے اور مزہ متغیر نہیں ہوا۔ اور نظر کرو۔ اپنے گدھے مرے ہوئے کی طرف کہ کس طرح اس کو گوشت اور پوست پہناتے ہیں۔ جب حضرت عزیزؑ نے اپنے گدھے کی طرف نظر کی۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ گلی ہوئی ہڈیاں آپس میں مل جاتی ہیں ؛ اور گوشت اور رگیں جمتی جاتی ہیں۔ پھر اس قادر مختار نے پوست پہنا کر زندہ کیا۔

پھر حضرت عزیر ؑ اپنے چارپائی پر بیٹھ کر اپنے گھر آئے۔ کہتے ہیں۔ کہ جب حضرت گاؤں میں آئے۔ تو کسی نے ان کو نہ پہچانا۔ اور اپنے گھر کی وضع ترتیب اوّل پر نہ پائی۔ ایک بڑھیا کو دروازے پر دیکھا۔ پوچھا۔ کہ یہ گھر عزیر ؑ کا ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں تو کون ہے۔ جو مدت کے بعد میرے میاں کا نام لیتا ہے۔ جواب دیا۔ کہ میں عزیر ہوں۔ لونڈی نے کہا سبحان اللہ سو برس سے وہ غائب ہے۔ اس کا کوئی پتہ نہیں۔ اگر تو سچا ہے۔ تو دعا کر میری آنکھیں بینا ہو جاویں۔ تو میں تجھکو پہچانوں اسواسطے عزیر مستجاب الدعوات تھا۔ حضرت عزیر ؑ نے دعا کی۔ اور ہاتھ اپنا اس کی آنکھوں پر رکھا۔ خدا نے اسکو بینا کیا۔ وہ دیکھ کر بولی۔ کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ عزیر ؑ ہے۔ غائب ہونے کے وقت سے اتنک کچھ تفاوت تیرے چہرے پر نہیں۔ مولہ ایک بیٹا اور کا عمر ایک سو دس برس کا اور پوتے پڑھتے بھی سپید ریش ہو گئے تھے۔ لونڈی نے مجلس میں جا کر حضرت کی اولاد سے اور بنی اسرائیل سے یہ حال عجب سنایا۔ وہ لوگ تکذیب کرنے لگے۔ اس نے کہا۔ میں نابینا ہوں اس کی دعا سے خدا نے مجھ کو آنکھیں بخشی ہیں۔ سب لوگ دوڑ کر آئے۔ حضرت عزیر کے بیٹے نے کہا۔ کہ ہمارے باپ کے دونوں شانوں میں ایک خال تھا۔ حضرت نے پیٹھ ننگی کی۔ بیٹے نے علامت سے پہچان کر تصدیق کی۔ لیکن قوم نے کہا۔ ہم کو جب باور ہوگا۔ کہ توریت ہم کو سنادے اسواسطے کہ بعد ہارون کے کسی کو عزیر ؑ سے بہتر حفظ نہ تھی اور بخت نصر حادثے میں سب دفتر توریت کے ضایع ہو گئے تھے۔ حضرت عزیر نے توریت کو سرے سے شروع کیا۔ اور لوگوں نے لکھنا شروع کیا۔ سب لکھ لی۔ بعد اس کے ایک نسخہ توریت کا جو بعضے علمائے بنی اسرائیل نے چھپا کر رکھا تھا۔ پیدا کیا۔ اور دونو نکا مقابلہ کیا۔ ایک حرف کا بھی تفاوت نہ ہوا۔ جب قوم نے تصدیق کی۔ اور سب منعقد ہوئی۔ لیکن زیادتی اعتقاد سے گمراہی میں پڑے اور کہا۔ کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے۔ القصہ عزیر بعد اس کے پچاس برس جئے۔ اور ہدایت خلق میں مصروف رہے۔ آخر کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ کا جام نوش جان فرمایا۔ اور عالم قدس کو رونق بخشی۔

ذکر حضرت زکریا علیہ السلام کا

حضرت ذکریا کے باپ کا نام باذان تھا۔ اور حضرت مریم کے قبلہ کا نام عمران تھا۔ اور عمران کی ایک بیٹی پیدا ہو کر پھر اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اور بی بی ان کی بسبب بڑھاپے کے اولاد ہونے سے ناامید تھیں۔ ایک روز بی بی نے ایک مرغ کو دیکھا۔ کہ اس نے اپنے بیضے کو توڑا۔ اس میں سے بچہ پیدا ہوا۔ ان کو بہت تمنا اولاد کی ہوئی۔ اور خدا سے دعا مانگی۔ اس کی قدرت سے حمل رہ گیا بعد ظہور حمل کے انہوں نے نذر کی۔ کہ اگر خدا مجھ کو بیٹا دے تو میں اسکو محرر کروں گی۔ یعنی دنیا کے کاموں سے بچا کر واسطے عبادت خالق کے بیت المقدس کی مجاوری میں رکھوں گی۔ جب حضرت مریم پیدا ہوئیں۔ ان کی والدہ غمگین ہوئی۔ اور دعا مانگی۔ کہ الٰہی یہ تو بیٹی ہے۔ اور بیٹی لایق خدمت بیت المقدس کے نہیں۔ اور میں نے اس کا نام مریم رکھا۔ تو اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان سے پناہ میں اپنی رکھیو۔ بہر حال والدہ ان کی مریم کو اس خرقے میں لپیٹ کر بیت المقدس کے علماء اور احبار کے پاس لے گئیں۔ اس زمانے میں پیغمبر اور مقتدا سب کے حضرت زکریا تھے۔ ہر ایک نے کہا۔ کہ میں اس کی پرورش کروں گا۔ حضرت زکریا نے فرمایا۔ کہ اس کی خالہ میری قبیلہ ہے میں واسطے تربیت کے اولیٰ ہوں۔ القصہ بسبب نزاع کے قرعہ ڈالنا قرار پایا۔ اور لوہے قلموں پر جس سے توریت لکھتے تھے۔ ہر ایک کا نام لکھ کر یوں ٹھہرایا۔ کہ قلم پانی میں ڈالو جس کا قلم پانی میں نہ بیٹھے۔ اور تیرتا رہے۔ وہ کفالت اور تربیت مریم کی کرے۔ تین بار قرعہ ڈالا گیا۔ ہر بار حضرت زکریا کا قلم نکلا۔ ناچار ہو کر حضرت زکریا کی کفالت پر راضی ہوئے۔ حضرت ذکریا نے ان کو پرورش کیا۔ جب بی بی مریم بڑی ہوئیں۔ تب فرمایا۔ کہ مسجد کی خدمت اور عبادت کے لایق میں ہوں۔ جب حضرت ان کو مسجد میں لائے۔ اور ایک حجرہ مسجد میں بنالیا! کہ بغیر زینے کے کوئی جا نہ سکتا تھا۔ جب حضرت زکریا علیہ السلام مسجد سے باہر جاتے تھے۔ تب بی بی مریم زینے کو اوپر کھینچ لیتی تھی۔ اور وہ در کو مقفل کر جاتے تھے۔ جب زکریا آتے۔ تو میوہ گرمی کا موسم سردی میں اور پھل

سرد ی کا گرمی میں ان کے پاس دیکھتے اور پوچھتے۔ کہ اے مریم یہ میوہ بے موسم تیرے پاس کہاں سے آیا۔ وہ کہتیں۔ ھی من عند اللہ یعنی اللہ کے پاس جب زکریاؑ نے یہ صورت دیکھی۔ تو انہوں نے دعا مانگی کہ خداوند تو ایسا قادر ہے۔ کہ مریم کو غیر موسم میں میوہ پیدا کر کے دیتا ہے۔ تو مجھکو بڑھاپے میں فرزند دے سکتا ہے حق تعالےٰ نے دعا ان کی قبول کی۔ ایک روز محراب میں عبادت کرتے تھے۔ تو ملائکہ نے کہا کیوں کر میرے بیٹا ہوگا۔ قبیلہ میری عقیمہ ہے۔ اور میں بوڑھا ضعیف ہوں۔ ملائکہ نے کہا۔ کہ خداوہ قادر ہے۔ اور علامت اس کے حمل رہنے کی یہ ہے۔ کہ تو تین دن تک لوگوں سے باتیں نہ کر سکے گا۔ مگر رمز اور اشارے سے القصہ حضرت یحیےٰ تولد ہوئے۔ باپ کی آنکھیں ان کے دیدار سے روشن ہوئیں۔ اور حق تعالےٰ نے یحییٰ کو ایام طفولیت میں نبوت بخشی۔ ایک روز چار برس کی عمر میں لڑکوں پر گذرے کہ کھیل رہے تھے۔ وہ بولے کہ آؤ یار کھیلیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھکو خدا نے کھیلنے کو نہیں پیدا کیا ہے۔ اور چھوٹی عمر میں لباس رہبانوں کا پہنا۔ اور اکثر اوقات بیت المقدس میں عبادت کرتے تھے اور بہت روتے تھے۔ اور جب دوزخ کا ذکر سنتے تھے۔ تو بیہوش ہو جاتے تھے۔ جب رونا ان کا حد سے زیادہ ہوا تو باپ نے کہا بیٹا ہم نے تم کو اپنے دل کی خوشی کے واسطے خدا سے مانگا تھا۔ اب تو تمہارے رونے سے ہماری عیش تلخ ہوتی ہے۔ حضرت یحییٰ نے عرض کی۔ کہ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ بہشت اور دوزخ میں ایک بیابان آتش کا ہے۔ کہ سوائے آنکھوں کے پانی کے نہیں بجھتا ہے۔ پھر مجھکو کیوں منع کرتے ہو

ذکر حضرت زکریاؑ علیہ السلام کی شہادت کا

کہتے ہیں۔ کہ جب مریم کو حمل رہا۔ اور سوائے زکریاؑ کے ان کے پاس کوئی جاتا نہ تھا یہود نے کہ ان کی طبیعتوں میں افترا اور بہتان بھرا ہوا ہے۔ حضرت زکریاؑ کو زناہ کی تہمت سے متہم کیا۔ اور ارادہ قتل کا کیا۔ جب حضرت زکریا کو یہ معلوم ہوا۔ تو قوم میں سے نکل کر بھاگنے کا قصد کیا۔ راستے میں ایک بڑا درخت دیکھا۔ اس میں سے آواز آئی۔ کہ نبی اللہ مجھ میں آؤ۔ جب حضرت زکریا نے ادھر توجہ کی۔ تو وہ درخت بیخ میں سے پھٹا۔ اور زکریا اس میں بیٹھ گئے۔ پھر

پھر درخت کے اعضا بدستور سابق مل کر متصل ہوگئے۔ مگر ڈھونڈتے آئے۔ تب شیطان بصورت انسان ہوکر کہا۔ کہ میں نے ایسا بڑا جادوگر نہیں دیکھا کہ اپنے جادو کے زور سے درخت کو چیر کر اس میں چھپ گیا۔ قوم نے اسکو جھٹلایا۔ تب بولا۔ کہ دامن اسکا جو باہر رہ گیا ہے۔ سو میرے سچ پر دلیل ہے۔ قوم نے چاہا۔ کہ درخت میں آگ لگاویں۔ اس ملعون نے صلاح دی کہ آرے سے چیر ڈالو۔ جب آرا حضرت زکریاؑ کے سر مبارک پر پہنچا۔ تو ساکنان عرش بریں اور ملایک آسمان و زمین میں کھلبلی پڑ گئی۔ مگر اس بادشاہ بے پرواہ کی بے نیازی کو دیکھکر لب نہ کھولتے تھے۔ اور سوائے آہ سرد کے کچھ بات نہ بولتے تھے۔ حضرت زکریا نے چاہا۔ کہ آہ کیا کروں۔ حکم ہوا۔ کہ اگر آہ کی تو نام تیرا دفتر نبوت سے مٹا دوں گا سبحان اللہ دوستوں کے سر پر آرے چلتے ہیں۔ اور دم نہیں مارتے ہیں اور دشمن درخت امید سے پھل چنتے ہیں۔ اور کفران نعمت کرتے ہیں۔ کسی کی مجال چون و چرا کی نہیں ہے۔ جو چاہے سو کرے۔ اسی کا حکم اور اسی کا اختیار ہے۔ اس استقامت سے اس نبی عالی ہمت نے جان شیرین کو جان آفرین کے سونپا۔ اور گروہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْن میں پہنچا۔

ذکر حضرت یحیٰی علیہ السلام کا

حضرت یحیٰی علیہ السلام کے زمانے میں ایک بادشاہ تھا۔ اور اسکے قبیلے کے باطن نا مبارک میں انبیا اور علماء سے بغض رہتا تھا۔ اور اسکی ایک بیٹی اگلے خاوند سے نہایت جمیلہ و شکیلہ تھی۔ اور وہ بسبب بڑھاپے کے چاہتی تھی۔ کہ بیٹی کو بادشاہ کے نکاح میں دیوے۔ تاکہ دوسری عورت کا تسلط گھر میں نہ ہو۔ بادشاہ نے اس کا یہ ارادہ دریافت کرکے کہا۔ کہ میں حضرت یحییٰ سے پوچھوں گا۔ کہ اگر نکاح میرا اس کے ساتھ جائز ہوگا۔ تو کروں گا۔ حضرت یحییٰ سے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ عقد باطل اور نکاح فاسد ہے۔ بادشاہ نے جورو سے کہا۔ کہ یحیٰی پیغمبر خدا کا ہے۔ وہ اس نکاح سے منع کرتا ہے۔ اس نابکار اپنے دل میں حضرت یحیٰی سے کینہ پکڑا۔ ایک روز بادشاہ کے

پاس حالت مستی میں اپنی بیٹی کو آراستہ کر کے بھیجا۔ بادشاہ نے گھر اغیار سے خالی پاکر چاہا کہ فعل بد کرے۔ لڑکی نے انکار کیا۔ اور کہا جبتک تو میری حاجت بر نہ لاویگا۔ تب تک میں تجھ کو قدرت نہ دوں گا۔ بادشاہ نے کہا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا۔ کہ یحییٰ بن زکریا کا قتل ہے۔ بادشاہ تو نشہ خروش سے اور شہوت کے جوش میں مرا جارہا تھا۔ کہا تو مختار ہے۔ اس دختر بد اختر نے فی الفور حکم بھیجا۔ اور حضرت یحییٰ کا سر مبارک تن نازنین سے جدا کر کے طشت میں رکھ کر بادشاہ کی مجلس میں منگوایا۔ تین بار اس سرور اصفیا کے سر سے آواز آئی کہ اے بادشاہ یہ تیری بیٹی ہے۔ تجھ پر حرام ہے۔ قادر ذوالجلال کی قدرت سے زمین اس بادشاہ کو مع دختر کے نگل گئی۔ حلم دائم تجھ سے جو مولا کرے ٭ حد سے جو گذرے تو پھر رسوا کرے۔ جب وہ پیغمبر معصوم مارا گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے فارس کے بادشاہ کو بنی اسرائیل پر مسلط کیا۔ اس نے حضرت زکریا اور یحییٰ کے خون کے عوض میں ان کے دماغ کا بھیجا نکالا۔ اور لشکر جرار لے کر ملک شام کو زیر و زبر کیا۔ اور بیت المقدس کے پاس ڈیرا کیا۔ اور لشکر کے سردار نے تلوار میان سے کھینچی۔ اور سر افشانی یہود کی شروع کی۔ کہتے ہیں۔ کہ حضرت یحییٰ کا خون جس روز سے قتل ہوئے تھے۔ جوش میں تھا۔ بند نہ ہوتا تھا۔ جب ستر ہزار یہود قتل ہوئے۔ تب خون حضرت یحییٰ کا بند ہوا۔ اور اس سردار کو باقی لوگوں پر رحم آیا مگر بادشاہ نے فرمایا۔ کہ جب تک میرے لشکر تک خون کی نہر نہ پہنچے۔ تب تک ہاتھ قتل سے مت اٹھائیو٭

پھر اس سردار نے بادشاہ کی تسلی خاطر کے واسطے چار پائے ذبح کئے۔ جب نہر خون کی لشکر کو پہنچی۔ تب قتل موقوف ہوا۔

ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا

حضرت مریم کا حمل زکریا کے قتل ہونے کا سبب ہوا۔ اور کیفیت حمل رہنے کی یوں ہے۔ کہ ایک روز حضرت مریم اپنی خالہ یا بہن کے گھر غسل حیض کرنے گئیں اور پردہ لٹکایا چاہتی تھیں۔ کہ غسل کریں۔ جبرائیل ایک بے ریش خوبرو عنبر مو کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ حضرت مریم نے دیکھا۔ کہ ایک شخص نامحرم میری طرف

متوجہ ہے۔ تو نہایت حجاب زدہ ہو کر فرمایا۔ کہ میں پناہ مانگتی ہوں۔ تجھ سے ساتھ اللہ کے اگر تو پرہیز گار ہے۔ جبرائیل نے کہا۔ کہ میں وہ شخص نہیں ہوں کہ جس سے تو ڈرے نہیں اللہ کا رسول ہوں تجھ کو پاکیزہ بیٹا بخشنے کو آیا ہوں۔ حضرت مریم نے کہا۔ کیونکر میرا بیٹا ہوگا۔ مجھے تو کسی بشر نے چھوا نہیں۔ اور بدکار عورت نہیں ہوں۔ جبرائیل نے کہا سچ ہے۔ تو ایسے ہی ہے لیکن تیرے اللہ نے فرمایا ہے کہ مجھ پر بغیر باپ کے بیٹا پیدا کرنا آسان ہے۔ میں اس کو عجوبہ زمان اور رحمت عالمیان بناؤں گا۔ اور یہ حکم ہو چکا ہے۔ بعد اس کے حضرت جبرائیل نے مریم کی جیب و گریبان میں حضرت عیسےٰ کی روح مبارک کو پھونک دیا۔ فی الفور حمل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ یوسف نجار جو حضرت مریم کے ماموں کا بیٹا تھا بیت المقدس میں عبادت کرتا تھا۔ اور کبھی کبھی حضرت مریم کو ان کی خالہ کے گھر پہنچانے کو جاتا تھا۔ جب حمل کے احوال سے واقف ہوا نہایت غمگین ہو کر پوچھا کہ اب تو مجھ کو تمہاری پرہیز گاری میں بہت شک ہے۔ اگر حکم ہو تو پوچھوں۔ حضرت مریم نے اجازت دی اس نے پوچھا۔ کہ کوئی درخت بغیر تخم کے پیدا ہوتا ہے حضرت مریم نے کہا۔ کہ حقتعالےٰ نے پہلا درخت کس تخم سے پیدا کیا۔ اور پہلا تخم کس درخت سے نکلا۔ آخر اس نے ظاہر پوچھا۔ کہ کوئی فرزند بغیر باپ کے پیدا ہوا ہے۔ حضرت مریم نے جواب دیا۔ کہ بغیر ماں کے بھی ہوتا ہے۔ آدم و حوّا کون سے باپ ماں سے پیدا ہوئے ہیں۔ یوسف نجار نے ان کی تصدیق کر کے کہا۔ کہ سوال میرا بطریق حکمت تھا۔ میرا قصور معاف کرو۔ جب ولادت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نزدیک ہوئی۔ حضرت مریم کو ندا ہوئی۔ کہ اس شہر سے باہر جا کر قوم کو اس وضع پر دیکھے گی۔ تو تجھ کو اور تیرے فرزند کو قتل کر ڈالیگی۔ حضرت مریم یوسف نجار کو لے کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئیں۔ اور جبرائیل رہبر ہوئے۔ جب دو فرسنگ راہ قطع کی تو ایک گاؤں میں جس کو بیت اللحم کہتے ہیں پہنچیں اور بسبب شدت درد کے مرکب سے اتریں۔ اور پشت مبارک ایک خرمے کے سوکھے درخت سے لگا کر بیٹھیں۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور فرمایا اے کاش میں اس حال سے آگے ہی مرجاتی۔ اور نسیًا منسیًا ہو جاتی۔ حقتعالےٰ نے ملائک کو بھیجا۔ اور اپنے فضل سے وہاں ایک چشمہ پانی کا ظاہر کیا۔ ملائک نے حضرت عیسےٰ کو چشمے میں غسل دیا۔ اور حضرت جبرائیل بحکم رب الجلیل ندا کی

کہ اے مریم غمگین مت ہو کہ اللہ تعالےٰ نے تیرے واسطے نہر جاری کی۔ اور سوکھے درخت خرمے کو سرسبز کیا۔ اب ہلا تو شاخ خرمے کی اور گرا۔ اپنے اوپر خرمائے تازہ اور کھا اور پی اور بیٹے کے دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی کر۔ پھر حضرت مریم نے جبرائیل سے کہا۔ کہ اگر لوگ مجھے پوچھیں گے۔ کہ یہ بچہ کہاں سے لائی ہے۔ تو میں کیا جواب دونگی۔ حضرت جبرائیل نے کہا۔ کہ کسی کو دیکھے تو اشارہ سے کہیئے۔ کہ میں نے واسطے خدا کے نذر کی ہے۔ کہ بنی آدم سے آج بات نہ کروں گی۔ اور اس زمانے میں جیسے طعام و آب سے روزہ رکھتے تھے ویسے ہی باتوں سے رکھتے تھے ؛

جب بنی اسرائیل نے حضرت مریم کے چلے جانے کی خبر پائی۔ تو اُن کے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب مسافت طے کر کے آپ کے پاس پہنچے۔ کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے اور سر پر خاک ڈالنے لگے۔ اور بولے کہ یہ کیا کار بد کیا ؛ تو نے۔ اے ہارون کی بہن یعنے تو مانند ہارون کے عبادت کرتی تھی۔ تیرا باپ بُرا آدمی نہ تھا۔ اور تیری ماں بھی بدکار نہ تھی۔ حضرت مریم نے اشارہ طرف عیسے علیہ السلام کے کیا۔ کہ اس سے پوچھو سب غصے ہو کر بولے۔ کہ تم ہم سے مسخری کرتے ہو۔ کیونکر بات کریں۔ لڑکے سے جو جھولے میں ہے۔ حضرت عیسےٰؑ بحکم خدا وند قادر کے بولے۔ کہ میں بندہ خدا ہوں۔ اور خدا نے مجھ کو کتاب دی ہے۔ اور مجھکو نبی کیا ہے۔ جب یہود نے یہ معجزہ دیکھا ؛ تو زبان طعن سے بند کی۔ اور جانا کہ یہ پیغبر ہے۔ جو اگلے پیغمبروں نے اس کے آنے کی بشارت دی ہے۔ اور مریم پر جو نسبت بد کرتے ہیں۔ وہ بہتان ہے۔ پھر تو حضرت مریم کو کمال عزت اور حرمت کے ساتھ لے کر آئے۔ اور بڑی تعظیم اور توقیر سے رکھا ؛

جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام بالغ ہوئے حکم الٰہی آیا۔ کہ بنی اسرائیل کے تئیں دعوت اپنے دین کی کرو۔ ہرچند عیسےٰؑ نے دعوت کی۔ وہ ایمان نہ لاتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ ہم موسےٰؑ کا دین ایک طفل بے پدر کے کہنے سے نہ چھوڑیں گے۔ حضرت عیسےٰؑ دل تنگ ہو کر شہر سے نکلے ایک جماعت دھوبیوں کی دیکھی۔ جو کپڑے دھوتے تھے ان سے فرمایا کہ تم پاکیزہ کرتے ہو۔ کس واسطے لوگوں کو پاک نہیں کرتے ؛ کہا۔ کس چیز سے پاک کریں۔ کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِیْسٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ وہ سب ایمان لائے

اور حضرت عیسےٰؑ کے ہمراہ ہوئے۔ ایک دن صیادوں کے پاس دریا کے کنارے پہنچے۔ کہ مچھلیوں کا شکار کرتے تھے۔ ان کو دعوت کی سب ایمان لائے۔ پھر بنی اسرائیل نے کہا۔ کہ ہر پیغمبر کا معجزہ ہوتا ہے۔ تمہارا معجزہ کیا ہے فرمایا کیا چاہتے ہو۔ کہا۔ ایک لڑکا۔ ایک لڑکا ماں کے پیٹ سے نابینا پیدا ہوا اس کو بینا کرے حضرت عیسےٰؑ نے اس کی آنکھوں پر پھونکا۔ فی الحال بینا ہو گیا۔ پھر دوسرا معجزہ چاہا۔ حضرت عیسےٰؑ نے تھوڑی مٹی ہاتھ پر رکھی۔ اور شکل مرغ کی بنائی۔ اس میں پھونکا۔ وہ بھی جاندار ہو کر اڑ گیا۔ بعد اسکے حضرت عیسےٰ نصیبین کو مع اپنے حوارین کے گئے۔ نصیبین ایک شہر تھا۔ کہ وہاں کا بادشاہ بڑا متکبر اور جہاز او جبار تھا۔ جب متصل اس شہر کے پہنچے۔ تو حضرت عیسےٰ نے حوارین سے کہا۔ کہ تم میں سے کون شخص ہے۔ جو شہر کو جائے۔ اور وہاں ندا کرے کہ عیسےٰؑ تمہارے شہر کو آیا چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا۔ کہ میں جاؤں گا۔ نام اس کا یعقوب تھا۔ اس کے دوسرے حواری نے جس کا نام توبان تھا۔ یعقوب کی رفاقت چاہی۔ اسکو بھی رخصت فرمایا۔ اور کہا۔ اے توبان تقدیر الٰہی یوں ہے۔ کہ عنقریب تو بلا میں گرفتار ہو گا۔ بعد اس کے شمعون نے کہا۔ اے روح اللہ اگر اجازت ہو تو میں بھی جاؤں وہ بھی رخصت ہوا۔ شمعون نے تو شہر سے باہر توقف کیا۔ اور یعقوب اور توبان سے کہا۔ کہ تم جا کر حضرت عیسیٰ کا حکم بجا لاؤ۔ اگر تم کو کچھ ضرر پہنچے گا۔ تو میں کچھ تدبیر کروں گا۔ اور ان کے پہنچنے سے آگے دشمنوں نے حضرت مریم اور حضرت عیسےٰؑ کا احوال بری طرح سے مشہور کیا تھا۔ یعقوب اور توبان نے شہر میں آ کر آواز دی۔ کہ اے لوگو عیسےٰؑ روح اللہ اور کلمۃ اللہ اور رسول اللہ تمہارے شہر میں آیا چاہتے ہیں۔ لوگ سنکر بہت جمع ہوئے۔ اور پوچھا کہ کس نے تم میں سے یہ بات کہی ہے۔ یعقوب تو منکر ہوا۔ اور توبان اقرار کیا۔ کہ میں نے کہی ہے۔ اس کو جھٹلایا۔ اور حضرت عیسےٰ اور مریم کو بیہودہ باتیں کہیں۔ توبان کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے کہا ان باتوں سے باز آ نہیں تو تیرے قتل کا حکم دوں گا۔ توبان اپنے قول پر ثابت رہا۔ بادشاہ نے اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر آنکھوں میں سلائی پھروا کر گاؤں سے باہر ڈلوا دیا۔ شمعون یہ احوال سنکر شہر میں آیا۔ اور بادشاہ کے مصاحبوں سے مل کر ملاقات پیدا کی۔ اور فرصت میں عرض کی کہ امید کرم شہزادہ سے یہ ہے۔ کہ اگر حکم ہووے۔ تو اس مبتلائے جراحت سے چند باتیں

پوچھنے میں آویں۔ بادشاہ نے اجازت دی۔ شمعون نے اس کو بلا کر پوچھا کہ تو کیا بات کہتا ہے۔ اس نے کہا عیسےٰ رسول اللہ اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہے۔ شمعون نے کہا۔ اس بات کے صدق کی کیا دلیل ہے۔ جواب دیا۔ کہ جذام اور برص کو صحت دیتا ہے۔ شمعون نے کہا۔ یہ بات طبیبوں سے بھی ہو سکتی ہے۔ اور کچھ دلیل بھی ہے توبان نے کہا۔ کہ جو کچھ لوگ اپنے گھروں میں کھاتے ہیں یا ذخیرہ اور پونجی رکھتے ہیں۔ اس کی خبر دیتا ہے۔ شمعون نے کہا۔ یہ تو فعل کاہنوں۔ اور نجومیوں کا ہے۔ کچھ اور علامت بھی ہے۔ توبان نے کہا۔ کہ خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ شمعون نے کہا۔ کہ اب یہ مسکین قابو میں آیا ہے۔ کہ اس نے امر عظیم کا دعویٰ کیا ہے۔ کہ یہ کام سوائے خدا کے یا اس کے رسول کے دوسرے سے نہیں ہو سکتا۔ اب صلاح یہ ہے۔ کہ عیسےٰؑ کو بلاویں اگر اس نے اس بات سے انکار کر دیا۔ تو اُس شخص کو اس سے زیادہ عذاب فرماؤ۔ اگر عیسےٰؑ مردے کو زندہ کر دے۔ اگرچہ یقین تو نہیں ہے۔ تب ایمان لاویں۔ اس واسطے کہ مردوں کا زندہ کرنا دلیل قاطع ہے۔ کہ وہ نبی ہے۔ بادشاہ کے تئیں شمعون کی بات پسند آئی۔ اور حضرت کو بلانے کا حکم دیا۔ اور شمعون سے کہا۔ کہ تم حضرت علیےٰؑ کے ساتھ باتیں کرو۔ شمعون نے حضرت عیسےٰؑ سے کہا۔ کہ یہ آدمی تیرا بھیجا ہوا ہے۔ جو ہمارے بادشاہ کے غضب میں گرفتار ہے۔ اور گواہی دیتا ہے۔ کہ تو رسول خدا کا ہے۔ کہا سچ کہتا ہے۔ پھر شمعون نے کہا یہ گمان کرتا ہے۔ کہ تو مجذوم اور مبروص کو تندرست کر دیتا ہے عیسےٰؑ نے فرمایا کہ یہ گمان اس کا درست ہے۔ پھر شمعون نے کہا۔ کہ یہ بات یوں قرار پائی ہے۔ کہ اگر تو یہ باتیں جو توبان نے کہی ہیں۔ نہ کر سکے گا۔ تو تجھ کو تیرے یاروں سمیت ہم ہلاک کر دیں گے۔ حضرت عیسےٰؑ نے فرمایا۔ اچھا شمعون نے کہا۔ پہلے تو اپنے یار کو درست کر دے۔ حضرت عیسےٰؑ نے توبان کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے مِلا کر ہاتھ اپنا اس پر پھیرا۔ خدا کی قدرت سے جیسا تندرست تھا۔ ویسا ہی ہو گیا۔ اور آنکھیں بھی اچھی بینا ہو گئیں۔ شمعون نے کہا۔ اے بادشاہ یہ ایک نشانی ہے۔ پیغمبروں کی نشانیوں سے پھر شمعون نے حضرت عیسےٰؑ سے التماس کی۔ کہ بتاؤ۔ تو اس مجلس کے لوگوں نے رات کو کیا کھایا ہے۔ حضرت عیسےٰؑ نے ایک ایک کو بیان کیا۔ کہ تو نے رات کو فلان چیز کھائی ہے۔ اور فلانی چیز ذخیرہ کر رکھی ہے۔ پھر شمعون نے کہا۔ کہ یہ تیرا بھیجا ہوا آدمی گمان کرتا ہے۔ کہ تو مٹی کا مرغ

مرغ بناتا ہے۔ اور وہ جاندار ہو کر اڑ جاتا ہے۔ حضرت عیسےٰؑ نے کہا سچ کہتا ہے۔ تم کو کونسا مرغ مطلوب ہے۔ سبھوں نے کہا خفاش یعنی واگل بناؤ۔ حضرت عیسےٰؑ نے کچھ مٹی کی واگل بنائی اور دم عیسےٰؑ اس پر پھونکا۔ وہ ان کے روبرو زندہ ہو گیا۔ اور اڑنے لگا۔ بعد اس کے بہت بھاری بھاری مرضوں کے مریض ان کے دم مبارک سے تندرست ہوئے۔ سب نے التماس کی کہ اب مردے کو زندہ کر دو۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ جس مردے کو تم مقرر کرو۔ میں خدا کے فضل سے اس کو جلاؤں گا سبھوں نے کہا۔ کہ سام بن نوح کو جو ہمارا تمہارا دادا ہے۔ زندہ کرو۔ آپ کے انفاس شریف کی برکت سے بعید نہیں ہے سب عالم جمع ہو کر حضرت سام کی قبر پر گئے۔ حضرت عیسےٰ نے دو رکعت نماز پڑھی اور خدا سے وست بدعا کے بعد اسکے سام کو پکارا تب قبر اُن کی خلق زمین و آسمان کے حکم سے پھٹی۔ اور ایک شخص سفید ریش اور سفید سر باہر آیا۔ اور جوابدیا۔ لبیک یا روح اللہ۔ سام نے قوم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ اے لوگو یہ عیسےٰ بیٹا مریم صدیقہ کا ہے۔ اور روح اللہ ہے۔ تم اس کی نبوت کو مانو۔ اور ایمان لاؤ۔ پھر حضرت عیسےٰؑ نے سام سے پوچھا کہ تمہارے عہد میں تو بال سفید نہیں ہوتے تھے۔ تمہاری داڑھی کیوں سپید ہے۔ جواب دیا۔ جب میں نے تیری آواز سُنی۔ تو مجھ کو گمان ہوا۔ کہ قیامت ہوئی۔ اس کی ہیبت سے میرے بال سفید ہو گئے۔ پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ تم کو کتنے برس ہوئے کہ تم نے وفات پائی ہے۔ بولے کہ چار ہزار برس حضرت عیسیٰؑ نے کہا۔ اگر تم چاہو۔ تو میں اللہ تعالےٰ سے دعا مانگوں۔ کہ چند مدت پھر دنیا کی ہوا کو کھاوے۔ سام نے قسم کھا کر کہا کہ آخر پھر موت کا شربت چکھنا پڑیگا۔ اور ابھی تک پہلی ہی مرتبہ کی سختی سکرات میرے حق میں باقی ہے میں زندگانی دنیائے فانی کو نہیں چاہتا۔ تو دعا کر کہ میں بدستور جوار رحمت الٰہی میں پہنچوں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے دعا کی وہ بدستور سابق قبر میں تشریف لے گئے۔ اور زمین برابر ہو گئی۔ اور اس معجزے کی برکت سے تمام لوگ شہر نصیبین کے حضرت پر ایمان لائے ؛

+ + +

بیان مائدہ کے نازل ہونیکا

نازل ہونا مائدہ کا غرائب واقعات سے اور عجائب معجزات سے ہے۔ کیفیت اس کی یوں ہے۔ کہ اکثر اوقات حوارین خاص اصحاب حضرت عیسےٰ ؑ کے ہمراہ رہتے تھے۔ اور دوسرے آدمی بھی رکاب سعادت میں سعادت اندوز تھے۔ ایک روز لوگ سفر میں بھوکے ہوئے۔ اور حوارین سے کہا۔ کہ تم حضرت عیسےٰ ؑ سے عرض کرو۔ کہ حق تعالےٰ یہ بات کرسکتا ہے۔ کہ خوان آسمان سے نازل کرے۔ حوارین نے اس بات کو بعید از قیاس سمجھ کر چند بار انکار کیا۔ آخر ان کی تاکید سے حضرت عیسےٰ کے حضور میں یہ حال عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تم مومن ہو تو خدا سے ڈرو۔ اور شک کی موت مت مرو لوگوں نے عرض کی ہم قدرت خدائی سے شک نہیں ہیں۔ لیکن ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس میں کھاویں۔ اور دل کو اطمینان ہو۔ اور یقین ہمارا تمہارے صدق قول پر زیادہ ہو۔ جب تضرع وزاری زیادہ ہوئی۔ تب حضرت عیسےٰ ؑ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور خدا سے سوال کیا۔ کہ اے اللہ تعالےٰ تو نازل کر ہم پر ایک مائدہ آسمان سے اور اترنا۔ اس کا ہمارے اگلے پچھلوں کے لئے عید ہو۔ اور تیری طرف سے نشانی نبوت کی ہو۔ نصیب کر تو ہمارے کہ تو سب رازقوں سے بہتر ہے۔ حق تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ میں تم پر نازل کروں گا۔ لیکن جو کوئی بعد اس کے کفران نعمت کرے گا۔ تو میں اس کو ایسا عذاب کروں گا۔ کہ کسی کو عالم میں ایسا عذاب نہ کیا ہو گا۔ بعد اس کے ایک خوان سبز آسمان سے زمین کی طرف متوجہ ہوا۔ کہ نیچے اوپر اس کے دو ٹکڑے ابر کے تھے۔ آہستہ آہستہ اتر کر حضرت عیسےٰ ؑ کے روبرو ٹھہرے اور اس کی خوشبو سے لوگوں کے دماغ معطر ہوگئے۔ حضرت عیسےٰ ؑ نے بعد سجدہ شکر کے حوارین سے فرمایا۔ کہ جو شخص تم میں سے بڑا نیک بخت ہو۔ اور خدا کی قدرت پر اسکو بھروسہ ہو۔ وہ خوان کا سرپوش اٹھاوے۔ حوارین نے عرض کی کہ ہم میں سے آپ اولیٰ وافضل ہیں پھر حضرت عیسےٰ ؑ بسم اللہ خیر الرازقین کہہ کر سرپوش اٹھایا۔ اور ایک عالم انتظارہ کرتا تھا۔ وہ خوان زر سرخ کا تھا۔ اور چار اسکے پائے تھے۔ اور سفرہ پر ایک مچھلی بیٹھی ہوئی۔

کہ اس کے کانٹے نہ تھے اور روغن اس سے ٹپکتا تھا۔ اور آس پاس سوائے لہسن اور گندنے کے سب ترکاریاں تھیں اور تھوڑا سرکہ سرکے پاس اور نمک پاؤں کے پاس رکھا تھا۔ اور پانچ گدڑے روٹیوں کے اور تھوڑا زیتون اور پانچ انار اور کئی خرمے ان گدڑوں پر رکھے تھے۔ حضرت عیسٰے نے فرمایا بسم اللہ کرو۔ صدائے عام اور ندائے فرحت انجام سبکو دو۔ غنی اور فقراء اور تندرست اور مریض اس خوان الوان نعمت پر حاضر ہوئے۔ جس مریض نے کھایا۔ وہ تندرست ہوا۔ اور جس نابینا نے کھایا وہ بینا ہوا۔ ہزار کو سیر ہوئے۔ اور طعام جتنا کہ تھا۔ کچھ کم نہ ہوا۔ پھر وہ آسمان کو اٹھ گیا۔ بعد اس کے ہر روز صبح کیوقت اترتا تھا۔ اور زوال کے وقت اٹھ جاتا تھا۔ اور دنیا کے لوگ اطراف وجوانب سے آتے تھے۔ بعد اسکے حکم خدا کا نازل ہوا کہ میرے خوان میں سے غریب اور مسکین اور یتیم اور مریض کھاویں۔ یہ بات غنیوں پر سخت گذری۔ بعضے بولے کہ یہ خوان خدائی نہیں ہے۔ اور بعضے بولے کہ آسمانی نہیں۔ اس طرح کی شک کی باتیں اور کفران نعمت کرنے لگے حقتعالےٰ نے وحی بھیجی۔ کہ میں اہل انکار اور کفران نعمت پر بموجب وعدے کے عذاب نازل کرتا ہوں۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے ان کو خبر دی۔ کہ صبح کو جو اپنے بچھونوں سے اُٹھے تو چارسو سات آدمی سور کی شکل ہو گئے۔ اور گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے تھے۔ گوہ کھاتے تھے۔ حضرت عیسٰےؑ کے روبرو آن کر سر زمین پر رکھتے تھے۔ اور آنسو آنکھوں سے بہاتے تھے۔ لیکن وقت علاج کا گذر چکا تھا۔ اس پشیمانی نے فائدہ نہ دیا۔ اور تین دن کے بعد جہنم کی راہ لی۔ نعوذ باللہ ۔

بیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لیجانیکا

راویان معتمد نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت عیسٰےؑ کے زمانے میں ایک بادشاہ گردن کش ظالم سرکش تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کو حکم الٰہی ہوا۔ کہ اس کو دین کی دعوت کریں ایک روز حضرت عیسٰے نے جاکر مجلس عام میں اس بادشاہ کو ظالم کی نصیحت کی کہ میں پیغمبر خدا کا ہوں اور تجھ پر خدا نے کتاب انجیل بھیجی ہے۔ اور موسٰےؑ کے دین کو منسوخ کیا۔ اور میرے دین کے جاری ہونے کا حکم کیا۔ اب تم میرا دین قبول کرو۔ اور موسٰےؑ کا دین چھوڑ دو۔ اس ظالم ناپاک نے اس بات سے انکار کیا۔ اور حضرت عیسٰےؑ کے قتل پر لوگوں کو تیار کیا حضرت عیسیٰؑ ایک پوشیدہ

ہو گئے۔ اور اپنے حوارین کو بلا کر وصیت کی کہ بعد میرے ایک نبی اُمّی عربی زبان تمہارے
میں پیدا ہوگا۔ قوم قریش سے کہ علماء اس کی امت کے مانند انبیاء کے ہوں گے۔ اپنی
اولاد کو بطنًا لعبد بطن وصیت کرتے جاؤ۔ کہ جو کوئی اس کو پاوے اس پر ایمان لاوے
اور سب کی طرح وصیتیں کیں۔ بعد اس کے ایک ان کے حواریین میں سے منافق ہو گیا۔
اس نے حضرت عیسےٰؑ کے پوشیدہ ہو جانے کی خبر بادشاہ کو دی۔ رات کو ناگہاں بادشاہ
کے لوگوں نے آن کر حضرت عیسےٰؑ کو گرفتار کیا۔ اور ایک مکان میں قید کر کے چاروں
طرف خوب چوکی رکھی۔ صبح کے وقت حضرت کے واسطے ایک مکان میں سولی کھڑی
کی۔ اور یہودی اور دوسرے گمراہوں کی جماعت بے نہایت جمع ہوئی حقتعالےٰ
نے جبرائیل کو بھیجا۔ جبرائیل مکان کی چھت توڑ کر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے
گیا۔ اور جب آفتاب نکلا۔ تو یہودیوں نے ایک شخص کو مکان کے اندر حضرت عیسےٰ
علیہ السلام کے نکالنے کو بھیجا۔ تو اس نے حضرت عیسےٰؑ کو وہاں نہ پایا۔ اور اللہ تعالےٰ نے
اس کی شبیہ اور صورت مانند حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے کر دی۔ اس نے کہا۔ کہ میں
نے تو عیسےٰؑ کو بہت ڈھونڈا نہ پایا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ عیسےٰؑ تو ہی ہے۔ اب تو چاہتا
ہے۔ کہ اپنے جادو سے کوئی فریب تازہ اُٹھاوے۔ وہ ہر چند قسمیں کھاتا تھا۔ کہ میں بھی
ہوں۔ جو اسکے لینے کو اندر گیا۔ تھا۔ انہوں نے اس کی بات نہ مانی سنتے الفور سولی پر دھر کر
حلقے سے لٹکا دیا۔ جب بہت دیر تک انتظار کیا۔ اور اپنے یار کا پتہ نہ پایا۔ اندر جا کر
دیکھا۔ وہاں بھی نظر نہ آیا۔ پھر آپس میں بولنے لگے۔ کہ اگر یہ شخص عیسےٰؑ ہے۔ تو ہمارا یار
کہاں ہے۔ اور اگر ہمارا یار ہے تو عیسےٰؑ کدھر ہے۔ غرض یہ ہے۔ کہ وہ ایسے شبہے
میں رہے۔ کہ روز قیامت تک شبہ ان کا نہ مٹے گا۔ جب حضرت عیسےٰؑ آسمان
پر پہنچے۔ تو اللہ تعالےٰ طبیعت بشری ان کی دور کی۔ ملائک کی طبیعت عنایت
کی۔ آخر زمانے تک فرشتوں میں رہینگے جب امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوویں گے
اور دجال نکلے گا۔ تب حضرت عیسےٰ علیہ السلام خدا کے حکم سے مکے میں اُتریں گے۔
نماز صبح کا وقت ہو گا۔ اور ایک منادی غیب ندا کرے گا۔ هٰذا عیسیٰ ابن مریم
روح اللہ کلمۃ اللہ لوگ ان کی بڑی خوشی سے کعبے سے اتاریں گے۔ حضرت امام
مہدی علیہ السلام ان سے کہیں گے۔ کہ آپ امامت کریں وہ فرمائیں گے کہ تم آگے
ہو کر ہم آج کے دن تمہاری شریعت کی متابعت کریں گے۔ بعد اس کے
چالیس برس دنیا میں رہینگے۔

اور شادی کریں گے۔ اور اولاد پیدا ہوگی اور دین محمدی کے دشمنوں سے لڑائی کرینگے۔ اور ان کے عدل سے بکری اور بھیڑیا اور شیر اور گائے ایک جگہ پانی پئیں گے۔ جب عالم بقا کو تشریف لے جاویں گے۔ تو مسلمان ان کا جنازہ کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حجرے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے ساتھ مدفون کریں گے۔

ذکر مبارک سید المرسلین وخاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے اول اللہ تعالےٰ نے میرا نور پیدا کیا۔ اور تمام موجودات کو عرش سے فرش تک میرے نور سے ہویدا کیا ہے۔ کعب احبار سے روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ نور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کی پیشانی میں رکھا جب حضرت شیث پیدا ہوئے تو وہ نور ان کی پیشانی میں چمکا۔ اور اس نور کی نگہبانی کا عہد نامہ حضرت سے اس مضمون کا لیا۔ کہ اس نور کے سوائے بی بی پاک کے مت سونپیو۔ اور تابوت سکینہ کو جس میں انبیا کی تصویریں تھیں واسطے نسلی حضرت آدم کے بہشت سے بھیجا تھا۔ ان کو سونپا۔ کہ تم اپنی اولاد کو نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن سونپتے جائیو۔ چنانچہ یہ طریقہ حضرت شیث کیوقت سے ان کی اولاد میں جاری رہا۔ اور دامن طہارت اس نبی پاک سے آباؤ۔ اجداد کا زنا کاری اور نابکاری سے آلودہ نہ ہوا۔ بعد اس کے حضرت نوح سے وہ نور سام کو ملا۔ اسی طرح نقل ہوتے ہوئے حضرت ابراہیم ؑ کی پیشانی میں ظہور کیا پھر حضرت اسماعیل ؑ سے ان کی طرف انتقال پاتے ہوئے پیشانی عبد المناف کی میں آچمکا۔ اور عبد المناف کے چار بیٹے تھے۔ عبد الشمس اور ہاشم اور مطلب اور نوفل ہاشم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا تھے۔ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی ان ہی پوتوں میں ہیں۔ ہاشم عبد مناف کی مسند پر بیٹھے۔ سقایت حجاج کی یعنے پانی پلانا حاجیوں کو اور تولیت زمزم کی اور کنجی کعبے کی ان ہی کے پاس تھی۔ اور سخاوت اور علو ہمت میں اپنے

زمانے میں بے نظیر تھے۔ پھر ان کے بعد ریاست مکے کی عبد المطلب کو ملی + ایک روز عبد المطلب نے خواب میں دیکھا کہ فلانے مقام میں کھودو۔ وہاں چاہ زمزم نکلیگا۔ عبد المطلب نے نذر کی کہ میرا خواب سچا ہو۔ اور خدا مجھ کو دس بیٹے دے۔ تو ایک بیٹے کو قربان کروں گا۔ جب اس مقام کو خواب میں جس کا مقام معلوم ہوا تھا کھودا تو چاہ زمزم مانند چشمہ آبحیات کے پیدا ہوا۔ اور سو تلواریں اور سو زرہیں۔ اور دو صورتیں طلائی ہرنوں کی نکلیں۔ ہرچند اقوام عرب نے انکے لینے کا زور لگایا پر عبد المطلب کو خدا نے ان پر غالب کیا واسطے ایفائے نذر کے قرعہ ڈالا۔ تو عبداللہ پر جو کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے باپ تھے۔ پڑا یہ بات عبد المطلب پر اور تمام قبائل عرب پر بہت دشوار گذری۔ اس واسطے کہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب سے ہر ایک شخص ان کو محبوب رکھتا تھا۔ آخر بعد مشورت کے یہ بات ٹھہری کہ اس زمانے میں ایک عورت جس کا نام شجاع تھا۔ اور بڑی کاہنہ تھی اس سے پوچھو سب لوگوں نے اسکے پاس جاکر یہ ماجرا بیان کیا اس نے کہا۔ دس اونٹ جو خون بہا ایک آدمی کی ہے۔ عبداللہ کے مقابلہ میں رکھکر قرعہ ڈالو۔ اور اسی طرح دس دس اونٹ بڑھاتے جاؤ۔ جب قرعہ اونٹوں پر پڑے تب ان کو عبداللہ کے عوض فدیہ دو۔ اور صدقہ کرو۔ القصہ جب نوبت سو اونٹوں پر پہنچی۔ تب قرعہ اونٹوں کے نام پر پڑا۔ عبد المطلب نے بہت خوشی سے اونٹوں کو قربانی کرکے ایفائے نذر کی۔ پھر تو عبد المطلب عبداللہ کی بہت تربیت کرتے تھے۔ جب بالغ ہوئے تو ان کی شادی آمنہ بنت وہب بن عبد المناف کے ساتھ کی عبداللہ کے حسن وجمال کا آوازہ تمام قبیلہ حجاز میں پہنچا تھا۔ اور اکثر امرائے عرب اپنی بیٹی دینے کا پیغام عبد المطلب سے کرتے تھے۔ اور قوم کی عورتیں بسبب نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو عبداللہ کی پیشانی میں جلوہ مار رہا تھا۔ کمال آرزوئے دیدار سے برسر راہ بیٹھی تھیں۔ اور بت خانے میں جاتے تو بتوں سے آواز آئی۔ کہ اے عبداللہ یہ جو نور تیرے چہرے پر چمکتا ہے۔ ہماری خرابی اسی سے ہوئی۔ زنہار زنہار ہو سے نزدیک مت ہو۔ جب بی بی آمنہ اس نور کی حامل ہوئی۔ اور عبداللہ اپنے باپ کے حکم سے ملک شام کو واسطے تجارت کے گئے پھرتے وقت بیمار ہو کر مدینے میں اپنے باپ کے اقرباؤں میں ٹھہرے اور مدینے میں وفات پائی کیوں نہ ہو۔ سرور عالم صلعم کی دنیا کے صدف میں درشہوار + +

تھی۔ تب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ درِیتیم اس عالم میں آوے کہ کوئی اسکی بہا نہ جانے

عجب جس کا خالق عالم!
پھر تیمی کا اس کو کیا ہے غم!

ذکر مبارک سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تولد ہونے کا

حضرت آدم کے وقت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے تک
ہر ایک عہد میں جو پیغمبر ہوتے تھے۔ وہ اپنی امت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی صفت اور فضائل بیان کرتے تھے اور جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں
پر نازل کیں۔ ان میں علامت اور شمائل محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان انبیاء کو۔
واقف کیا ہے۔ اور اکثر اہل کتاب نے سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی نبوت کا ستارہ نکلنے کے آگے تصدیق ان کی پیغمبری کی ہے اور بن دیکھے
اس رحمۃ للعالمین کے ساتھ بیعت کرنے کی تاکیدیں کی ہیں۔ اور وصیت
نامے لکھے ہیں۔ یہ احوال توریت انجیل میں اور حضرت آدم علیہ السلام
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں موجود ہیں۔ اور کاہنان
عرب کی نقلیں اور جناب کی خبریں واسطے اثبات کے معتبر کتابوں
میں موجود ہیں۔ اگر بیان میں آویں۔ تو یہ رسالہ دفتر عظیم ہو جاوے
مگر واسطے قوی ہونے اعتقاد اہل اسلام کے جو علامتیں کہ وقت تولد
کے ظاہر ہوئی ہیں۔ لکھنے میں آتی ہیں۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ
حمل کی مدت میں ہرگز حمل کے بوجھ سے میں واقف نہیں ہوئی اور اچھے اچھے
لوگ مجھ کو خواب میں کہتے تھے کہ تو حاملہ ہے شفیع المذنبین اور رسول
رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب فرزند تولد ہو
تو اسکا نام محمد رکھیو اور حضرت کی ولادت کی رات میں تمام
بت سرنگوں ہوئے اور شیطان کا تخت الٹ گیا اور خبریں
آسمان کی شیاطین لاتے تھے موقوف ہو گئیں اور نوشیرواں کے محل کے
۱۴ چودہ کنگرے پڑے۔ اور ہزار برس کا آتش خانہ فارس کا

بجھ گیا۔ آمنہ کہتی ہیں کہ میں اس راست ادل میں اکیلی تھی کہ نشانیاں وضع حمل کی نمود ہوئیں اور طبیعت میری نہایت غمگین تھی۔ اسوقت غیب سے کئی پاکیزہ بیبیاں آئیں اور بڑی الفت سے مجھ کو شربت پلایا۔ اور فاطمہ ثقفیہ کہتی ہیں کہ اس رات میں جو آمنہ کے پاس آئی تو کیا دیکھتی ہوں۔ کہ طبق نور کے آسمان سے اترتے ہیں اور گویا ستارے زمین پر اتر کر میرے پر نثار ہوئے ہیں جب بدن مبارک حضرت کا زمین پر پہنچا۔ تو ایک آواز آئی۔ یَرْحَمُکَ رَبُّکَ یَا مُحَمَّدُ اور ایسا نور چمکا۔ کہ تمام مشرق اور مغرب نظر آنے لگے۔ آمنہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے ایک آواز سُنی کہ اس مولود منیف کو تمام عالم کے گرد پھراؤ۔ بعد ایک کے میں نے ان کو پایا کہ وہ ایک حریر میں لپیٹ کر جس سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی ہے میرے سامنے رکھ دیا۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ختنہ کئے ہوئے۔ عبدالمطلب نقل کرتے ہیں کہ میں اس رات کعبے میں تھا۔ یکایک کعبے کی چاروں دیواروں نے سجدہ کیا۔ اور بیت المقدس میں سے آواز تکبیر کی آئی اور ہبل جو بڑا بت تھا گر پڑا اور صفا مروہ کے پتھر نیچے اونچے ہونے لگے۔ وہاں سے جو آمنہ کے گھر آیا تو معلوم ہوا کہ ستارہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلوع کیا میں خدا کا شکر بجالایا۔ پھر عبدالمطلب آنحضرت کو گود میں اٹھا کر کعبے میں لے گئے۔ اور شکر اس نعمت کے اشعار پڑھنے۔ اور وہاں لاکر آمنہ کے حوالے کیا؛

نقل ہے۔ کہ حضرت کے تولد کی خوشخبری توبیہ نے ابولہب کو پہنچائی۔ اس نے یہ مژدہ سُنکر ثوبیہ کو آزاد کیا۔ اس واسطے کتاب معتبر میں لکھا ہے کہ حضرت عباس نے ابولہب کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے۔ اس نے کہا۔ کہ عذاب الیم میں گرفتار ہوں مگر دوشنبے کی رات جو محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشخبری سُنکر لونڈی آزاد کی تھی۔ تھوڑا پانی پینے کو ملتا ہے؛

جاننا چاہیئے۔ کہ بعد بیالیس برس حکومت نوشیرواں کے پچھلی رات میں شروع ایام بیض میں بارہویں ربیع الاول دوشنبے کی رات اس سرور عالم پناہ شگافندہ ماہ اور محبوب خاص آلہ محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے حرم کو محترم کیا۔ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم با اشرف والاکرام؛

ذکر مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دودھ پلانے کا اور حلیمہ کے دائی ہونیکا

عرب میں دستور تھا۔ کہ ہر برس میں دو بار عورتیں تیسر دار مکے میں آن کر لڑکوں کو اپنے مکان میں لے جاتی تھیں۔ جب مدت دودھ پلانے کی پوری ہوتی تھی۔ تو مکے میں لڑکوں کو ماں باپ کے پاس پہنچا کر انعام و اکرام لے کر اپنے مکان کو جاتی تھیں اتفاقاً اس برس بنی سعد کے قبیلے کی عورتیں مکے میں آئیں۔ ان میں حلیمہ سعدیہ ابوذویب کا قبیلہ آیا۔ اور اس سال ان کے ملک میں قحط تھا۔ حلیمہ اور خاوند ان کا ایک دُبلے سے گدھے پر اور ضعیف سی اونٹنی پر سوار ہو کر چلے تھے۔ بڑی مصیبت سے مکے میں پہنچے۔ قافلے کی عورتوں نے آگے سے پہنچ کر مقدور والوں کے بچے لے لئے۔ اور محمد بن عبداللہ کے بیٹے کو لینے کا کوئی ارادہ نہ کرتی تھی اس واسطے کہ وہ یتیم تھے اور انعام دائیوں کا باپ سے تعلق رکھتا تھا۔ حلیمہ نے اپنے خاوند سے کہا۔ کہ میں تو خالی وطن کو نہ جاؤں گی۔ اگر تیری صلاح ہو۔ تو ابوطالب کے یتیم کو کہ جس کی پیشانی سے نور اور برکت چمکتا ہے۔ لے چلیں وہ خاوند کو راضی کر کے آمنہ کے پاس گئی۔ اور ان کی زبانی وہ کرامتیں اور خوبیاں جو حمل اور تولد میں دیکھی تھیں سُنکر بڑی خوشی سے لیکر خاوند کے پاس آئی۔ اور جو آمنہ سے سنا تھا۔ سنایا۔ ابوذویب خوش ہوا۔ اور حلیمہ سے نقل ہے کہ قسم ہے پروردگار عالم کی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھاتی سے میرا پیٹ بھر لیا۔ اور دوسری چھاتی سے انہوں نے کبھی دودھ نہ پیا۔ بہ الہام الٰہی رضاعی بھائی کا حق سمجھ کر چھوڑ دیتے تھے۔ اور میری اونٹنی کا بھی اتنا دودھ ہوا۔ کہ ہم دونوں پی کر پیٹ بھر لیتے تھے۔ اور اس لڑکے کے آتے ہی ایسی برکت ہم پر ظاہر ہوئی۔ اور حال آسودہ ہو گیا۔ کہ قافلے کی عورتیں ہم پر رشک کرتی تھیں۔ اور پھرتے وقت میرا گدھا سب گدھوں کا سالار ہو کر سب سے آگے چلتا تھا۔ اہل قافلہ دیکھ کر حیران ہوتے تھے ۔

جب وطن پہنچے تو ہماری اوقات بڑے آرام سے گذرنے لگی اور تمام
قوم کی بکریوں میں سوائے پوست اور ہڈی کے گوشت باقی نہ تھا۔ دودھ
تو کہاں اور ہماری بکریاں دودھ سے ہمارے باسن بھر دیتی تھیں۔
لوگ بسبب حرص کے ہماری بکریوں کے ساتھ چراتے تھے۔ ان کا مال
پامال رہتا تھا۔ اور ہماری بکریوں کے تھن دودھ سے مالا مال رہتے
دو برس کے عرصے میں۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے توانا
ہوئے کہ چار برس کا لڑکا اتنا قوی اور چست نہ ہوتا تھا۔ جب دودھ پلانے
کے دن پورے ہوئے تو بادلِ شاد۔ ہم انکو مکے میں لے گئے پر دل انکی جدائی
سے متفکر ہوتا تھا۔ مکے کی آب و ہوا کے فساد اور وبا کا حیلہ کرکے
میں بی بی آمنہ سے اجازت لے کر پھر وطن کو لے آئی ایک روز حضرت
نے کہا کہ میرے بھائی دن کو بکریاں چراتے ہیں۔ میں اکیلا رہتا ہوں
مجھ کو بھی ان کے ساتھ کر دیا کرو۔ چنانچہ دو مہینے تک حضرت بھی بھائیوں
کے ساتھ بکریاں چرانے کو جنگل میں تشریف لے جاتے تھے۔ ایک روز ان کا رضاعی
بھائی روتا ہوا آیا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو آدمیوں نے پکڑ کر
زمین پر گرایا اور ان کے پیٹ کو چیر ڈالا۔ حلیمہ اور اس کا خاوند روتے پیٹتے
جو وہاں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جناب رسالتمآب پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایک درخت کے تلے بیٹھے ہیں حلیمہ کو دیکھ کر مسکرائے۔ اس نے دوڑ کر چھاتی
سے لگایا۔ اور سوال پوچھا۔ تو فرمایا کہ مرد سفید پوش نے مجھ کو گرایا۔
اور میرا سینہ چیر کر دل نکال کر خون سیاہ کے چند قطرے باہر کئے۔ اور
آدمی نے برف کا پانی آفتابے میں لا کر میرے دل کو دھویا۔ پھر سینے
میں رکھ کر میرے پیٹ کو سیا۔ اور کچھ بھی درد مجھ کو معلوم نہیں ہوا پھر
تو حلیمہ اور اس کا خاوند ڈرے کہ لڑکے کا عجب حال ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ حادثہ
ہو جائے کہ ہم سے اس کا بندوبست نہ ہو سکے اس واسطے حضرت کو ان کی والدہ
کے پاس پھر کے پہنچا گئے۔ حضرت کی چھ برس کی عمر ہوئی تو بی بی آمنہ حضرت کو لیکر مدینے میں اپنے
رشتہ داروں کے ملنے کو آئیں چند روز رہ کر پھر بوقت ابواء نام گاؤں میں بیمار ہوکر دار البقا کو سدھاریں
پھر ام ایمن نے جو حضرت کی کنیزک تھیں۔ انکو ساتھ لیکر مکے میں لا کر عبدالمطلب کو سونپا۔ جب سات برس کے ہوئے۔ تو عبدالمطلب
کو موت کا پیغام آیا۔ تب مرض الموت میں سب بیٹوں کو جمع کر کے وصیت کی۔ اور ہمارے ۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت ابو طالب کو سونپی۔ اور آپ اپنی زندگی
مستعار مالک حقیقی کو سونپ کر راہ فنا کے مسافر ہوئے پھر تو ابو طالب نی
حضرت کی تربیت پر کمر باندھی۔ اپنے فرزندوں سے زیادہ محبت کرتے تھے
جب حضرت بارہ برس کے ہوئے تو ابو طالب نے شام کی طرف کا ارادہ کیا۔ اور چاہا
کہ حضرت کو چھوڑ کر وہاں جاویں۔ حضرت نے فرمایا کہ تم مجھے یہاں چھوڑے
جاتے ہو۔ ابو طالب نے یہ کلام جانگداز سن کر انکو چھاتی سے لگایا۔ اور اپنے ساتھ
لیکر شام کے قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے جب شہر بصرہ چھ کوس رہا تو ایک
گاؤں میں مقام کیا۔ وہاں ایک صومعہ یعنی عبادتخانہ تھا کہ اسمیں بحیرا
نام راہب رہتا تھا۔ اور آسمانی کتابوں سے واقف تھا۔ اس کو معلوم تھا کہ
پیغمبر آخر الزمان اس صومعے کے پاس بیر کے درخت کے تلے اتریں گے
جب قافلہ نمودار ہوا۔ بحیرا نے دور سے دیکھا اور ابر کا ٹکڑا اس چتر
لوہک کے سر پر سایہ کرتا ہے۔ اس کو یقین ہوا۔ کہ یہ وہی پیغمبر موعود
ہے۔ جب قافلہ آن کر اترا۔ تو بحیرا نے ان کی دعوت کی اور اپنے خادم
کے ہاتھ کہلا بھیجا۔ کہ اے اہل مکہ آج تم سب اس فقیر خانے میں تشریف
لاؤ۔ اور میری دعوت قبول کرو۔ ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ آگے جو
قافلہ آتا تھا۔ تو راہب کبھی التفات بھی نہ کرتا تھا۔ اب اس تپاک
سے ضیافت کرنے کا سبب کیا ہے۔ بہر حال یہ سب لوگ تو ضیافت
کھانے کو گئے اور حضرت کو بسبب صغر سن کے مکان پر چھوڑ
کر آئے بحیرا نے ہر چند لوگوں کے منہ کو دیکھا۔ مگر آئینہ جمال محمدی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر نہ آیا۔ حیران ہو کر پوچھا۔ کہ کوئی اور بھی
تمہارے ساتھ والوں سے باقی ہے کہ ایک نوعمر لڑکے کو مکان پر چھوڑ
کر آئے ہیں؟۔ راہب نے ابو طالب سے کہا کہ حضرت کو بھی بلوایا۔
بحیرا نے دیکھتے ہی نبوت کی نشانیوں سے پہچانا اور بہت تعظیم
تکریم سے بٹھایا۔ بعد کھانے کے ابو طالب کو کہا کہ تم اس بلند
اقبال کو فرماؤ کہ جو کچھ پوچھو سو مجھ سے پوشیدہ نہ رکھے حضرت نے بموجب فرمان ابو طالب
نے فرمایا کہ کیا پوچھتے ہو۔ اس نے کہا کہ تم لات اور عزی کی قسم دیتا ہوں کہ جو کچھ میں پوچھوں سو میرا جواب دو حضرت
نے فرمایا۔ نام ان دونوں کا میرے سامنے مت لو۔ میں کسی چیز کو انکے برابر دشمن بحیرا نے کہا کہ تو خدا کی قسم بتا مجھ میں نشان تیری

شان عالی کو دیکھوں۔ جب حضرت نے چادر اٹھائی بحیرا نے فی الفور اس نشان کو جو مہر نبوت تھی چوما اور بولا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی پیغمبر آخر الزمان ہے کہ آسمانی کتابوں میں جس کا بیان ہے عنقریب ہے۔ کہ مشرق و مغرب تیرے نور سے منور ہوگا اے ابوطالب ابوطالب اگر تو اس کو عزیز رکھتا ہے۔ تو شام کی طرف مت جا۔ اسواسطے کہ نبوت کی علامتیں اس میں مانند صبح کے روشن ہیں۔ اور یہود نا بہبود اسکے دشمن ہیں۔ ابوطالب نے خوش ہو کر راہب کی بات قبول کی۔ اور اپنا مال بصرے میں بیچ کر مکے کو روانہ ہو گئے

ذکر مبارک حضرت خدیجۃ الکبریٰ کیساتھ نکاح کرنیکا

جب حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عمر پچیس برس کی ہوئی۔ تو ابوطالب نے اپنی تنگی معاش کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ قافلہ قریش کا شام کو جاتا ہے اور خدیجہ خویلد کی بیٹی امانتدار لوگوں کو مال دیتی ہے۔ اگر تم بھی تجارت کے واسطے کچھ اس سے طلب کرو تو یقین ہے وہ عذر نہ کرے گی۔ اس سبب سے ہم کو نفع ہوگا۔ یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی۔ انہوں نے حضرت سے پیغام کیا۔ کہ آپ اگر بیاراداہ کریں تو میں اراد دل سے دوگنا دونگی اس واسطے کہ آپکی دیانت اور امانت سب پر ظاہر ہے۔ ابوطالب خوش ہوئے اور خدیجہ نے بموجب وعدے کے عمل کیا اور میسرہ نام اپنے غلام کو خرید و فروخت سے واقف تھا۔ اور نہایت اعتقاد سے خدمت کرتا تھا۔ جب بحیرا راہب کی منزل میں پہنچے تو وہ عالم عقبیٰ کو پہنچ چکا تھا۔ اور نسطورا راہب اسی جگہ پر مسندنشین تھا وہ آسمانی کتابوں سے احوال سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جانتا تھا۔ جب میسرہ کی زبانی سنا تو بولا کہ میں مدت سے اس عبادت خانے میں اس جمال کے دیکھنے کا منتظر تھا۔ الحمد للہ کہ میں اپنی تمنا کو پہنچا۔ لیکن تم کو وصیت کرتا ہوں کہ شام کے جانے کے ارادے کو فسخ کرو۔ اور اس شخص کی خدمت کر اپنی سعادت سمجھو اس واسطے کہ شام کے یہود اس کے دشمن ہیں۔ مبادا کچھ زیان پہنچاویں۔ میسرہ نے نسطورا کی نصیحت سنی۔ اور اس رئیس اصحاب میمنہ کی خدمت میں رہا اور بصرے میں بیچ کر مکے کو روانہ ہوا۔ اتفاقاً دوپہر کا وقت تھا۔ جو مکے کے میدان میں پہنچے خدیجہ نے اپنے بالاخانے سے دیکھا کہ دو شتر سوار چلے آتے

ہیں اور ایک کے سر پر مرغ سایہ کر رہے ہیں۔ یہ تماشا دیکھ کر مشتاق ہو کر کہنے لگے۔ کہ خدا کرے یہ دونوں مسافر میرے مکان پر اتریں۔ جب حضرتؐ اور میسرہ آن پہنچے۔ اور اس نے جو کچھ احوال مرغوں کے سایہ کرنے کا اور طعام میں برکت ہونے کا اور نسطوار کی تعریف کرنے کا سُنا اور دیکھا تھا۔ کہہ سنایا۔ خدیجہ کے دل میں محبت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راسخ ہوئی ؛ اور ارادہ نکاح کا مصمم کیا۔ ہر چند کہ اشراف قریش بسبب حسن اور شرافت اور مال کے خدیجہ رضؓ کے نکاح کے مائل تھے۔ لیکن تقدیر ازلی اس بی بی کے نصیب میں تھی۔ کہ سعادت دارین اس کو ملے۔ بعد دو مہینے کے اس سفر سے خدیجہ نے ایک عورت کو راز دار اپنا بنا کر بھیجا۔ اس نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کی ؛ کہ اے محمدؐ خدا نے تجھ کو جمال ظاہر اور کمال باطن عنایت کیا۔ تو کس واسطے نکاح نہیں کرتا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سامان نکاح کا بالفعل موجود نہیں۔ اس عورت نے کہا۔ کہ اگر کوئی بی بی صاحب حسب ونسب پیدا ہو۔ اور یہ سب بار اپنے اوپر اُٹھائے۔ اور اپنا مال وجمال تیرے نذر کرے تو قبول کرے گا ؛ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون ہے۔ کہا وہ خدیجہ خویلد کی بیٹی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ اس کام میں کس کو وسیلہ کروں۔ وہ بولی کہ میں اس مہم کی درستی کروں گی ؛ اور اس پیوند کو وصل دے کر مستحکم بنا دوں گی جب خدیجہ نے یہ مژدہ سُنا۔ تو ورقہ بن نوفل کو حضرت کے پاس بھیجا۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ اپنے اقرباء میں سے جو صاحبان عزت میں ہیں۔ ان کو یہاں بھیجو حضرت حمزہ تشریف کمال فصاحت اور بلاغت سے پڑھا۔ اور محیل کے ضامن ہوئے اور طرف ثانی سے ورقہ بن نوفل نے نہایت سلامت اور لطافت سے خطبہ سنایا بعد اسکے ایجاب قبول جانبین سے عمل میں آیا۔ پھر ابو طالب کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی فراغت معیشت سے فرصت حاصل ہوئی جب حضرت کی پچیس برس کی عمر شریف ہوئی۔ تو قریش نے کعبہ بنانے کا ارادہ کیا ؛ سبب اس کا یہ تھا ؛ کہ حضرت ابراہیم کی تعمیر میں کعبے کی چھت نہ تھی ؛ بلکہ صرف چار دیواری تھی۔ اور سیل کے پانی سے بنیاد دیواروں کی شکست ہو کہ گرنے کے قریب آ پہنچی تھی۔ اتفاقاً ان دونوں میں ایک عمدہ جہاز روم کا جدّے کے پاس آن کر ٹوٹ گیا۔ قریش نے یہ خبر سنکر غنیمت جانا۔ ولید بن

مغیرہ نے جذبے میں جا کر اس جہاز کی لکڑیاں خرید کے کاریگروں کو جمع کیا۔ اور چھت بنانے کی تجویز کی۔ اور یوں مقرر کیا۔ کہ موافق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنا کے بنا دیں۔ کم و بیش نہ کریں۔ لیکن خرچ نے وفا نہ کی۔ کہ موافق بنائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تیار کریں۔ ناچار ہو کر حطیم کو اس بنا سے نکال ڈالا۔ چنانچہ آج تک حطیم کعبے سے باہر ہے۔ اور طواف کرتے وقت حطیم کو درمیان میں لے کر طواف کرتے ہیں۔ پھر چاروں طرفوں کو قبائل عرب پر تقسیم کر کے بنانا شروع کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی پتھر کھینچنے میں سب کے ساتھ شریک رہتے تھے۔ جب حجر اسود رکھنے کا وقت آیا۔ کہ قوم قریش میں مخالفت ہوئی۔ ہر ایک چاہتا تھا۔ کہ یہ سعادت ہم حاصل کریں۔ ہر ایک اپنی فضیلتیں بیان کرتے تھے۔ اور حجتیں قایم کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نوبت خانہ جنگی تک اور کشت و خون تک پہنچی۔ ولید بن مغیرہ جو قریشیوں میں بزرگ اور بوڑھا تھا۔ جوانان قریش کو قتل و قتال سے منع کر کے یوں صلاح ٹھہرائی کہ کل فجر کو یہ سب سے آگے بنی شیبہ کے دروازے سے حرم میں آوے۔ وہ سب کا حاکم ہے۔ اس حکم پر سب راضی ہوئے۔ اتفاقاً فجر کو سب سے اول محبوب خالص آل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے۔ سب لوگوں نے نہایت خوشی سے آپ کو حاکم بنایا۔ اور کہا مصرعہ جو کچھ کرے تو ہمارا تو حاکم ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک کو بچھایا۔ اور حجر اسود چادر میں رکھکر فرمایا۔ کہ ہر ایک قبیلے سے ایک ایک آدمی کو اختیار کرو۔ جو اس چادر کا کونا پکڑے تا سب قوم اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔ جب سب اس طور سے چادر کو دیوار کے پاس لے گئے۔ تب اس شاہ انبیاء صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا۔ کہ میں اب تم سب کی وکالت کرتا ہوں۔ حجر اسود کو اٹھا کر اپنے دست حق پرست سے اس کے مقام پر رکھ دیا۔ سب لوگ خوشی سے بیٹھ گئے۔ اور نزاع اٹھ گئی ؛

ذکر مبارک حضرت صلعم کے نزول وحی کا اور پیغمبری پانیکا

جب نبوت کی صبح کے روشن ہونے کا وقت نزدیک ہوا۔ اور علامتیں رسالت کی ظاہر ہونے لگیں۔ تو اول اچھی اچھی خوابیں حضرت صلے اللہ

کی ظاہر ہونے لگیں۔ تو اول اچھی اچھی خوابیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھنے گئے۔ جو خواب دیکھتے تھے۔ سو اثر اس کا بعینہ ظاہر ہوتا تھا۔ اور اکثر چلتے پھرتے وقت پتھر یا درخت میں آواز آتی تھی۔ السلام عَلَیکَ یا رسول اللہ اور سبب اس کا یہ تھا۔ کہ اگر ایکبارگی جبرائیل وحی لے کر نازل ہوتے تو جثہ طاقت بشری کو طاقت تحمل کی نہ ہوتی۔ اور ان باتوں کے سبب سے دل کو وحی سے اور الہام سے اُنس ہوتا ہے اور قوت حاصل ہو کر ملائک سے الفت ہوجاتی ہے۔ ان دنوں میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہائی پسند ہوتی تھی۔ اور لوگوں سے کنارہ اور کئی روز کا توشہ ساتھ لے کر کوہ حرا میں جو مکے سے تین کوس ہے۔ جاتے تھے۔ چھ مہینے اس طریقے سے گذرے۔ بعد اس کے رمضان کی سترھویں تاریخ دوشنبے کے دن حضرت جبرائیل امین فرمان رب جلیل کا لے کر آئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگائے لیٹے تھے۔ پیچھے سے آکر حضرت کو متنبہ کیا۔ حضرت اُٹھ کر سیدھے بیٹھ گئے۔ اور ادھر اُدھر نظر کی کوئی نظر نہ آیا۔ پھر لیٹ گئے۔ دوسری بار آن کر پھر متنبہ کیا۔ اور کہا۔ یا یہا المدثر ُقم فانذر۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو سر اٹھا کر دیکھا۔ تو ایک شخص عظیم القامہ پاکیزہ صورت نظر آیا۔ کہ از زمین سے آسمان تک جسم اس کا محیط ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔ کہ مَنْ اَنتَ رَحِمَکَ اللہُ کون ہے۔ تو رحمت کرے۔ اللہ تعالے تجھ پر کہا۔ کہ جبرائیل ہوں۔ اور حضرت نے فرمایا کہ اِقرَاء یعنے پڑھ تو حضرت نے فرمایا کہ میں تو پڑھا نہیں ہوں۔ پھر جبرائیل نے حضرت کو پکڑا۔ اور ایسا دبوچا۔ کہ طاقت نہ رہی۔ پھر چھوڑ کر کہا۔ کہ پڑھ تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پڑھا نہیں ہوں۔ پھر ایسا دبوچا کہ بے طاقت ہو گئے۔ جب تیسری بار یہی معاملہ گزرا تو حضرت نے فرمایا۔ کیا پڑھوں۔ تب جبرائیل نے کہا۔

اِقرَاء بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ۔ خَلَقَ الاِنسَانَ مِن عَلَقٍ۔ اِقرَاء وَرَبُّکَ الاَکرَامُ۔ اَلَّذِی عَلَّمَ بِالقَلَمِ۔ عَلَّمَ الاِنسَانَ مَا لَمْ یَعلَمْ

پھر جبرائیل نے غار سے اپنا پر ایک مکان میں ملا۔ وہاں ایک پانی کا چشمہ جاری ہوا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو سکھایا۔ پھر حضرت جبرائیل امام ہوئے اور حضرت ماموم ہوئے دو رکعت نماز پڑھائی۔ پھر حضرت جبرائیل تو غائب ہو گئے۔ وہاں سے حضرت ان آیتوں کو پڑھتے ہوئے خدیجہ کے پاس آئے۔ نہایت

خوف اور رعب سے دل مطہر کانپتا تھا۔ حضرت خدیجہ نے آن کر حضرت صلعم کو بغل میں پکڑا۔ اور کہا کہ چشم بد دور جمال مبارک نہایت مصفیٰ ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو کپڑوں میں دباؤ۔ خدیجہ نے اس حبیب اللہ کو مانند کلیم اللہ کے کلیم میں چھپایا۔ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بعد زوال خوف کے ان آیتوں کو پڑھ کر سنایا۔ اور فرمایا کہ مجھ پر ایسے احوال عارض ہوتے ہیں۔ شاید میں زندہ نہ رہوں گا۔ و اس کاملہ زمان اور علامہ دوران نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کہ قسم ہے۔ خدا کی وہ تجھ کو خواری اور ہلاکت میں نہ ڈالے گا۔ اس واسطے کہ تو جہان نوازی اور درویشوں کی کارسازی کرتا ہے۔ اور اپنی خوئے نیک سے سب کو خوش رکھتا ہے۔ پھر خدیجہ نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل کے گھر جو ان کا چچازاد بھائی تھا لے گئیں۔ ورقہ بن نوفل توریت اور انجیل کی عبرانی میں اور عبرانی سے عربی میں ترجمہ کرتا تھا۔ اور ان کتابوں کے دیکھنے سے پیغمبر آخرالزمان کا مشتاق تھا۔ خدیجہ نے کہا۔ اپنے بھتیجے کا احوال گوش دل سے سن اور اس کو تسلی دے۔ ورقہ نے کہا۔ اے بھتیجے کہو۔ کیا دیکھا۔ اور کیا سنا۔ حضرت نے تمام احوال مع ان آیتوں کے سنایا۔ ورقہ نے اپنی زبان حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصف میں کھولی۔ کہ مبارک باد تجھ کو اے محمد یہ جبرائیل ناموس اکبر ہے۔ کہ موسیٰ اور عیسےٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا رہتا ہے۔ اب تیری نوبت پہنچی یقین جان تو ہی آخرالزمان و خاتم پیغمبراں ہے

تو ماہ زمین و آسمان ہے سردار ہمہ مقربان ہے مقصود دے امر کن سے توہی تو روح روان و جان ہے

اور کہا اے افسوس میں جوان ہوتا اور بدن توانا ہوتا۔ جب تیری قوم تجھ کو مکے سے نکالتی تو میں تیرے ساتھ شریک بدن و جان ہوتا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ قوم کے ہاتھ سے میرے نکالنے کی بھی نوبت پہنچے گی۔ ورقہ نے کہا۔ کہ جس کے پاس ناموس اکبر ہوتا ہے۔ اور وہ شخص دعوت رسالت شروع کرتا ہے۔ تو بیشک قوم اس کی دشمن ہوتی ہے۔ جب ورقہ کی باتوں سے حضرت صلعم کی تسلی ہوئی۔ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گھر کو آئے۔ پھر چند مدت وحی آنے میں دیر ہوئی۔ اس واسطے خاطر مبارک نہایت غمگین رہتی تھی۔ یہاں تک کہ ایک روز بہت غم سے پہاڑ پر چڑھے۔ اور چاہا کہ اپنے تئیں پہاڑ سے گرا دیں۔ اتنے میں آواز سنی دیکھتے کیا ہیں۔ کہ جبرائیل درمیان زمین و آسمان کے ایک کرسی پر بیٹھے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اے محمد الرسول اللہ تو رسول برحق ہے۔ اس بات کے سننے سے

حضرت سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی ہوئی۔ لیکن حضرت جبرائیل کی ہیکل عظیم کے دیکھنے سے بہت رُعب دل میں آیا۔ اور گھر میں آن کر کپڑے لپیٹے کر پڑھ رہے تھے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیت پڑھی:
یٰایھا المدثر۔ قم فانذر وربک فکبر ۔ یعنے اے کپڑوں میں لپٹنے والے اُٹھ اور لوگوں کو ڈرا۔ اور اللہ کی بڑائی کر۔ جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم امت کے ڈرانے کا اور رسالت کے پہنچانے کا ہُوا۔ پہلے خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اس حال سے آگاہ کیا۔ اس بی بی سعادت مند نے فی الفور اسلام کیا۔ بعد اس کے امیر المومنین ابن عم رسول زوج بتول مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ نے کہ عمران کی آٹھ برس کی تھی حلقہ ایمان کا اپنے کانوں میں ڈالا۔ پھر پیشوائے ارکان تحقیق اور سرِ حلقہ صاحبانِ تدقیق یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان دنوں یمن کی طرف تجارت کو گئے تھے۔ وہاں ایک راہب نے کہ جس کی عمر تین سو برس کی تھی۔ ابوبکر صدیق کو دیکھا اور قوم اور نسب پوچھا اور ایک خال سیاہ ان کی ناف پر اور ایک نشانی دہن پر دیکھ کر کہا۔ جب تو وطن کو پہنچے۔ تو پیغمبر آخر الزمان پیدا ہو گا۔ اور بالغ مردوں سے اول سب سے پہلے تو ایمان لائیگا جلد جا اور اس دولت کو مت گنوا۔

حضرت ابوبکر رضؓ جب مکے میں پہنچے۔ تو وہاں ابوجہل اور عقبہ ابن ابی معیط سے ملاقات کر کے کہا۔ کہ کچھ خبر تازہ ہے۔ وہ بولے ہاں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب دعوے نبوت کا کرتا ہے۔ اور تمہارا بڑا دوست ہے۔ تو جاکر اس کو نصیحت کر۔ اور اس سے باز رکھ۔ اور اس فتنے کی آگ کو بجھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قریش کو تسلی دے کر سیدھے حضرت کے مکان پر جاکر احوال مزاج وہاج کا پوچھا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ اے ابو قحافہ کے بیٹے جان تو میں رسول خدا کا ہوں۔ اور تمام خلق کا راہنما ہوں۔ اس وقت کو غنیمت جان اور بالعنان امت سے تو پہلے مسلمان ہو۔ ابوبکر نے کہا۔ کہ تمہارا معجزہ کیا ہے۔ جو احوال کہ راہب نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا۔ حضرت نے حرف بحرف بیان کیا۔ ابوبکر رضی اللہ حیران رہ گئے۔ کہا آپ سے یہ حال کس نے بتایا۔ کہا۔ کہ ابھی جبرائیل نے مجھ کو یہ خبر پہنچائی۔ ابوبکرؓ نے کہا:
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے اہتمام سے عثمان بن عفان اور زبیر بن العوام

اور عبدالرحمن بن عوف اور طلحہ بن عبید اللہ اور سعد ابن وقاص ایمان لائے۔ اسی واسطے
ان کو سباق السلام کہتے ہیں۔ پھر تو وحی آنا شروع ہوئی۔ اور لوگ اسلام لانے لگے جب
حضرت بتوں کی بدی اور مذمت نہ کرتے تھے۔ تب تک قریش حضرت کے معترض
نہ ہوتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ عبد المطلب کا پوتا آسمانی خبریں دیتا ہے۔
جب حضرت نے بحکم الٰہی ان کے چھوٹے خداؤں کا عیب بیان کرنا شروع کیا۔
اور زبان طعنے کی دراز کی۔ سرداران عرب نے عداوت کی تلوار میان میں سے
کھینچی۔ اور مسلمانوں کو ایذا دینا شروع کیا۔ ابولہب ابوجہل دعوت کے وقت
جاتے تھے۔ اور پیچھے سے پتھر چلاتے تھے۔ اور تکذیب کرتے تھے۔ غرض دس برس
تک مکے میں جب سے دعوت برملا شروع کی۔ کیسی کیسی ایذا اور ہزاروں کی طرح کی
بے ادبیاں اور قسم قسم کے رنج اٹھائے۔ اور بڑے بڑے القاب مانند ساحر اور شاعر اور
مجنوں کے حضرت نے سنے۔ اور غریب اصحابوں پر طرح طرح کے عذاب گذرے
کہ جس کے بیان کرنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ القصہ جب معاملہ کافروں کے
ظلم کا مسلمانوں کے ساتھ حد سے گزرا۔ تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
بعضے اصحابوں کو ہجرت کا حکم دیا۔ تو رجب کے مہینے میں گیارھویں تاریخ گیارہ
مرد اور چار عورتوں نے حضرت کی صلاح سے حبش کیطرف ہجرت کی اور نجاشی نے
جو بادشاہ حبش کا تھا۔ ان لوگوں کی بہت حمایت کی۔ اور مکان اترنے کو دیا۔ اور
اصحابوں کی آرام سے گذرنے لگی جب قریش نے بھیجا کہ تم اصحابوں کو بادشاہ سے کہہ
کر ذلیل کرو۔ دین اور حبش سے نکلوا کر مکے میں لے آویں۔ بادشاہ نے ان کا کلام قبول
نہ کیا۔ ہرچند انہوں نے عیان و ارکان کے وسیلے اٹھائے مگر نجاشی نے اصحابوں کو نہ دیا
اور وکیلان قریش کو خائب اور خاسر پھیر دیا۔ اور چھ برس بعد نبوت کے حضرت
کے چچا امیر حمزہ مسلمان ہوئے۔ کیفیت ان کی یوں ہے۔ کہ ایک روز امیر حمزہ سے
کہا۔ کہ آج ابوجہل نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح کی ایذا دی
اور عجب ہے۔ کہ محمد تمہارا بھتیجا ہے۔ اور رضاعی بھائی ہے۔ تم جیتے ہو۔
اور اسکو یہ ایذائیں پہنچتی ہیں۔ حضرت امیر حمزہؓ کو غیرت آئی۔ اور مارے غضب
کے ابوجہل کے پاس جاکر ایک کمان اس کے سر پر ایسی ماری۔ کہ اوندھا گر گیا۔
اور سر خون آلودہ ہو گیا۔ اور کہا میں نے دین محمدؐ کا قبول کیا ہے۔ تو اس
کو ایذا دیتا ہے۔ اور وہاں گھر جاکر حضرت سرور عالم کے روبرو کلمہ شہادت

کا پڑھا۔ اور مسلمان ہوئے۔ حضرت امیر حمزہ کے ایمان لانے سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ویسی ایذا نہ دے سکتے تھے جیسی پہلے دیتے تھے۔ اور دین اسلام کی بہت مضبوطی ہوئی۔ الحمد للہ بعد اس کے حضرت عمر رضہ ایمان لائے اور کیفیت اس کی یوں ہے۔ کہ ایک روز قریش پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفع کرنے کی مصلحت کرتے تھے۔ اور اس فکر میں بیٹھے تھے۔ کہ حضرت عمرؓ آئے اور ان کی تجویز سن کر بولے کہ تمہاری یہ مشکل میں کھولوں گا۔ سب نے کہا کہ اس مقصد میں ہم کو تجھ سے بہتر دوسرا نظر نہیں آتا۔ حضرت عمر تلوار گلے میں ڈالکر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان کیطرف روانہ ہوئے۔ راستے میں سعد بن وقاص نے پوچھا۔ کہ کہاں جاتا ہے۔ جواب دیا کہ جاتا ہوں۔ تاکہ محمدؐ کو قتل کروں۔ اور قریش کی مصیبت کو سہل کروں۔ سعد نے کہا۔ کہ تیرا مقدور ہے۔ کہ تو ان کو مار سکیگا۔ عبد المناف کی اولاد تجھ کو کیوں کر چھوڑے گی۔ حضرت عمر رضہ نے کہا کہ اوّل تجھ کو ماروں گا۔ غرض قریب تھا کہ ان دونوں میں تلوار چلے۔ مگر سعد بن ابی وقاص نے کہا۔ کہ تیری بہن فاطمہ اور بہنوئی سعد بن زید مسلمان ہو چکے ہیں۔ اوّل انکو دفع کر پھر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جائیو۔ حضرت عمر یہ بات سنتے ہی بہن کے گھر آئے۔ اتفاقاً اس وقت ایک اصحابی خباب الارت بھی ان کے تئیں سورۂ طٰہٰ کی تعلیم کرتے تھے۔ حضرت عمر یہ آواز سُنکر بہت غصے ہوئے اور دروازہ ٹھونکا۔ وہ اصحابی مارے ڈر کے ایک کونے میں چھپ گئے۔ جب دروازہ کھولا۔ تو حضرت عمر غضب ناک آن کر بیٹھے۔ پوچھا۔ تم کس شغل میں تھے۔ انہوں نے احوال ظاہر کیا۔ حضرت عمر رضہ نے سعد بن زید کو پچھاڑا۔ اور قریب تھا۔ کہ ان کو مار ڈالیں۔ بہن انکی لپٹ گئیں۔ اور کہا کہ اے دشمن خدا شرماتا نہیں ہے۔ اور دوستاں خدا کو عذاب دیتا ہے۔ اگر تو مرد ہے۔ تو مسلمان ہو جا۔ اور کافروں کو مار۔ یہ بات بہن کی حضرت عمر رضہ کے دل پر مؤثر ہوئی۔ اور کہا۔ کہ وہ کلام جو تم پڑھتی تھی۔ پھر پڑھو۔ جو میں اس میں فکر کروں۔ تب بنت خطاب جو دوسری بہن تھی۔ اس نے کہا۔ شرط یہ ہے۔ کہ تو غسل کر۔ اور اس وقت آن کر اس صحیفے میں نظر کر۔ جب عمر رضہ نے غسل کیا۔ تب آمنہ مومنہ نے صحیفہ بھائی کے ہاتھ میں دیا۔ اس میں لکھا تھا۔

طٰہٰ - مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ه تا بہ لَهُ
الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى پڑھا حضرت عمرؓ نے سُنکر بے طاقت ہو کر کہا۔ کہ جس خدا کا یہ
کلام ہے۔ تولایق نہیں کہ کوئی اس کی عبادت میں قصور کرے فی الفور اَشْهَدُ اَنْ
لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ ہ زبان پر جاری کیا پھر خباب بن
الارت گھر کے گوشے سے تکبیر کہتے ہوئے نکلے۔ اور کہا حقتعالےٰ نے یہ دعا کی تھی کہ
یا الٰہی عمر بن ہشام اور عمر بن خطاب میں سے جو شخص تیرے نزدیک محبوب
ہو۔ اس کے سبب سے اسلام کو عزت بخشی۔ عمر بن ہشام ابو جہل کا نام ہے
پھر اس اصحابی کے ساتھ ہو کر سید عالم کے حضور میں روانہ ہوئے عمر نے قدم
اندر رکھا۔ پیغمبر خدا نے صحن تک استقبال کیا۔ اور عمر کا بازو پکڑ کر بلایا۔ اور
پوچھا کس واسطے آیا ہے۔ حضرت عمر نہایت کانپنے لگے۔ اور کہا یا رسول اللہ
مسلمان ہونے آیا ہوں۔ فرمایا۔ کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ حضرت نے
کلمہ طیب اخلاص سے پڑھا۔ حاضرین مجلس نے ایسی بلند آواز سے تکبیر پڑھی۔ کہ غلغلہ
اس کا مکے والوں کے کان میں پہنچا۔ پھر حضرت عمر نے عرض کی۔ یا رسول اللہ لایق نہیں
بات دینات برملا پوچے جاویں۔ اور ہم اس دین کو پوشیدہ رکھیں۔ آپ بے تشویش باہر
نکل کر تبلیغ رسالت کیجئے۔ حضرت مع اصحاب وہاں سے نکل کر مسجد حرام کو چلے حضرت
عمرؓ شمشیر برہنہ مانند غلامانِ فدائی کے آگے ہوئے۔ سبحان اللہ صیاد آپ ہی شکار
ہوئے۔ جب قریش نے حضرت عمرؓ کو دیکھا۔ تو سوال کیا۔ کہ تیرے پیچھے کیا ہے بولے
لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ جو کوئی تم سے حرکت بیجا کرے گا تو یہ تلوار ہے۔ اور اسکا
سر ہے سید کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دلجمعی سے طواف کعبے کا کیا۔ اور نماز
آشکارا پڑھی۔ اور اسلام کو قوت حاصل ہوئی۔ جب دسواں سال نبوت کا شروع
ہوا۔ اور ابوطالب نے وفات پائی۔ کہتے ہیں۔ ابوطالب نے مرض الموت میں اولاد و
اقارب کو بلا کر تاکید کی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں قصور مت
کرو۔ اور جان و دل سے حاضر رہو۔ راہ راست پاؤ گے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے
چچا تو اوروں کو راہ راست پر بلاتا ہے۔ تو کس واسطے نہیں۔ اجابت نہیں کرتا
جواب دیا۔ اگر آگے سے توحید اختیار کرتا۔ تو مناسب تھا۔ اب اگر اسلام لاتا
ہوں۔ تو لوگ کہیں گے۔ ابوطالب نے موت سے ڈر کر ایمان قبول کیا +
ہر چند رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے چچا ایک بار کلمہ کہنے لے

جو قیامت میں تیری گواہی دوں گا۔ کچھ مفید نہ ہو۔ آخر کو مرتے وقت بولے کہ عبدالمطلب کے طریق پر دنیا سے جاتا ہوں۔ اور اس حال سے عمر پر غم زیادہ ہوا۔ اسی واسطے اس برس کا نام عام الحزن رکھا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بوقتِ مرگ حضرت خدیجہؓ سے فرمایا تھا۔ کہ تجھ کو بشارت دیتا ہوں۔ کہ تو بہشت بریں میں میرا قبیلہ ہوگی۔ بعد اس کے اس جہان سے رحلت کی۔ اور عمر خدیجہ کی اس وقت پینسٹھ برس تھی۔

بیان ابتدائے اسلام مدینے کے انصار کا

گیارھواں برس نبوت کا جب دور شروع ہوا۔ تو اس موسم میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔ کہ قبائل عرب میں جاتے تھے۔ اور دین کی دعوت کرتے تھے۔ اتفاقاً کچھ آدمی مدینے کے سعد بن زرار عوف الحارث مرۃ بن عامر وغیرہ حضرت سے ملے اور انہوں نے مدینے میں سنا تھا۔ کہ ایک پیغمبر قریش میں پیدا ہوگا۔ اس کے ظہور کا وقت نزدیک آیا ہے۔ جب ملازمت میں پہنچے صدق اعتقاد سے دامن دولت حضرت کا پکڑا اور سب اہل مدینہ سے آگے ایمان لائے اور مدینہ میں جاکر اسلام کی دعوت پھیلائی۔ اور اسلام کے قاعدوں کی مضبوطی کی یہاں تک کہ رسول اللہ کا نام اور پیغام اور وصف تمام مدینہ کے رہنے والوں کا وردِ زبان ہوگیا۔ اور لوگ ایمان لانے لگے۔

واللہ اعلم بالصواب

ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج شریف کو تشریف لے جانے کا

مسلمان کو اعتقاد کرنا اس بات کا لازم ہے۔ کہ معراج رسول اللہ کو بیداری میں ہوئی ہے۔ اور علم ریاضی والے جو آسمان کے پھٹنے اور ملنے کے قائل نہیں معراج جسمی سے منکر ہیں۔ اور حقیقت میں منکر معراج کا کافر ہے۔ معراج کا منکر قرآن مجید کا

منکر ہے۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ ؕ کلّا۔ اور خواب میں کہنا معراج کا غلط ہے۔ اگر خواب میں مراد ہوتا۔ تو کافر انکار نہ کرتے۔ اور معراج کی رات ستارھویں رجب کی ہے۔ اس رات رسول اللہ ام ہانی کے گھر جو ابو طالب کی بیٹی ہیں۔ آرام فرماتے تھے۔ کہ جبرائیل امین حضور رب العالمین کے نازل ہوئے اور حضرت کو بیدار کیا۔ حضرت اُٹھے۔ اور مسجد حرام میں آکر وضو کیا۔ اور سات بار طواف کیا۔ پھر جبرائیل نے براق حاضر کیا۔ حضرت اس پر سوار ہوئے اور جبرائیل ان کی رکاب میں بیت المقدس کو روانہ ہوئے۔ اور سیر براق کی ایسی تھی۔ کہ جہاں تک آدمی کی نظر جاتی تھی۔ وہاں اس کا قدم پہنچتا تھا۔ بیت المقدس کے پاس جو پہنچے۔ تو ایک فوج فرشتوں کی خدا کے حکم سے استقبال کو آئی۔ اور اسلام کیا۔ حضرت براق سے اُترے جس حلقے سے پیغمبر اپنے مرکب باندھتے تھے۔ براق کو اس سے باندھا۔ اور مسجد میں جماعت انبیاء سے ملاقات ہوئی سب نے انکو امام کیا۔ اور تحیۃ المسجد ادا کی بعد نماز کے حضرت جبرائیل حضرت کو صخرہ بیت المقدس کے پاس لے گئے۔ وہاں ایک زینہ صاف اور روشن صخرے سے آسمان تک ظاہر ہوا۔ پھر براق پر سوار ہو کر اس زینے پر گذرے اور بعضے کہتے ہیں۔ کہ جبرائیل وہاں سے پروں پر سوار کر کے لے گئے۔ جب آسمان پر پہنچے اور دروازہ ٹھونکا۔ ملایک نے پوچھا۔ تم کون ہو۔ بولے میں جبرائیل ہوں اور میرے ساتھ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ مرحباً واہلاً کہہ کر دروازہ کھولا۔ آسمان اوّل میں حضرت آدم کو دیکھا۔ جبرائیل نے کہا۔ یہ تمہارے باپ ہیں۔ حضرت سلام کیا۔ آدم نے فرمایا مَرْحَبًا یَا ابْنَ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ۔ اسی طرح ہر ایک آسمان کے فرشتوں سے سوال و جواب ہوا۔ یحیٰے اور عیسٰے کو دوسرے آسمان میں اور یوسف کو تیسرے آسمان میں اور ادریس کو چوتھے آسمان میں اور موسٰے کو چھٹے آسمان میں دیکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ساتویں آسمان پر ملے۔ پھر سدرۃ المنتہٰی میں پہنچے۔ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا مکان اس کے سائے میں ہے۔ وہاں سے بہشت میں جا کر حور و قصور اور مکانات معمور کی سیر کی۔ بعد اس کے دوزخ کا احوال اور نعد شور جس کا ملاحظے میں آیا۔ بعد اس کے رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عزرائیل قابض الارواح کے مکان پر گذرے۔ بہت تعظیم کی۔ لیکن خوشی مطلق ان کے چہرے سے ظاہر نہ ہوئی۔ حضرت نے جبرائیل سے پوچھا۔ یہ کون شخص ہے۔ کہ ملاقات کے وقت اس کی گانٹھ نہ کھلی۔ جواب دیا۔ کہ یہ عزرائیل ہے۔ جب سے اللہ تعالٰے نے اس کو پیدا کیا ہے کبھی چین اس جبین سے نہ کھلی۔ سید عالم نے جبرائیل سے کہا۔ کہ مجھ کو ذرا اس کے پاس لے چل۔ کہ میرا اس سے ضروری کام ہے۔ جب عزرائیل کے پاس گئے۔ تو حضرت نے کہا۔ کہ اے خدا کے مقرب میں تجھ سے یہ آرزو رکھتا ہوں۔ کہ میرے امت کے ساتھ نرمی اور آسانی کیجیو۔ عزرائیل نے کہا۔ یا رسول اللہ مجھ کو قسم ہے اس خدائے عزیز کی کہ جس نے تجھ کو پیغمبری کا خلعت پہنایا ہے ہمیشہ دن رات مجھ کو حضرت احدیت سے ہزار بار آواز آتی ہے کہ اے عزرائیل محمد کی امت سے نرمی کیجیو۔ بعد اس کے جبرائیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتویں آسمان سے بقدر پانچ سو برس کی راہ کے آگے جاکر توقف کیا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آج تیرے طفیل سے اس مکان تک پہنچا۔ واللہ۔ میرا مقام مقرری وہی سدرۃ المنتہیٰ ہے اس کے آگے مجال جانے کی نہیں رکھتا ہوں۔ اگر ذرا آگے بڑھوں تو جل جاؤں۔ حضرت وہاں سے رفرف پر سوار ہوئے اور حجاب نورانی اور ظلمانی طے کر کے عرش کے پائے تک پہنچے۔ وہاں رفرف بھی رہا اور تائید الٰہی کے مرکب پر سوار ہو کر عرش معلے سے گذر کر خلوت دنیٰ فتدلیٰ میں پہنچے۔ حضور رب العالمین سے خطاب ہوا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ ؕ

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحمت ذاتی سے اپنی امت کو سلامتی کے حق شامل کر کے عرض کی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰے عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ ؕ رات جناب الٰہی نے ہزار بار اپنے حبیب کو محبت سے فرمایا مُحَمَّدُ اُدْنُ مِنِّیْ یعنی اے محمد نزدیک ہو مجھ سے محققین نے لکھا ہے کہ ہر بار کے پکارنے میں رسول صلعم کو ترقی ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ مقصد قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰے تک پہنچے اور دیدار اس پروردگار بیچوں گا کیا۔ تو پھر ہزاروں نکتے باریک شراب توفیق سے کام جان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچے اور اور احوال ان کے بھیدوں کا سوائے ان کے نہ کھلا ہے۔

فَاَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ - ترجمہ - یعنی جو کچھ سو کہا سو خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ تمام مقصد اور مطالب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاطر خواہ راست ہوئے اور مقام وَصَلَ الْحَبِیْبُ اِلیٰ الْحَبِیْب وہاں سے رخصت ہو کر بیت المقدس میں آئے پھر اس جگہ سے اُمہانی کے دولتخانہ سعادت آشیانے میں پہنچے جامہ خواب یعنی بچھونا حضرت کا تب تک گرم تھا۔ کچھ اللہ ہی کا کام کرتا تھا۔ جو اللہ کے ہر بندے کی نظر ایک پل آسمان کو پہنچا دیتا ہے ٭ پس اگر جسم محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام عالم کی تیلی ہے۔ ایک دم میں لے جا کر پھر لے آئے - تو کیا عجب ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے دین کی باتوں پر عقیدہ مضبوط رکھیں - اور خدا کی قدرت کو بڑی جانیں بعد اس مبارک رات کے فجر کو اتفاقاً ابو جہل نااہل سے حضرت کی ملاقات ہوئی - تو وہ مسخرہ بطریق تمسخر کے بولا اے محمد کچھ تازہ خبر آسمانی بھی آئی ہے حضرت کے کچھ احوال معراج کا کہہ سنایا - وہ ملعون سُنکر تعجب میں آیا - اور وہاں سے جاتے ہی حضرت ابوبکر صدیق سے کہا کہ اگر اپنے یار کی آج باتیں سنو تو تعجب کرو گے - وہ کہتا ہے کہ میں بیت المقدس گیا - اور یہ کچھ دیکھا - اس بات کو تو یقین کریگا - حضرت ابوبکرؓ نے کہا - کہ میں تو اس بات سے زیادہ عجیب باتوں پر انکی ایمان اور تصدیق لایا ہوں اور ہر روز آسمان کی خبر آنے جانے کا اعتقاد رکھتا ہوں اگر خود گئے اور آئے تو عجب ہے اسی روز سے حضرت ابوبکر کا لقب صدیق ہوا یعنی خود بخود عالم انکو صدیق کہنے لگا ہے۔

ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مکے سے طرف مدینے کے ہجرت کرنے کا

جب مدینے والوں کے اسلام کا احوال حبش کے مہاجرین کو پہنچا تو بہت لوگ حبش سے مدینے کی طرف متوجہ ہوئے - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی رخصت چاہی۔

کہ مدینے کی طرف ہجرت کو جاویں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کرو شاید ہماری تمہاری رفاقت ہو حضرت ابو بکر صدیقؓ خوش ہوئے اور دو اونٹ لیکر پالنا شروع کئے کہ جلد تیار رہو جاویں اور اسی سال میں حج کے موسم میں قریب تین سو کے مرد اور عورتیں مدینے سے مکے میں آئیں۔ ان میں سے ستر آدمیوں نے اتفاق کیا۔ اور عقبیٰ میں جاکر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیعت کی۔ اور اس کو بیعت عقبیٰ ثانیہ کہتے ہیں۔ جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عہد کی مضبوطی کے واسطے رات کے وقت حضرت عباس کو اپنے ساتھ لے کر عقبہ میں تشریف لے گئے۔ اُن دونوں طرف سے قول وقرار ہو کر بنیاد اس کام کی مستحکم کی اور بارہ آدمی ان ستر آدمیوں میں نقیب انصار کے مقرر ہوئے ہر ایک نقیب کو ایک ایک قبیلے کے واسطے مقرر فرمایا۔ جب اس قول وقرار اور بیعت کی خبر قریش کو پہنچی۔ وہ نہایت بیقرار ہو گئے۔ اہل مدینہ کی تلاش کرنے لگے۔ لیکن انصار اپنے وطن کو روانہ ہو چکے تھے۔ جب اصحابوں کو جائے امن مکے کے نزدیک میسر نہ ہوئی۔ اور ایذا قریش کی حد سے زیادہ گذری غریب غریب اصحاب حضرت کی اجازت سے مدینے کو ہجرت کر گئے بعد اس کے حضرت عمرؓ بھی بیس جوان لیکر مدینہ کو گئے۔ قریش کے کافروں نے جو دیکھا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحابوں کو بھاگنے کا ٹھکانہ ملا۔ ان کو ڈر پیدا ہو گیا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ محمدؐ بھی ان کے ساتھ جا ملیں۔ ان سب نے دارالندوہ میں جو ان کی نشست گاہ تھی مصلحت کی۔ شیطان بھی بوڑھے آدمی کی شکل بن کر آیا۔ اور حلقہ در کو ہلایا۔ قریش نے پوچھا۔ تو کون ہے۔ بولا میں شیخ ہوں قبیلے نجد سے تمہارے ارادے سے واقف ہو کر آیا ہوں۔ کہ اس مقدمے میں تمہاری مدد کروں یہ لوگ اس قبیلے کے ممنون ہوئے وہ ملعون شیخ مجلس بنکر بیٹھا۔ ہر ایک شخص کی خاطر میں جو صلاح گذرتی تھی۔ وہ شیخ کے حضور میں بیان کرتے تھے۔ ایک نے کہا کہ پیغمبر کو قید کر دو۔ دوسرے نے کہا۔ اس ملک سے نکال دو۔ شیخ نجدی نے یہ دونوں تجویزیں ناپسند کیں۔ اور دلیل روشن سے ان کو باطل کیا۔ ابو جہل ملعون بولا کہ میری رائے تو یہ ہے۔ کہ ہر قبیلے سے ایک ایک جوان مضبوط مقرر کرو۔ کہ ناگاہ سب مل کر حضرت کو خوابگاہ میں قتل کر ڈالیں۔ بنی ہاشم کو تمام قبیلوں سے طاقت مقابلے کی نہ ہوگی لاچار ہو کر خون بہار راضی ہو جائیں گے اور ہم سب خلاص ہو جاویں گے۔ پیر نجدی کو یہ صلاح

بہت پسند آئی۔ اور اسی بات پر سب کا اتفاق ہوا۔ اسی وقت رب العالمین نے جبرائیل
امین کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا اور قریش کے مکر سے اطلاع دی پھر
جبرائیل نے کہا۔ کہ علے مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنی خواب گاہ میں چھوڑو۔ اور آپ مدینے
کو تشریف لے جاؤ۔ کافر تو حضرت کے قتل کے ارادے سے گھر کے آس پاس چھپ
کر بیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضےٰ کو یہ احوال کہکر اپنے مکان پر
چھوڑا اور فرمایا۔ کہ تم کو قریش ایذا نہ دے سکیں گے۔ مرجع مطالب اسد اللہ الغالب علی
بن ابی طالب خوابگاہ پیغمبر میں تکیہ کر کے خدا کے تکیے پر بھروسہ کر کے بے تکلف
لیٹ گئے۔ اور حضرت ان کے حق میں دعا کر کے گھر سے باہر نکلے۔ کافر ان کی
انتظاری میں مانند اپنی قسمت کے خواب غفلت میں رہے۔ اور حضرت
ان کے سر پر خاک ڈالتے ہوئے نکل گئے۔ شیخ نجدی نے آن کر اُن سے پوچھا۔ کہ
یہاں کس واسطے بیٹھے ہو۔ جواب دیا۔ کہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہم
تمام کر دیں۔ وہ قسم کھا کر بولا کہ محمد رسول اللہ تو نکل گئے۔ اور تمہارے سروں پر خاک
ڈال گئے۔ اب تمہارے سروں پر خاک اور دل میں یاد رکھو۔ اس پر بھی واسطے تسلی
کے گھر میں گئے۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوابگاہ میں علی مرتضےٰ کو پایا + اور
پوچھا۔ کہ محمدؐ کہاں ہیں۔ جواب دیا میں نہیں جانتا۔ وہاں سے پشیمان ہو کر پھرے
اور حضرت کی تلاش میں مشغول ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے
ابو بکر صدیقؓ کے گھر میں گئے۔ ابو بکر صدیق نے ان دونوں اونٹوں میں سے ایک حضرت
کو دیا۔ اور صاحب زادیوں نے توشہ راہ تیار کرنا شروع کیا۔ اسماء بنت ابو بکر نے
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا لقب ذات النطاقین رکھا۔ نطاق کمر بند کو کہتے ہیں۔
پھر عبد اللہ بن ارتقیط جو بڑا ہوشیار راہبر تھا۔ اذن دیکر مدینے تک پہنچانے کو نوکر رکھا۔
وہ دونوں اونٹ اس کو سونپ کر مقرر کیا۔ کہ تین روز کے بعد غار ثور پر حاضر کیجیو۔ اور عبد اللہ
بن ابی بکر تمام دن قریش کی خبریں دریافت کر کے رات کو جا کر حضور میں عرض کرتے تھے۔
جب مہمات قریش سفر مہیا ہوئے۔ تو حضرت ابو بکر جو نقد کہ گھر میں رکھتے تھے۔
اپنے ساتھ لے کر دوشنبے کی رات اٹھائیسویں تاریخ سفر کو غار ثور کی طرف روانہ ہوئے
جب غار پر پہنچے تو حضرت صدیق نے کہا۔ کہ آپ ذرا ٹھہریئے میں اندر جا کر غار
کو صاف کروں۔ اور غار مانند اعمال نامہ گنہگاروں کے سیاہ و تاریک تھا +
اور مانند بیت الاحزان عاشقوں کے تنگ و تاریک حضرت صدیق +

نے اندر جا کر اس کو صاف کیا۔ اور چادر اپنی پھاڑ کر تمام سوراخ بند کئے۔ مگر ایک سوراخ کے بند کرنے کو چادر کا ٹکڑا بہم نہ پہنچا۔ پاؤں اپنا نہایت پامردی سے اس سوراخ میں جمایا۔ سانپ نے حضرت صدیق کے پاؤں کو کاٹا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لب مبارک کا لعاب لگایا۔ فی الفور شافی مطلق نے شفا بخشی اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اندر بلایا۔ مکڑی کو الہام ہوا۔ کہ اس نے شب تار یک میں اپنے اخلاص کے تاروں کو پو کر پردہ عنکبوتی غار کے دروازے پر لٹکایا۔ اور ایک کبوتر وحشی کے جوڑے نے آنکر اس آستانے میں آشیانہ بنایا۔ اور رات ہی میں بیضے رکھے۔ کفار قریش دوسرے دن حضرت کی تلاش کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق کے گھر آئے۔ جب آپ کو وہاں نہ پایا۔ تو ایک قائف کو جو نشان قدم پہچاننے میں فائق تھا۔ ہمراہ لے کر سر داغ کھڑا کر دیا۔ اور کہا۔ کہ محمد رسول اللہ یہاں سے آگے نہیں گئے۔ حضرت صدیق نے نہایت غم اور حزن سے عرض کیا۔ کہ اگر یہ لوگ اپنے پاؤں کے نیچے دیکھیں۔ تو ہم ان کو نظر آجاویں گے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ غم مت کر۔ اللہ ہمارا رفیق ہے کافروں نے قائف سے کہا۔ کہ علامتیں تیرے دماغ پر غالب ہوئیں جس غار میں مدت تک کسی کا قدم نہ پہنچا ہو۔ اور لکڑی نے جالا اور کبوتر نے انڈوں کو ڈالا ہو۔ اس بات کو کون مانے گا۔ کہ وہ لوگ اس غار میں گئے ہیں پس سب کا فر عناد بھی نہایت نامرادی سے پھر آئے۔ اور سید ابرار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے یار غار کے ساتھ حفظ آلہی کے حصار میں برقرار رہے۔ وہ دونوں رفیق تین رات غار میں رہے۔ پنجشنبہ کی رات کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط اونٹ لے کر آئے۔ سید اصفیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر با صدق و صفا کو اپنا ردیف کیا۔ اور دوسرا اونٹ عامر عبداللہ کو دیا۔ اور روانہ ہوئے۔ اور تمام رات اور دن دوپہر تک چلے پھر جنگل میں ایک پتھر کے سائے تلے دم لیا۔ دوسرے دن قدید کی منزل میں ام سعید کے خیمے پر گذر ہوا۔ وہاں مقام کیا۔ ہر چند کہ وہ بی بی اس ضلع میں سخاوت اور احسان سے مشہور تھی۔ لیکن اس سال بسبب قحط سالی کے نہایت تنگی میں مبتلا تھی۔ مہمانوں نے گوشت اور خرما طلب کیا۔ اس نے زبان عذر کی کھولی۔ اور عجز سے بولی۔ کہ ہمارا حال اس سال میں تنگ ہے۔ والا مہمانداری میں قصور کرنا۔ اپنے نزدیک

بہت تنگ ہے۔ ناگاہ نظر سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیمے کے کونے میں ایک بکری پر پڑی۔ کہ مانند چشم محبوب کے بیمار اور مثل جسم عاشق کے زار وتراز تھی۔ فرمایا۔ کہ اس میں کچھ دودھ ہے۔ وہ بولی کہ یہ تو اپنی جان سے حیران ہے۔ تم دیکھو۔ دودھ ہو۔ تو تم پر تصدق ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کا نام لیکر دست مبارک اس بے زبان کے لپستان پر پھیرا۔ فی الفور بکری کے تھن بھر آئے اتنا دودھ دوہا۔ کہ حاضرین مجلس نے سیر ہوکر پیا۔ اور ایک بڑا باسن لبریز بھر کے ام معبد کو دیا۔ اور وہاں سے آگے روانہ ہوئے۔ بعد ان کے جانے کے ابو معبد جو صاحب خانہ تھا۔ جنگل سے آیا۔ اور باسن دودھ سے بھرا دیکھکر متعجب ہو کر پوچھا۔ تب ام معبد نے جواب دیا۔ کہ ایک عالی ہمت نے ہمارے گھر کو مشرف کیا ہے۔ اور اس کے دستِ حق پرست کے یمن سے برکت حاصل ہوئی۔ ابو معبد نے پوچھا۔ تو جمال پاک اس باکمال کا بیان کیا ابو معبد نے کہا۔ کہ یہ وہی پیغمبر بنی ہاشم ہیں۔ کہ ان کی تلاش میں کفار قریش پھرتے ہیں۔ افسوس میں نہ ہوا۔ کہ ان کی خدمت کو سعادت جانتا کہتے ہیں کہ وہ بکری اٹھارہ برس تک رہی۔ صبح وشام اپنی لپستانوں کے شربت خالنے سے ان کے ظروف لبالب کرتی رہی۔ ان لوں مکے والوں نے تمام قبائل عرب میں اشتہار کیا تھا۔ کہ جو کوئی محمد رسول اللہ یا ابو بکر صدیق کو پکڑ کر ہمارے پاس پہنچاوے گا۔ تو سو اونٹ اسکو دیویں گے۔ اتفاقاً سراقہ بن مالک مدلجی اپنی قوم میں بیٹھا تھا۔ اور بڑی آرزو کرتا تھا۔ کہ اگر مجھکو ملیں۔ تو میں ان کو پکڑوں گا۔ ناگاہ ایک شخص نے آن کر کہا۔ کہ دریا کی طرف دو سواروں کی نشانی مجھکو معلوم ہوئی۔ کہ جاتے تھے شاید محمد اور ان کے رفیق ہوں گے۔ سراقہ نے ان کو دھوکا دیکر کہا۔ کہ یہ بات جھوٹ ہے۔ وہ کوئی اور لوگ ہوں گے۔ اور وہاں سے اُٹھ کر اپنے گھر آیا۔ اور لونڈی سے کہ تو میرا گھوڑا نلانے درخت تلے لے کر اور آپ نیزے کو زمین میں کھینچتا ہوا چلا۔ اور جلد گھوڑے پر سوار ہوکر دوڑایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے۔ التفات کسی طرف نہ کرتے تھے۔ مگر ابو بکر صدیق چاروں طرف دیکھتے جاتے تھے۔ کہ مبادا کوئی دشمن ہماری طلب میں نہ نکلا ہو۔ سراقہ بن مالک سو اونٹ کے لالچ سے قریب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جا پہنچا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مارنے کا قصد کیا۔ گھوڑا اس کا سر کے بل گر پڑا۔ تیر

فار سے نکال کر فال دیکھی۔ وہ بھی اُلٹی پڑی اس پر بھی مارے حرص کے سوار ہو کر گھوڑا دوڑا کر ایسا نزدیک پہنچا۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت آواز سُنکر ابوبکر صدیق نے کہا۔ یا رسول اللہ قریب ہے۔ کہ طالب ہمارے پاس پہنچے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دشمن کا غم مت کھا۔ دوست ہمارے ساتھ ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا پڑھی اللھم اکفنا شرہ بما شئت یا الٰہی شر اس دشمن کا ہم سے کفایت کر جس طرح تو چاہے۔ فی الحال اگلے دونوں پاؤں گھوڑے کے طویلے کے مینخ کی طرح زمین میں گڑھ گئے۔ اور سراقہ گھوڑے سے اوندھا زمین پر گرا۔ تب فریاد کی اے محمد میں جانتا ہوں کہ یہ بلا اثر تمہاری دعا کا ہے۔ اب توجہ فرما کر میری مشکل آسان کرو۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا۔ کہ الٰہی یہ سچا ہے۔ کہ تو اس کے گھوڑے کو چھوڑ دے۔ فی الفور گھوڑے کے پاؤں زمین سے نکلے۔ سراقہ کچھ سامان نذر کرنے لگا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہ کیا۔ پھر اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر دینے لگا۔ اور بولا۔ کہ یہ اس جنگل میں میری بکریاں اور اونٹ ملیں گے۔ اس تیر کی نشانی سے جو چاہیئے لیجئے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہم کو اس کی کچھ حاجت نہیں۔ تو چلا جا۔ اور ہمارا حال کسی سے مت کہیو۔ سراقہ نے وصیّت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان و دل سے قبول کی۔ اور راستے میں جو لوگ طالبین میں سے ملے سب کو پھیر لے گیا۔ کہ میں دور تک دیکھ آیا۔ وہ نہیں ہیں۔

ذکر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینے پہنچنے کا

مدینے والوں کو حضرت کے متوجہ ہونے کی خبر آگے سے پہنچی تھی۔ اس واسطے وہاں کے مسلمان ہر روز واسطے استقبال کے نکلتے تھے۔ جب ہوا گرم ہوتی تھی۔ تو پھر اپنے گھروں کو پھر جاتے تھے۔ اتفاقاً حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہنچنے کے دن بھی آن کر پھر گئے تھے۔ ایک یہودی اپنی چھت پر چڑھتا تھا۔ اس نے حضرت کو دور سے دیکھا۔ کہ چلے آتے ہیں۔ بے اختیار پکارا۔ اے گروہ یہ تمہارا بخت جس کے تم منتظر رہتے ہو۔ آیا یہ خبر سنتے ہی مدینے میں غل مچا اور چھوٹے

بڑے اپنے ہتھیار اور لباس سنبھال کر سوار ہو کر بڑی خوشی سے میدان کی طرف روانہ ہوئے اور شہر سے باہر جا کر قدم بوسی حال کی اور خوشیاں کرتے تھے اور کہتے تھے مرحبا رسول اللہ مرحبا نبی اللہ اور ہر ایک چاہتا تھا۔ کہ میرے مکان پر اتریں۔ حضرت بنی عمرو جو حضرت کے رشتے میں ہوتے تھے اور عبدالمطلب کی ماں اسی قبیلے سے تھی۔ سعد بن خلیمہ کے مکان میں بارھویں تاریخ ربیع الاول کے مہینے میں اترے اور چودہ دن تک محلہ قبا میں توقف کیا۔ وہاں ایک مسجد کی بنیاد تقویٰ اور پرہیزگاری پر قایم کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تین روز کے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہنچنے کے محلہ قبا میں حضور میں پہنچے۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی عمر کے قبیلے سے سوار ہو کر مدینے میں تشریف لائے۔ پھر ہر ایک ان سعادت مندوں سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہمارا اونٹ کی چھوڑ دو۔ جہاں توقف کرے گا میں وہاں اتروں گا۔ اتفاقاً وہ اونٹ جس جگہ کہ اب دروازہ مسجد کا ہے۔ خودبخود بیٹھ گیا۔ وہ مکان ابو یوب انصاری کے گھر سے قریب تھا۔ انہوں نے فی الفور اسباب اتارا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی مکان میں رونق افروز ہوئے۔ وہاں ایک میدان تھا۔ کہ مسلمان وہاں نماز پڑھتے تھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کہ یہ مکان کس کا ہے۔ جواب دیا۔ کہ یہ مکان دو یتیموں کا ہے۔ ایک کا نام سہیل اور دوسرے کا نام سہل ہے۔ مکان کا ہاتھ آنا بہت سہل ہے۔ اس مکان کی قیمت ہم ان یتیموں کو دیں گے۔ حضرت نے قبول فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رض نے بموجب حکم کے دس مثقال طلا دے کر اس مکان کو خریدا اور سب اصحاب نے جمع ہو کر اپنے ہاتھوں سے مسجد کو تیار کیا۔ بعد اسکے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن حارث کو اور ابو رافع کو پانسو درم خرچ دیکر مکے کو بھیجا۔ کہ صاحب زادیوں کو اور بی بی سودہ کو مع تمام اہل و عیال کے ساتھ مدینے میں لے کر آئے۔

بیان جنگ بدر

جب بسبب مہاجرین و انصار کے شریعت کی مستحکم ہوئی۔ اور کافروں کا ظلم حد سے گذرا۔ تب حق تعالیٰ نے جہاد کی آیتیں نازل کیں اور حکم عام واسطے قتال کفار کے وارد ہوا۔ اسواسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومنان شجاعت پیشہ کو حکم کیا کہ اب کفار اشرار کی بنیاد اکھیڑنے میں مستعد ہوں۔ اور جا بجا فوجیں بھیجنا شروع کیں۔ جس فوج میں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ تشریف لے گئے ہیں۔ اس کو غزوہ کہتے ہیں۔ اور جس میں کہ اصحابوں کو سردار بنا کر بھیجتے ہیں۔ اس کو سریہ کہتے ہیں۔ منجملہ غزووں میں سے غزوہ بدر ہے۔ اور بدر نام ہے ایک کنوئیں کا۔ کہ وہاں گاؤں ہے اور ہر سال ایک بڑا بازار وہاں جمع ہوتا ہے۔ اور عرب کے لوگ وہاں مال تجارت بیچتے ہیں۔ اور خریدتے ہیں۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہنچی۔ کہ ابوسفیان قریش کے قافلے کے ساتھ شام کی طرف سے بہت مال و نعمت لے کر کے جاتا ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین سو تیرہ آدمی مہاجر و انصار کے ہمراہ لئے اور عمروؓ بن ام مکتوم کو مدینے میں نائب کیا۔ اور روانہ ہوئے۔ ابوسفیان کو جب معلوم ہوا۔ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا قصد رکھتے ہیں۔ اس نے فی الفور ایک سوار مکے کو دوڑایا۔ اور مکے والوں کو خبر دی کہ قافلے کا مال اگر ہاتھ سے گیا۔ تو محمدؐ کو بڑی قوت ہوگی۔ جتنا جلد پہنچنا ہو۔ تو پہنچو۔ ابوجہل وغیرہ قریش یہ خبر سنکر بیقرار ہوئے۔ اور لشکر جمع کر کے مکے سے باہر نکلے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین علم ترتیب دیئے۔ ایک تو علی مرتضیٰ کو عنایت کیا۔ اور ایک مصعب بن عمیر کو اور ایک سعد بن معاذ کو مرحمت فرمایا۔ اور اکثر اصحاب پا پیادہ تھے۔ دو۔ دو۔ اور تین تین آدمی میں ایک اونٹ سواری کا تھا۔ صرف دو یا تین گھوڑے سوار تھے۔ جب وادی صفر میں منزل کی۔ تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی۔ کہ ابوسفیان تو بھاگ کر دریا کے کنارے سے نکل گیا۔ اور لشکر مکے کا آپہنچا۔ تب اصحاب مضطرب ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابوں سے پوچھا۔ کہ صلاح تمہاری کیا ہے۔ انصار نے جانا۔ کہ اشارہ ہماری طرف ہے۔ سعد بن انصاری نے کھڑے ہو کر دست بستہ عرض

کی۔ کہ شاید حضور کی یہ عبارت ہماری طرف ہے۔ فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کی۔ کہ ہم تم پر ایمان لائے ہیں۔ اور تمہاری تصدیق رسالت کی کی ہے۔ ہم جانثاری کو خدمت گذاری میں حاضر ہیں۔ اگر حکم کروگے تو ہم اپنے تئیں دریا میں بھی ڈالینگے! حضرت نے دعا کی۔ اور فرمایا۔ مجھ سے اللہ تعالےٰ نے دو طائفوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے۔ یا قافلے کا یا لشکر کا خدا کے وعدے میں خلاف نہیں۔ جب ابوسفیان نے قافلے کو بدر کی راہ سے پھرا تو قاصد قریش کے لشکر میں بھیجا۔ کہ میں سلامت پہنچا۔ تم بھی پھر آؤ۔ دوسری بار لشکر تیار کر کے محمدؐ کی لڑائی کو چلیں گے۔ جب قاصد پہنچا۔ تو قریش نے ارادہ پھرنے کا کیا۔ ابوجہل نے لات اور عزیٰ کی قسم کھائی۔ کہ ہم نہیں پھریں گے۔ جب تک کہ بدر میں جاکر شرابیں نہ پئیں اور تین روز وہاں مقام نہ کریں۔ اگر ہم یہاں سے پھر جاویں گے۔ تو عرب کے قبائل طعنہ کریں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ محمدؐ سے بھاگ گئے۔ جہم بن الصلت اٹھا۔ اور کہا کہ بہتر یہی ہے کہ پھر چلیں۔ اسواسطے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ ایک سوار اونٹ کی مہار ہاتھ میں لئے آیا آواز دی۔ کہ عتبہ اور شیبہ اور امیہ بن خلف کو مار ڈالا۔ اور دوسرے لشکر کے سرداروں کا نام لیا۔ کہ کل سب کو مار ڈالیں گے۔ اور پھر اس نے تلوار نکال کر اونٹ کو ذبح کیا۔ وہ اونٹ زخمی ہو کر بھاگا۔ اور سب خیموں میں اس کا خون پہنچا۔ ابوجہل نے کہا۔ کہ یہ دوسرا پیغمبر قریش میں پیدا ہوا۔ القصہ وہاں سے کوچ کر کے عدوہ قصویٰ میں ڈیرا کیا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عدوہ دنیا میں اترے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں سے کوچ کر کے بدر کے چشمے پر مقام کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی۔ کہ اگر بموجب وحی آلہی کے یہاں ٹھہرے ہو۔ تو سمعاً و طاعۃً والا یہاں سے اٹھ کر دشمن سے نزدیک اترو۔ کہ سب کنوئیں بدر کے ہم سے اوپر ہوویں گے۔ اور حکم کرو کہ سب کنوؤں کو بند کر دیں۔ کہ دشمن راہ نہ پاوے۔ اور ہر ایک کنوئیں کے سر پر ایک حوض بنادو۔ کہ بروقت لڑائی کے تیار رہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تجویز پسند کر کے ویسا ہی کیا۔ پھر سعد بن معاذ نے جو سردار انصار کے تھے عرض کی۔ اگر حکم ہو۔ تو آپ کے واسطے پانی کے کنارے ایک تخت سایہ دار بنادیں۔ اور کئی اونٹ تیز آپ کے پاس تیار رہیں۔ اور اگر ہم پر شکست آوے۔ تو آپ کئی اصحاب کے ساتھ مدینے میں تشریف لے جاویں۔ کہ اسلام میں خلل نہ ہو۔

اور ہماری عورتیں اور لڑکے جو آپ کو دیکھیں گے۔ تو ہمارے مرنے کا اندیشہ نہ کریں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ عبادت پسند آئی۔ اور سعد کے حق میں دعا کی۔ دوسرے روز قریش تیار ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں آئے۔ وہ تکبر کرنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا کی۔ کہ یا الٰہی یہ قریش بڑے تکبر اور فخر سے آتے ہیں۔ اور مجھے جھٹلاتے ہیں۔ تو ہماری مدد کر اور وعدے کو وفا کر بعد اس کے قریش کی ایک جماعت نے ارادہ کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض میں پانی پیویں۔ اصحابوں نے حملہ کیا۔ اور سب کو مار ڈالا۔ مگر حکیم بن حزام کہ وہ آئے سب سے اول اسود بن اسود کہ عرب میں بڑا مشہور بہادر تھا۔ لات و عزیٰ کی قسم کھا کر آیا۔ کہ جا کر محمد رسول اللہ کے حوض کو توڑوں گا۔ جب نزدیک پہنچا تو حضرت امیر حمزہؓ اس کے مقابل ہوئے اور مار کر گھوڑے سے گرا دیا۔ بعد اس کے عتبہ بن ربیعہ اور اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید کہ لشکر قریش میں ان سے بڑا کوئی بہادر نہ تھا۔ صف سے باہر آئے۔ عتبہ اور مبارز یعنی لڑائی کرنا چاہا۔ تین جوان انصار کے ان کے مقابلے کو باہر آئے۔ عتبہ اور شیبہ نے آواز دی۔ کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہمسروں کو بھیج حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمزہ رضؓ اور علی کو عبیدہ بن حارث کو بھیجا۔ جب یہ شیران بیشہ وغا مقابل ہوئے۔ ان تینوں کافروں پر دغا کو جہنم رسید کیا۔ لشکر نے قریش جو یہ حال دیکھا۔ یکبارگی حملہ کیا۔ وہ اتنے بہت تھے۔ کہ ایک ایک مسلمان پر دس دس آٹھ آٹھ لپٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست بدعا کیا۔ کہ خداوندا روئے زمین میں یہی گروہ ہے۔ جو تیرے پیغمبر پر ایمان لائے ہیں۔ اگر تو ان کو ہلاک کر دیگا۔ تو عبادت کون کریگا۔ نصرت اور فتح اپنی بھیج۔ اللہ تعالےٰ نے اسی وقت حضرت جبرائیل کے ساتھ پانچ ہزار فرشتے واسطے مدد کے بھیجے۔ یہانتک کہ ستر آدمی رئیس قریش کے قتل کئے۔ اور ستر ہزار اسیر ہو گئے۔ کہتے ہیں۔ کہ جس کافر پر اصحاب قتل کرنے کو جاتے تھے۔ پہنچنے سے پہلے دیکھتے تھے۔ کہ سر اس کا تن سے جدا ہے۔ فرشتے غزوں میں بھی واسطے مدد کے نازل ہوئے لیکن فرشتوں نے سوائے بدر کے دوسری لڑائی میں مقابلہ نہیں کیا۔ کہ تم ابوجہل کو پوچھتے تھے۔ وہ یہ ہے۔ سنتے ہی یہ دونوں مانند شیر کے اس کافر سے جا لپٹے

ایک نے ابوجہل کی ران میں تلوار مار کر گھوڑے سے گرا دیا اور دوسرے نے اس کافر کو دو تین تلواریں لگا کر دین اسلام کے خار کو مٹایا۔ بعد فتح کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کنوئیں پر آن کر نام بنام پکارا کہ آیا پایا تم نے جو کچھ کہ تم سے خدا نے وعدہ کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ تم مردوں بیجان کو آواز دیتے ہو۔ وہ کیا سنتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا واللہ تم اُن سے زیادہ نہیں سنتے۔ مگر وہ جواب دے نہیں سکتے۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی جا کر ابوجہل کی خبر لاوے عبداللہ بن مسعودؓ نے مردوں کی لاشوں میں سے اُسے ڈھونڈ کر نکالا۔ اور اس کے سینے پر سر کاٹنے کو بیٹھے ابوجہل نے کہا۔ کہ اے بکریوں کے چرانے والے بڑے مقام پر چڑھے۔ تو عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا۔ الحمدللہ کہ میں نے تجھ کو اس چال پر دیکھا۔ یا عدو اللہ پھر تلوار سے اس کا سر کٹ کر تن ناپاک سے جدا کیا۔ اور خواری سے خاک میں کھینچتے ہوئے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لا کر پھینک دیا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدۂ شکر کا کیا۔ اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَاتَ فِرْعَوْنَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ۔

بیان غزوہ اُحد کا

جب بدر میں بعضے رئیس قریش کے مارے گئے اور بعضے قید ہوئے۔ اور بعضے لشکر سے بھاگ کر مکے کو گئے۔ پھر قریش نے اپنے بندوں کو خرید کیا۔ وہ لوگ کہ جن کے باپ بدر میں مارے گئے تھے۔ عکرمہ ابن ابی جہل و عبداللہ بن ربیعہ و صفوان بن امیہ وغیرہ ابوسفیان کے پاس گئے۔ اور کہا قریش تیرے واسطے اور تیرے ساتھ والوں کے واسطے گئے تھے۔ اور یہ حادثہ ان کو پہنچا۔ اب ہمارے تئیں بعد ان کے زندگانی کی لذت نہیں۔ تمام عرب میں ہم بدنام ہوئے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ یہ سوداگر جو تیرے ساتھ اپنا بدلہ لیویں اور ابوسفیان کے قافلے میں ہزار اونٹ تھے۔ اس میں سے راس المال تو مالکوں کو دیا۔ اور پچاس ہزار مثقال سونا نفع کا جو ہوا تھا۔ سب لشکر کے خرچ میں صرف کیا۔ اور عمرو بن عاص کو کئی شاعروں کے ہمراہ قبائل عرب میں

مدد مانگنے کو روانہ کیا۔ اور پیشوا لشکر کا ابو سفیان ہُوا۔ اور ہندہ ابو سفیان کی جورو عتبہ کی بیٹی جس کا باپ بدر میں امیر حمزہؓ کے ہاتھ سے مردار ہُوا تھا وہ بھی رفیق لشکر کی ہوئی۔ اور کئی عورتیں دوسرے قریشیوں کے بھی ہمراہ ہوئیں۔ جبیر بن مطعم بھی قریش کے سرداروں میں سے تھا۔ اس کا چچا بدر میں مارا گیا تھا۔ اس کا ایک غلام تھا۔ وحشی نام کہ حربہ اس کا خطا نہ جاتا تھا۔ ہندہ نے اور جبیر بن مطعم نے وحشی سے کہا۔ کہ اگر تو حمزہؓ کو یا علیؓ یا محمد کو مار ڈالے گا۔ تو ہم تجھ کو مال دنیا سے مستغنے کر دیں گے۔ اور یہ تمام خبریں حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جو مکے میں تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائیں ٭٭

جب لشکر قریش کا مدینے کے نزدیک پہنچا۔ ان میں سات سو زرہ پوش اور دو سو گھوڑوں کے سوار اور تین ہزار اونٹ اور گانے والی عورتوں کو بھی ساتھ لیا۔ جو بروقت مقابلے کے بدر کے مقتولوں کے اوصاف گائیں۔ جوانی والے جوان کوشش میں دریغ نہ کریں۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ کئی بیل مسلمانوں کے مارے گئے۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار میں سوراخ پڑ گیا۔ اور اپنے تئیں دیکھا۔ کہ میں نے ایک محکم زرہ کو ہاتھ میں پکڑا ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تعبیر اس خواب کی یہ ہے۔ کہ ایک جماعت بہتریں صحابہؓ سے ماری جائے اور وہ رخنہ جو میری تلوار میں ہے۔ ایک شخص میرے اقربا میں سے اس کام آئے گا۔ اور وہ زرہ کہ جس میں میں نے ہاتھ لگایا ہے۔ وہ قلعہ مدینے کا اب رائے میری یہ ہے۔ کہ مدینے سے باہر نہ نکلیں اور قریش کے لشکر کو مدینے کے باہر پڑا رہنے دیں۔ جب کھانا اور پانی ان پر تنگ ہو جاوے تو وہ خود بخود چلے جاویں گے۔ بعضے اصحاب نے عرض کی۔ کہ یہ رائے صائب ہے۔ اس واسطے کہ لشکر ان کا بہت ہے جلد عاجز ہو جاویگا۔ ہم نے بہت بار دیکھا ہے۔ کہ جس نے مدینے کا قصد کیا ہے۔ اگر مدینے والے باہر نہیں گئے ہیں۔ تو فتح پائی ہے۔ اور اگر باہر گئے۔ تو مغلوب ہوئے ہیں۔ لیکن وہ جو بدر کی لڑائی میں تھے۔ انہوں نے عرض کی۔ کہ مصلحت یہ ہے۔ کہ باہر نکل کر لڑیں۔ تاکہ کافر قریش کے گمان نہ لے جاویں۔ کہ ہم ان سے ڈر گئے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مبالغہ اور رغبت ان کی دیکھی۔ تو نماز

جمعے کی پڑھی اور خطبہ نہایت بلیغ اور فصیح بیان فرمایا۔ اور تابعداروں کو واسطے لڑائی کے تیز کیا۔ پھر حجرہ شریف میں تشریف لے گئے۔ خود فولادی سر مبارک پر رکھا۔ اور دو زرہ پہن اور کمر بند ادیم۔ کا کمر پر باندھ کر باہر تشریف لائے۔ جب اصحاب نے حضرت کو اس حال میں دیکھا تو اپنی صلاح سے پشیمان ہوئے اور عرض کی کہ اگر حضور کی صلاح باہر نکلنے کی نہ ہو۔ تو یہاں ہی بیٹھیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سزاوار نہیں۔ نبی کے تئیں کہ صلاح جنگ کے پہنے۔ اور بغیر لڑائی سلاح کو تن سے دور کرے۔ اب اللہ تعالےٰ کا نام لے کر چلو۔ صبر کرو گے۔ تو امید خدا سے ہے۔ کہ فتح ہوگی۔ پھر تو سب اصحاب بھی مسلح ہوئے اور قریب ہزار سوار اور پیادے کے ہمراہ ہوئے۔ جونہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینے سے باہر نکلے۔ عبداللہ ابن ابی سلول منافق مخالفت کر کے تین سو آدمی اپنے لیکر پھر گیا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ پرواہ نہ کی اور باقی لشکر ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ اور اُحد میں جاکر دشمن کے مقابلے میں ڈیرا کیا۔ اور فرمایا۔ کہ کوئی بغیر اذن کے لڑائی میں نہ جاوے اور لشکر میں سے پچاس تیر انداز چن کر عبداللہ بن جبیر کو ان کا امیر مقرر کیا۔ اور لشکر اسلام کے پیچھے ایک گھاٹی تھی۔ جو دشمنوں کے آنے کی راہ تھی۔ وہاں انکو مقرر فرما کر فرمایا کہ تم یہاں قائم رہو۔ اگر دشمن ادھر سے آویں۔ تو ان کو دفع کرو۔ ہماری فتح ہو۔ یا شکست تم بغیر حکم کے حرکت مت کیجیو۔ بعد اس کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیادوں کو آگے کیا۔ اور سواروں کی صف پیچھے کی۔ قریش نے بھی اپنی صفیں درست کیں۔ خالد بن ولید میمنے میں دست راست اور عکرمہ بن ابی جہل میسرے میں دست چپ پر تھا۔ اور طلحہ بن ابی طلحہ قریش کا علمدار ہوا۔ اور دونوں صفیں مقابل کر فرمایا۔ کہ کون ہے۔ یہ تلوار لے اور اس کا حق ادا کرے کئی اصحاب تلوار لینے کو درپیش ہوئے کسی کو حضرت نے دی اور ابو دجانہ نے عرض کی۔ کہ یہ کام میرا ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تلوار لی۔ اور میدان میں اکڑتا ہوا کمال تبختر سے چلا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی چال اللہ تعالےٰ کے نزدیک مبغوض ہے۔ مگر اس جگہ میں اس حال سے دشمن پر رعب ہوتا ہے۔ جس طرف وہ شیر نر جاتا تھا۔ کوئی اس کے سامنے نہ آتا تھا۔ اتفاقاً اسی گروہ سے وہاں پہنچا کہ ہندہ ابوسفیان کی جورو

کئی عورتوں کے ساتھ دف بجاتی تھی اور کافروں کو واسطے قتل اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیز کرتی تھی۔ اور یہ شعر بالحان پڑھتی تھی۔ شعر

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقْ نَمْشِیْ علے الفارق اَنْ تَقتلوا تعانق ان تدبروا نفارق

ترجمہ:۔ ہم دشمن ستارہ جلتے ہیں مسندوں پر ہم نونہال خوبی بیٹھیں نہالیوں پر
دشمن سے جو لڑے گا اسکے گلے لگیں گے بھاگے گا جو انہوں سے اس سے نہیں ملینگے

حضرت ابودجانہ نے چاہا کہ ہندہ کو اس شمشیر ہندی سے کاٹ کر فرش جہنم میں بٹھائے پھر کہا حیف ہے۔ جو غازی اپنی تلوار کو عورت پر چلاوے۔ پھر حضرت امیر حمزہؓ نے ابوسفیان کے علمدار کو قتل کرکے علم گرادیا۔ اور اس میدان میں کئی کافروں کو دوزخ میں پہنچایا۔ کسی کو طاقت نہ تھی کہ جوان کے مقابل آئے۔ اور اپنی جان شیریں گنوائے ہندہ نے آن کر وحشی سے کہا کہ حمزہؓ اس وقت لڑائی میں مشغول ہے۔ اگر ہو سکے تو مار ڈال۔ وحشی ایک پتھر کی آڑ میں ٹھہرا۔ جب امیر حمزہؓ کئی پہلوان قریش کو مار کر پھرے۔ وحشی نے حالت غفلت میں حربہ پھینک کر امیر حمزہؓ کے سینے کے تلے۔ ایسا مارا کہ گھوڑے سے گرتے ہی جان بحق تسلیم ہوئے۔ ہندہ یہ خبر سنکر آئی۔ اور حضرت امیر حمزہ کا سینہ چیرا۔ اور جگر نکال کر چبایا۔ پھر طلحہ بن عثمان قریش کا علم اٹھاکر میدان میں آن کر بولا۔ کہ اے گروہ محمدؐ تمہارا یہ گمان ہے۔ کہ ہم تمہاری تلواروں کے سبب سے دوزخ میں جاویں کے اور تم ہماری سیفوں کے وسیلے سے بہشت پاؤ گے۔ کون ہے۔ جو میدان میں آوے۔ اور میں اس کو بہشت میں پہنچاؤں۔ اسداللہ الغالب علے ابن ابی طالب مقابل ہوکر بولے۔ کہ میں تجھ کو جہنم رسید کرنے آیا ہوں۔ اور ایک تلوار اس کے پاؤں میں ایسی ماری کہ سرنگوں گر پڑا۔ اور ستر عورت اس کا برہنہ ہو گیا تب نہایت تضرع اور زاری کرکے خدا کی رحمیت کو اور اپنی قرابت کو وسیلہ کیا۔ حضرت علیؓ نے شرم سے اس کو قتل نہ کیا۔ پھر کافروں نے غلبہ کیا مصعب بن عمر علمدار لشکر اسلام کے شہید ہوئے۔ حضرت مرتضے علی نے علم اٹھایا۔ پھر زیاد بن السکن مع جوان انصار کے عین غلبہ کفار میں سید ابرار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں آیا۔ اور ہر ایک اہل اسلام سے نوبت بنوبت کفار سے مقابل ہوتا۔ اور یہ کلمہ دلاویز پڑھتا جاتا تھا۔

نَفْسِی لِنَفْسِکَ الفِدَاءُ وَوَجْھِی لِوَجْھِکَ الوِقَاءُ وَعَلَیْکَ سَلَامُ الوَدَاعِ

یا رسول اللہ وموعدنا الجنۃ - جان میری تیری جان پر فدا اور منہ میرا تیرے منہ کی پناہ ہے - اور تجھ پر سلام الوداع اور ہمارا آپ سے وعدہ ملاقات جنت الماویٰ ہے - ہر ایک جوان ان میں سے اسی وعدے پر قایم رہا اور رسول رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر جان شیریں کو سونپ کر بہشت بریں کو پہنچا - رضی اللہ عنہم - ہر چند کہ اس لڑائی میں اکثر اصحاب نے اپنا جوہر شجاعت ایسا دکھایا - کہ رستم واسفندیار کا افسانہ بہ نسبت اس کے بازی اطفال تھا - اور دارا اور اسکندر کا معرکہ خواب وخیال تھا لیکن علی مرتضیٰؓ اور ابو دجانہ اور طلحہ رضؓ اور مصعب بن عمیر سے جو جوانمردیاں ظاہر ہوئیں - اگر تحریر ہوں - تو ان شیران خدا کے احوال میں ایک دفتر ہوجائے - یہ رسالہ گنجائش نہیں رکھتا ہے - اگر مشتاق ہو تو تاریخ صحاح میں بہ تفصیل دیکھ کر ان کی محبت اپنا اعتقاد مضبوط کرلے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طرف اصحابوں کو واسطے جہاد کے تیز کرتے تھے - اس عرصہ میں شیطان کا بھیدی ابن قیمہ ملعون اور عتبہ بن ابی وقاص اور ابن شہاب حضرت کے پاس پہنچے - اور پتھر چلائے - کہ حضرت کی ساق اور کاندھا اور پیشانی نورانی خون آلود ہوگئی اور ہونٹ نیچے کا زخمی ہوگیا - اور اگلا دندان مبارک ابی قیمہ کے پتھر سے ٹوٹ گیا - اور ایک روایت میں عتبہ بن ابی وقاص کے پتھر سے پھر ابن قیمہ نے تلوار حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلائی - طلحہ نے اپنے ہاتھ کو سپر کیا - اور ہاتھ اس جوانمرد کا بیکار ہوگیا - حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گڑھے میں گر پڑے ابن قیمہ نے جانا - کہ میں نے محمدؐ کا کام تمام کیا - شیطان لعین نے ندا کی - کہ محمدؐ مقتول ہوئے - اور کچھ بھاگ کر مدینے چلے گئے - اور بعضوں نے رفاقت حضرت کی نہ چھوڑی - طلحہ بن عبداللہ اور سعد بن وقاص اور علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہم ان میں سے تھے - اور بعضے سراسیمہ وحیران ادھر ادھر پھرتے تھے - جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی خبر پائی - تو سب جمع ہوگئے - اس تفرقے میں قریشیوں کی عورتوں نے اہل اسلام کے بعضے مقتولوں کو مثلہ کیا - یعنے ناک اور کان اور اعضائے تناسل کاٹ کر گلے کے ہار بنائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر چند چاہا - کہ اس گڑھے سے نکلیں

سبب درختوں کے اور بوجہ دوز رہوں کے نہ نکل سکتے تھے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ باوجود دست شکستہ اور بدن مجروح کے اپنے تئیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے دوش پر قدم رکھ بہ کمال مصیبت کے باہر نکلے اور فرمایا۔ کہ طلحہ کی جگہ بہشت میں مقرر ہوئی۔ سب سے اول کعب بن مالک نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانا۔ اور پکارا کہ اے مسلمانان مژدہ باد۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات ہیں۔ اصحاب متفرق سنکر فی الفور ملازمت میں پہنچے۔ اور آہستہ پہاڑ کی گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے۔ تا وہاں یاروں کے ساتھ جمعیت کریں۔ اور سعد بن وقاص نے اس روز ایسے تیر قبلہ مقصود پر چلائے کہ ہر تیر نے مخالفوں کو واصل جہنم کیا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہاتھ سے ان کو تیر دیتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ مار میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ ایسی منقبت کی سعادت کسی صحابی کو میسر نہ ہوئی جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گھاٹی کے پاس پہنچے۔ تب ابی بن خلف ملعون ناخلف گھوڑے پر سوار نیزہ ہاتھ میں لئے آپہنچا۔ اور بولا خدا مجھ کو نجات دے۔ جو میں محمدؐ کو نجات دوں۔ زبیر بن العوام اور دوسرے اصحاب نے چاہا کہ اس کو جہنم رسید کریں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر سے نیزہ لے کر اس کی گردن پر لگایا۔ ہر چند کہ زخم ظاہر میں تھوڑا تھا۔ لیکن اس بد سرشت پر خوب کارگر ہوا۔ بے اختیار زمین پر گر گیا۔ رفیق اس کو قوم میں اٹھا کر لے گئے۔ اس شیر بیشہ نبوت کے زخم سے مانند بیل کے آواز کرتا تھا۔ یاروں نے کہا۔ کہ تیرا زخم ایسا نہیں۔ کہ تو بیقراری کرے بولا کہ زخم تو ظاہر میں ایسا نہیں لیکن زخم لگانے والا ایسا ہے۔ کہ ضرب اس کی خطا نہیں کرتی۔ غرض وہ کافر اسی طرح سے نالہ و آہ کرتا۔ اور راستہ میں مکے کے جہنم کی راہ لی۔ یہ ساری مصیبت ان یاروں کی بیقراری سے ہوئی۔ جو عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ گھاٹی پر متعین تھے جب ابتداء میں اصحابوں کو غلبہ ہوا۔ تو وہ بہ طمع غنیمت کے گھاٹی کو چھوڑ کر چلے گئے۔ ہر چند عبد اللہ بن جبیرؓ نے ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی سے ڈرایا۔ ان کے خیال میں کچھ نہ آیا۔ عبد اللہ بن جبیر معہ آٹھ جوانوں کے اکیلے رہ گئے۔ عکرمہ بن ابی

جہل نے گھاٹی خالی دیکھی۔ تو اپنے تیراندازوں کو لے کر آیا۔ عبداللہ بن جبیر نے داد جوانمردی اور دلاوری کی دی۔ اور مع آٹھوں آدمیوں کے شہید ہوگئے۔ پیچھے سے کافروں نے آکر ایسے تیر برسائے کہ فوج اسلام متفرق ہوگئی بعد اس کے قریش نے ابوسفیان سے کہا۔ کہ آج لات و عزیٰ نے ہماری مدد کی۔ جو ہم محمدؐ پر غالب ہوئے۔ اور اب محمدؐ نے مضبوط گھاٹی کی پناہ لی ہے۔ اور یار اس کے جمع ہوتے جاتے ہیں۔ اب صلاح یہ ہے۔ کہ ہم مکے کو پھر جاویں۔ ابوسفیان بھی اس بات پر راضی ہوا۔ اور گھاٹی کے تلے آکر پکارا اس قوم میں محمدؐ ہیں۔ حضرت نے منع فرمایا۔ جواب سے پھر بولا۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ پھر حضرت نے جواب دینے سے منع فرمایا۔ ابوسفیان بولا۔ اعل یا ہبل یعنے بلند ہو۔ تو اے ہبل حضرت نے فرمایا۔ جواب دو۔ کہ اللہ اعلےٰ و اجل ہے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ اور کہا۔ اے عدو اللہ ہم سب تیری گردن کاٹنے کو موجود ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ یوم بیوم یعنی ہم تم برابر ہیں رسول خدا نے فرمایا۔ جواب دو۔ کہ ہمارے قتیل بہشت میں اور تمہارے دوزخ میں ہیں۔ جب قریش مکے کی طرف روانہ ہوئے۔ تو رسول خدا نے علی مرتضےٰ کو بلاکر فرمایا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ قریش فریب کریں۔ اور مدینے کی طرف متوجہ ہوویں۔ علی مرتضےٰ ان کے پیچھے گئے۔ یہاں تک کہ مدینے کی حد سے نکل گئے وہاں سے پھر حضور میں پھر آئے۔ رسول اللہ نے پھر شہیدوں کو دفن کیا ستر آدمی شہید ہوئے۔ بعد اس کے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اب قریش کو ہم پر غلبہ نہ ہوگا۔ بلکہ ہم فتح مسلہ کریں گے۔ اہل مدینہ رسول اللہ کی خبر سنکر استقبال کو آئے اور ایک عورت انصار کی حضرت سیّد الابرار صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ملاقات کو نکلی۔ راستے میں چار جنازے برابر رکھے۔ دیکھے۔ کہ اس کا باپ دوسرا خاوند تیسرا بھائی چوتھا بیٹا سب کا احوال دریافت کیا۔ کہ کون ہیں۔ اس عورت مرد ہمّت نے مطلق التفات نہ کیا۔ کمال استقلال سے آگے بڑھی اور پوچھا۔ کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کیا حال ہے۔ لوگوں نے کہا۔ سلامت تیرے گھر تشریف لاتے ہیں۔ وہ بی بی اپنے مقتولوں کو چھوڑ کر جلد چلی گئی اور حضرت کو دیکھا اور دامن پکڑ

کر کہا۔ میرے ماں باپ اور قوم سب تم پر فدا ہوں تمہاری ذات شریف کو جو میں نے سلامت پایا۔ حضرت صلعم نے اس کے استقلال پر آفرین کی اور اس کے حق میں دعائے خیر کر کے روانہ ہوئے۔ اور مدینہ شریف میں یاروں کے ساتھ واصل ہوئے ٭

بیان واقعہ حدیبیہ اور قریش کے ساتھ صلح کرنیکا

سبب اس سفر کا یہ ہے۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا۔ کہ امن و امان سے مع اصحاب بیت اللہ گئے۔ اور عمرہ کیا۔ اصحاب خوش ہوئے۔ جانا۔ کہ اس سال میں فتح مکہ ہوگی۔ پھر حضرت سید المرسلین نے تیاری سفر کی کی اور چودہ سو آدمی ہمراہ لے کر مکےّ کو روانہ ہوئے۔ اور عبد اللہ بن ام مکتوم کو مدینے میں خلیفہ کیا۔ اور ستر اونٹ واسطے قربانی کے ہمراہ لئے منزل عفان میں پہنچے۔ بشیر بن سفیان نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کر کے عرض کی۔ کہ قریش کو آپ کے کوچ سے خبر ہوئی۔ انہوں نے جمعیت کی ہے۔ اور خالد بن ولید کو سردار لشکر کا کیا ہے۔ اور قسم کھائی ہے۔ کہ تم کو مکےّ میں چھوڑیں گے٭ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رہبر ہمراہ لیا۔ اور راہ دشوار سے روانہ ہو کر حدیبیہ میں آن کر مقام کیا۔ قریش نے یہ خبر سُنکر بدیل بن ورقہ خزاعی کو حضور میں بھیجا۔ اور قبیلہ خزاعہ قدیم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست جانی اور محرم نہانی تھے۔ انہوں نے کہا کہ اصول و فروغ قریش کے جمع ہوئے ہیں۔ تم کو مکےّ میں نہ چھوڑیں گے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارا ارادہ لڑائی کا نہیں ہے۔ بلکہ واسطے عمرے کے آئے ہیں قریش کے تئیں مناسب یہ ہے۔ کہ صلح کر کے ایک مدّت معیّن کریں اور ہم کو قبایل عرب پر چھوڑیں۔ اگر ان پر غالب ہوں۔ تو بغیر تعاقب کے دشمنوں کی مراد بر آوے گی۔ اور اگر یہ بات میری قبول نہ کریں گے۔ تو جب تک جان باقی ہے میں ان کی لڑائی سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگے اور اللہ تعالےٰ نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ اپنے دین کی مدد کرے گا۔ بدیل نے جا کر صناوید عرب کی مجلس میں کہا۔ کہ

اے یارو میں محمدؐ کے پاس آیا ہوں - اور باتیں معقول لایا ہوں - اگر صلاح ہو - تو بیان کروں - سفہا اور جہلانے کہا کہ ہم کچھ بات نہیں سنتے ۔ مگر عقلانے بگوش دل سب باتیں سنیں - لیکن اس واسطے کہ بدیل قوم خزاعہ سے ہے - جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم سوگند تھے ۔ اس کی بات پر اعتبار نہ کیا - اور غزوہ بن مسعود ثقفی کو کہا - کہ اس نے سنکر قوم سے بیان کیا کہ اے قوم بدیل کی بات بے بدل ہے - اور اگر تم کو شک ہے - تو جاؤں - اور تحقیق کر کے آؤں غزوہ بن مسعود بموجب رضا مندی قریش کے حضور سیّد کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گیا - حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بات کہ بدیل سے فرمائی تھی - وہی غزوہ سے ارشاد کیا - غزوہ نے بطریق مصلحت انگیزی کے کہا - کہ اے محمدؐ اگر تو اس واسطے ہے - کہ اپنی قوم استیصال اور بے بنیاد کرے - تو زمانہ ماضی میں کسی نے ایسا نہیں کیا - اور اگر کچھ غرض ہو - تو بیان کر یہ چند اوباش بیکار جو تو نے جمع کئے ہیں - میری خاطر میں یہ گذرتا ہے - کہ یہ لوگ ضرورت کے وقت میں تجھکو تنہا چھوڑیں گے - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہایت طیش میں آن کر کہا - کہ لات وعزیٰ کے فلان کو تو چوم لے - جب تک کہ دم میں دم ہے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ چھوڑیں گے - غزوہ نے کہا - کہ اگر حقوق تیرے مجھ پر نہ ہوتے - تو میں جواب دیتا - غزوہ نے گفتگو کے وقت میں گوشہ چشم سے آداب و تعظیم اصحابوں کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دیکھی - تو حیران ہوگیا - اور وہاں سے آن کر قریش سے کہا - کہ واللہ میں کسریٰ وقیصر کی مجلسوں میں حاضر ہوا ہوں - یہ احترام اور اعزاز کہ جو محمدؐ کے یار اس سے کرتے ہیں میں نے ہرگز نہیں دیکھا - جب وہ باتیں کرتا ہے - تو نہائیت تعظیم سے ایسے خاموش ہو جاتے ہیں - گویا اپنے تئیں بھول جاتے ہیں - اور وضو کا پانی لینے پر ایسا گرتے ہیں - قریب ہے - کہ آپس میں مقابلہ کریں - بہتر یہ ہے - کہ اس کے ساتھ لڑائی ہرگز مت کرو - ہر ایک ان میں سے اپنے مرنے کو سعادت سمجھتا ہے - بعد اس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو قریش کے پاس بھیجا - کہ ہم کو عمرہ کرنے دیں - جب حضرت عثمانؓ نے پیغام پہنچایا - انہوں نے کہا - کہ ہرگز محمدؐ کو نہ چھوڑیں گے کہ وہ عمرہ کریں - اگر تمہاری خوشی ہو تو طواف کرو - حضرت عثمان رضؓ نے کہا - کہ ہرگز بغیر عمرہ کئے نہ جاویں گے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہنچی - کہ عثمانؓ کو قریش نے قتل کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت رنجیدہ ہوئے ایک درخت کے تلے بیٹھے تھے - اصحابوں کو جمع کیا - اور از سر نو بیت لی - اس مضمون سے یا قریش کو قتل کریں گے - یا سب مر جائیں گے - سب اصحابوں نے بخلوص دل بیت کی - اور مرنے پر مستعد ہوئے - اللہ تعالیٰ نے ان جوانمردوں کی اخلاص کی برکت سے یہ آیت نازل ہوئی - لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ الیٰ اخو ا الآ یت یعنے خدا راضی ہوا ان مسلمانوں سے جنہوں نے بیت کی تجھ سے درخت کے نیچے پھر جانا جو ان کے جی میں تھا - پھر اتارا ان پر انعام اور چین بھی ان کو ایک فتح نزدیک جب قریش کی تجدید بیت کی خبر ہوئی - تو سہیل بن عمر کو بلا کر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا - بعد گفتگو و تکرار کے صلحنامہ لکھنے کا حکم ہوا - علی مرتضےٰ کو فرمایا - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہیل نے کہا - کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے - اور اللہ کو ہم اس نام سے نہیں پکارتے - ہمارے دستور کے موافق لکھو - بعد اس کے لکھا - ھٰذا ما قاضیٰ علید محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم ؛

پھر سہیل نے کہا - کہ اگر ہم تیری رسالت کے معتقد ہوتے تو نزاع کیوں کرتے ؛ محمد بن عبداللہ لکھو - حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - واللہ میں محمد رسول اللہ اور محمد بن عبداللہ ہوں ؛ اے علی رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دے - حضرت علی مرتضےٰ نے قسم کھا کر کہا - کہ میں وصف رسالت کا نہ تراشوں گا - حضرت نے اپنے دست حق پرست میں نام لیا - اور محمد رسول اللہ تراش کر محمد بن عبداللہ لکھا ؛ مضمون صلح نامے کا یہ تھا - کہ یہ سید المرسلین مع لشکر اسلام کے مدینے کو جاویں - اور آئندہ سال کو آن کر عمرۃ القضا گذاریں بشرطیکہ تلوار میان میں رہیں - اور تین دن سے زیادہ مکے میں نہ ٹھہریں - اور دس برس تک لڑائی نہ کریں گے - جو ہم ہر طرف آیا جایا کریں اور جو شخص پیغمبر کی طرف سے ہمارے یہاں آوے گا - اس کو ہم نہ دیویں گے - اور ہماری طرف سے جو شخص ان کے پاس جاوے - تو محمد اس کو ہمارے حوالہ کریں - اصحابوں کو یہ شرط ناگوار گذری نہایت ملول ہوئے - کہ ہم کیونکر دوستوں کو دشمن کے حوالے کریں گے ؛ اور یہ عار کیونکر قبول کریں - بعد اس صلح کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

لوگوں سے کہا۔ اٹھو اور قربانی کو ذبح کرو۔ اور سروں کو حلق کرو۔ یعنی سر منڈا ڈالو۔ اصحاب اس صلح سے نہایت ناخوش تھے۔ کسی کا دل قربانی کو نہ چاہتا تھا۔ تین بار حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی مارے طیش کے نہ اٹھے۔ حضرت اوداس ہو کر گھر میں گئے۔ اور ام سلمہ سے یہ احوال کہا۔ جب بی بی نے سنا۔ تو حضور میں عرض کی یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں۔ کہ اصحابوں کو شرط اخیر سے بڑا رنج ہوا ہے۔ بہتر یہ ہے۔ کہ آپ کسی سے کچھ نہ فرماویں۔ اور قربانی کریئے حجامت اور اصلاح بنوایئے۔ جب اصحاب آپکو دیکھینگے تو خود بخود مشغول ہوویں گے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاص اونٹوں کو قربانی کر دیا۔ اور حلاق کو بلا کر سر ترشوایا۔ جب لوگوں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر قربانیاں کیں۔ اور تھوڑے لوگوں نے حجامت کی اور اکثروں نے تھوڑے بال کتروائے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو بار محلقین کے حق میں دعا کی۔ اور ہر بار مقصرین نے یعنی بال کترنے والے اپنے تئیں یاد دلواتے تھے۔ تیسری بار ان کے حق میں دعا کی اور وہاں سے پھر مدینے میں تشریف لائے۔

بیان خیبر کے فتح کرنے کا

جب لشکر اسلام سید الانام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینے میں حدیبیہ سے پھر آیا۔ آخر سات میں خیبر کی غزا کا عزم مصمم کیا۔ اور ایک ہزار سات سو آدمی روانہ ہوئے مدینے کے منافقوں نے بسبب دوستی کے خیبر والوں کے حضرت کے ارادے سے خبر کی اور خیبر کے پانچ قلعے تھے تین قلعے تو آسانی سے فتح ہوئے۔ اور دو قلعے جن کا نام مطیح اور سالم تھا۔ بہت سخت تھے۔ آدمی ان میں بہت تھے۔ دس روز تک گھیرا۔ جب بھی فتح میسر نہ ہوئی۔ پھر خیبر کے کافر یہودی قلعے سے باہر نکل کر لڑائی کرتے تھے۔ ان دنوں میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم عمر بن خطاب کو دیا۔ وہ شام تک لڑے۔ اور بغیر فتح کے پھر آئے۔ دوسرے دن ابوبکر صدیق کو علم دیا۔ انہوں نے بھی بمقدور کوشش کی۔ اور بے فتح پھر آئے۔

تیسرے دن پھر حضرت عمرؓ علم لے گئے۔ اور بہت جانفشانی کی کچھ فائدہ نہ ہوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کل میں علم اس شخص کو دونگا +
کہ دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو اور دوست ہے۔ وہ اللہ اور رسول
کو فتح اس کے ہاتھ سے ہوگی۔ یہ سنکر سب اصحاب منتظر ہوئے۔ کہ دیکھا چاہیئے
کہ یہ سعادت کس کے نصیب ہوگی۔ اور حضرت علی پر گمان نہ تھا۔ اس واسطے کہ ان
کی آنکھیں ایسی دکھتی تھیں۔ کہ کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ فجر کو اصحاب بن ٹھن کے ہتھیار
باندھ کر حضرت اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمے کے سامنے ٹہلتے تھے۔ کہ ناگاہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کہاں ہے علی بن ابی طالب جانتے ہو۔
لوگوں نے عرض کی + کہ بسبب شدت درد چشم کے معرکے میں حاضر نہیں ہوئے
سلمۃ بن اکوع بموجب حکم کے حضرت مرتضےٰ علی کو بُلا لائے۔ حضرت نے
پانی دہن مبارک کا اُن کی آنکھوں میں لگایا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو اپنی رحمت
سے جلوہ شفا کا دکھایا۔ اور پھر تمام عمر اُن کو درد چشم نہ ہوا۔ پھر علم اپنے ہاتھ سے
باندھ کر ان کو دیا۔ اور دعا اُن کے حق میں کی + جب مرتضےٰ علےٰ ہوگئے۔ اور مقابلہ
شروع ہوا۔ اور کتنوں کو مارا۔ بعد اس کے ایک یہودی مرحب نام جو شجاعت
میں ملک یمن اور شام تک اس کا نام تھا۔ بولا کہ اے لوگو تمہارے لشکر کا سردار
کون ہے۔ کہا کہ علی ابن طالب چچیرا بھائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا +
مرحب نے کہا میں سنتا ہوں۔ کہ وہ بڑا دلاور ہے۔ افسوس کہ آج میرے
ہاتھ سے مارا جاوے گا۔ حضرت مرتضیٰ علی مقابل ہوئے۔ بعد بہت طعن وضرب
اور گیر ودار کے علی مرتضےٰ نے ایک تلوار ایسی اس کے سر بے مغز پر ماری
کہ پشت تک دو ٹکڑے ہوگیا۔ جب لڑائی کا تنور گرم ہوا۔ تو ایک یہودی نے
حضرت علیؓ کے ہاتھ ایسی ایک ضرب لگائی کہ اُن کے ہاتھ سے ڈھال گر
پڑی۔ حضرت مرتضےٰ علیؓ نے گرمی اور طیش سے ایک دروازے کا حلقہ ہلا کر اکھاڑا
اس کو اپنے سر تک اُٹھا کر گرایا۔ اور لشکر اسلام حملہ کرکے یکبارگی قلعے میں
بیٹھ گیا۔ اور بہت کفّار کو قتل کیا۔ جب قلعے والوں نے یہ حال دیکھا۔ تو عاجز ہو
کر اس طور پر صلح کی۔ کہ ہتھیار سب مسلمانوں کو دیویں۔ اور ہمارا خون معاف
کریں۔ اور ہر ایک مرد ایک اونٹ کا بوجھ غلے وغیرہ کا ہمراہ لے جاویں جب صلح
پر معاملہ قرار پایا۔ حضرت علی رضؓ لڑائی سے پھرے۔ کہتے ہیں۔ کہ سات دو جوان

تو ہی نے چاہا۔ کہ اس کو اٹھاویں۔ یہ بھی میسّر نہ ہوا۔ اس لڑائی میں ترانوے آدمی کافر مارے گئے۔ پندرہ اہل اسلام شہید ہوئے۔ پھر یہود سے فریب ظاہر ہوا۔ اور بہت مال چھپا کر منکر ہوئے تھے۔ وہ نکلا۔ اس واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا۔ کہ ان کے مردوں کے تئیں قتل کریں۔ یا اس ملک سے نکال دیں۔ یہود نے نہایت عاجزی سے کہا کہ مسلمانوں کو البتہ نوکر واسطے باغوں کے اور کھیتی کے چاہئیں۔ ہم کو ملک میں کچھ دعوےٰ نہیں۔ ہم کو مانند مزدوروں کے آدھی پیدائش دیا کرو۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر علت لکھکر قتل سے معاف کیا۔ اور فرمایا۔ جب تک ہماری مرضی ہوگی۔ یہ کام تم سے لیوینگے اور آدھا حاصل اُجرت میں تمہاری دیکر باقی آدھا بیت المال میں سونپا جاویگا۔ اور بی بی صفیہ جو بیٹی حیی بن اخطب یہودی کی تھیں۔ ان کو غنیمت سے برگزیدہ کرکے بیبیوں حرم محترم میں داخل کیا۔ اور وہاں سے خزانہ اور غنیمتیں لے کر سالمًا وغانمًا مدینے کو مراجعت فرمائی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بیان مکّے کے فتح کرنے کا

جب حدیبیہ میں صلح حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قریش کے ساتھ ہوئی۔ تو یوں قرار پایا تھا۔ کہ دس برس تک ہمارے تمہارے بیچ میں لڑائی نہ ہوگی۔ اور عادت عرب کی یوں تھی۔ جو کسی کا عہد وہم سوگند ہوتا۔ تو ان کی لڑائی کو گویا اپنی لڑائی سمجھتے تھے۔ بنی خزاعہ قدیم سے باوجود کفر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم سوگند تھے۔ اور بنو بکر قریش کے ہم عہد تھے۔ اور ان دونوں قبیلوں میں ہمیشہ دشمنی رہتی تھی۔ بعد اس صلح کے بنو بکر کے اور بنو خزاعہ کے لڑائی ہوئی۔ قریش نے اپنے ہم عہدوں کی مدد کی۔ اور کئی جوان قریش پوشیدہ منہ ہاتھ باندھکر بنو بکر کے ساتھ ہوکر ناگاہ بنو خزاعہ پر جا پڑے اور بیس آدمی مار ڈالے بدیل ورقہ بن خزاعہ کا سردار کئی آدمی ہمراہ لے کر اور اپنا حال زار اشعار میں نظم کر کے مدینے کو آیا۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا۔ رسول اللہ نے اُن پر رحم کھا کر فرمایا۔ کہ اگر تمہاری خدا نے یاری نہ کی۔ مگر

میرا اللہ وحدہ لاشریک ہے - میری یاری کریگا - بدیل کو نہایت دلاسا اور تسلی دیکر رخصت کیا - اور لشکر کے تیار ہونے کا حکم دیا - اور مکے والے اس حرکت سے پشیمان ہوئے اور ابوسفیان سے کہا - تم مدینے میں جاکر میرے سے عہد کرو - اور اپنے نقض عہد کا عذر بیان کرو - ابوسفیان اس اُمید سے کہ میری بیٹی ام حبیبہ حضرت کا قبیلہ ہے - مدینے کو آیا - اور اوّل اپنی بیٹی کے پاس گیا - ام حبیبہ نے حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لپیٹا - ابوسفیان نے پوچھا کہ بیٹی مجھکو اس بچھونے کے لائق نہیں سمجھتی ہے - یا اس بچھونے کو میرے لائق نہیں جانتی - ام حبیبہ نے فرمایا - یہ بچھونا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے - اور تو شرک کی نجاست سے ملوث ہے - تجھ کو شرم نہیں آتی - کہ سردار قریش اور عاقل زمانہ ہوکر پتھروں کو پوجتا ہے - ابوسفیان وہاں سے نہایت غصے سے نکل کر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں گیا - اور تجدید عہد چاہا - کچھ فایدہ نہ پایا - اس واسطے شرمندہ اور محروم ہوکر مکے کو پھر گیا - اور قریش کو اس حال سے خبر دی - حضرت نے ابن ام مکتوم کو مدینے میں خلیفہ کیا - اور دس ہزار سوار اور پیادے ہمراہ لے کر روانہ ہوئے - اور حضرت عباس ان دنوں میں اپنے اہل و عیال کو لے کر مدینے کو آتے تھے - منزل ذوالحلیفہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ملاقات ہوئی - انہوں نے عیال کو مدینے کی طرف روانہ کیا + اور خود حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے سے ہیں - مگر ابوسفیان کو یقین تھا - کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد آویں گے - اسواسطے حکیم بن خرام کو مکے سے لے کر باہر آیا - تاکہ معلوم کرے کہ کیا حال ہے - جب ایک منزل آیا - اور حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک پشتے کے تلے دس بارہ ہزار لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے اُترے تھے - اور حکم دیا تھا - کہ رات کو ہر شخص اپنے ڈیرے کے مقابل آگ جلاوے - رات کو ابوسفیان پشتے پر چڑھا کر جو دیکھا - تو لشکر عظیم کے دیکھنے سے حیران ہوگیا + اور گمان اس کو نہ تھا - کہ اتنا لشکر پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کہاں سے ہوگا - اسی ہی پشتے پر مقام کیا - کہ فجر کو حال معلوم کرے حضرت عباس کی قرابت مکے میں بہت تھی - چاہتے تھے - کہ کسی طرح قریش کو خبر ہو - جو آن کر امان چاہیں - یا ایمان لاویں - حضرت عباس

رضی اللہ عنہ خچر پر سوار ہوئے۔ تاکہ کوئی لکڑہارا ملے۔ تو اس کی زبانی یہ خبر بھیجیں لشکر سے باہر جو نکلے۔ تو ابوسفیان نے پکارا۔ نہ بابا ابا الفضل میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ یہ کیسا لشکر ہے۔ حضرت عباس نے فرمایا وائے برحال قریش اگر بغیر درستی معاملے کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچیں۔ تب سفیان بولا۔ کہ بھائی کیا تدبیر کریں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ساتھ والوں کو تو رخصت کردے۔ اور میرے خچر پر ردیف ہوجائیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تیری خلصی کی کوشش کروں گا۔ ابوسفیان کے رفیق تو اسی وقت چلے گئے۔ اور حضرت عباس کو اپنا ردیف کرکے بلشکر میں آئے۔ ہر ایک ڈیرے پر جو پہنچے تھے۔ تو لوگ پہچان کر کہتے تھے۔ کہ ہم مرکب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سوار ہوئے۔ اپنے ڈیرے کو جاتے ہیں جس وقت حضرت عمر کے ڈیرے کے برابر پہنچے۔ اور انہوں نے ابوسفیان کو پہچانا۔ وہیں تلوار میان سے باہر کرکے دوڑے اور بولے کہ اے عدو اللہ الحمد اللہ کہ میں نے تجھ کو بے ایمان پایا۔ اور حضرت عباس رضی خچر چھپٹا کر آگے چلے۔ اور حضرت عمر رضی شمشیر برہنہ پیچھے دوڑے حضرت عباس رضی سبقت کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمے میں جا پہنچے۔ اور حضرت عمر رضی بھی پاشنہ کوب آئے۔ اور بولے کہ یا رسول اللہ حکم کرو۔ کہ اس دشمن خدا کی گردن ماروں اور خلق اللہ کو اس کے عذاب سے چھڑا دوں۔ حضرت عباس نے کہا۔ یا رسول اللہ میں اسکو امان دے کر لایا ہوں۔ حضرت عمر رضی اور عباس رضی میں خوب مجادلہ اور تکرار رہی حضرت عباس رضی کا مبالغہ ابوسفیان کے حق میں حد سے زدہ ہوا۔ تب حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ چچا آج کی رات اس کو اپنے خیمے میں رکھو۔ فجر کو حاضر کیجیو۔ حضرت عمر رضی دانت پیستے ہوئے اپنے ڈیرے کو آئے اور عباس ابوسفیان کو اپنے خیمے میں لائے صبح کو جب عباس رضی نے موافق حکم کے حضور میں حاضر کیا۔ تب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وائے تیرے حال پر اے ابوسفیان ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ تو جانے معبود برحق اللہ مسجود مطلق سوائے خدا کے دوسرا نہیں ہے۔ ابوسفیان نے عرض کی۔ کہ تیری حلیمی اور کریمی میں شبہ نہیں ہے۔ کہ باوجود ان قصور دل

کے جو مجھ سے تیری خدمت میں صادر ہوئے ہیں۔ تب بھی اس الطاف سے پیش آتا ہے حضرت عباس نے فرمایا۔ کہ اے ابوسفیان فرصت کو غنیمت جان۔ اور عمر رضہ کے آنے سے آگے مسلمان ہو جا۔ جو مخلصی پاوے۔ تو تب ابوسفیان جبراً گر ہاً مسلمان ہوئے۔ پھر حضرت عباس رض نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ابوسفیان آدمی عزت طلب جاہ دوست ہے۔ اس کے ساتھ کچھ ایسا التفات فرمایئے جو اس کے لئے موجب سرفرازی کا ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ جو کوئی ابوسفیان کے گھر جاویگا۔ اس کو امن ہے۔ اور جو کوئی مسجد الحرام میں آوے گا۔ ان کو بھی امن ہے۔ اور جو کوئی اپنے گھر کا دروازہ کر کے بیٹھے گا۔ اس کو بھی امن ہے۔ اس وقت عباس سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چچا ابوسفیان کو پہاڑ کی جڑ میں تنگ راہ پر کھڑا کرو۔ جو لشکر حق کو دیکھے اور لشکر کی ہیبت سے اس کا کفر ٹوٹے۔ حضرت عباس نے موافق حکم کے عمل کیا جب لشکر اسلام فوج کا نکلنا شروع ہوا۔ ابوسفیان ہر ایک کے احوال سے پوچھتا تھا۔ اور حضرت عباس رض بیان کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سیدالابرار فتح برمیین اور زرہ کے اور بکتر کے اور دستانوں کے ایسے غرق تھے کہ سوائے آنکھوں کے کوئی عضو نمود نہ تھا۔ پہنچے۔ اور علم دار خاص حضرت کے زبیر بن العوام تھے۔ ابوسفیان نے متعجب ہو کر پوچھا۔ کہ یہ کون ہے۔ جواب دیا۔ کہ سید مختار اور دوسرے مہاجر و انصار میں ابوسفیان نے کہا۔ کہ اب تیرے بھتیجے کا ملک اور حشمت بہت ہو گیا ہے۔ حضرت عباس نے فرمایا کہ اے کمبخت یہ ملک نہیں ہے۔ یہ نبوت ہے۔ روز بروز شوکت اور عظمت اس کی زیادہ ہوتی ہے۔ پھر ابوسفیان سب سے آگے بڑھ کے مکے کو پہنچا۔ اور قریش سے فریاد کر کے بولا۔ کہ محمدؐ ایسا لشکر لے کر آتے ہیں۔ کہ کسی کو مجال نہیں۔ اور حکم یوں صادر ہوا ہے۔ کہ جو کوئی میرے گھر میں یا مسجد الحرام میں پناہ لے جاویگا۔ یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھے گا۔ وہ امان میں ہو گا۔ اور اگر مسلمان ہو جاؤ گے۔ تو سلامت رہو گے۔ زوجہ نالائق اس کی نے نہایت نالائق باتیں کیں۔ القصہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ زبیر مع فوج مہاجر کے فلانے رستے سے اور سعد بن عبادہ اپنے گروہ کے ساتھ فلانی طرف سے مکے میں داخل

ہوں۔ اور خالد بن ولید فلانی راہ سے آویں۔ اور کوئی کسی کو قتل نہ کرے۔ مگر اس کو جو تمہارا قصد کرے۔ اس وقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس ناقے پر سوار ہوئے اور صدیق یمین اور اسد یسار پر ساتھ خاص گروہ اپنے کے متوجہ ہوئے اور حجون میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بن ولید کو جس راستے سے حضرت نے حکم داخل ہونے کا دیا تھا جب شہر میں آنے لگے تو عکرمہ بن ابی جہل مع اپنے لوگوں کے خالد سے مقابلہ ہُوا۔ اس سبب سے خالد نے چھبیس تیس آدمی اُن کے قتل کئے تھے۔ کہ ابو سفیان یہ خبر سن کر دوڑا اور دامن عاطفت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پکڑ کر عاجزی سے کہا۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی تنفس قریش میں باقی نہ رہے مصرعہ
ترحم کر کہ ہے وقت ترحم۔ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی امن کروا دی پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الحرام میں تشریف لے گئے۔ اور تین سو ساٹھ بُت کعبے کے گرد و پیش تھے۔ حضرت اس آیت کو پڑھتے جاتے تھے۔
جَاءَ الحق وزھق الباطلُ اور ایک لکڑی سے بتوں کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ خود بخود وہ سرنگوں ہو کر گر جاتے تھے۔ بعد اس کے حضرت بیت اللہ سے باہر نکلے۔ اور کعبے کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر کھڑے ہوئے تمام حرم شریف اہل مکہ سے بھرا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ اے لوگو تمہارا گمان مجھ پر کیا ہے۔ کہ تمہارے ساتھ میں کیا کروں گا۔ سبھوں نے دست بستہ عرض کی تو بھائی کریم ہے۔ اور بھتیجا کریم ہے۔ کریموں نے سوائے کرم کے دوسری امید نہیں ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کرم جبلی اور رحمت ذاتی سے فرمایا۔ کہ میری طرف سے تم پر کچھ سرزنش نہیں ہے جاؤ میں نے سب کو آزاد کیا۔ کہتے ہیں۔ کہ قریش کی اس بات کے سننے سے یہ حالت ہوئی ہے۔ جیسے مجرم واجب القتل کو خوشی جان بخشی کی سننے سے ہوتی ہے۔ اسی سبب سے اکثر اہل مکہ زن و مرد ہزاروں ایک دن میں مسلمان ہو گئے۔ اول مردوں نے بیعت کی۔ بعد اس کے عورتیں آئیں۔ حضرت نے چادر کا ایک کونا دست مبارک میں لیا۔ دوسرا کونا عورتوں نے ہاتھ پکڑ کر بیعت کی۔ بعد اس فتح کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کے تئیں بیس سواروں سے

بھیج کر بت خانہ عزیٰ کی عزت ہوئی۔ اسی طرح اصحابوں کو جا بجا بھیج کر
بت خانہ سواع کا اور منات کو توڑا۔ اور بت خانہ لات پر لات
چلی اللہ تعالےٰ نے دین اسلام کو ترقی بخشی۔ پھر وہاں سے سالماً
و غانماً مدینہ باسکینہ میں تشریف لے گئے۔ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ۰

ذکر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس دنیائے فانی سے رحلت فرمانے کا

جب فتح مکہ کی میسر ہوئی اور سورہ۔ اذا جاءَ نصرُ اللہِ۔ نازل ہوئی۔ حقیقت وَرَاَیتَ النّاسَ یَدخُلُونَ فِی دِینِ اللہِ اَفوَاجاً نے ظہور پایا۔ قوم عرب ایمان لانے میں قریش کے معاملے کے انجام کے منتظر تھے۔ بعد فتح کے تمام قبائل کی طرف سے وکیلوں نے واسطے ایمان لانے کے آنا شروع کیا۔ اور خود فوج اپنی قوم کے ہوتے تھے۔ اور ایمان لاتے تھے۔ اور وفود جمع وفد کی ہے۔ اور وفد کے معنے رسول ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر ایک بعد تعلیم ایمان کے خلعتیں اور خرچ دیکر رخصت کرتے تھے۔ اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم نِعمَتِی ۵ نازل ہوئی۔ کہ ایک روز رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خطبہ پڑھا۔ اور خطبے میں آیت مذکور پڑھ کر فرمایا۔ کہ ایک شخص کو اللہ نے دنیا کے رہنے اور مرنے کا مختار کیا۔ اس نے عالم عقبےٰ کو اختیار کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق اس نکتے کو سمجھ کر رونے لگے۔ کہ ہمارے ماں باپ تجھ پر نثار ہوں۔ ہمارا کیا حال ہوگا۔ نکتہ یہ ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جانا کہ جب کمال دین کا اور اتمام نعمت کا تھا۔ تو ہر کمال کو زوال ہوتا ہے۔ اور حضرت کا بھیجنا فقط واسطے تکمیل دین کے تھا۔ جب دین کامل ہوچکا۔ تو حضرت کو دنیائے فانی سے کیا کام ہے۔ اور ایک مہینہ پہلے وفات سے حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اصحابوں کو بلاکر ایسی نصیحت کی۔ کہ سننے والوں کو مبالغے سے معلوم ہوگیا۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یاروں کو وداع کرتے ہیں۔ سب نے آبدیدہ ہوکر عرض کیا۔ کہ

کہ غسل خدمت کون کرے گا۔ فرمایا میرے اہل بیت لوگوں نے پھر عرض کی۔ کہ نماز جنازہ کون کرے گا۔ فرمایا۔ جب غسل و تکفین سے فراغت ہو تو تب جنازہ میرا قبر کے پاس اکیلا چھوڑ دیجیو۔ اوّل جبرائیل اور دوسرے ملائک نماز جنازہ پڑھیں گے۔ پھر عورت و مرد اہلبیت کے اس کے بعد اور لوگ فوج فوج آویں گے۔ اور پڑھیں گے۔ بعد اس وصیت کے چار شنبے کے دن اٹھائیسویں صفر کی حضرت کو درد سر لشدت شروع ہوا۔ اور بعد ظہر کے زیادتی مرض کی ہوئی۔ باوجود مرض کے ہر روز ایک بی بی کے یہاں تشریف لے جاتے تھے۔ اور ہمیشہ پوچھتے تھے۔ کہ کل میں کہاں رہوں گا۔ امہات مومنین نے یہ حال دیکھکر عرض کی۔ کہ ہم راضی ہیں۔ کہ آپ ایام مرض تک عائشہ کے گھر میں تشریف رکھیں۔ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہاتھ حضرت عباس کے کاندھے اور ایک حضرت علیؓ کے دوش پر رکھ کر پاؤں زمین سے گھسیٹتے ہوئے بڑی تکلیف سے حضرت عائشہ کے گھر گئے۔ چودہ روز حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار رہے۔ دو روز صفر کے بارہ ربیع الاول کے اسی ایام مرض میں حضرت فاطمۃ الزہرا ایک دن حضور میں تشریف لائیں حضرت نے بطریق مشورت آہستہ خاتون جنت سے فرمایا۔ کہ اے میوہ درخت زندگانی وائے روشنی دیدۂ کامرانی ہر سال جبرائیل امین ایک بار میرے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔ اب کے سال دوبار اتفاق ہوا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ میرے ایام زندگانی آخر ہیں۔ اور عنقریب اس دنیائے فانی سے جوار رحمت سبحانی میں جانا ہوگا۔ زہرائے بتول نے اس بات کے سننے سے ملول ہوکر چہرۂ مبارک پر آنسوؤں کا باران برسایا اور فرقت میں سید الانس والجان کے آپ روئیں۔ اور ان کو بھی رلایا۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیقراری حضرت سیدۃ النساء کی دیکھکر مشورت کے کان میں آہستہ سے فرمایا۔ کہ اے فرزند دلبند برگزیدہ ملال مت کر۔ اور پریشانی کا خیال مت لا۔ میں تجھ کو دو مژدے سناتا ہوں۔ اور غم کا زنگ تیرے سینہ بے کینہ سے مٹاتا ہوں۔ اوّل یہ کہ تو بہشت جاودان میں سردار زنان اہل ایمان کی تو ہوگی۔ دوسرے یہ کہ سب سے پہلے اہل بیت میں تو مجھ سے ملاقات کریگا۔ پس خاتون جنت نے اس تریاق کے جرعے

کے پینے سے فراق کا زہر اپنے مذاق پر شیریں سمجھا۔ اور اس خوشخبری کے سننے سے شکر میں تبسم کیا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کہ فاطمہ رضہ میں نے کوئی غم خوشی سے نزدیک تر تیرے غم سے نہیں دیکھا۔ اور نہیں سُنا سبب پہلے غم کا اور باعث دوسری خوشی کا مجھ سے بیان کر۔ حضرت خاتون جنت نے فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھید کا جلد ظاہر کرنا۔ ادب فرزندی سے بعید ہے۔ لیکن بعد وفات حضرت کے حضرت عائشہ کے مبالغے اور تاکید سے یہ احوال ظاہر کر دیا۔ جب تین دن حضرت کی عمر شریف کے باقی رہے۔ بسبب ضعف جسمانی کے جماعت میں حاضر نہ ہو سکے۔ اور تیرہ نمازیں گھر میں پڑھیں۔ ایک روز عشاء کے وقت بلال مؤذن نے دروازے پر آ کر پکارا۔ الصلوٰۃ یا رسول اللہ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہدو کہ ابو بکر رضہ نماز جماعت کی پڑھا دیں۔ حضرت عائشہ نے بی بی حفصہ رضہ سے جو حضرت عمر رضہ کی بیٹی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں۔ کہا کہ میرا باپ نرم دل کثیر الحزن ہے۔ اور عمر قوی مزاج ہیں۔ اگر تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کر کے عمر کو امامت کا حق دلوا دے۔ تو بہتر ہے حفصہ رضہ نے بموجب کہنے حضرت عائشہ کے حضرت سے یہ بات عرض کی۔ حضرت بہت غصے ہوئے۔ اور فرمایا کہ ابو بکر سے کہو۔ کہ امامت کریں اور تم اے عورتو جنس سے اُن عورتوں کو ہو۔ جو یوسف کو فریب دیتی تھیں حفصہ رضہ نے اداس ہو کر عائشہ سے کہا۔ مجھ کو تجھ سے کبھی خیر نہ پہنچے گی۔ تو نے ایسے نازک وقت میں حضرت کا مزاج منحرف کروایا۔ کہ بلال رضہ نے جو یہ بات سنی۔ فریاد کرنے لگے۔ کہ واغوثا کاش کہ ماں مجھ کو نہ جنتی۔ جو یہ حالت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہ دیکھتا۔ بعد اس کے بچشم گریاں و دل بریاں مسجد میں آن کر حضرت ابو بکر صدیق کو حکم حضور اقدس کا پہنچایا۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضہ نے رسول اللہ کی جگہ کو خالی دیکھا۔ بیطاقت ہو گئے۔ اور زار و زار روئے اور باقی حاضرین سب رونے لگے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آواز اُن کے رونے کی سُنی۔ تو وضو کیا۔ اور عباس رضہ اور علی رضہ کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ مسجد میں آئے۔ ابو بکر رضہ نماز میں تھے۔ چاہا کہ صف میں آ ملیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ اور ابو بکر صدیق کے دست

چپ کی جانب بیٹھے۔ اور بسبب ضعف کے آواز سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لوگوں کو نہیں پہنچی تھی۔ اس واسطے حضرت ابوبکر صدیق ! لوگوں کو اپنی آواز سے افعال و اقوال امام کے ظاہر کرتے تھے۔ اس واسطے محدثین نے کہا ہے۔ ابوبکر صدیق مقتدی سید عالم کے تھے۔ اور لوگ مقتدی تھے۔ ابوبکر صدیق کے صبح کی نماز کے وقت آخرین عمر شریف کے حضرت نے حجرہ کا پردہ اٹھایا۔ اور اصحاب کو ابوبکر صدیق کے پیچھے نماز میں دیکھا۔ بہت خوش ہوئے بعد اس کے جبرائیل امین بحکم رب العلمین کے تشریف لائے۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا۔ کہ تم کو اللہ تعالے تحفہ سلام مفخر کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کہ اگر تمہارا دل دنیا میں رہنے کو راغب ہے تو جب تک چاہو رہو۔ والا ہم تمہارے مشتاق ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا الحقنی بالرفیق الاعلا بعد اس کے ملک الموت اعرابی کی صورت میں آئے اور دروازے پر پکارے السلام علیک یا اہل البیت میں آؤں حضرت فاطمہ رض نے دروازے کے قریب آن کر کہا۔ کہ اے اعرابی اے مشتاق و بیمار نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اعرابی خدا تجھ کو اجر دے۔ آج وقت ملاقات کا نہیں ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حال میں مشغول ہیں۔ ایسے حال میں حضرت کو تصدیعہ دینا مناسب نہیں۔ دوسری بار بدستور اول آواز کی۔ وہی جواب سنا۔ تیسری بار ایسی آواز کی کہ تمام سننے والوں کے اعضا لرزنے لگے۔ حضرت عائشہ نے کہا۔ کہ شاید یہ شخص کانوں سے اونچا سنتا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باتیں سنکر فرمایا۔ کہ کیا باتیں ہیں۔ خاتون جنت نے کہا۔ کہ ایک مرد غریب ساتھ صورت مہیب کے اور وضع عجیب کے دروازے پر اندر آنے کا اذن مانگتا ہے۔ ہم نے ہر چند عذر کیا قبول نہیں کرتا، اس مرتبہ میں ایسا کڑک کے بولا کہ ہمارے اعضا کانپنے لگے۔ اور دل ڈر گیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند تو نہیں جانتی۔ کہ یہ کون ہے۔ یہ ہادم اللذات ہے۔ اور متفرق الجماعات ہے۔ اور بیوہ کرنے والا عورتوں کا اور یتیم کرنے والا فرزندوں کا اور خراب کرنے گھروں کا اور آباد کرنے والا

قبرستان کا ہے - اور جکھا نیوالا جرعہ فنا اور فوت ہے - اے نور دیدہ یہ ملک الموت ہے کھولے اس واسطے کہ اذن مانگ کر آتا - اس کا طریق نہیں مگر پاس ادب سے اس خاندان کے اذن مانگتا ہے جب اذن دیا - وہ حاضر ہوا - اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضرین مجلس پر عزت اور حرمت سے ناظر ہوا - حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - واسطے زیارت قدم رنجہ کیا ہے تم نے یا واسطے نزع روح کے اس گھر پر سایہ ڈالا ہے - انہوں نے جواب دیا - کہ مقصد اوّل کو یقیناً آیا ہوں - اور دوسرا مطلب آپ کی رضامندی پر موقوف ہے - اگر فرمایئے - جان پاک کو عالم افلاک پر لے جاؤں - صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا - اے فرشتہ مقرب میرے دوست جبرائیل کو کہاں چھوڑ آیا ہے - جواب دیا کہ وہ آسمان دنیا پر ہے - اور ملایک اس سے آپ کی تعزیت کرتے ہیں - یہ تو انہیں باتوں میں تھے - کہ جبرائیل آن پہنچے اور حضرت کے سرہانے آ بیٹھے - حضرت نے فرمایا - کہ اس وقت غم بہت ہے - اور دل بیقرار ہے - مناسب ہے کہ کچھ خبر ایسی سناؤ - کہ جان میری بند غم سے آزاد ہو - جبرائیل نے کہا - کہ اے رسول اللہ دروازے آسمان کے کھلے ہیں اور ملائیک روح مقدس کے استقبال کو صف باندھے کھڑے ہیں - اور طباق نور کے لئے ہوئے - روح پاک پر نثار کرنے کو مستعد ہیں - حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ ایسی خوشخبری دو - کہ میری خاطر کو غم سے نکالے - اور نقش اندوہ کا میرے دل سے مٹا دے - جبرائیل نے کہا اے انبیاء کے سردار سرو خاطر مہاجر و انصار دروازے بہشتوں کے کھلے ہیں - اور حور و قصور علیین میں آپ کے تشریف لانے کے منتظر ہیں - پھر خلاصہ انبیائے مرسلین بولے کہ اے رہنے والے سدرۃ المنتہیٰ کے اور خبر سرور افزا روح الامین نے کہا - کہ عالم غیب میں مقرر ہوا ہے - کہ کل قیامت کو اس میدان خوف و ندامت میں اوّل وہ شخص کہ جس کے سر تاج شفاعت کا رکھیں گے - اور پہلا شفیع کہ پھل قبولیت کا اس کے درخت شفاعت سے جدا ہوگا - تو وہ ہے - سیّد دنیا و آخرت نے سُنکر شکر خدا کا کیا + اور پھر فرمایا کہ اے روح الامین وہ بات سنا - جو گرہ غم کی دل سے کھولے - جبرائیل نے کہا کہ مقتدائے انبیاء اے رہنمائے اصفیا تم کہو - کہ کس غم میں ہو - اور فکر تمہاری کیا ہے - کہ ایسی خوشخبری تمہارے غم و اندیشہ واسطے امت کے ہے کہ بعد

میرے سرانجام ان کے کام کا کیا ہو گا۔ جبرائیل نے کہا۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ ہم سے آگے کوئی پیغمبر بہشت میں نہیں جاوے گا۔ اور خازنان بہشت دروازے فردوس کے تیری امت عالی ہمت سے آگے کسی کے واسطے نہ کھولیں گے۔ سید السادات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا۔ کہ عزرائیل جو مہم تجھ سے تعلق رکھتی ہے اس میں مشغول ہو۔ اور اس جہان فانی بند زندگانی میرے مرغ روح کے پاؤں سے جیسے چاہیئے ویسے کھول کہ معاملہ خلق کا آخر ہو۔ شوق خالق کا اب میرا گریبان کھینچتا ہے۔ تب عزرائیل کمر خدمت باندھ کر واسطے قطع کرنے تعلق جسم و جان اس سید الانس والجان کے مشغول ہوئے۔ جبرائیل امین نے سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہو کر السلام علیک یا رسول اللہ آخر آنا میرا دنیا میں یہ تھا۔ پھر میں روئے زمین پر واسطے پہنچانے وحی مبین کے نہ آؤں گا۔ مقصد و مطلوب میرا تو یہ تھا۔

مصرعہ

جو میرا یوسف نہ ہو تو مصر سے کیا کام ہے

اس وقت نشانیاں سکرات کی سید الابرار کے رخسار پر ظاہر ہوئیں۔ تمام امہات المؤمنین اور اہل بیت طاہرین حجرے میں جمع تھے۔ اور زاری کرتے تھے۔ اور دونو جہان کے سر تے وار عائشہ کے سینے سے تکیہ لگایا تھا۔ اور الحقنی بالرفیق الاعلیٰ کہتے تھے۔ ایسی حالت میں روح پر فتوح کو قبض کیا۔ اور ایک چادر یمانی روح مبارک پر کھینچ دی شنبے کے دن یہ بلائے عظیم واقعہ ہوئی اور وہ آفتاب برج نبوت کا مغرب منا میں غروب ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ صلی اللہ علیہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین جب خبر وفات کی مسجد میں اصحابوں کو پہنچی سب پریشانی اور حیرانی کے دریا میں غرق ہو گئے۔ بعضوں کو سکتے کی سی حالت ہو گئی۔ اور بعضے بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اور بڑا اختلاف اصحابوں میں پڑا بعضے کہتے ہیں۔ کہ حضرت دنیا سے سفر کر گئے۔ اور بعضے کہتے تھے۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیہوش ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم انہی لوگوں میں تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ جو کوئی کہے گا۔ کہ حضرت مر گئے ہیں۔ اس کو تلوار سے ماروں گا۔ حضرت ابابکر صدیق کا مکان فاصلے سے تھا۔ اور اسی دن صبح کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آفات میں دیکھ کر گھر کی خبر لینے کو گئے تھے۔ حضرت عائشہ نے

آدمی بھیجا - کہ حادثہ سخت واقعہ ہوا - ابوبکر صدیق سوار ہوکر آپہنچے - مسجد میں آن کر جو معلوم کیا - تو اصحاب گروہ گروہ سراسیمہ اپنی تجویزیں کرتے تھے - وہاں سے چپکے حجرہ شریف میں جاکر چادر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک سے اٹھا کر دیکھا - اور دست مبارک چوم کر آیۃ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ پڑھتے ہوئے خوشبودار رکھتا تھا - تو زندگی میں اور بعد وفات کے بھی معطر ہے - بعد اسکے مسجد میں جاکر کسی طرف التفات نہ کیا - اور منبر پر چڑھ کر خطبہ فصیح و بلیغ فرمایا جب ابوبکر صدیق رض نے حمد و ثنا شروع کی - تو اصحاب اِدھر اُدھر سے خطبہ سننے کو جمع ہوئے - حضرت ابوبکر رض صدیق نے یہ بالتحقیق لوگوں کو سنایا کہ اے لوگوں جو کوئی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بندگی کرتا ہے - سو یہ جانے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو مر گئے - اور جو کوئی پروردگار عالم کو پوجتا ہے سو وہ حی یموت ہے - نہ مرا ہے نہ مریگا - پھر یہ آیت پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ ؕ

یعنی اور نہیں محمد مگر پیغمبر تحقیق گذرے پہلے اس سے پیغمبر کیا اگر محمد مر جاوین یا مارے جاوین - تم پھر جاؤ گے - اپنی اگلی راہ سے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سے کیا دین چھوڑ کر پھر کفر اختیار کرو گے - اور جو کوئی کہ پھر جاوے گا - تو وہ کچھ خدا کو نہیں پہنچا سکیے گا - اور اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا - حضرت عمر رض سے روایت ہے کہ اس آیت کے سننے سے میں ایسا بیدار ہوگیا - گویا کہ میں نے یہ آیت سنی تھی اس وقت سب کو یقین ہوا کہ حضرت نے وفات پائی - اور ہر ایک اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے لگا - بعد اس کے ابوبکر صدیق رض نے فرمایا - کہ اے مردمان اہل بیت کرام تم بموجب وصیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تجہیز و تکفین میں مشغول ہوا - اس وقت حضرت علی رض اور حضرت عباس رض کے دو بیٹے فضل اور قثم اور شقران حبشی حضرت کا آزاد کیا ہوا غلام غسل کی خدمت میں مشغول ہوئے - اور بموجب وصیت سید العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ موافق ارشاد کے پڑھ کے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے حجرے میں مدفون کیا - صلے اللہ علیہ وسلم ◆

ذکر حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا

اسم شریف ان کا عبد اللہ بن قحافہ ہے۔ اور کنیت ان کی ابو بکر اور لقب ان کا صدیق اور عتیق تھا۔ جس دن رسول اللہ علیہ وسلم کا وصال ہؤا۔ اسی دن سب اصحابوں نے ان سے بیعت کی اور مہاجرین اور انصار نے ان کو خلافت پر مقرر کیا۔ بعد مقرر ہونے خلافت اپنی معاش کے مقدمے میں متفکر ہوئے۔ کہ کس کام میں مشغول ہوں۔ اصحابوں نے کہا۔ کہ تم خلیفہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوئے۔ بیت المال کا تعلق تم سے ہے۔ اس میں جتنا چاہو۔ اتنا صرف کرو۔ اور ہمیشہ ابو بکر صدیق عام لوگوں سے تواضع اور حلم کرتے تھے۔ اور مقدمات دینی اور ملکی میں ساتھ علمائے صحابہ کے مشورت کرتے تھے۔ اور ضعیفوں کے نرمی اور مدارات کرتے تھے۔ پھر جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر عرب میں مشہور ہوئی۔ اور اکثر عرب مرتد ہو گئے اور زکوٰۃ دینا موقوف کیا۔ حضرت ابو بکر نے اصحابوں سے ان کے قتل کرنے کی مشورت کی۔ حضرت عمر نے کہا۔ یا خلیفہ رسول اللہ لوگوں سے نرمی اور تالیف کرو۔ فرمایا کہ تو جاہلیت میں جبار تھا۔ اور اسلام میں سستی کرتا ہے۔ اے عمرؓ وحی منقطع ہوگئی اور دین تمام اور کامل ہؤا۔ آیا دین میں نقصان ہؤا۔ اور زندہ رہوں کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسامۃ بن زید کو سات سو پہلوانوں کا امیر کر کے واسطے غزا کے ملک شام کی طرف بھیجنا مقرر کیا۔ ہنوز روانہ ہوئے تھے کہ روح حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبض ہوئی۔ اور عرب مرتد ہو گئے۔ اصحابوں نے جمع ہو کر حضرت ابو بکر صدیق سے کہا۔ کہ لوگوں کو بالفعل مت بھیجو۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا۔ کہ اگر میں جانوں کہ درندے ازواج مطہرات کے پاؤں کو مدینے سے کھینچیں گے۔ یعنی اگر قتال کا درجہ یہاں تک پہنچے۔ کہ ازواج مطہرات قتل ہوں۔ اور کوئی ان کو دفن کرنے کو نہ رہے۔ جب بھی اس لشکر کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے باندھا ہے۔ نہ کھولوں گا۔ پھر اسامہ کو مع فوج جرار صحابہ رضی اللہ عنہ روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ تیری مرضی ہو۔ تو عمرؓ کو چھوڑ جا۔ جو میں اس سے استعانت کروں۔ اور طبیعت کو انسیت حاصل ہو۔ اسامہ نے قبول کیا۔ اور روانہ ہوئے۔ جو قبایل عرب جو ارادہ ارتداد کا

رکھتے تھے۔ اس فوج ظفر موج کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس قوم کو قوت نہ ہوتی۔ تو ایسا لشکر ان میں سے کیوں کر نکلتا غرض اسامہ گئے۔ اور اہل روم سے مقابلہ کیا۔ اور ان کو مار بھگایا۔ اور سلامت با غنیمت رجوع کیا۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے شمشیر برہنہ کی۔ اور اپنے راحلے پر سوار ہوئے۔ تو حضرت علی نے ان کی اونٹنی کی باگ پکڑی اور فرمایا۔ کہ میں تم کو وہ کہتا ہوں۔ جو جنگ احد میں تم کو رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ کہ تلوار میان میں کرو۔ اور ہم کو اپنا دکھ مت دکھاؤ۔ واللہ اگر تم پر کچھ مصیبت آئی۔ تو بعد اس کے اسلام کا کچھ انتظام نہ ہوگا۔ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ اگر ابو بکر رضؓ خلیفہ نہ ہوتے۔ تو کوئی عبادت اللہ کی نہ کرتا۔

نقل ہے۔ کہ جب حضرت ابو بکر صدیق نے سعادت اسلام کی پائی۔ چالیس ہزار درم رکھتے تھے۔ یہ سب رضائے خدا اور رضائے رسول میں مال خرچ کئے۔ اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ نہیں دیا۔ نفع میرے تئیں مال نے جیسا نفع دیا ابو بکر رضؓ کے مال نے اور بہت مسلمان غلامی کی ذلت میں گرفتار تھے اور کافروں کے ہاتھوں سے بسبب حسد اسلام کے گرفتار ایذا و مزار تھے۔

ابو بکر صدیق نے مال کثیر دیکر اپنی ملک میں لا کر فی سبیل اللہ آزاد کیا۔ اور اپنا عاقبت آباد کیا۔ ان ہی میں سے تھے۔ عامر بن فہیرا اور بلال کفار کی ایذا سے ہوگیا تھا۔ بدن ان کا مانند بلال اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ نے ابو بکر صدیق رضؓ کے حق میں چند ابیات عالی مضمون صنعت تجنیس کی فرمائی ہیں۔ اسکو مع ترجمہ لکھتا ہوں۔

ابیات۔ ابو بکر رضؓ حبا فی اللہ مالا و عتق من ذخائرہ بلالا و قد واسی النبی بکل فضل و اسرع فی اجابتہ بلالا و لو ان الجبال البعضہ احفقا زا لما ابقی الالہ لہ ملالا۔ ابو بکر رضؓ نے عطا کیا راہ خدا میں مال اور آزاد کیا۔ اپنے خزانے سے بلالؓ کو تحقیق غمخواری کی نبی کے ساتھ سب فضل کے اور شتابی کی بیچ حکم ان کے بغیر لا کے یعنی بغیر لا کے اگر دریا غضب میں لائے یعنی آزاد کرے۔ ابو بکر کو جان بوجھ کے نہ باقی رکھے۔ اللہ اس بیں بلال کو بعضے علمانے کہا ہے۔ پانچ فضیلتیں حضرت ابو بکر میں ہیں۔ کہ کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں۔ ایک تو ثانی اثنین فی الغار اور اور دوسری ثانی اثنین فی العرشین اور عرش ایک مکان سایہ دار تھا۔ کہ اصحاب نے جنگ بدر میں واسطے شدت آفتاب کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے

تیار کیا تھا۔ تو اصحاب لڑائی میں مصروف تھے۔ اور حضرت ابوبکر رضہ تنہا مسلح حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کے پیچھے اقتدائے مکرر نہیں کی اور پانچویں وہ اور ان کے
ماں باپ اور اولاد سب اصحاب تھے اور کسی اصحابی میں یہ فضیلت جمع نہیں ہوئی
اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے فرمایا ہے۔ کہ عورت سراسر شر ہے۔ اور زیادہ شر یہ ہے
کہ بغیر اس کے چارہ بھی نہیں۔ اور فرمایا ہے۔ کہ ایک شخص اصلاح کر تو نفس اپنے
کی اصلاح کرنے کیواسطے تیرے لوگ اور فرمایا۔ ہم کو عیں ہے۔ ساتھ صبر کرنے کے مصیبت
اور نہیں ہے۔ منیچ بیقراری کے فائدہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے سال اول میں خلافت کے
تمام مرتدان عرب پر فوج بھیجی اور قتل و غارت میں کچھ نہ قصہ نہ کیا۔ ملک بحرین علا الحضرمی
کی جانفشانی سے کہ اولیائے صحابہ سے تھے۔ فتح ہوا۔ اور مرتدان قبیلہ کلندہ حضرت موت
زیاد بن ولید اور عکرمہ بن ابو جہل کی جوانمردی سے مسلمان ہوئے۔ اور خلافت کے دوسرے
سال میں جو بارھواں برس ہجرت کا تھا۔ مثنیٰ بن حارث شیبانی کہ بنی شیبان کا بڑا
رئیس اور ملوک عجم سے بسبب قریب وجوار کے اس کی قوم نے بہت ایذا پائی تھی
حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے پاس آن کر مسلمان ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ شاہان عجم کا کام
ضعیف ہے۔ اور بہت ضعیف اور پریشان ہیں۔ اگر فرمایئے۔ تو میں ایک لشکر کو تے کے
گرد و نواح میں لے جاوں۔ اور شہر اس طرف کا لوں۔ اس کی حکومت مجھ کو
عنایت ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضہ مثنیٰ وہاں پہنچ کر اطراف کوفہ کو لوٹتا حضرت
ابوبکر صدیق رضہ کو پہنچا۔ تو ایک خلعت اور نشان اس کو بھیجا۔ اور عجم کی لڑائی
پر اس کو تیز کیا۔ بعد اس کے بصلاح اصحاب خالد بن ولید کو مثنےٰ کی
مدد کے واسطے مقرر کیا۔ اور ایک خط مثنے کے نام لکھا کہ میں نے خالد
بن ولید کو تیری طرف بھیجا۔ اس کی تعظیم اور توقیر کیجیو۔ اور مع لشکر اس کی
مدد میں رہیو۔ جب خالد بن ولید دس ہزار لشکر جرار ہمراہ
لے کر سوار کوفہ و عراق عرب میں پہنچے۔ اس ملک کو نہایت آزاد
پایا۔ وہاں کے سردار طاقت مقابلے کی نہ لا سکے۔ صلح کی حضرت خالد
نے بمقتضائے الصلح خیر کے مبلغ کثیر ہر سال ان کے ذمے مقرر کئے اور سبب
صلح کا یہ ہوا۔ کہ خالد بن ولید جب وہاں پہنچے۔ وہ سب اپنے قلعوں میں محصن
ہوئے۔ اور خالد متصل قلعے کے رہے۔ اور کہا کہ ایک مرد عاقل کو ہمارے پاس
بھیجو۔ جو اس سے کچھ باتیں کریں۔ انہوں نے ایک مرد پیر کو کہ نام اس کا

عبدالمسیح اور زبان اس کی فصیح تھی۔ بھیجا۔ اور گفتگو صلح کی کی۔ اور اس وقت عبدالمسیح کے پاس سم الساعتہ یعنے وہ زہر جس کے کھانے سے آدمی ایک ساعت میں مرجاوے۔ ایک کاغذ کی پڑیا میں تھا۔ خالد نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جواب دیا۔ اگر میری بات تمہارے حضور میں مقبول نہ ہوگی۔ تو میں قوم کی شرم سے اس زہر کو پی کر مرجاؤں گا۔ خالد نے اس کے ہاتھ سے وہ زہر لے کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیءٌ فی الارض ولا فی السّماء پڑھ کر مانند شکر کے نوش کیا۔ اوّل تو کچھ حس اور عرق آیا۔ مگر کچھ آسیب نہ پہنچا۔ اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ عبدالمسیح نے حیران و سراسیمہ ہو کر اپنی قوم سے کہا۔ کہ اے یاروان لوگوں کو جو چاہو۔ سو دو یہ لوگ جن و انس سے نہیں ہیں۔ اور خود اس نے دین نصرانی ترک کیا اور دین محمدی اختیار کیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ کئی ہزار روپے پر صلح کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حضور میں اطلاع دی۔ اور آپ اٹھارہ ہزار مردان مرد ہمراہ لے کر کسریٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ہرمز کے ساتھ جو کسریٰ کی طرف سے حاکم تھا۔ ایسا مقابلہ کیا۔ کہ چشم عقل خیرہ اور رفتائے کثرت تیرہ ہوا۔ ؎

اشعار

ہر سو کہ خالد ہوئے رزم گاہ — بہا خون کا دریا بہر رزم گاہ
وہ آئے مثال نہنگ و ژم! — جلاتے تھے کوہ زمین کو بدنام
یونہی تاخت کرتے فراز و نشیب — لگے مارنے گرز و تیغ و رکیب

عاقبۃ الامر حضرت خالد نے، اپنے دست زبردست سے ہرمز کو قتل کیا۔ بموجب حکم شرع سلب یعنے سامان اس کا سب لیا۔ فقط تاج اس کا ایک لاکھ درم کا تھا۔ ہرمز کے لشکر سے جماعت کثیر قتل میں آئی اور غنیمت بے شمار اور بندیاں ہزاراں ہزار مسلمانوں کو حاصل ہوئیں دوسرے دن خمس غنیمت کا حضرت خلیفۃ الرسول کے حضور میں روانہ کیا۔ اور باقی مال لشکر پر تقسیم کیا۔ پھر ہرمز کے قتل کی خبر قارون کو جو ہو ازل تھا۔ اور کسریٰ کے حکم سے پچاس ہزار آدمی لے کر آتا تھا۔ پہنچی۔ خالد یہ خبر سُن کر معہ لشکر اس طرف متوجہ ہوئے اور موضع مدار میں پہنچے *

اور فی الفور مدار کا معاملہ مقابلے پر ٹھہرا۔ اشعار؂
اسی دم کیا لشکر آراستہ؂ بہ تیغ و بہ خنجر بہ پیراستہ؂ جو خالد نے دیکھا۔ بس اس حال کو؂ وہ گستاخی قوم بدچال کو؂ گرجنے لگے وہ مانند رعد؂ مساعد ستارہ ہوا وقت سعد؂ لئے گرز و تیغ و سنان و زرہ؂ لگے قتل کرنے نشیب و فراز؂ گرفتار قارون ہوا اس گھڑی؂ وہیں فوج اعدا میں بھاگڑ پڑی؂ نقل ہے۔ کہ مسلمانوں نے اس دن رات تک سپاہ عجم کو قتل کیا؂ قریب تیس ہزار کفار کو مقارن اجل کیا۔ بہت مال اور سامان اور ہزار دل بندی مسلمانوں کے بند میں آ گئے۔ خالد نے فتح کی۔ اور خمس غنیمت کا مدینے کو بھیجا۔ اصحاب خوش ہوئے۔ اور خالد کے حق میں دعا کی۔ جب تیرھواں برس ہجرت کا شروع ہوا ابوبکر رض صدیق نے ایک روز مسجد نبوی میں خطبہ فصیح و بلیغ پڑھا۔ اور لوگوں کو واسطے جہاد کے رغبت دلائی اور فرمایا کہ روم کی تیاری کرو اور چار امیر مقرر کئے۔ ہر ایک امیر کو ایک ایک ملک پر بھیجا۔ عمرو بن العاص کو فلسطین میں اور ابوعبیدہ کو حمص میں اور یزید بن ابوسفیان کو دمشق میں اور شرجیل کو اردن میں نامزد کیا۔ اور وصیت تقوے اور عدم خیانت کی بیچ امانت کے بیان فرمائی اور فرمایا۔ جب تم سب ایک جگہ جمع ہو۔ تو ریاست تمام لشکر ابوعبیدہ سے متعلق رہے۔ اور جو متفرق ہو۔ تو ہر ایک اپنے لشکر کا امیر ہووے سب امیر اپنے اپنے مکانوں کو روانہ ہوئے یہ تمام لشکر سات ہزار مرد مقاتل تھے۔ عمرو بن العاص جب فلسطین کو پہنچے۔ تو ہرقل نے اہل اسلام کی توجہ کی خبر پاکر تدارک کو جو اس کا بھائی تھا۔ ساتھ پچاس ہزار فوج کے واسطے تدارک اس مہم کے بھیجا۔ اور آپ انطاکیہ میں جاکر لشکر اور اسباب جنگ کے جمع کرنے میں مشغول ہوا۔ عمرو بن العاص نے ایک مکتوب حضرت ابوبکر صدیق رض کو لکھا۔ اور لشکر اعدا سے اطلاع کی۔ ابوبکر صدیق رض نے سعد بن وقاص کے بھائی کو تین ہزار صحابہ کے ساتھ روانہ کیا۔ اور ابوعبیدہ بن جراح سب سے آگے عمرو بن العاص سے جا ملے اور ہشام کو مع چند شرفا کے بطریق رسالت کے ہرقل کے پاس بھیجا۔ یہ گئے۔ اور ہرقل کے محل تک سوار چلے گئے۔ اور ہرقل محل کے جھروکے سے اس جماعت کو دیکھتا تھا۔ اور دل اس کا کانپتا تھا جب یہ متصل پہنچے۔ تو جماعت مسلمین نے آواز کلمہ

اس کا کا پتا تھا۔ جب یہ متصل تھے پہنچے۔ تو جماعت مسلمین نے آواز کلمہ لاالہ الا اللہ محمدٌ الرسول اللہ کی نکالی۔ اس کلمے کی آواز کی ہیبت سے ایوان ہرقل کا زلزلہ میں آیا۔ اور اسکے شق ہونیکی آواز آئی۔ اور لشکر اعلےٰ کے کان میں پہنچی۔ ہرقل نے آدمی ان کے پاس بھیجا کہ تم کو نہیں پہنچتا کہ میرے بارگاہ میں اپنے دین کو اس طرح آشکار کرو۔ اگر کچھ پیغام رکھتے ہو۔ تو پہنچاؤ۔ جب یہ ہرقل کی مجلس میں پہنچے تو دیکھا کہ وہ تخت پر بیٹھا ہے۔ اور تاج مرصع اس کے سر پر ہے۔ یہ اس کے تخت کے آگے جا کھڑے ہوئے۔ نہ سر جھکایا نہ منحنی ہوئے نہ سلام کیا۔ ہرقل نے کہا۔ کہ تم کو کیا ہوا۔ کہ ادب بجا نہ لائے۔ ہشام نے کہا۔ کہ آداب ہمارا اسلام ہے۔ اور وہ مخصوص بہ اہل اسلام ہے۔ ہرقل نے احکام شریعت محمدی اور آداب دین ان سے پوچھا۔ اور کہا۔ بزرگترین کلمہ تمہارے دین میں سے کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ لاالہ اللہ واللہ اکبر۔ پھر کو شک اس کا حرکت اضطراب میں آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے جب ہرقل کا لشکر جمع کرنا انطاکیہ میں سُنا تو خالد بن ولید کو حکمنامہ لکھا کر عراق کے لشکر کو وہاں چھوڑ کر آپ کے ساتھ اس لشکر کے جو ضلع یمامہ سے ہمراہ لے گئے تھے۔ روانہ ہو کر ابو عبیدہ سے جا ملو اور تم اس جماعت اسلام کے امیر ہو۔ خالد بن ولید روانہ ہوئے۔ جب لشکر اسلام کے جمع ہونے کی خبر فلسطین میں پہنچی۔ تو وہ کفار موضع اجنادین میں متصل رملے کے جمع ہوئے۔ اور مسلمان بھی اجنادین کی طرف متوجہ ہوئے اور فریقین میں مقابلہ عظیم واقع ہوا۔ روایت ہے۔ کہ عدد لشکر کفار دو لاکھ تیس ہزار اور شمار فوج اسلام برابر چھتیس ہزار تھا۔ خالد کے حکم سے سب لشکر نے یکبارگی حملہ کیا۔ اور آتش جنگ مشتعل ہوئی اللہ تعالے کی مدد اور نصرت سے بموجب مضمون کم من فئۃٍ قلیلۃٍ غلبت فئۃً کثیرۃً باذن اللہ۔ شکست فاش لشکر کفار پر پڑی مسلمانوں نے تیغ بے دریغ سے خون کفار کا دین ادبار پر بہایا تیس ہزار کافر سوائے ان لوگوں کے جو وقت بھاگنے کے مقتول ہوئے تھے۔ مارے گئے۔ غنیمت بیشمار اور سپرین زرنگار۔ اور خود عادی اور زرہیں داؤدی اور گھوڑے بادپا اور سراپردہ نقرہ طلا خارج از حد احصار مسلمانوں کے ہاتھ آلیئے۔

ابیات۔ نہ سرمایہ کا اتنا آیا شمار ٭ کہ پائے مہندس کچھ اس کا شمار ٭ متاع گرانمایہ

اور چارپائے بھرے تین فرسنگ تک جابجا۔ خالد نے خبر اس فتح کی عبدالرحمن عجمی
کے ہاتھ حضرت ابوبکر کو بھیجی ابوبکر صدیق نہایت خوشحال ہوئے اور مہاجر و انصار
خوشی سے مالا مال ہوئے کہتے ہیں۔ جب یہ خبر نوفل کو پہنچی کئی سردار نامدار واسطے
مقابلہ صحابہ کبار کے روانہ کئے۔ جب خالد بن ولید نے یہ خبر پائی۔ دمشق سے اٹھ
کر ان کے مقابلہ کو گئے۔ اور موضع یرموک میں فریقین کی ملاقات ہوئی سپاہ
تین لاکھ سے زیادہ تھی۔ اور لشکر اسلام چھتیس یا چالیس ہزار تھا۔ ایک شخص نے خالد
سے کہا۔ کہ لشکر روم بہت کم ہے۔ خالد نے کہا۔ اگر نصرت الہی ہو ہمدم تو
کثرت اعدا کا کیا غم۔ خالد نے لشکر اسلام میں منادی کرادی۔ کہ جس کسی
نے شرف صحبت رسول اللہ کا پایا ہے۔ لشکر سے جدا ہو کر جمع ہوئے۔
ہزار اصحاب جمع ہوئے خالد ان کو جمع کر کے ان کے باوجود باد کو واسطے طلب
فتح و نصرت کے وسیلہ کر کے حقتعالے سے استمداد کیا۔ اور ان میں سے سو
جوان مہاجر اور انصار کہ جو بدر کی لڑائی میں موجود تھے۔ علیحدہ کئے۔ اور کہا۔ کہ
میرا مطلب تم سے نہیں ہے۔ مقابلہ اعداد بلکہ تم بعجز الحاج کرو۔ جناب الٰہی میں
دعا کرو۔ اسی عرصے میں ایک قاصد مدینے سے پہنچا۔ اور خالد رضی اللہ عنہ کے
کان میں کہا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وفات پائی خالد رضی
اللہ عنہ اندیشہ کیا کہ اگر یہ خبر فاش ہوئی۔ تو مسلمانوں کو شکست ہو جاویگی۔
قاصد سے جماعت نے ابوبکرؓ کی بیماری کا حال اس مرد بزرگ نے خالد بن
ولید کے مطلب کو پاکر کہا۔ کہ بہتر اور بارہ ہزار مرد تمہاری مدد کو عنقریب
پہنچتے ہیں۔ مسلمانوں کو مسرت اور قوت ہوئی۔ پھر خالد نے تنہا قاصد سے
پوچھا۔ کہ خلیفہ کون مقرر ہوا۔ کہا عمرؓ بن خطاب۔ خالد نے کہا شاید میں
امامت سے معزول ہوں۔ قاصد نے کہا۔ کہ ہاں تم امامت سے معزول ہو
اور امارت اس لشکر کی ابو عبیدہ بن جراح پر مقرر ہوئی۔ خالد نے کہا۔ تو نے
بہت اچھا کیا۔ جو یہ خبر مجمع عام میں نہ کہی۔ پھر خالد روئے اور کہا خداوند
تو واقف ہے۔ کہ میں نے یہ لڑائیاں واسطے خلق کے اور طلب مال و عزت
دنیا کے نہیں کیں بلکہ خاص واسطے رضامندی تیری کے کیں۔ پھر خالدؓ نے
قلب لشکر سے حملہ کیا۔ اور عمرو بن العاص نے میمنہ سے اور یزید بن ابو
سفیان نے میسرہ سے موافقت کی۔ آخرالامر بعد جنگ و جدل بیشمار کے

نسیم نصرت الہی نے الطاف نامتناہی سے چلنا شروع کیا۔ اور ایک بار گی کفار پر حملہ کیا۔ رومی بھاگے اور مسلمان پیچھے روانہ ہوئے۔ اور شام تک قتل کیا۔ دس ہزار ایک سو کفار فجار دار البوار کو پہنچے اور تین ہزار اہل اسلام شہید ہوئے۔ اور روایت ہے۔ کہ تیس ہزار خیمے دیبا کے اور تین ہزار بروئے اور نقود و جواہر وافر و متاع متکاثر غنیمت مسلمانوں کی ہوئی خالد بن ولید نے غنیمت کو جمع کر کے بروقت قسمت ابو عبیدہ بن الجراح کو بلایا۔ اور ابو بکر صدیق کی وفات کا حال اور حضرت عمرؓ کی خلافت کا اور اپنے معزول ہونے کا اور ابو عبیدہ کے منسوب ہونے کا اعلان کیا۔ جب لشکر اسلام نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خبر وفات سنی ؛ تو بہت روئے اور خالد بن ولید کے تئیں دعا کی۔ کہ اللہ تجھ کو جزا دے کہ تو نے اسلام کو گرامی کیا۔ اگر یہ خبر کوئی امیر سنتا۔ تو اس لڑائی کو تمام نہ کرتا۔ اور دشمن ہم پر فتح پاتا۔

فائدہ:۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معزول ہونے کا سبب یہ تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ کو قتل کیا تھا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خالد بن ولید پر بدظن ہوئے تھے۔ کہ تو نے مالک بن نویرہ کو باوجود اظہار اسلام کے بے گناہ قتل کیا۔ اور حضرت صدیق سے خالد کی نالش کی لیکن حضرت صدیق کے نزدیک خالد کا قصور ثابت نہ ہوا۔ ان کو بدستور بحال رکھا۔ حضرت عمرؓ کو یہ بات نہایت ناگوار گزری تھی۔ اس واسطے خلیفہ ہوتے ہی خالد کو معزول کیا۔ اے مسلمانوں ان اصحابوں کی نیت کی برکت تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے دین محمدی کو چمکایا۔ خدا ان کو سب مسلمانوں کی طرف جزائے خیر دے آمین

بیان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو برس اور چار مہینے بعد واقعہ اصحاب فیل کے دوشنبے کو پیدا ہوئے اور جمعے کے دن دوسری یا تیسری جمادی الآخر کی تیرھویں برس ہجرت سے وفات پائی۔ عمر ان کی ترسٹھ ۶۳ برس کی تھی۔ ایام مرض میں اصحاب کبار کو جمع کر کے خلافت عمر بن الخطاب کو سونپی۔ اور جناب الٰہی میں دست بدعا ہوئے کہ خدایا عمرؓ کو میں نے خلیفہ مسلمانوں پر بنایا۔ اور میری غرض سوائے اصلاح حال

مسلمین کے کچھ نہیں اور میں نے دانست میں بہترین صحابہ کو والی کیا۔ الٰہی اسکو خلفائے راشدین سے کر حضرت عمرؓ نے کہا۔ کہ اے خلیفہ رسول اللہ یہ زحمت مجھ سے دور رکھ کہ مجھے خلافت کی حاجت نہیں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا کہ اگر تم کو خلافت کی حاجت نہیں۔ تو خلافت کو تجھ سے حاجت ہے القصہ صدیق اکبر نے وصیت تمام کی اور کہا۔ کہ اسماء بنت عمیس جو میرا قبیلہ ہے مجھکو غسل دے اور عبدالرحمن اس کی مدد کرے۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ سوائے اُن کے کوئی مجھ کو برہنہ دیکھے۔ رات کے وقت دنیا سے رحلت کی اور نماز جنازے کی حضرت عمرؓ کو وصیت کی + حضرت عائشہ رضؓ کے حجرے میں پہلوئے قبر مطہر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن کیا۔ کہتے ہیں۔ جب خبر اُن کے وفات کی ابو قحافہ کو جو ان کے باپ تھے۔ پہنچی کچھ جزع فزع نہ کی + اور بولے ما اخذ

ذکر قدوۃ الاصحاب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کا

کنیت ان کی ابوحفص ہے۔ اور لقب امیر المؤمنین اور فاروق ہے۔ اشراف قریش سے ہیں۔ اور اتفاق علماء کا ہے۔ اوپر کثرت علم اور غایت زہد ان کے اور تواضع نرمی ساتھ مسلمانوں کے اور شدت اور غلظت کافروں پر اور کمال عدل و انصاف پر اور فرمانبرداری پر سنت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر تھے اور ان کے زمانہ خلافت میں ایک ہزار اور چھتیس شہر فتح ہوئے اور چار ہزار مسجدیں بنائیں۔ اور چار ہزار کلیسے خراب کئے۔ اور ہر ایک پر تو سو منبر واسطے جمعہ کے منسوب کئے۔ اور دمشق اور روم اور قادسیہ سے حمص تک فتح کیا۔ اور رقہ اور نصیبین اور عسقلان طرابلس وغیرہ سواحل سے فتح کیا۔ اور بیت المقدس اور یرموک اور اہواز اور مصر اور تشتر اور نہاوند اور رے اور اصفہان اور فارس اور اصطخر اور نوبہ اور بربر وغیرہ سب اس جناب کے عہد دولت میں فتح ہوا۔ اور اتفاق علما کا ہے۔ کہ مانند عمر کے نہ ہوا ہے۔ نہ ہوگا۔ اور باوجود اس فتوحات کے اور رعب اور ہیبت کے ملوک فارس و روم لرزتے تھے۔ حضرت عمر نے

اس احلال سے جو ولایت اور حکومت کے آگے تھا۔ لباس میں اور ہیبت میں اور افعال میں اور تواضع میں تغیر نہیں۔ کیا ایک حال پر رہے۔ سفر اور حضر میں بغیر چوکی اور پہرے کے اور حاجت چوبدار کے باوجود کثرت اعدا کے پھرتے تھے۔ اور کسی مسلمان پر زبان درازی نہیں کی اور امر حق میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرے اور باوجود اس حشمت اور جاہ کے بیت المال سے برابر حصہ مہاجر کے لیتے تھے۔

بیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا

روایات ان کے ایمان لانے کی مختلف ہیں۔

نقل ہے۔ کہ حضرت عمر رضہ فرماتے تھے۔ کہ میں ایک رات اپنے گھر سے واسطے تعرض کرنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکلا دیکھتا ہوں۔ کہ آپ مسجد الحرام میں نماز پڑھتے تھے۔ میں ان کے پیچھے کھڑا ہوا۔ اور سورۃ فاتحہ انہوں نے پڑھی۔ اس کی تالیف و نظم سے متعجب ہوا اور میں نے دل میں کہا۔ کہ واللہ یہ شخص نہ شاعر نہ مجنون نہ کاہن ہے جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ۔

اس آیت کے سننے سے حلاوت ایمان کی میرے قلب میں آئی۔ اور وقت اور تغیر میرے مزاج میں ظاہر ہوا اور کہا میں نے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر رضہ اپنے اسلام کو پوشیدہ نہ رکھ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اس توحید کو آشکارا کروں گا۔ جیسا شریک کو آشکارا کیا تھا۔ اور دوسری روایت میں ارادہ کرنا حضرت عمر رضہ کا واسطے قتل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اثنائے راہ میں اپنی بہن بہنوئی کے ایمان لانے سے خبردار ہو کر ان کے گھر جانا۔ اور ان کو خون آلودہ کرنا۔ اور قرآن کا سننا۔ اور وہاں سے رقعت دلی حاصل کرنا۔ اور زید بن ارقم کے مکان میں جہاں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدہ تعلیم دین کی کرتے تھے۔ جانا اور اسلام لانا۔

یہ سب مشہور ہے حضرت مرتضےٰ علی کرم اللہ وجہٗ سے روایت ہے۔ کہ کسی شخص نے مکے سے برملا ہجرت نہیں کی۔ مگر حضرت عمرؓ نے جب ارادہ ہجرت کا کیا تو شمشیر کو حمایل کیا۔ اور کمان کاندھے پر ڈالی اور ترکش ہاتھ میں لے کر مسجد الحرام میں آئے اور جماعت قریش فنا کعبہ میں بیٹھی تھی۔ بعد طواف اور نماز کے اس حلقے کے گرد آئے اور کہا۔ جو کوئی اپنے ماں باپ کو بے ولد اور اپنے فرزندوں کو یتیم اور اپنی جورو کو بیوہ کرنا چاہے۔ اور اس وقت آن کر مجھ سے ملاقات کرے۔ کسی نے دم نہ مارا۔ اور معترض نہ ہو سکا؛

نقل ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے جب ملک شام کو اپنے قدم میمنت لزوم سے زیب و زینت بخشی۔ اعیان وارکان اس ملک کے واسطے استقبال اس صاحب اقبال کے مقابل ہوئے۔ اس واسطے آپ سامان کی اونٹنی پر سوار تھے۔ خواص اصحاب نے عرض کیا۔ کہ اکابر و اشراف شام کے آپ کی شرف ملازمت سے مشرف ہوں گے۔ اگر آپ سواری گھوڑے کی اختیار فرماویں۔ تو شوکت و ہیبت حضور کی قلوب اعیان میں تمام وکمال نظر آوے گی۔ آپ نے فرمایا۔ انا قومٌ اَعزّنا اللہ بالاسلام یعنی ہم وہ قوم ہیں۔ کہ عزت دی ہے ہمارے تئیں اللہ تعالےٰ نے ساتھ اسلام کے اور درجہ احتیاط اس مرتبہ تک تھا۔ کہ غازیان اسلام واسطے اعزائے ملک شام کے روانہ ہوئے۔ تو عبداللہ بن عمرؓ نے عرض کی۔ کہ واسطے فضیلت ثواب جہاد کے میں چاہتا ہوں کہ غازیاں اسلام کے ساتھ جاؤں۔ فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں۔ کہ تو بلائے زنا میں گرفتار نہ ہو جائے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔ یا امیر المؤمنین مجھ پر ایسا گمان کرتے ہو۔ فرمایا احتمال ہے۔ کہ مسلمانوں کو فتح ہو۔ اور کوئی لونڈی نبدیوں میں معرض بیع میں بکے۔ اور بسبب نسبت خلافت کے تیرے ساتھ قیمت میں وہ لوگ رعایت کریں۔ اور تو بحکم ظاہر عقد بیع کے اس کنیزک سے صحبت کرے۔ تو وہ فی الحقیقت زنا ہو گا۔ اس واسطے یہ مصلحت ہے کہ تو ہمت کو اوپر جہاد نفسانی کے جو عبارت ہے۔ اصلاح نفسانی سے متعلق کرے؛

نقل ہے۔ کہ جب خلافت حضرت عمرؓ پر مقرر ہوئی۔ تو ایک بی بی ان کی نہایت جمیلہ تھیں۔ اور بمقتضائے اِنَّ اللہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ؛ ان سے نہایت

ان سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ فوراً اس کو طلاق دے دیا۔ بعد ایک مدت کے جو امر خلافت میں قوت اور رسوخ کامل حاصل ہوا۔ تب اس بی بی کی تلاش کی۔ کہ پھر اس کے ساتھ نکاح کریں۔ لوگوں نے عرض کی۔ یا امیرالمؤمنین سبب طلاق کا کیا تھا۔ اور سبب نکاح کا کیا ہے۔ فرمایا۔ ابتدائے خلافت میں بخوف اس کے مبادا وہ کسی کی سفارش امور شرعیہ میں خلاف شرع کرے۔ اور میں بسبب محبت کے قبول کروں۔ طلاق دیا تھا۔ اور اب میں اپنے نفس پر اتنی قوت رکھتا ہوں کہ کسی کی خاطر سے سر مو تجاوز نہ کروں گا۔ اس واسطے نکاح کرتا ہوں۔ مگر وہ بی بی مر چکی تھی ۔

نقل ہے۔ کہ ایک روز عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ شب کو مدینے میں واسطے خبرداری کے پھرتے تھے۔ آدھی رات کے وقت سنا۔ کہ ایک عورت اپنی بیٹی سے کہتی تھی۔ اُٹھ کر دودھ میں پانی ملادے۔ بیٹی نے ماں سے کہا۔ نہیں جانتی کہ امیرالمؤمنین نے منادی کی ہے۔ کہ کوئی دودھ میں پانی نہ ملاوے ماں نے کہا۔ اس وقت نہ امیرالمؤمنین ہیں۔ نہ منادی ہے۔ جواب دیا۔ معاذاللہ لائق نہیں۔ کہ ہم ظاہر میں فرمانبرداری کریں۔ اور خلوت میں نافرمانی کریں۔ حضرت عمرؓ اس بات کو سنکر بہت خوش ہوئے۔ اور بہت خوش ہوئے۔ اور اپنے غلام سے کہا۔ کہ اس گھر پر ایسی نشانی کر کل بآسانی معلوم ہو۔ دوسرے دن لڑکی کا عاصم بن عمرؓ کے ساتھ جو آپ کا بیٹا تھا نکاح کیا۔ اس لڑکی سے لڑکی پیدا ہوئی اور اس لڑکی سے دوسری لڑکی پیدا ہوئی۔ کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کی ماں تھی۔ جب حضرت عمر کسی ملک پر عامل بھیجتے تھے۔ ایک دستورالعمل اس کو دیتے تھے۔ اس مضمون سے تجمل اور تنعم سے دور رہیو۔ اور اسپ ترکی پر سوار مت ہوجیو۔ اور گران بہا اور باریک مت پہنیو۔ اور نان میدہ نہ کھائیو۔ اور اپنے دروازے پر چوبدار مت بٹھائیو۔ تاکہ لوگ آسانی سے آکر عرض حاجات کیا کریں اور حکم سے برخلافی اور عدل سے عدول مت کیجیو۔ ہرچند کہ حضرت عمرؓ کے عدل کا حال اور فتوحات نامتناہی اور انتظام امور دین و دنیا کا اور ایجاد امور خیر کا لکھنے کو مجلد عظیم چاہیئے۔ لیکن بطریق نمونہ کے تتمہ احوال نوشیروانیوں کا جو حضرت صدیق کی خلافت میں کچھ بیان ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ حیرت افزائے عالم ہے ۔

علمائے تاریخ لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت عمرؓ زینت بخش خلافت ہوئے پہلا حکم خالد بن ولید کی معزولیت کا نافذ کیا۔ اور اس حکم سے قلوب اہل اسلام کے مغموم و محزون ہوئے۔ اس واسطے کہ خالد کی جانفشانیوں اور مساعی جمیلہ واسطے تقویت دین محمدی کے ظاہر ہیں لیکن حضرت عمرؓ کے دل میں مالک بن تنویر کا خالد کے ہاتھ سے بیگناہ قتل ہونا مظنون تھا۔ اس سبب سے باوجود شجاعت اور اخلاص اور انتظام کے خالد بن ولید سپہ سالار کو معزول کیا۔ اور فتح اور نصرت کو خدا کے قبضۂ اختیار میں سمجھے۔ اور اسی لشکر میں ان کو ابو عبیدہؓ کے زیر حکم رکھا۔ اس پر بھی خالد نے اصلاً التفات نہ کیا۔ اور بموجب حکم امیر المؤمنین کے ابو عبیدہؓ کی تابعداری کی جو تابیریں کہ اپنی امارت میں کرتے تھے اس میں سر مو برابر قصور نہ کیا۔ بکشادہ پیشانی کار جہاد میں کمر باندھ کر کوئی دقیقہ باقی نہ رکھتا۔ مثنیٰ بن حارث جو پہلے حضرت صدیق سے جہاد کی اجازت لے کر ساتھ اہل فارس کے گئے تھے۔ انہوں نے پھر مدینے میں آن کر حضرت فاروق سے چاہا۔ کہ ایک جماعت مہاجر اور انصار کی میرے ساتھ روانہ کرو۔ جو باتفاق ان کے عجم کا جہاد کریں۔ حضرت عمرؓ نے اصحابوں کو خطبے میں واسطے جہاد اہل عجم کے تحریص کی اور وعدہ فتح و نصرت کا اور تقسیم خزائن کسریٰ کا بموجب حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان فرمایا۔ ابو عبیدہ ثقفی اور سلیط بن قیس نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا امیر المؤمنین ہم از روئے صدق اور اخلاص کے قبول کرتے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے اصحاب میں سے ایک ہزار مرد مقاتل اختیار کئے۔ اور ان کے کفایت مہمات کا سامان تیار کیا۔ اور ابو عبیدہؓ کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا۔ یہ دونوں کوفے کی طرف روانہ ہوئے۔ اور رستم بن فرخ زاد نے جو سپہ سالار عجم تھا۔ بعد جانے مثنیٰ کے خالد بن ولید کے عملداروں کو نکال کر بعضے دیہات پر سواد کوفہ کے عمل کیا تھا۔ اور آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تھا۔ کہ خبر مثنیٰ کے مراجعت کی سنکر متوقف ہوا۔ اور رستم بن جابان کو جو بڑا دھقان تھا۔ مع فوج کثیر مثنیٰ کے مقابلے کو روانہ کیا۔ بیس ہزار مرد جنگی اس کی مدد کو اپنے پاس سے بھیجے۔ اور ابو عبیدہ یہ خبر سنکر مثنیٰ کے پاس گئے

مثنیٰ نے بموجب حکم امیر المؤمنین عمر رض کے سرداری لشکر کی ابو عبیدہ کو سپرد کی
وہ تین روز آزردہ ہو کر معہ لشکر رستم بن جابان کیطرف روانہ ہوئے۔
وہ بھی مستعد ہوا اور جنگ عظیم اور مقاتلہ شدید واقعہ ہوا۔ سورج خون ایسی
تھی۔ گویا شفق آسمان سے باہر نکل پڑی اور سواروں کی گرد سے آفتاب چھپ
گیا۔ بمقتضائے والعاقبۃ للمتقین کے اہل اسلم نے نصرت پائی۔ اور جابان اسیر
ہوا۔ اور لشکر کچھ بھاگا۔ کچھ دستگیر ہوا۔ بعد انہزام لشکر جابان کے ابو عبیدہ
نے چاہا۔ کہ مال غنیمت کو تقسیم کریں۔ وہیں خبر پہنچی کہ نرسی نام سپہ سالار عجم
نے رستم کے حکم سے لشکر عظیم جمع کیا ہے جب جابان کا احوال سنا۔ اور رستم
سے مدد مانگی رستم نے جالینوس نام سردار کو بیس ہزار فوج کے نرسی
کی مدد کو بھیجا۔ ابو عبیدہ تقسیم غنایم کی موقوف کر کے نرسی کی طرف متوجہ
ہوئے۔ جب صفیں اعداء کی مقابل ہو کر مقابلے میں مشغول ہوئیں۔
عون ربانی سے لشکر عجم پر ہزیمت پڑی۔ ہزاروں مقتول ہوئے۔ اور ہزاروں پر
مجروح ہونے کی مصیبت پڑی اور نرسی بھاگ کر رستم کے پاس جا ملا قلعہ سقاط
اور خزانے اور مال نرسی کا اہل اسلام کے تصرف میں آیا۔ اور جالینوس نے
نرسی کی خبر سنکر راہ میں توقف کیا۔ اور ابو عبیدہ نے بلا توقف جالینوس کی طرف
عنان عزیمت کو پھیرا لشکر کفار بعد جنگ عظیم کے زمام ہمت کو ہزیمت پر پھیر
کر مانند زال کے رستم سے ملا۔ ابو عبیدہ نے دونوں لشکروں کی غنیمت
اور بندی جمع کر کے خمس اس مال کا امیر المؤمنین عمر رض کے حضور میں
بھیجا اور باقی لشکر ظفر پیکر پر تقسیم کیا تمام علاقہ سواد کوفے کا اور عراق
عرب کا اہل اسلام کے تصرف میں آیا۔ جب جالینوس بھاگ
کر رستم سے ملا۔ توران دخت نے جو ملکہ عجم تھی۔ یہ حال سنکر
بہمن جادو کو تیس ہزار مرد اور تیس ہزار ہاتھی کہ ان میں ایک فیل سپید
نامی تھا۔ دے کر ابو عبیدہ کی طرف روانہ کیا۔ اور ایک علم کہ جس کو
درفش کاویانی کہتے تھے۔ اور فریدوں کے زمانے سے ملک عجم کے
خزانے میں تھا۔ اور اسکو رایت اور آیت نصرت جانتے تھے۔ اور
جواہر آبدار سے مکلل اور یاقوت نامدار سے مرصع تھا۔ بترکاً ہمراہ
کیا۔ بہمن جادو مع حکمنامہ توران دخت رستم کے پاس پہنچا۔

رستم نے بموجب حکم کے بہت لشکر جمع کر کے نو ہزار دلاوران
ابو عبیدہ کی طرف روانہ کیا۔ ابو عبیدہ نے بھی اپنا لشکر جمع کر کے نو
ہزار دلاوراں سے بہمن کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور پانی کے کنارے آن کر
معلوم کیا۔ کہ لشکر کفار نے اس پار قرار لیا۔ ابو عبیدہ نے بخیال اس کے کہ
فرات کا پانی ان پر بند کروں۔ فرات کو عبور کر کے مکان تنگ میں
ڈیرا کیا۔ اور ایک شب لڑائی سے آگے ابو عبیدہ نے کہا تھا۔ کہ کفار
مجھ کو شہید کریں۔ تو فلانے کو امیر کرنا۔ وہ بھی شہید ہو۔ تو فلانے
کو ایسے ہی کئی شخصوں کا نام لیا۔ اس عرصہ میں دلاوران عجم فیلان جنگی
پر سوار ہو کر متوجہ لشکر اسلام کے ہوئے۔ اور تیروں کے زخم سے بہت
مسلمان مقتول اور مجروح ہوئے۔ عرب کے گھوڑوں نے کبھی ہاتھ نہیں دیکھے
تھے۔ ایسی عجیب شکلوں کو دیکھ کر بھاگے۔ اور مسلمانوں پر کام تنگ ہوا۔ ابو عبیدہ کو
بعض عقلا نے صلاح دی۔ کہ ہاتھی سونڈ کے قطع ہونے سے ہلاک ہو
جاتا ہے۔ فوج اصحاب نے پیادہ ہو کر تلواریں کھینچ کر فیلوں پر حملہ کیا۔ ابو عبیدہ
نے فیل سپید کا قصد کیا۔ اور اپنی شمشیر آبدار سے اس کی سونڈ کو قطع کر کے
لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔ ہاتھی نے کمال غضب دوڑ کر ابو عبیدہ
کو پکڑا۔ اور اپنے ہاتھ کے تلے مانند مور ضعیف کے مل شہید کیا۔
اور اہل اسلام کا نشان بموجب حکم ابو عبیدہ کے سات جوانوں نے
لیا۔ ساتوں شہید ہوئے اور اسی حال میں عبد اللہ مرتد نے مسلمانوں
میں سے جا کر وہ پل جو ابو عبیدہ نے واسطے عبور کے باندھا تھا۔
اپنی جہالت سے توڑ ڈالا۔ تاکہ کسی کے تئیں بھاگنے ٹھکانا نہ رہے۔ اور بضرورت
مقابلے میں کوشش کریں۔ مسلمانوں پر ہجوم کفار کا ہوا۔ اور مجال مقابلے
کی نہ رہی وہاں سے ہزیمت کھا کر جو پل پر پہنچے۔ خوف سے اپنے تئیں فرات
میں ڈالا۔ بعضے ڈوب گئے۔ بعضے بحال تباہ پار ہوئے۔ آخر الامر اہل اسلام
کا نشان مثنیٰ نے لیا۔ اور حکمت عملی سے جنگ کرتے رہے۔ باقی فوج
کو بتدریج ہلکے سے باہر کیا۔ اور کافروں کے قلوب معیوب پر ایسی نامردی آئی
کہ باوجود ضعیف اہل اسلام کے بھاگے۔ مسلمانوں نے اس فرصت کو غنیمت
[illegible] کے کنارے آکر بہر نوع ایک پل تیار کر کے عبور کیا۔

اور دشمنوں کے تعاقب کے خوف سے پل توڑ کر موضع لیس کا- ارادہ کیا- حضرت عمر یہ خبر سنکر نہایت ملول ہوئے- اور ان کو دلاسا اور تسلی کی اور مثنّی موضع لیس میں توقف کر کے مجروحوں کے معالجے میں مصروف ہوئے- چار ہزار مسلمان مقتول و غریق ہوئے- دو ہزار مدینے کو پھر گئے- تین ہزار مثنّی کے ساتھ رہے امیر المومنین عمرؓ نے جریر بن عبد اللہ بجلی کے تئیں سات ہزار جوانوں کے ساتھ مرتب کر کے مثنّی کی مدد کو بھیجا اور لکھا کہ جریر بن عبد اللہ بجلی کو کمال کو کمال تجلیل اور تعظیم کر کے امیر بنایا- کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اس کی اس درجہ تعظیم کرتے تھے- کہ اپنی ارواکے مبارک اس کے واسطے بچاتے تھے- مثنّی نے بموجب حکم کے عمل کیا- سپاہ عجم نے یہ خبر سنکر لشکر عظیم تیار کر کے مہران بن باذان ہمدانی کو اس کا امیر بنا کر روانہ کیا- مثنّی نے یہ خبر امیر المومنین عمرؓ کو کی- حضرت عمرؓ نے بر سبیل عجلت لشکر عراق کو ان کی مدد کے واسطے بھیجا مثنّی نے بھی اپنے علاقے سے لشکر جمع کیا- سب قریب بیس ہزار کے ہوا- اور لشکر کفر اور اسلام کا مقابلہ ہوا- جب صفیں مقابل ہوئیں- تو مہران اپنے گھوڑے پر پاکھر ڈال زرہ پہن کر میدان میں نہایت غرور سے جولانی کرنے لگا- ناگاہ لشکر اسلام سے ایک غلام نوبی نے اس کی طرف تیر صائب چلایا- اور وہ تیر تقدیر الٰہی سے اس بے بصیرت کی کمر پر ایسا لگا- کہ جانب مقابل سے پار ہو گیا- مہران حیران سر کے بل گرا- سپاہ عجم نے بے سر ہو کر اپنی راہ لی- مسلمان مانند شیراں کے پیچھے ہوئے- اور قریب ایک لاکھ کے قوم کفّار کے جہنم رسید ہوئے- غنیمت اور بندی اس قدر اہل اسلام کو میسّر ہوئی- کہ کسی لشکر سابق میں میسّر نہ ہوئی تھی- الحمد للہ الذی اعز الاسلام بعد اس کے تقدیر الٰہی سے اہل اسلام نے یہ خبر پائی- کہ اس ضلع ایک بازار ہے- کہ کفار اشرار ہر سال یہ مجمع کثیر و جم غفیر جمع ہوتے تھے- فوج اسلام ناگاہ جماعت نابکار پر پہنچی- بعضوں کو قتل کیا- اور بعضوں کو قید کیا- باقی بھاگ گئے- اور اس قدر مال و متاع اور زر و جواہر ہاتھ لگا- کہ تمام لشکر اس کے لے جانے سے عاجز ہوا- مثنّی نے حکم کیا- کہ سوائے زر سرخ اور نقرہ اور جواہر کے اور متاع نفیس کے اور کچھ نہ اٹھا دیں- ایک ہزار اونٹ بھر کر سالماً و غانماً منظفر و منصور فتح

بڑی و نصرت بسیار کمال بسرور صافی سے مراجعت کی الحمد اللہ نقل ہے۔
کہ اہل عجم بازار کے لٹنے کی خبر سنکر نہایت ملول ہوئے اور توران دخت کو
تخت سلطنت سے اتاریں۔ جرد کو بٹھایا۔ مثنیٰ نے یہ خبر بوسیلہ عرض کے
پایہ سریر خلافت میں معروض کی امیر المؤمنین عمرؓ نے سب عاملوں کو
نامے لکھے۔ کہ اپنے اپنے علاقے سے سواران مسلح تیار کر کے مدینے کو روانہ
کرو۔ اور مثنیٰ کو لکھا۔ کہ عجم کی حد سے اٹھ کر اپنے علاقے میں آکر لشکر
کو مخالفت سے آرام دو۔ اور دشمن سے خبردار رہو۔ اور جب تک یہاں
سے حکم نہ ہو۔ اہل عجم سے معترض مت ہو۔ جب لشکر قبائل عرب کے
مدینے میں جمع ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے اشراف مہاجر اور اکابر انصار اور
اعیان اہل بیت کو جمع کر کے اپنی ذات سے ملک عجم میں جانے کی مشورت
کی۔ بعد اختلاف اقوال حضرت مرتضےٰ علیؓ کی مشورت سے اپنا عزم موقوف
رکھا۔ اور سعد بن ابی وقاص کو اس لشکر کو آراستہ کر کے ساتھ واسطے مجدد
عجم کے روانہ کیا۔ مثنیٰ اور حضرت جریر کو لکھا۔ کہ تم دونوں سعد کے امر میں
رہو۔ حضرت سعد بسارت و برکت ساٹھ ہزار مرد لے کر روانہ ہوئے۔ اور موسم سرما
کی شدت سے ایام بہار تک حدود سواد میں انتظار کیا۔ جب آفتاب برج شرف
میں پہنچا۔ تو بشرف و سعادت قادسیہ میں داخل ہوئے۔ اور اتنے عرصے
میں مثنیٰ جوار رحمت الٰہی میں واصل ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ والکل ترجع
الیہ امیر المؤمنین عمرؓ نے پے در پے مغیرہ بن شعبہ کو اور عمرؓ بن معدی کرب
کو اور عاصم بن عمرو تمیمی کو روانہ کیا۔ اور ایسے ہی ہر قبیلے کو جو مدینے
میں پہنچتے تھے

فوراً روانہ کرتے تھے۔ جب یزدجرد کو مسلمانوں کی فوج پے در پے آنے
کی خبر پہنچی رستم بن فرخ زاد نے ساٹھ ہزار سوار سے روانہ کیا۔ سعد نے امیر!
المؤمنین عمر کو نامہ لکھا۔ اور کثرت اور شوکت اعدا سے خبر کی۔ حضرت عمرؓ
نے سعد کو جواب لکھا۔ کہ پریشانی اپنی خاطر میں مت
لائیو۔ اور فتح اور نصرت منجانب اللہ سمجھ کر کثرت اعدا سے
ہراساں مت ہو۔ اور لڑائی جلدی مت کرو۔ اول ایک جماعت
عقلا کو یزدجرد کے پاس بھیجو۔ اور راہ حق کی دعوت کرو۔ سعد نے

نعمان بن مقرن رض اور مغیرہ بن شعبہ رض وغیرہ عقلا و فصحاء کو یزد جرد کے پاس بھیجا۔ جب یہ لوگ یزد جرد کی مجلس میں آئے۔ تو ترجمان نے حسب الحکم یزد جرد کے کہا۔ اس ملک میں آنے کا کیا سبب ہے اس سبب سے کہ ہم تم سے تغافل کرتے ہیں۔ تم دلیر ہوتے ہو۔ مغیرہ بن شعبہ نے جواب دیا۔ کہ اول ہم از راہ جہالت اور نہایت ضلالت کے بتان بیجان کو اپنے ہاتھوں سے تراش کر معبود بناتے تھے۔ اللہ تعالے نے اپنی رحمت سے پیغمبر دین پرور کو ہم پر بھیجا۔ کہ ہمارے تئیں بت پرستی چھوڑ کر خدا پرستی سکھائی۔ اور افعال شنیعہ سے نہی فرمائی۔ اور معجزات واضح سے اس کی نبوت ہم پر روشن کی اور بعد تکمیل دین کے اس دار فانی سے کوچ کیا۔ اور ہم کو یہ حکم فرمایا۔ کہ جو لوگ ایمان قبول کریں۔ دنیا میں مخلصی اور عقبے میں سعادت ابدی پاویں گے۔ اور جو کوئی حکم اجابت نہ کرے۔ تیغ بیدریغ سے قتل کر دیا جائے۔ جزیہ بذلت و خواری ان پر رکھو۔ اب ہم آئے ہیں۔ کہ تجھ کو بھی راہ حق پر لاویں۔ اور ضلالت سے باز رکھیں ترجمان نے حسب الحکم کہا۔ کہ اے گروہ عرب تمہارے برابر کوئی دنیا میں مشقی اور حقیر اور ذلیل نہیں ہمیشہ مشقت اور مصیبت تمہارے شامل حال ہے اور تمہارا مقدور نہ تھا۔ کہ ہمارے ملک میں بے اجازت قدم رکھتے۔ اب تم چاہتے ہو۔ کہ ہمارا ملک لو۔ شاید بھوک اور رنج تم کو اس ملک میں لایا ہے۔ اب کے سال تم چلے جاؤ۔ کہ تمہارے فساد سے یہ ملک خراب ہو گیا ہے۔ پھر آئیو۔ ہم تم کو گیہوں اور خرما دینگے اور تمہارے اشراف میں سے تم پر امیر کریں گے۔ نعمان بن مغیرہ نے کہا۔ کہ تو اس مزخرفات واہیات سے ہمارے دامن عصمت پر عیب لگاوے یہ گمان خطا ہے۔ جو مشقتیں مصیبتیں تو نے ہماری بیان کیں۔ ہم اس سے بھی بدتر تھے۔ بلکہ ایک وقت ہم پر وہ تھا۔ جو چچا کے بیٹے کو قتل کر کے اس کا مال کھاتا تھا۔ اور مردار اور خون کو مباح جانتا تھا۔ جب اللہ تعالے نے اپنے احسان سے ہم پر پیغمبر بھیجا۔ اور توفیق اسلام دی وہ باتیں جاہلیت کی دفع ہوئیں۔ اور پیغمبر نے ہم کو یوں خبر دی ہے کہ جو کوئی تم سے راہ حق میں شہید ہو گا۔ اسکو بہشت ملے گا۔ اور جو

زندہ رہے گا۔ وہ مخالفوں پر غالب ہوگا۔ اور بہت ملک ہمارے ہاتھ سے فتح ہوں گے۔ اور تیرا ملک اور خزانہ اور ولایت اسی میں ہے۔ اب تجھ کو دعوت کرتے ہیں کہ ایمان لا اور طریقہ ناپسندیدگی قباحت چشم عبرت سے دیکھ دولت ابدی تجھے نصیب ہوگی۔ اور تیرے ملک میں بغیر تیری اجازت کے کوئی قدم نہیں رکھیگا۔ ولا خراج قبول اور جزیہ بذلت وخواری دے نہیں تو تیرے ساتھ کلام شمشیر تیز ہے۔ حق تعالےٰ ہمارے اور تمہارے بیچ میں حاکم ہے یزدجرد نے جو یہ کلام سنا۔ نہایت غصے میں آیا۔ اور آتش غضب اس کے سب بے مغز پر دوڑی اور بولا تمہارے تئیں یہ مقدور ہوا کہ شیران عجم پر اسطرح کے خیال فاسد دل میں رکھتے ہو۔ اگر رسولوں کو قتل کرنا ہے مناسب نہ ہوتا۔ تو میں زخم تیغ سیاست سے تمہارا سر کاٹتا۔ اور کہا کہ ایک جوال خاک سے بھر کر ان کے سردار کے سر پر رکھ کر یہاں سے باہر کر دو۔ ابھی رستم کو سپہ سالار کر کے تمہارے مقابلے پر بھیجتا ہوں۔ عاصم بن عمر تیمی اس جوال میں خاک کو اپنے کاندھے پر رکھ کر بارگاہ یزدجرد سے باہر لے گئے۔ وہاں سے ایک سعد کے پاس آگئے۔ اور وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ کہ واللہ انہوں نے اقلیم مملکت کی کیلیاں اپنے ہاتھ سے ہم کو دیں۔

منقول ہے۔ کہ یزدجرد رستم کو واسطے جنگ عرب کے تاکید کرتا۔ اور وہ سستی کرتا تھا۔ اس واسطے کہ اس کو علم نجوم میں مہارت تھی اور اوضاع فلکی سے اس پر روشن ہوا تھا۔ کہ امسال دولت سعادت عرب کی اور نکبت اور فلاکت عجم کی ہوگی۔ اور نہیں جانتا تھا کہ اس تدبیر حقیر سے خداوند قدیر کی تقدیر نہیں رو کی۔

رباعی

تقویم پر نجوم کے اے دل نہ کر عمل
جز حق کے کام آوے نہ کچھ جدی نہ حمل
ہے وہ سعد و کو سعادت دیوے جسے خدا!
تاثیر کچھ نہ کر سکے مریخ نہ زحل

رستم آہستہ آہستہ بکمال شوکت وعظمت لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا۔ جالینوس کو مقدمہ پر چالیس ہزار سوار سے اور ہرمز کو میمنہ اور بہرام کو میسرہ پر تعین کیا۔ اور خود لاورن نام دار سے قلب میں قایم ہوا کہتے ہیں۔ کہ رستم نے راہ میں سعد کے لشکر کے ایک عرب کو اسیر کیا۔ اور پوچھا کہ تمہارا مطلب

ہمارے ملک میں آنے سے کیا ہے۔ وہ بولا کہ ہم اسواسطے آئے ہیں۔ کہ حق
تعالےٰ اپنے پیغمبر کی زبانی ہم کو وعدہ دیا ہے۔ کہ اگر تم اسلام نہ لاؤ گے
تو تمہارے ملک کی حکومت اور عورتوں کی بندی اور خزانے کی تقسیم
ہم کو ہوگی۔ رستم نے کہا۔ اگر ہم رو و سے آگے تم مقتول ہو جاؤ تم کیا کرو گے
عربی نے کہا۔ کہ جو آدمی ہم میں سے تمہاری تیغ ظلم سے مقتول ہو گا۔
وہ بے شک جنت جاودان میں خداوند رحیم کے لقا سے موصول ہو گا
اور جو ہم میں سے باقی رہیں گے۔ حق تعالےٰ ان کے حق میں اس وعدے
کو وفا کرے گا۔ رستم نے نہایت غضب سے اس کو قتل کیا۔ اور آگے روانہ
ہوا۔ اور باآہستگی چلنے لگا۔ چنانچہ مدائن سے قادسیہ تک چار مہینے میں اور
اور مقصود اس کا یہ تھا۔ کہ شاید۔ عرب صلح کر کے قبلح کر کے اس سال میں
چلے جاویں۔ جو عجم کے طالع کی نحوست بدل جاوے۔ اور ہمیشہ ایلچی بھیجتا
تھا۔ وہی جواب پاتا تھا۔ کہ جو یزدجرد سے کہا تھا یعنی اسلام یا جزیہ
یا جنگ طلب کرتے تھے۔ آخرالامر نہایت غصے سے کہا۔ کہ مجھ کو یہ
گمان نہ تھا۔ کہ اتنی عمر پاؤں گا۔ جو تمہاری یہ خبر مذلت سنوں گا۔ قسم ہے۔
ماہ اور ستاروں کی کہ کل جو نیر اعظم طلوع کرے گا۔ تو میں اتنے شیر دلان
عجم کو بھیجوں گا۔ سرکشان عرب کا سر مانند گیند کے خاک پر ڈالیں گے۔ اور حکم دیا
تا تمام لشکر نے راتوں رات بھر عتیق پر پل تیار کیا۔ فجر کو جب پل سے عبور کیا
ایک پشتہ بلند پر خیمہ مارا اور واسطے لشکر کے مکان مقرر کیا۔ اور یزدجرد نے حکم دیا
تھا۔ کہ طاق کسریٰ سے لشکر رستم تک بقدر مسافت آواز پہنچنے کے ایک ایک
آدمی مقرر ہوتا۔ کہ رستم کے لشکر کا احوال ہر آن پہنچتا رہے اور حضرت سعد
کے بدن پر کثرت دمل کی اور غلبہ مرض عرق النساء کا اس قدر تھا کہ بیٹھا گھوڑے
پر دشوار تھا۔ اور اس اطراف میں ایک کوشک بلند تھا۔ کہ اس کی سطح پر وہ
مسند بچھا کر بیٹھے کہ تمام احوال لشکر کا نظر آتا تھا وہاں اعیان لشکر کو بلا کر عذر اپنی غیر
حاضری کا بیان کیا۔ اور پھوڑے اور زخم دکھلانا ممکن تھا۔ دکھائے۔ سب پر ظاہر ہوا۔ کہ تخلف معرکہ حرب
سے واسطے ضرورت کے ہے اور خالد بن عروہ کو نائب کر کے لشکر میں قائم کیا۔
نقل ہے کہ ابو محجن ثقفی ایک روز صبح کے وقت مخمور بیٹھے تھے اور صبوحی کی۔ کہ اشعار
پڑھتے تھے۔ اتفاقاً حضرت سعد نے دیکھا اس کو اسی کوشک میں قید کیا۔ بعد اسکے

خالد بن ولید کو اس کا قائم مقام کر کے روانہ کیا۔ اور اعیان لشکر کو بلا کر واسطے جہاد کے رغبت دلائی۔ اور مذمت بھاگنے کی کی۔ مذمت دنیا اور سرا عقبےٰ بیان کی اور وہ آیتیں اور حدیثیں کہ جن میں حق تعالےٰ نے وعدہ فتح کا اور عنایت کرنا ملک عجم کا اور فتح پانا شام اور فارس کا کیا تھا۔ سنائیں۔ اور کہا۔ کہ تم یقین جانو۔ کہ جو کوئی شجاعت کرے گا۔ اور اعلاے کلمۃ اللہ اس کو منظور ہوگا۔ کہ اگر شہید ہوا۔ تو بہشت جاوداں اور رضائے رحمان پاوے گا۔ اور خوب جان لو۔ کہ جو کچھ پیشانی پر لکھا ہے۔ ظہور میں آوے گا۔ اگر آج جوانمردی اور پامردی کرو گے۔ تو حق تعالےٰ مال نفیس اور نفس حسین ان کے تمہارے تصرف میں لاوے گا۔ اور جبن و نامردی کرو گے۔ تو دولت دنیوی اور سعادت اخروی ہار دو گے۔ اور جو لوگ کہ شعر کے فن میں مہارت رکھتے تھے ان سے فرمایا کہ جو اشعار کہ غازیوں کی کندی طبیعت کو تیز کریں اور میدان مستعد بخوبی رجز کریں استاد شاعران مضامین کے شعروں سے غازیوں کو تہور دلانے لگے اور آیات واحادیث فضائل جہاد کے سنانے لگے نظم

جس کے پیروں پر پڑے گرد صف جنگ جہاد — وہ جہنم سے بچا نار سے وہ ہوا آزاد
اے برادر تو حدیث نبوی کو سن لے — باغ فردوس ہے تلواروں کے سائے تلے
جو راہ حق میں ہوئے ٹکڑے نہیں مرتے ہیں — بلکہ جیتے ہیں وہ جنت میں خوشی کرتے ہیں
فتنۂ قبر و غم صور و قیام محشر — ایسے عدموں سے شہیدوں کو نہیں کچھ ڈر
اے جوانان اسد حملہ و رستم قوت — کام پھر کس کے ان کو آئیگی تمہاری جرأت

ان کا سر کاٹ لیا۔ یا کہ کٹا اپنا سر۔ صورتوں میں جو سمجھو۔ تو تم ہی ہو بہتر۔ یعنی گر مار لیا۔ ان کو تو پھر ان آئی اور گئے مارے تو پھر قاضی شہادت پائی۔ اور فرمایا جاؤ۔ اپنے مقام پر قرار پکڑو۔ بعد نماز فجر کے وقت سے نزول رحمت کا۔ اور منتشر ہونے نسیم فرحت کا۔ تکبیر اول کروں۔ تو تم مستعد ہو جاؤ اور تکبیر دوم میں جوشن و سلاح اور آلات جنگ درست کیجیو۔ اور تیسری تکبیر پر دلاوراں کو رغبت اور محبت لڑائی کی دلوائیو۔ اور چوتھی تکبیر کا احوال سنتے ہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہوئے متوجہ ہوئے۔ دشمن کے ہو جو

بیان شروع ہونے جنگ عجم کا

سواران عجم نے اپنے لشکر کی بہار آراستہ کی بدیون نے گھوڑوں

پرطلا اور نقرہ کی زینیں رکھیں - اور پاکھریں زر نفتی ڈالیں اور باس با تزئین اور
قمشہ نگین اور خود زرہ اور حلتہ ارغوانی اور میکہ مرصع اور تیغین یمانی حمائل
کیں اور تیر اندازوں نے تیر زہردار اور پیادہ ہائے جرار تیز رفتار ہاتھیوں کے
گرداگرد مستعد کئے غالب بن عبداللہ اور عاصم بن عمرو لشکر اسلام سے سبقت کر کے
میدان جنگ میں آئے ہرمز کے حاکم دیار عجم اور صاحب علم تھا۔ غالب کے مقابل ہوا اور
آپ میں نوک چوک نیزہ بازی کی ہوئی غالب نے ایک نیزہ اس کی کمر پر مارا
اور اس کا پیوند توڑا۔ دوسرا اسوار عجم عاصم سے مقابل ہوا۔ وہ شیر غراں کی ہیبت
سے بیجنگ بھاگ کر لشکر عجم میں واصل - مہران حاکم آذربائیجان کا جسکے لباس اور سلاح
کی قیمت سے محاسب وہم عاجز تھا۔ بادپا پر سوار ہو کر کمال غرور اور استکبار سے میدان میں
آیا۔ منذر بن حبان کو اس کے غرور سے غیرت دین کی غضب میں لائی قلب
لشکر سے مانند برق کے نکلے اور نیزہ زہردار کہ بمثال اس کی مانند مار تھی
ہاتھ میں لے کر ایک حملے سے اس کے پہلو میں مارا اور بدن کو لے کر گھوڑے
کے تن سے بھی گزرا ؎

فرد :- اسپ کی وہ پشت سے آیا بخاک ؎ چہرہ خون آلودہ زرہ چاک چاک

منذر نے بھی گھوڑے سے اتر کر خنجر تشنہ کو اس کے حلق سے سیراب کیا
اور بدن ناپاک کو بے مغز کے بار سے ہلکا کیا۔ کہتے ہیں کہ اس کے پٹکے کی قیمت پچاس
ہزار درہم اور باقی سامان کی دس ہزار تھی کفار عجم نے جو اپنے سردار کو خاک و خون
میں دیکھا ایک بارگی لشکر اسلام پر حملہ کر کے متفرق کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے طلحہ
بن خویلد اسدی کو مع فوج مدد کو بھیجا اور ان کے تفرق کو جمع کیا۔ ایک عجمی سردار طلحہؓ کا
مقابل ہوا طائر روح اس کا ایک ہی نیزے سے وہ اسپ جہنم واصل ہوا غازیوں
نے طلحہؓ کے حکم سے اصحاب الفیل پر تیر مارے ہاتھی بھاگے۔ سوار ؎
پیادے ہوئے۔ سعد قیس کندی نے دیکھا۔ کہ دلاور بنی اسد نے فیل سواران عجم کو
رد کیا۔ آتش دلاوری کے جوش سے اپنے جوانوں کو مستعد پیکار کیا۔
انہوں نے بھی اپنے مقابل والوں سے مقابلہ کیا۔ جمعیت اہل عجم کی متفرق ہوئی
جالینوس نے یہ دیکھ کر مع لشکر فیلوں کے حملہ کیا۔ مسلمان چوتھی تکبیر کے منتظر
تھے۔ کہ حضرت سعد نے زبان لطافت بیان کو کلمہ اللہ اکبر سے حرکت
دی۔ اہل اسلام نے کلمہ کی قوت سے حملہ کیا۔ روئے زمین خون سے

غرق ہوئی - اور اس کے عکس سے ملک میں شفق ہوا- عجم کے فیل سوار جس طرف توجہ اختیار کرتے تھے - تو اہل اسلام کے گھوڑے فرار کرتے تھے عاصم کے حکم سے دلاوراں نے تیر چلائے اور ہاتھیوں نے رستے کاٹ کر ہودے گرائے- سوار زمین پر گرے - کچھ بحال تباہ بھاگ گئے کچھ مرے دوسرے دن جب آفتاب نے اپنا نیزہ چمکایا- ہر ایک پہلوان مسلح ہو کر میدان میں آیا- قعقاع بن عمر کو ابو عبیدہ بن الجراح نے ملک شام سے بحکم امیر المومنین عمر رض سعد کی مدد کو بھیجا تھا- ڈیڑھ ہزار فوج سے نمودار ہوئے- اور یاروں سے کہا- کہ اپنی فوج کے غول بناؤ- اور ایسا آگے پیچھے چلو- کہ جو اگلا غول سعد کے لشکر میں پہنچے - تو پچھلا نمودار ہوا- قعقاع مسلح اور مکمل بہ کمال شوکت و ہیبت لشکر اسلام میں ملے- اور جوانوں کو قتال کفار پر حریص کرکے لشکر عجم سے مبارز طلب کیا- اور میدان جانستان میں بہ کمال اطمینان گھوڑے کو جولان دیا- ادھر سے ذوالحاجب سپہ سالار عجم میدان میں آیا ہر ایک نے اپنا کرتب اور شجاعت جان بازوں کو دکھلایا- اُن کی آن ذوالحاجب کی روح کو بے مانع و حاجب جہنم کے گوشے میں بٹھایا- لشکر عجم سے دو سردار تہور شعار دوچار ہوئے- حضرت حارث قعقاع کے مددگار ہوئے ان کی دست بروسے دونوں کافر فی النار ہوئے- اور لشکر کسریٰ نے ان دو سرداروں کے قتل سے کسر عظیم پائی- اور اہل اسلام کے دل میں عجم کے ہاتھی بھگانے کی تدبیر معقول ہاتھ آئی- پرانی جوتیاں اور کہنہ کمبل اور ٹاٹ اپنے اونٹوں پر ڈالے اور ہڈیاں باندھیں کہ فیل کے جسم سے اونٹ کا طول و عرض زیادہ نظر آیا- اور جوانان تیر انداز و نیزہ باز کو ان پر سوار کیا- ان سواران جان باز کو گرد ان شتران فیل نما کے حصار کیا- جس طرف یہ لوگ اس مثال عجیب سے حملہ کرتے تھے- جو کام کہ پہلے عجم کے ہاتھیوں نے عرب کے گھوڑوں سے کیا- وہ کام شتران عرب نے اہل فارس کے فیل کو دکھایا قعقاع نے تیس حملوں میں تیس کافر مارے- مسلمانوں نے تیر جانفشان ان کے سینوں سے گذارے- دوپہر تک یہی حال رہا- تیغ یمانی نے شرر افشانی کی اور گرز گوپال سے دشمنوں کے سر دینا نے تن پر گرائی کی ؁

نقل ہے کہ ابو محجن ثقفی جو حضرت سعدؓ نے ان کو لعنت شرب خمر کے کوشک میں قید کیا تھا تھا- یہ تماشا جنگ کا دیکھتے تھے اور محرومی ثواب جہاد سے

افسوس کرتے تھے۔ آخرالامر محافظان قید سے یہ عہد کیا کہ اگر میں لڑائی سے زندہ آیا تو پھر بدستور قید میں رہونگا۔ اور حضرت سعد کی بی بی سے اور ہتھیار اور گھوڑا ان کا نخفیہ مانگا۔ اور چپ چاپ کوشک سے نکل کر میدان میں آئے۔ اور ایسی کارزار کی کہ دشمن اور دوست نے اس کی تحسین و آفرین میں زبان کھولی حضرت سعد کی نظر کوشک کے سطح سے ایک جوان ابلق سوار پر پڑی اور اس کی تیزدستی و چالاکی دیکھی۔ تو فرمایا۔ کہ گھوڑا اس جوان کا میرے ابلق کی مانند دکھائی دیتا ہے۔ اور سوار کی وضع مانند ابو محجن کی سواری کے ہے۔ ابو محجن تو میرے پاس مقید ہے۔ اور ابلق طویلے میں ہے۔ کوئی کہتا تھا۔ کہ یہ خضر ہے۔ کسی کو یہ گمان تھا کہ فرشتہ آسمانی ہے۔ ہماری مدد کو آیا ہے۔ جب آدھی رات ہوئی۔ اور ابواب جنگ مسدود ہوئے۔ ابو محجن بموجب اپنے عہد کے کوشک میں آیا۔ اور اپنا پاؤں قید میں ڈال کر صبح تک آرام فرمایا۔ صبح کے وقت حضرت سعد کو ابو محجن کے حال سے خبر ہوئی۔ بنفس نفیس خود اس کے پاس گئے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تجھ کو جزائے خیر دے اور کوئی چشم بد تیرے دست و بازو کو نہ پہنچے۔ کل پھر دشمنوں کے معرکے میں داد جوانمردی کی دے اور فتح کے دروازے دوستوں کے مُنہ پر کھول اور بہت عذر کیا۔ اور قید سے مخلصی دے کر وہ گھوڑا اور ہتھیار اس کو انعام دیا۔ ابو محجن نے مے خواری سے توبہ کی۔ رات کو قعقاع بن عمرؓ نے اپنی فوج کو لشکر سے جدا کیا۔ اور دس ٹولیاں بنائیں۔ اور فرمایا۔ کہ کل تم بدستور سابق آئے۔ پیچھے لشکر سے ملیو۔ اگر اس عرصے میں تمہارہی مدد کو پہنچیں۔ تو فہو المراد والا تمہاری اس وضع کے پہنچے غازیوں کو ہمت قوی ہو جائے گی۔ قعقاع کی تجویز سے سوائے اس کے رفیقوں کے اور کوئی خبردار نہ تھا۔ جس وقت کہ دونوں طرف سے صفیں مقابل ہوئیں۔ تو فوج اوّل قعقاع کی میدان کے کنارے سے نمود ہوئی مسلمانوں کو گمان ہوا۔ کہ ہاشم ہماری مدد کو پہنچے۔ قوت اور شوکت ان کی زیادہ ہوئی اور کمال مضبوطی سے میدان میں جولانی کرنے لگے۔ ابھی پچھلی فوج داخل نہیں ہوئی تھی۔ کہ ہاشم بھی مدد کو پہنچے۔ اور قعقاع کی تدبیر کو پسند کر کے انہوں نے بھی اپنی فوج کی ٹولیاں بنائیں۔ ہاشم نے لشکر کے قریب پہنچتے ہی تکبیر کہی۔ اہل اسلام نے بڑے بڑے سرور سے

غلغلہ تکبیر کا فلک تک پہنچایا۔ ہاشم نے میمنہ عجم پر حملہ کرکے ان کی صفوں کو متفرق کیا۔ مشرکوں نے شب گذشتہ میں صبح تک ہاتھیوں کے پالان وسامان درست کرکے فیل سفید کو قعقاع کے مقابل اور فیل اجرب کو جمال بن مالک کے مقابل مع فوج کے کیا۔ حضرت سعدؓ نے اعدا اور احباکے لشکروں کو ملاحظہ کرکے فرمایا۔ کہ وہ دونوں فوجیں فیل سفید اور اجرب کی لشکر کو برہم کرتی ہیں۔ اہتمام اور کوشش کرکے ان دونوں فیلوں کے شر کو دفع کرو۔ قعقاع ایک تیر دوشاخہ درست کرکے متوجہ فیل ابیض کا ہوا۔ اور جمال بن مالک نے اسی طرح سے فیل اجرب کا قصد کیا۔ حقتعالےٰ نے دونوں کے تیروں کو دونوں کے تیروں کو دونوں ہاتھوں کے ہدف چشم پر برابر پہنچایا۔ فیل ابیض کی آنکھوں سے سیاہ پانی نکلا ٭ اور سر ہلاکر اپنے سواروں کو زمین پر ٹپکایا۔ قعقاع نے ابیض کی سونڈ کو قطع کیا اور جمال نے اجرب سے بھی دست بُرد کی۔ فیل ابیض کافروں کی صفیں چیرتا ہوا بھاگا۔ اور باقی فیلوں نے اس کی متابعت کی۔ ایسے بھاگے۔ کہ مدائن تک دم نہ لیا۔ مسلمان فیلوں کے شر سے محفوظ ہوئے اور عشاء تک جہاد میں رہے۔ اور بعد نماز عشاء کے پھر دونوں طرف سے شمع اور مشعلیں روشن ہوئیں۔ اور جنگ میں مصروف ہوئے۔ حق تعالےٰ نے اپنے لطف قدیم سے اہل اسلام کے دلوں میں صبر القا کیا۔ وہ رات ایسی کٹی کہ کوئی ایسی رات نہ کٹی ہوگی۔ اور عرب اور عجم کو ایسا امر در پیش آیا۔ کہ مانند اسکے کبھی نہ آیا ہوگا۔ سعد محراب میں بتضرع و زاری مشغول ہوئے۔ صبح صادق ہوتے ہی آثار قبولیت کے ظاہر ہوئے اور یہ ندا کی ٭ کہ اے اہل اسلام چند روز سے رنج اٹھاتے ہو۔ ایک ساعت اور بھی صبر کرو۔ کہ **النصر مع الصبر** ٭ لازم و ملزوم ہیں۔ حضرت سعدؓ کا کلام سنتے ہی ان سعادت مندوں کو جوش و خروش آیا۔ اور یک بارگی کفار پر حملہ کیا۔ رستم کا آفتاب سعادت و اقبال سے میل کرکے زوال میں پہنچا۔ اتفاقاً اس روز رستم اپنا تخت نہر عتیق کے کنارے رکھ کر سائبان کے تلے بیٹھا تھا۔ باد و بور اس وقت ایسی چلی۔ کہ اسی میدان سے خاک مذلت ان کے سروں پر ڈالی۔ اہل اسلام کے نیزے اور شمشیر کی ضرب سے

کفار عجم کا مرغ روح دار البوار کو اُڑ گیا۔ اور رستم کے خیمے کی طنابیں زمین سے اکھڑ گئیں۔ وہ دھوپ میں رہ گیا۔ اور آفتاب کی حرارت سے خزانے کے اونٹ کے بوجھ تلے پناہ لے گیا۔ قعقاع کئی پہلوانوں کو ہمراہ لے گئے۔ اور اپنے تئیں اس بدبخت تک پہنچایا۔ اور بلال صاحب اقبال نے اونٹ کے بوجھے کی رسی کو جس کے تلے رستم بیٹھا تھا کاٹا۔ وہ بوجھا ایک بارگی رستم کی پیٹھ پر گرا۔ اور اس کے صدمے سے پانی میں اپنے تئیں ڈالا۔ بلال رضؓ کو اس وقت معلوم ہوا۔ کہ رستم نے پاؤں اس کا پکڑ کر پانی سے باہر کھینچا۔ اور سر کو تن سے جدا کر کے نیزے پر چڑھا دیا۔ اور اس تاجدار عجم کے سر کو تاجدار سولی کیا۔ سپاہ عجم کو جو قتل ہونا رستم کا محقق ہوا پاؤں قرار جگہ سے مل گیا۔ اور طریقہ فرار کا نہ پایا۔ بہادران اہل اسلام نے کفار کا پیچھا کیا۔ جالینوس ایک فوج کثیر سے بھاگا جاتا تھا۔ ایک امیر لشکر اسلام سے تین سو سوار لے کر دوڑا۔ اور اس کو قتل کیا۔ اور سب سامان لے لیا۔ حضرت سعدؓ نے رستم کا تن ناپاک دیکھ کر سجدہ شکر کیا۔ اور رستم کا سلب یعنے سامان بلال کو عنایت کیا۔

روایت ہے۔ پٹکا اس کا ستر ہزار دینار کا اور تاج سو دینار کا تھا۔ اور وہاں سے مال وافر اور خزانہ مکاثر اور تیغیں یمانی اور کمانیں دمشقی اور نیزے خطی غنیمت مسلمانوں کی ہوئی۔ اور دولت اہل اسلام کی بڑھی۔ اور شوکت کفار کی گھٹی بعد اس کے سعدؓ نے ایک مکتوب مفصل کیفیت جنگ کا اور مدد پہنچنے کا ظفر پانے کا اور قتل رستم کا امیر المومنین عمرؓ کے حضور میں لکھ کر شتر سوار تیز رفتار کو روانہ کیا۔ مال غنیمت اتنا جمع ہوا۔ کہ محاسبان سریع الحساب بعضے مال کے حساب سے عاجز تھے کہتے ہیں کہ رستم کے ساتھ اس لشکر میں چھ کروڑ درہم و دینار تھے سعد نے سب مال کا خمس نکال کر مدینے کو بھیجا۔ اور باقی غازیوں پر قسمت کیا کہتے ہیں۔ کہ ساٹھ ہزار تھے۔ ہر ایک سوار کو بارہ بارہ ہزار درہم یا دینار حصے میں ملے شتر سوار جب مدینے پہنچا اور یہ خبر فرحت اثر سردار انجمن اصحاب یعنی عمر بن الخطاب کے سمع مبارک میں پہنچی شکر خدا کا بجالائے نہایت خوش ہوئے اہل مدینہ نے تہنیت اور مبارکبادیاں دیں۔ سعد نے پھر ایلچی دوسرا مع خمس و نقود اور احوال کے اور معہ خزانہ قلعہ قادسیہ بھیجا مہاجرین اور انصار محفوظ ہوئے اور

سعد رضہ کو تحسین و آفرین لکھی اور حضرت عمر رضہ نے فرمایا جب تک حضور سے حکم جدید نہ پہنچے ۔ تب تک لشکر کو قادسیہ میں آرام دو ۔ واللہ خیر الناصرین ۔ یہ ایک معرکہ صدہا معرکوں کا نمونہ ہے ۔ اس واسطے احوال شہادت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ پر اکتفا کرتا ہوں ؞

بیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا

روایت ہے کہ جب امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ حج سے تشریف لائے ۔ ایک روز مدینے کے بازار میں حضرت زبیر رضہ پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے کہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام کہ جس سیاہ روز کا نام فیروز اور کنیت ابو لولو تھی ۔ آیا ۔ اور کہا یا امیر المؤمنین مغیرہ بن شعبہ نے میرے ذمے ہر روز دو درم ٹھہرائے ہیں ۔ اور میں اس کے ادا کرنے سے عاجز ہوں ۔ اور آپ کے فرمانے سے کچھ تخفیف کرے تو بہتر ہے ۔ حضرت عمر رضہ نے پوچھا تو کیا پیشہ جانتا ہے کہا بخاری اور حدادی اور نقاشی جانتا ہوں ۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا ۔ اپنے پیشے والوں سے دو درم لینا نہایت انصاف ہے ۔ فیروز کے تئیں یہ بات نہایت سنگین ہوئی ۔ اور بغض امیر المومنین عمر رضہ کا اپنے پر کینہ میں بھرا ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ۔ میں نے سنا ہے ۔ کہ تو ایسی پن چکی بناتا ہے ۔ کہ پون پر چلتی ہے ۔ اگر تو بناوے گا ۔ تو اہل مدینہ کو بہت فائدہ ہو گا ۔ فیروز نے کہا ۔ میں آپ کے واسطے ایسی پن چکی بناؤں گا ۔ کہ جب تک آسمان کی چکی گردش میں رہے گی مشرق اور مغرب تک اس کا ذکر باقی رہے گا ۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا ۔ اس غلام نے میرے تئیں قتل کی تہدید کی ۔ القصہ فیروز نے اس بات کو دل میں رکھا ۔ اور ایک خنجر دو دھارا کہ جس کا دستہ درمیان میں تھا ۔ زہر آب دے کر تیار رکھا ۔ اور منتظر فرصت کا رہا ۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز فجر میں کھڑے ہوئے ۔ اور صفوں کو برابر کرنے کا ارشاد کر کے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز میں مشغول ہوئے ۔ ابو لولو نے صف اولی میں پاؤں پر بیٹھ کر تین ضرب کی ایک اُن میں سے زیر ناف تھی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو غش آگیا۔ اور اصحابوں نے عبدالرحمٰن بن عوف کو امام کر کے جلد نماز پڑھی اور ان کو گھر پہنچایا۔ اور ابو لولو نے اٹھارہ زخم کئے ایک جوان عراقی نے اپنا طاقیہ یعنے پھینٹ اس کی گردن میں ڈال کر زمین پر گرایا۔ ابو لولو نے جب دیکھا کہ بری طرح سے مارا جاؤں گا۔ اس خنجر کو اپنے حلق پر رکھ کر کھینچ دیا۔ اور جہنم رسید ہوا۔ حضرت عمر رضؓ نے اصحاب کبار کو جمع کر کے فرمایا۔ کہ اگر موت شتابی کرے۔ تو ان چھ آدمیوں میں سے جس پر سب کا اتفاق ہو خلیفہ کیجیو۔ عثمان وعلی وسعد وطلحہ وزبیر وعبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ سب نے اتفاق ومشورت سے حضرت عثمان رضؓ کو خلیفہ کیا۔ جب روح پاک خلیفہ کی عالم افلاک پر گئی۔ بعد تجہیز وتکفین جنازے کو مسجد میں لائے اور صہیب نے نماز پڑھی۔ حضرت عائشہ کی اجازت سے رسول اللہ صلے اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ابو بکر رضؓ کے پہلو میں دفن کیا۔ زہے سعادت وزہے قسمت ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ط

ذکر جامع القرآن امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا!

اسم مبارک ان کا عثمان رضؓ اور کنیت ابو عمر رضؓ ہے۔ اور حضرت عثمان رضؓ اعیان قریش سے تھے اور تمام قبیلے سے خوش عیش تھے محبوب تھے اور کرم اور بخشش میں معروف تھے۔ اور بخل سے دور تھے اور سابق الایمان تھے۔ صاحب الہجرۃ میں مصلی الی القبلتین تھے۔ صاحب علم وحیا تھے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی تعظیم فرماتے تھے۔ اور اُن کی خلافت میں بہت سے ملک اور شہر اہل اسلام کے تصرف میں آئے۔ ہمدان۔ آذر بائیجان افریقہ اسکندریہ گاذرون ماژندران۔ نیشاپور۔ طوس۔ ہرات۔ بلخ۔ قسطنطنیہ وغیرہ۔ نقل ہے۔ کہ حضرت عثمان کے عہد میں بسبب کثرت فتحوں کے اس قدر

مال وافر ہوا - کہ ایک لونڈی اس کی ہموزن زر سے بکتی تھی - اور ایک گھوڑے کی قیمت لاکھ درم اور ایک درخت خرمے کی قیمت ہزار درم کو پہنچی تھی - اور ذی النورین اس واسطے کہتے ہیں - کہ رقیہ اور کلثوم دو صاحبزادیاں کہ ثمرہ نبوت تھیں آپ کے نکاح میں آئیں کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں کسی شخص کے تئیں یہ سعادت یعنے نکاح دو بیٹیوں پیغمبر کی حاصل نہیں ہوئی - اور اکثر رات کے وقت مقام ابراہیم ؑ میں تمام رات قرآن نوافل میں پڑھتے تھے - کبھی ایک رکعت میں تمام قرآن ختم کرتے تھے - صایم الدہر قایم اللیل تھے - سخاوت اور نفقہ فی سبیل اللہ اس درجے پر تھا - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت ومغفرت گناہوں اولین و آخرین کا مژدہ دیا - جب رسول اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک کا عزم کیا - تیس ہزار لشکر باراصحاب کا مستعد ہوا - اور لشکر پر خرچ کی تنگی تھی اسی واسطے اس لشکر کو جیش عسرت کہتے ہیں - حضرت عثمان نے اس لشکر کی سواری کے لئے اور کئی ہزار دینار حضور میں گذران دیئے - حضرت کمال خوشنودی سے ٹہلتے تھے - اور کہتے تھے - کہ الٰہی عثمان کے اگلے اور پچھلے اور پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے ؛

روایت ہے کہ جب مہاجرین مدینے میں آئے تو پانی شیرین بہت دور تھا - اور شور پانی سے صحابہ ؓ کو بڑی تکلیف تھی - ایک یہودی کا میٹھا کنواں جس کا نام بیرومہ ہے - مدینے میں تھا - حضرت نے فرمایا جو کوئی بیر رومہ کو واسطے رضامندی خدا کے سبیل کرے گا - تو میں ضامن ہوں - کہ کل بہشت بریں میں چشمۂ آپ معین اس کے نصیب ہوگا - حضرت عثمان ؓ نے اس کنوئیں کو یہودی سے قیمت گراں دے کر خریدا - اسی وقت حضور سید کائنات میں جاکر اس کنوئیں کو سبیل کیا اور عسرت جیش مہاجرین کو تسہیل کیا - اور مدینے کی مسجد جب حضرت کے وقت تنگ ہوئی - اسی طرح ایک شخص کے گھر کے عوض میں مضاعف قیمت دیتے تھے - جب اسنے قبول کیا - تو حضرت عثمان ؓ نے اس گھر کو سنگین بنادے کر مسجد نبوی میں داخل کیا - اور حضرت عثمان کے زمانے میں جب لوگ تنگی مسجد سے تنگ آئے - اور بہت حویلیاں جو اس مسجد کی اپنے مال سے خاطر خواہ مالکوں کو قیمت دے کر مسجد میں داخل کیں - اور کمال

تکلیف سے مسجد کبیر کی نقل ہے۔ کہ خدلیقہ بن الیمان نے حضرت عثمانؓ سے عرض کی۔ کہ ایک جماعت اصحاب کی قرآن میں اختلاف فاحش کرتی ہے یہاں تک کہ نوبت تکفیر ایک دوسرکر کی پہنچی۔ اس امت کے تئیں قرآن میں اختلاف پڑنے سے آگے سنبھالا نہیں جاوے گا۔ تو مانند یہود و النصاریٰ کے اختلاف قرآن میں بھی ہو جاوے گا ؛ حضرت عثمانؓ نے اعیان صحابہؓ سے مشورت کرکے زیدؓ بن ثابت اور سعد بن العاص و عبد الرحمٰن بن عوف کو امر کیا۔ کہ قرآن موافق نعمت قریش کے جمع کرو۔ اختلاف نکال ڈالو۔ اس طرح سے جب مرتب ہوا۔ تو ان کی نقلیں اور مقابلہ کرکے ایک ایک نقل ملک ملک میں بھیج دی۔ تفصیل حوادث اور فتحوں کی مدت خلافت حضرت عثمان کی دفتر عظیم چاہتی ہے۔ اس واسطے شہادت کے احوال پر اکتفا کرتا ہوں ؛

بیان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

سعد بن مسیب سے پوچھا گیا۔ کہ لوگوں نے حضرت عثمان کو کس واسطے قتل کیا اور اصحابوں نے کس واسطے ان کی مدد نہ کی۔ جواب دیا کہ عثمان مظلوم قتل ہوئے اور اصحاب مدد کرنے میں معذور تھے اس واسطے کہ جب عثمان سر بر خلافت پر بیٹھے۔ چھ سات برس تک بہت خوب گذران کی۔ اور کسی نے ان پر حرف نہ رکھا۔ بعد اس کے اصحابوں کو معزول کیا۔ اور اپنے چچا کے بیٹوں اور اقربا کو ملک کی حکومت دینا شروع کیا۔ یہ بات لوگوں کو بہت شاق گذری اور عبد اللہ بن سرح کے تئیں والی مصر کیا۔ اس نے ظلم کا طریقہ جاری کیا۔ اس واسطے اہل مصر کی ایک جماعت نے مدینے میں آن کر اس کی شکایت کی ؛ حضرت عثمان نے ایک خط مشتمل تاکید اور تہدید کا عبد اللہ بن سرح کو لکھا۔ کہ جماعت داد طلب کو راضی کر۔ اور ظلم سے دست بردار ہو۔ ابن سرح نے پروانے پر عمل نہ کیا۔ بلکہ بعضے فریادیوں کو جو مدینے گئے تھے۔ مارا۔ اور قید کیا۔ اس سبب سے سات سو آدمی مصر و مدینے میں آئے اور ظلم بن سرح کے اعیان اصحاب سے بیان کئے۔ مصریوں کے التماس کرنے سے حضرت علی مرتضیٰ حضرت عثمانؓ

کے پاس گئے۔ اور کہا مدعا ان لوگوں کا معزولی عبداللہ بن سرح کی ہے۔ اگر اس کو حکومت مصر سے معزول کرو۔ اور مظلوموں کی داد دو۔ تو فی الجملہ اس فتنے کی تسکین ہوگی۔ حضرت عثمان رضؓ نے کہا۔ تم ایک شخص کو تجویز کرو۔ میں اس کو حکومت مصر پر بھیج کر عبداللہ کو معزول کروں سبھوں نے کہا۔ محمد بن ابی بکر ازروئے نسب و حسب کے لایق اس کام کے ہے۔ اس واسطے فرمان مصر کی حکومت کا محمد بن ابی بکر رضؓ کے نام لکھکر ایک جماعت مہاجرین و انصار کی ان کے ساتھ بھیجی۔ اور کہا۔ کہ معاملہ مصریوں کا اور عبداللہ بن سرح کا دریافت کرکے بموجب عدل کے فیصل کریں۔ جب یہ لوگ تین منزل پہنچے دیکھا۔ کہ ایک غلام سیاہ اونٹ پر سوار سراسیمہ و پریشان ایسا جلد ہانک کے جاتا تھا۔ گویا کسی کا طالب ہے۔ یا کسی کا ہارب ہے۔ یعنے بھاگا جاتا ہے۔ کبھی کہتا تھا۔ کہ مروان کا غلام ہوں۔ اور کبھی بولتا تھا۔ کہ میں عثمان رضؓ کا غلام ہوں۔ حاکم مصر کے پاس جاتا ہوں۔ جب اس کی تلاشی لی۔ تو ایک خط سربمہر نکلا جس کا مضمون یوں تھا۔ یعنی امیرالمؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے عبداللہ بن سرح کو معلوم ہو کہ محمد بن ابی بکر مع ایک طائفے کے آتے ہیں۔ ان کے قتل کے واسطے کوئی حیلہ نکالیو۔ اور فرمان جو دکھاویں۔ اس کو مت مانیو۔ محمد بن ابی بکر رضؓ نے خاص و عام کے روبرو نامے کو پڑھا سب سنکر مضطر و بیقرار ہوئے اور سب مدینے کو پھر آئے۔ اور اصحاب صغار و کبار کو نامہ دکھایا۔ سب لوگ نہایت مغموم و متعجب ہوئے۔ حضرت علی و طلحہ رضؓ و زبیر نامے کو لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ اور پوچھا۔ کہ یہ غلام اور اونٹ تمہارا ہے۔ فرمایا میرا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ یہ خط تم نے لکھا ہے۔ حضرت عثمان نے کہا۔ قسم وحدہ لاشریک کی ہے۔ نہ میں نے لکھا ہے۔ نہ حکم لکھنے کا دیا ہے۔ نہ کچھ اس کی خبر رکھتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی قسم کو تصدیق کیا۔ مگر لوگوں نے کہا۔ کہ مروان کا یہ کام ہے۔ اور مروان حضرت عثمان کے گھر میں تھا۔ لوگ مروان کے طالب ہوئے حضرت عثمان نے کہا۔ بوجود اس گمان کے میں مروان کو نہیں دیتا۔ تم فوراً اس کو قتل کروگے شاید یہ خط دوسرکر نے دشمنی سے لکھا ہو

اور میرے بے اطلاع مہر کر لی ہو۔ اصحابوں نے پھر اس مقدمے میں دخل نہیں کیا۔ اور مروان کے سونپنے کے انکار سے دلوں میں شک پڑ گئے۔ جب اہل فتنہ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ انہوں نے اپنی اپنی قوم سے مدد چاہی اور بعضے لوگ مدینے کے بھی مددگار ہوئے۔ حضرت عثمان کے گھر کو گھیر لیا۔ مسجد نبوی واسطے جماعت کے نہیں چھوڑتے تھے۔ اور پانی کا آنا بند کیا۔ کہ تنگ آکر خلافت سے دست بردار ہوں۔ حضرت علی نے یہ حال سنکر امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا۔ کہ حضرت عثمان کے دروازے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو گھر میں جانے سے منع کریں۔ اور مشکیں میٹھے پانی کی بھیجیں اور اوباش اہل فتنہ نے تیر مارے اور مشکیں مانند دل عشاق سوراخ زخمی ہوئیں۔ حضرت امام حسنؓ زخمی ہوئے۔ القصہ اہل بغی نے کسی کا کہنا نہ مانا اور ہجوم کر کے پیچھے سے گھر کی دیوار پر چڑھ کر آئے۔ حضرت عثمانؓ کے جو یہ اژدہام دیکھا۔ قرآن اپنی گود میں رکھا۔ اور قرأت میں مشغول ہوئے ایک نے ان لوگوں میں سے ایک ضرب حضرت عثمان کے سر پر ماری اور قطرے خون کے فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ پر پڑے اور دوسرے ظالم نے ان کا کام تمام کیا۔ نائلہ نے جو ان کی بی بی تھیں۔ اپنے ہاتھ کو ان کی جان کا سپر کیا۔ انگلیاں ان کی کٹ گئیں۔ اور محمد بن ابی بکر بھی ان قاتلوں کے ساتھ تھے۔ روایت ہے کہ نائلہ نے بعد شہادت حضرت عثمانؓ کے کوشک پر چڑھ کر فریاد کی۔ کہ مسلمانوں امیرالمؤمنین عثمانؓ مقتول ہوئے۔ حضرت مرتضےٰ علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ باہر دوڑے اور حضرت حسینؓ کو عتاب کیا۔ کہ تم دروازے پر موجود ہو۔ اور عثمانؓ مقتول ہوں۔ حضرت علیؓ نہایت مغموم ہو کر مکان پر آئے۔ اہل بلوہ نے حضرت عثمان کا گھر لوٹا۔ اور مال اسباب لے گئے۔ اور حضرت عثمان کی بیٹی مع پیراہن کے کٹی انگلیوں کے معاویہ بن ابوسفیان کے پاس شام میں گئیں ٭

ذکر امیرالمؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہ کی خلافت کا

اسم مبارک آپ کا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ اور کنیت آپ کی ابوالحسن ہے

اور القاب آپ کے یعسوب المسلمین حیدر کرار اسد اللہ و ابو تراب ہیں۔ لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت ولایت مآب نے جناب رسالت مآب کی رسالت کا اقرار کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا تو میرا بھائی اور رفیق ہے۔ دنیا اور آخرت میں اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ فخر ہے تین چیزوں کا اور آپ یہ فرماتے تھے۔ کہ کسی کا سسر ہے۔ مانند میرے اور کسی کی بی بی ہے فاطمہؓ جیسی اور کسی کے فرزند ہیں حسنینؓ جیسے اور فتح ہونا قلعہ خیبر کا ناصر حقیقی نے آپ ہی پر موقوف رکھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کرنا حضرت علیؓ کے منہ پر عبادت ہے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرا نام اور علیؓ کا دونوں مشتق ہیں خدا کے نام سے اللہ کا نام محمود ہے اس سے مشتق ہے۔ محمد اللہ کا نام اعلیٰ ہے اس سے مشتق ہے۔ علیؓ شجاعت اور سخاوت آپ کی فزوں از تقریر ہے اور محامد اور مناقب بیروں از تحریر ایک حکایت بطور نمونہ لکھی جاتی ہے اس سے آپ کی احتیاط اور للہیت و شجاعت کو قیاس کر لینا چاہیئے کہتے ہیں کہ کسی جنگ و غزا میں اس شیر میدانِ دغا کے مقابل ایک یہودی قوی ہیکل طویل القامت خود بر سر و تیغ در کف و زرہ در بر ہوا۔ بعد چند طعن و ضرب کے اسد اللہ الغالب نے اس گبر کو مغلوب کیا اور اس کے سینہ پر کینہ پر چڑھا کر ذوالفقار اس کے حلق پر رکھ کر چاہا۔ کہ اسے مار کر واالبوار پہنچاویں۔ یہود نا بہبود نے حضرت علیؓ کے روئے مبارک پر تھوک دیا۔ معاً اس گستاخی کے حضرت علیؓ اس کے سینے سے اتر پڑے اس نے کہا یا علیؓ آجتک مجھے کسی نے ایسی ذلت نہیں دی۔ اور تم نے مجھے اپنے قابو میں لا کر چھوڑ دیا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں شیر نفس اور تابع مولا ہوں نہ فرمانبردار نفس نے کہا کہ اس گبر نے بڑی بے ادبی کی جلد اس کو مار ہی ڈال اس واسطے میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ اور للہیت میں نفسانیت کو نہ ملایا۔ سبحان اللہ اس سے بڑھ کر اوصاف و مناقب و اخلاق و مناقب کتب سیر و خیر میں مذکور ہیں۔ جب حادثہ حضرت عثمانؓ کا واقعہ ہوا۔ حضرت علیؓ اپنے مکان میں بیٹھے اور لوگوں کی آمد و رفت موقوف کی۔ مصر کے رئیس حضور میں گئے۔ اور بیعت چاہی کہ مخلوق کو خلیفہ سے چارہ نہیں ہے۔ اور تم مقتدا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کام اوپر اصحاب حل و عقد کے موقوف ہے۔ اس کے جمہور اصحاب جو مدینے میں تھے۔

حضرت مرتضےٰ علیؓ کے دروازے پر آئے اور درخواست بیعت کی کی۔ حضرت علیؓ نے مسجد نبوی میں آن کر خطبہ پڑھا کر اے لوگو تم راضی میری خلافت سے ہو۔ سب خاص و عام راضی ہوئے اور بیعت کی۔ لیکن حضرت علیؓ کی خلافت میں بسبب قتل ہوئے حضرت عثمانؓ کے اور یعنے معاویہ بن ابوسفیان کے بڑا اختلاف ہو گیا۔ اور فتنہ عظیم برپا ہوا۔ طلحہؓ اور زبیرؓ تو مکے کو گئے۔ وہاں جا کر حضرت عائشہ کو جو حج کو گئیں تھیں۔ کہا کہ خلیفہ رسول اللہ ناحق مظلوم مقتول ہوئے اور علیؓ کے لشکر میں قاتل موجود ہیں۔ اور قصاص نہیں لیتے۔ شام کی طرف سے حضرت معاویہ کے لشکر کشی کی۔ اور طالب قصاص کے ہوئے۔ اسی واسطے علی مرتضےٰ کی خلافت میں کوئی نیا ملک نہیں ہوا۔ بلکہ تادم حیات آپس میں قتل و قتال رہا۔ یہانتک کہ خارجیوں نے حضرت علی مرتضےٰ کو بھی شہید کیا۔ اکثر علماء نے لکھا ہے کہ اصحابوں میں جو نزاع و جنگ واقع ہوئی ہیں۔ اس کا ذکر عوام سے کرنا موجب لغزش اعتقاد ہے اس واسطے کہ اول حضرت علیؓ کے اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور عائشہ کے درمیان جنگ عظیم واقع ہوگی کہ زیادہ دس ہزار مرد سے حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے گرد و پیش مارے گئے۔ حضرت مرتضےٰ علی نے بعد فتح کے حضرت عائشہؓ بکمال احترام مدینے روانہ کیا۔ بعد اس کے امیر معاویہ کو سمجھایا اور کہا کہ عثمانؓ کے قصاص کی طالب ان کی بیٹی ہیں۔ یہاں ان کو روانہ کرو وہ اپنے باپ کے قاتلوں کو ثابت کریں گے بلوے کے خون کا بغیر اثبات کے وقصاص کس سے لیا جاوے۔ غرض کوئی حجت دلیل حضرت علیؓ کی قبول نہ کی۔ نوبت بجنگ پہنچی۔ مدت تک لڑائی رہی۔ قریب ایک لاکھ آدمی کے طرفین کے لوگوں نے ناچار ہو کر پنچایت کی۔ ابوموسےٰ اشعری تو حکم یعنی پنچ ہوئے۔ حضرت علی کی طرف سے عمرو بن العاص معاویہ بن ابو سفیان کی طرف اس کے فیصلے میں اختلاف واقعہ ہوا۔ اور کئی ہزار آدمی لشکر سے حضرت علیؓ کے خارج ہوئے اور ان کو کہنے لگے۔ ان کو خوارج کہتے ہیں جب حضرت مرتضےٰ علی کرم اللہ وجہہ کی فہمائش خیال میں لائے ان سب کو قتل کیا لشکر مرتضےٰ علی رضی اللہ عنہ کا رات دن کی لڑائیوں سے اور ہزاروں کے مرنے اور زخمی ہونے سے عاجز آرہا تھا۔ صلاح یہ ٹھہری۔ کہ کوفہ نزدیک ہے۔

وہاں جا کے معالجہ مجروحوں کا اور درستی سامان کی کر کے پھر معاویہ سے لڑیں گے ہر چند کہ حضرت علی مرتضےٰؑ ان لوگوں کو ترغیب جنگ معاویہ کی دیتے تھے۔ قبول نہیں کرتے تھے۔ حضرت علی جنابیہ ملول اور غمگین رہتے تھے اس عرصے میں خوارج نے حضرت مرتضےٰ علیؑ کو کوفے کی مسجد میں شب یکشنبہ انیسویں رمضان سنہ ۴۰ھ میں شہید کیا اور ولادت آپ کی مکہ معظمہ میں عام فیل سے تیسویں برس ہے اب غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ ایک طرف تو حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری طرف حضرت علیؑ ولایت پناہ اور دوسرے معرکے میں ایک طرف معاویہ وعمرو بن العاص اور بعضے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری جانب علیؑ شوہر بتول پس اگر یہ معاملے تفصیل میں لکھے جاویں۔ تو البتہ بعضے لوگوں کے دل میں سستی اعتقاد کی اصحابہ یا ازواج مطہرات کی طرف سے ہو جاوے اور یہ سب احوال اگر بہ تفصیل لکھا جاوے تو ایک کتاب علیحدہ ہو جاوے اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب کے طریق پر مستقیم کرے اور اصحاب کے بغض سے محفوظ رکھے اور ان کی محبت عنائت کرے آمین یا رب العالمین۔

ذکر امیر المومنین امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اللہ علیہ وعلی آبائہ الکرام کا

کنیت آپ کی ابو محمد اور لقب مجتبیٰ اور سید اور سبط اکبر ہے اور نقش آپ کی خاتم کا۔ اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ تھا۔ اسماء الرجال مشکوٰۃ شریف جامع الاصول سے لکھا ہے کہ اصح روائت یہ ہے کہ پندرھویں تاریخ رمضان شریف کی تیسرے برس ہجرت سے پیدا ہوئے۔ اور تحریر الشہادتین میں لکھا ہے صحیح یہ ہے کہ ولادت آپ کی پندرھویں شعبان سنہ ۳ھ میں ہوئی اور پیغمبر خدا نے آپ کا نام حسن رکھا۔ پھر جب دوسرے صاحبزادے پیدا ہوئے ان کا نام حسین رکھا۔

روایت ہے۔ کہ جبرائیل امین یہ دونوں نام حریر پر لکھے ہوئے حق تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر خدا کی خدمت میں ہدیہ لائے تھے۔ کہ حسنؑ اور حسینؑ بہشت کے ناموں سے ہیں پہلے پہل ان ہی صاحبزادوں کے نام رکھے گئے۔ الغرض امام حسنؑ پیدا

ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور عقیقہ کیا اور امام حسنؓ سر سے سینے تک پیغمبر خدا سے نہائت مشابہ تھے اور آپ کے فضائل میں بہت حدیثیں آئی ہیں۔ ترمذی میں ابن عباس سے روائیت ہے کہ پیغمبر خدا صلعم امام حسنؓ کو کاندھے پر سوار کئے کھڑے تھے کسی نے کہا۔ اچھی سواری پر سوار ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اور اچھا سوار ہے کہ ابن سعد محدث نے عبداللہ بن محبوب سے روائیت کی اور میں نے دیکھا کہ یہ آئے۔ اور حضرت سجدے میں تھے۔ یہ آپ کی گردن پر یا پیٹھ پر سوار ہوئے پھر آپ نے نہ اتارا۔ یہانتک کہ خود اترے اور دیکھا کہ حضرت رکوع میں ہوئے اور ان کے لئے دونوں پیروں کے بیچ میں فرجہ کر دیتے کہ یہ اس راہ سے ادھر ادھر نکل جاتے تھے۔ اور بخاری اور مسلم میں براء بن عازب سے روائیت ہے کہ امام حسنؓ رسول خدا کے کاندھے پر سوار تھے اور فرماتے تھے۔ الٰہی میں اسے دوست رکھتا ہوں تو اسے دوست رکھ اور ایک روائیت میں ہے کہ دوست رکھ اُسے جو اسے دوست رکھے اور بخاری میں ابوبکر ثقفی سے روائت روائیت ہے کہ میں پیغمبر خدا کو منبر پر دیکھا۔ اور امام حسنؓ آپ کے پہلو میں تھے اور حضرت کبھی لوگوں کو دیکھتے اور کبھی حضرت امام حسنؓ کو اور فرماتے تھے کہ بیٹا میرا سید ہے۔ اللہ سے امید ہے کہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے بڑے دو گروہوں میں صلح کروائے اور ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں ابوبکر صدیق سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز جماعت پڑھاتے اور سجدے میں ہوتے اور امام حسنؓ صغیر سن تھے اکر کبھی آپ کی پیٹھ پہ اور کبھی گردن پر سوار ہوتے حضرت انہیں نرم طرح سے اٹھاتے رہتے جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ آپ ان کے ساتھ جو کرتے ہیں اور کسی کے ساتھ نہیں کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا ریحان ہے۔ تو امید ہے کہ صلح کروائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے۔ مسلمانوں کے دو گروہوں میں اور حاکم نے زہیر بن ارقم سے روائت کی ہے کہ امام حسنؓ کھڑے ہوئے خطبہ پڑھتے تھے اتنے میں ایک شخص قبیلہ ازد شنوہ سے کھڑا ہوگیا اور کہا گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ انہیں اپنے کوئیں پر سوار کئے ہوئے تھے اور فرماتے تھے جو مجھے دوست رکھے

وہ اُسے دوست رکھے اور جو حاضر ہیں۔ غائبوں کو یہ بات پہنچائیں۔ اسی طرح سے بہت حدیثیں آئی ہیں۔ اور امام حسنؓ دروازہ امام ہیں دوسرے امام ہیں۔ اور جناب امیر المؤمنین علی مرتضےٰ رضؓ کے پہلے خلیفہ ہیں۔ اور فقر اور ریاضت میں اور طریقت میں بہت نکتے اور اشارے آپ سے منقول ہیں۔ چنانچہ فرمایا محفوظ رکھو اپنے باطن کو کہ حقتعالے خطرات دل کو دیکھتا ہے۔ اور کسی نے ذکر کیا ہے۔ کہ حضرت ابو ذر غفاری کہتے ہیں۔ کہ میرے نزدیک فقیری اور تونگری سے محبوب ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں۔ جو شخص اپنے حق میں اللہ کے بہتر اختیار پر توکل کریگا۔ وہ شخص سوا اس حالت کی جو اللہ نے اس کیلئے مقرر کی ہے اور کچھ تمنا نہ کریگا۔ اور جناب امام حسنؓ نہایت کریم اور رحیم اور متواضع اور زاہد اور عابد اور سخی اور حلیم اور بردبار اور کمال باوقار تھے۔ زہد کا یہ حال تھا۔ کہ ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں آپ سے روائت کی ہے کہ فرمایا۔ میں شرماتا ہوں اپنے رب سے کہ اس کے سامنے جاؤں اور پیادہ پا اس کے گھر تک نہ گیا ہوں۔ پھر پا پیادہ بیسؔ حج کیے اور حاکم نے عبداللہ بن عمر سے روائت کی ہے کہ امام حسنؓ نے پچیسؔ حج کیے پا پیادہ کئے اور گھوڑے آپ کے کوتل چلتے تھے اور خیرات کا یہ حال تھا کہ ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں نقل کیا ہے کہ جناب امام حسنؓ نے دو بارہ سارا مال اپنا اللہ کی راہ میں لٹا دیا اور تین بار آدھا مال للّٰہ دیا۔ یہانتک کہ ایک ایک لعل اور موزہ دیا۔ اور ایک ایک رکھا۔ صواعق میں لکھا ہے کہ ایک شخص اللہ تعالے سے دس ہزار درم مانگتا تھا۔ حضرت امام حسن نے سنا اور سہ ہزار درم اس کے پاس بھیج دیئے اور صواعق میں لکھا ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اور اپنی تکلیف بعد تونگری کے بیان کی آپنے فرمایا کہ تیرا سوال حق ہے اور میرے نزدیک تجھے بہت دینا چاہیئے۔ اور ہاتھ تیرے لایق دینے سے عاجز ہے اور اللہ کی راہ میں بہت دینا بھی تھوڑا ہے اور میرے ملک میں اتنا نہیں ہے کہ تیرے شکر کو وفا کرے لیکن اگر تو قبول کرے جو کچھ میرے میسر ہے۔ اور اہتمام زائد کی تکلیف نہ دے تو میں خدمت کروں۔ اس نے عرض کی کہ اے نواسے رسول اللہ کے میں تھوڑا ہی قبول کروں گا۔ اور تمہاری عطا کا۔

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

شکر ادا کروں گا- اور تمہیں معذور رکھوں گا ٭ پھر آپ نے اپنے وکیل کو بلایا- اور جمع وخرچ خانگی کا حساب کیا- اور فرمایا جو مال بچ رہا ہے- لے آ- وہ پچاس ہزار درم لے آیا- پھر فرمایا- تیرے پاس پانچ سو دینار بھی تھے- وہ بھی لے آ- وکیل وہ بھی لے آیا- پھر آپ نے وہ پانچ سو دینار اور پچاس ہزار درم سب اس شخص کو عطا کیا- اور فضل الخطاب میں لکھا ہے کہ ایک دن جناب امام حسن رضؓ کھانا کھاتے تھے- ایک شخص آیا اور کہا دس ہزار درم مجھ پر قرض ہیں- آپ للہ ادا کر دیجئے- حضرت نے دس ہزار درم اسے عنایت فرما دیئے اور یہ نہ کہا کہ کھانا کھالے- جب وہ چلا گیا- لوگوں نے عرض کی- کہ آپ نے دس ہزار درم بخشے اور کھانے کی تواضع نہ کی- امام نے فرمایا کہ قسم ہے مجھ کو خدا کی- جس نے میرے جد کو سچا دین دے کر خلق میں بھیجا کہ مجھے آجتک معلوم نہ تھا- کہ کھانے کے وقت اس کلام کی بھی حاجت ہے- کہ آؤ اور کھاؤ- اور ایک دن اپنے دروازے پر تشریف رکھتے تھے- ایک اعرابی آیا- اور آپ کی اور جناب امیر کی خدمت کلمات بے ادبانہ کہنے لگا امام نے فرمایا تو بھوکا ہے- اس نے جواب نہ دیا- اور اسی طرح گستاخی میں مشغول رہا تب اپنے غلام کو اشارہ کیا- کہ ایک توڑہ دس سو درموں کا لاکر اسے دے- غلام نے توڑا لاکر دیا- اور امام نے فرمایا- کہ اے اعرابی معذور رکھ اس وقت یہی موجود تھا- اعرابی نے جو یہ کرم دیا- فدا ہوا اور کہا گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول کے بیٹے ہیں اور میں نے تمہاری مروت و بردباری آزمانے کو یہ حرکت کی تھی- اور صدالحق میں لکھا ہے کہ جناب امام حسن رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دوات اور قلم منگوایا- کہ بطور یاددہی کے لکھ بھیجوں- پھر رک رہا اتنے میں پیغمبر خدا صلعم کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ حسن رضؓ تیرا کیا حال ہے- میں نے عرض کی کہ بخیر ہوں اور سالانہ آنے کی شکایت کی- فرمایا تو لکھا چاہتا ہے ایسے کو کہ تیری طرح وہ مخلوق ہے میں نے عرض کی ہاں پھر کہا کیا کروں- فرمایا یہ پڑھا کر- اَللّٰھُمَّ اَقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رَجَاءَكَ وَقَطَعَ لَدَجَانِیْ عَمَّرْ- سِوَاكَ حَتّٰی لَااَرْجُوْا اَحَدً اَغَیْرَكَ اَللّٰھُمَّ مَا ضُعِفَتْ عَنْہُ

تُوَتِّیْ دَقَصُرَ عَمَرُ عَلَاۓ وَلَمْ بَنْتَہِ اِلَیْہِ لَوْ غَبَنِیْ لَمْ تَبْلُغْہُ مَسْلَتِیْ وَلَمْ یَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِمَّا اَعْطَیْتَ اَحَدً اَلْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مِنَ لِبْقِیْنَ مَحْصِنِیْ

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ - امام حسن رضؓ فرماتے ہیں - کہ واللہ ایک ہفتہ میں نے
یہ دعا پڑھی نہ ہوگی کہ معاویہ نے میرے پاس ایک ہزار اور پانچ سو
درم بھیج دیئے - میں نے اللہ کا شکر کیا کہ وہ اپنے یاد رکھنے والے کو نہیں
بھولتا ہے اور اپنے دعا کرنے والے کو ناامید نہیں کرتا - پھر پیغمبر خدا کو
خواب میں دیکھا - فرمایا حسن رضؓ کیا حال ہے - میں نے عرض کی بخیر ہوں
اور یہ حال کہا فرمایا ایسا ہی ہے - جو خالق سے امید رکھے اور مخلوق سے
التجا نہ کرے اور حلم آپ کا اس مرتبے میں تھا - کہ بزاز نے روایت کی ہے -
کہ امام حسن رضؓ جب کہ خلیفہ روئے زمین ہوئے ایک دن نماز پڑھتے تھے - کہ
ایک شخص آپ پر چڑھ بیٹھا اور خنجر چبھو دیا پھر آپ نے خطبہ پڑھا - اور
فرمایا اے عراق والو اللہ سے ڈرو - ہمارے حق میں ہم امیر تمہارے ہیں اور
مہمان تیرے اور ہم اہل بیعت میں ہیں - کہ اللہ تعالٰے نے ان کے حق میں فرمایا
اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا آپ یہ فرماتے
تھے اور مسجد میں کوئی باقی نہ تھا کہ روتا نہ تھا - کہ ایک روز مروان نے کہ مدینے
کا حاکم تھا - آپ سے درشتی کی - آپ خاموش رہے - پھر اس نے ناک
چھینکی - داہنا ہاتھ لگا کر - تب امام حسن رضؓ نے فرمایا - افسوس تجھ پر کیا نہیں
جانتا کہ سیدھا ہاتھ منہ دھونے کے لئے ہے - اور اُلٹا ہاتھ غلاظت دفع کرنے
کو اُف ہے تجھ پر - پھر مروان ساکت ہوگیا - اور ابن عساکر نے جویریہ بنت اسما
روایت کی ہے کہ جب امام حسن رضؓ کا انتقال ہوا - مروان آپ کے جنازے پر رونے
لگا - امام حسین رضؓ نے فرمایا کہ اب تو روتا ہے - اور زندگی میں کیا کیا کڑوے گھونٹ
نہیں پلاتا تھا - تب اس نے اشارہ کرکے کہا - کہ میں وہ باتیں ایسے کے
ساتھ کرتا تھا - جو اس پہاڑ سے زیادہ حلیم تھا - اور جناب امام حسن رضی
اللہ عنہ سے کرامات جلیہ اور خرق عادات علیہ ظاہر ہوئے ہیں - چنانچہ شو
اہد النبوۃ میں لکھا ہے - کہ ایک بار جناب امام حسن رضؓ اور ایک بیٹے حضرت
زبیر کے ہم سفر تھے - اثنائے راہ میں کسی باغ میں پہنچے - ایک خرمے کے درخت
کے نیچے آپ کا فرش لگا - اور دوسرے کے تلے حضرت زبیر رضؓ کا بستر بچھا - زبیر نے کہا کاش
اس پیڑ میں خرمے لگے ہوتے - کہ ہم سب کھاتے - امام رضؓ نے فرمایا کہ تم خرمے کھانا چاہتے ہو - ابن زبیر رضؓ
نے کہا ہاں امام حسن رضؓ نے ہاتھ اٹھایا - اور ہونٹوں میں کچھ پڑھا - اسی وقت درخت

ہرا ہو گیا۔ اور پتے نکلے اور رطب پھلے شتربان نے کہا یہ سحر ہے امام نے فرمایا۔ یہ سحر نہیں ہے۔ بلکہ پیغمبر خدا کے فرزند کی دعا مستجاب ہوئی۔ پھر اس پر چڑھ کر خرمے توڑے اور سب نے کھائے اور امام حسن رضؓ عورتوں کو بہت طلاق دیتے تھے اور ان ہی کو چھوڑ دیتے تھے۔ جو آپ کو بہت چاہتی تھیں۔ صواعق میں لکھا ہے کہ آپ نے نوے نکاح کیے۔ ابن سعد محدث نے جناب امیر سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اے اہل کوفہ امام حسن رضؓ سے اپنی لڑکیوں کا نکاح نہ کرو۔ کہ یہ بڑے طلاق دینے والے ہیں۔ اسی وقت قبیلہ ہمدان کے ایک شخص نے کہا واللہ ہم اپنی لڑکیوں کو انہیں ہی دیا کریں گے پھر وہ جسے پسند کریں گے رکھیں گے اور جسے ناپسند کریں گے۔ امام حسن رضؓ نے یہ کلام سن کر فرمایا اگر میں جنت کے دروازے پر ہونگا اس کے قبیلے کو پہلے بہشت میں لے جاؤں گا۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ ازبسکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایام طفولیت میں امام حسن رضؓ کی ناف پر بہت بوسے دیئے تھے۔ عورتیں اس امید سے کہ بدن اس کا مساس خیر البشر سے مس ہوا۔ اور اس کی برکت سے آتش دوزخ سے نجات پائیں۔ جناب امام حسن رضؓ کے نکاح کی طرف بہت راغب تھیں۔ اور آپ کو بھی یہی منظور تھا کہ اسی بہانے نجات اور مغفرت ہو۔ انیسوین تاریخ رمضان شریف کی سنہ چالیس ہجری میں جب جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہٗ کی شہادت ہوئی۔ امیر المومنین امام حسن رضؓ کوفے میں مسند خلافت پر بیٹھے اور چالیس ہزار آدمیوں سے زیادہوں نے آپ کی بیعت کی اور چھ مہینے تک اسلام کے خلیفے رہے اور خلافت راشدہ پیغمبر خدا کی جناب سید البشر کے مطابق حدیث صحیح کے تیس برس تھی۔ اس میں سے بعد جناب امیر کے چھ مہینے باقی رہے تھے سو وہ چھ مہینے آپ کے عہد دولت میں ختم ہوئے۔ پھر معاویہ بن ابی سفیان نے حیدر کرار کی شہادت کی خبر سُن کر ساٹھ ہزار سپاہ جمع کر کے عراق کی طرف کو کوچ کیا امیر المومنین امام حسن رضؓ نے چالیس ہزار کی جمعیت سے نہضت فرمائی۔ صواعق میں لکھا ہے کہ جب دونو فوجیں سامنے ہوئیں۔ امیر المومنین امام حسن رضؓ نے دیکھا۔ کہ ان میں سے ایک لشکر غالب نہ ہوگا جب تک دوسرے کے اکثر لوگ مارے نہ جائینگے تب آپ نے معاویہ بن ابی سفیان کو

ملک اور سلطنت سپرد کرنے کا پیغام دیا۔ ان شرطوں پر کہ بعد معاویہ کے آپ ہی خلیفہ ہوویں اور اہل مدینہ اور حجاز اور عراق سے آپ کے والد ماجد کے معاملوں پر کسی طرح کا مواخذہ نہ ہووے اور جو آپ پر قرضہ جات ہے ادا ہو جاوے۔ پھر بعد ردوبدل کے امیر معاویہ نے سفید کاغذ بھیجدیا۔ اور کہا اس میں لکھ دیجئے۔ جو چاہئے کہ میں قبول کروں گا۔ یہ تو تواریخ میں لکھا ہے اور صحیح بخاری میں خواجہ حسن بصری سے روایت ہے۔ کہ امام حسن رضؓ نے پہاڑ سے فوجیں لے کر معاویہ کا سامنا کیا۔ تب عمرو بن عاص نے کہا۔ کہ میں فوجیں دیکھتا ہوں کہ نہ ملیں گی۔ جب تک اپنے برابر والوں کو قتل نہ کریں گی معاویہ نے کہا اور وہ واللہ ان دونوں میں بہتر تھا۔ اے عمرو اگر مارا انہوں نے انہیں پھر کون مسلمان کے کام آویگا۔ کون ان کی عورتوں کا متکفل ہوگا۔ کون ان کے مال و زمین کی خبر لے گا پھر دو شخص بنی عبدالشمس میں عبدالمناف سے ایک عبدالرحمٰن بن سمرہ دوسرے عبداللہ بن عامر کو مقرر کیا۔ اور کہا کہ تم دونوں امام حسن علیہ السلام کی خدمت شریف میں آئے اور باتیں کیں اور مصالحت کی رغبت دلوائی۔ تب امام حسن رضؓ نے فرمایا۔ کہ ہم بنی عبدالمطلب منتفع ہوئے اس حال سے اگر یہ گروہ اپنے لہوں ڈوبے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ معاویہ یہ پیش کش کرینگے۔ اور مصالحت پر راضی ہیں امام نے فرمایا۔ کون ان باتوں کا متکفل ہوگا وہ دونو ذمے وار ہیں پھر جو آپ نے سوال کیئے انہوں نے کہا ہم اس کے ذمہ وار ہیں۔ پھر امام نے مصالحت کی۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے معاویہ بن ابی سفیان صلح کے طالب ہوئے بعد اس کے امام نے لکھا ہوگا۔ الغرض جب مصالحت ٹھہری۔ امام حسن رضؓ نے سوائے عہد و مواثیق زبانی کے یہ صلح نامہ لکھ دیا۔ کہ صواعق سے بعینہٖ ترجمہ کیا گیا۔ وہ یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جس پر حسن بن علی رضؓ نے معاویہ بن ابی سفیان سے صلح کی کہ اس پر کہ سپرد کر دیں اسے مسلمانوں کی ولایت ان شرطوں پر کہ وہ ان میں موافق کتاب اللہ اور سنت پیغمبر اور سیرت خلفائی راشدین کے عمل کرے اور معاویہ کو نہیں پہنچتا کہ اپنے بعد کسی کو ولی عہد کرے بلکہ خلافت بعد اس کے مسلمانوں کے مشورے پر رہے۔ اور لوگ اللہ کی زمین پر کہیں ہوں۔ شام میں خواہ عراق میں خواہ حجاز زمین خواہ یمن میں خواہ

جہاں کہیں ہوں۔ امن وامان میں رہیں ان شرطوں میں معاویہ پر اللہ کا عہد اور میثاق ہے اور حسن رضؓ بن علی رضؓ اور بھائی ان کے حسین رضؓ اور کسی اہل بیت رسول کے حق میں شر نہ چاہیئے۔ اور کسی کو ان سے کہیں ہو۔ تکلیف نہ دے گواہ کرتا ہوں اس پر فلانے فلانے کو اور کافی ہے۔ اللہ کی گواہی الغرض بعد اس کے جناب امام حسن رضؓ نے سلطنت و ملک جناب امیر معاویہ کو سپرد کیا اور بیعت کی۔ اور پیغمبر خدا کا معجزہ ظاہر ہوا کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ یہ بیٹا میرا امید ہے عنقریب صلح کراوے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہ ہوں۔ یہ مصالحہ ۴۱ھ ہجری ربیع الاول کے مہینے واقع ہوا۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ پندرھویں جمادی الاول کی تھی۔ اور اس سال کا نام عام جماعت ہوا اور امام حسن رضؓ نے فرمایا کہ یہ صلح میں نے دب کر نہیں کی۔ بلکہ مسلمانوں کا خون بچایا۔ اور فرمایا کہ عرب کی کھوپریاں میرے ہاتھ میں ہیں جس سے میں صلح کروں۔ اور جس سے میں لڑوں۔ وہ لڑیں سو میں نے اس سلطنت کو اللہ کے واسطے اور مسلمانوں کے خون بچانے کے لئے چھوڑ دیا۔ بعد اس کے آپ مدینے میں آئے اور آخر عمر تک وہیں رہے ۔

بیان شہادت شریف امام عالی مقام حسن علیہ التحیتہ والسلام کا

اور شہادت آپ کی اس طرح ہوئی کہ آپ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی کو یزید نے بہکایا اور کہا کہ اگر تو امام حسن رضؓ کو زہر دے تو میں تجھ سے نکاح کروں گا۔ اس نے آپ کو زہر دیا۔ چالیس دن بیمار رہے۔ اسہال کبدی ہو گیا۔ کلیجہ اور آنتیں کٹ کٹ کر دستوں میں نکلتی تھیں۔ پھر انتقال فرمایا۔ تب جعدہ نے یزید سے کہا۔ کہ وعدہ وفا کرے۔ اس نے کہا۔ کہ میں امام حسن رضؓ کے پاس تیرے رہنے کا روادار نہ تھا۔ اپنے پاس کب روادار ہوں گا ۔

پس دنیا دین اس کی دونوں برباد ہوئیں۔ عمرو بن اسحاق سے روایت ہے کہ میں امام حسن کی خدمت میں گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میرے کلیجے کے ٹکڑے کٹ کر دستوں میں آئے اور مجھے کئی بار زہر دیا۔ ایسا تیز کبھی نہیں دیا۔

پھر میں آپ کی خدمت میں گیا۔ آپ کا دم ٹوٹتا تھا۔ اور جناب امام حسین رض سرہانے بیٹھے تھے کس نے آپ کو زہر دیا۔ فرمایا اگر وہ ہے۔ جس پر گمان ہے۔ تو واللہ بڑا منتقم ہے۔ واللہ میں نہیں چاہتا۔ کہ میرے لئے کوئی بے گناہ مارا جائے۔ واللہ نہ کہوں گا۔ کس نے دیا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ فرمایا ہم اہلبیت نبوت ہیں۔ بدگمانی کرنا ہمارا طریقہ نہیں ہے۔ اور وفات کے وقت آپ نے جناب امام حسین رض کو وصیت کی اور فرمایا۔ واللہ میں نہیں دیکھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہم میں نبوت اور خلافت جمع کرے سو فریب نہ کھانا سفہائے کوفہ سے کہ تمہیں ابھاریں اور خروج کروائیں اور دشمنوں میں پھنسائیں۔ پھر پچھتاؤ گے۔ اور بچاؤ کا وقت نہ رہے گا۔ اور فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ سے زمین مانگی تھی۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہوں انہوں نے قبول کیا تھا۔ تم میری وفات کے بعد ان سے مانگیو اور میرے گمان میں ہے۔ کہ لوگ روکیں گے ان سے رد و بدل نہ کرنا اور بقیع عرقد میں دفن کرنا کہ مجھے دلوں کی اقتدا ہے۔ اور عمر بن عبد اللہ بن طلحہ سے روایت ہے۔ کہ جناب امام حسن نے خواب میں دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں کے مابین سورہ قل ہو اللہ احد لکھی ہے۔ گھر والے خوش ہوئے سعید بن مسیب نے سنا اور کہا۔ کہ اگر یہ خواب سچا ہے۔ تو آپ کے حق میں بہت کم وقت باقی ہے۔ اور ویسا ہی ہوا۔ کہ کئی دن کے بعد آپ کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی۔ اور وفات شریف آپ کی بقول مشہور سفر کی اٹھائیسویں تاریخ یا ربیع الاول کی پانچویں تاریخ سن پچاس ہجری میں واقع ہوئی۔ لیکن واقدی کے نزدیک تحقیق یوں ہے۔ کہ وفات آپ کی ۴۹ھ میں واقع ہوئی۔ اور شیخ ابن حجر عسقلانی نے تقریب میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور تحر الشہادتین میں لکھا ہے۔ پس بقول مشہور سن مبارک آپ کا چھیالیس برس پانچ مہینے چند روز اوپر تھا۔ اور مطابق روایت مختار سہادتین کے پنتالیس برس چھ مہینے چند روز اوپر تھا۔ اور جب وفات ہوئی۔ تو امام حسین رض اور محمد بن حنیفہ رض اور عباس علی نے آپ کو غسل دیا۔ اور سعید بن العاص حاکم مدینہ نے آپ کے جنازے پر نماز پڑھی اور جناب امام حسین رض نے موافق وصیت کے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے مقبرہ نبوی میں مدفن کے لئے جگہ مانگی انہوں نے اجازت دی اور فرمایا حَبًّا ذِکْرِ اُمَّۃ

یہ خبر مروان کو پہنچی۔ اس نے کہا یہ جھوٹ ہے۔ کبھی وہاں دفن نہ ہونے پائیں گے حضرت عثمان کو وہاں دفن نہ ہونے دیا اور حسنؓ بن علیؓ کو دفن کیا چاہتے ہیں یہ خبر امام حسینؓ نے سنی۔ آپ مع ہمراہیوں کے مسلح ہوئے۔ اور مروان نے بھی ہتھیار سنبھالے۔

ابوہریرہؓ نے یہ حال سنا۔ کہا۔ واللہ یہ سراسر ظلم ہے امام حسنؓ تو بیٹے رسول اللہ کے ہیں۔ سو بیٹا باپ کے پاس دفن نہ ہونے پائے۔ پھر امام حسینؓ کی خدمت میں گئے۔ اور فرمایا آپکے بھائی یہ بھی فرما گئے ہیں کہ اگر لڑائی جھگڑے کا کھٹکا ہو۔ تو مجھے مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کرنا پھر آپ کے جنازے کو بقیع میں لائے۔ اور آپ کو دادی فاطمہؓ بنت اسد علیہ الرحمۃ کی قبر کے قریب دفن کیا۔ اور حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کی قبر بھی وہیں ہے۔

ذکر اولاد امام کرام حسن علیہ السلام

حافظ آبرو کی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ جناب امیرالمؤمنین امام حسنؓ کے پندرہ بیٹے تھے۔ حسنؓ مثنیٰ۔ زیدؓ عمرؓ حسینؓ عبیداللہؓ۔ عبدالرحمٰن عبید اللہ۔ اسماعیلؓ محمدؓ جعفرؓ طلحہؓ یعقوبؓ۔ حمزہؓ ابوبکرؓ۔ قاسمؓ اور پانچ بیٹیاں تھیں۔ ام حسنؓ۔ زینبؓ۔ ام عبداللہؓ سلمہؓ۔ فاطمہؓ۔ اور حسن مثنیٰ اور زید بن حسن سے اولاد باقی رہی۔ اور کسی صاحبزادے کی اولاد باقی نہیں اور اسماء الرجال مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔ کہ حسن مثنیٰ کے پانچ بیٹوں سے اولاد باقی رہی عبداللہ محض سو برس کے ہوئے۔ اور حسن مثلث اور ابراہیم یہ تینوں فاطمہ بنت حسین رضؓ بن علیؓ سے پیدا ہوئے۔ چوتھے جعفر پانچویں داؤد یہ دو ام ولد سے پیدا ہوئے تھے۔ اور زید بن حسن کی اولاد فقط ایک بیٹے سے باقی رہی انکا نام حسن بن زید بن

ذکر شریف جناب حضرت امام حسین شہید کربلا علیہ و علی آبائہ الصلوٰۃ والسلام کا

کنیت آپ کی ابو عبداللہ اور لقب شہید اور سبط اصغر ہے۔ اور نقش آپ کی خاتم ان اللہ

حسن بن

مانع آمو کہ تھا۔ آپ تیسری خواہ پانچویں تاریخ شعبان کی سنہ ہجری میں پیدا ہوئے اور پیغمبر خدا نے آپ کا نام حسین رکھا۔ اور عقیقہ کیا۔ روایت ہے کہ آپ کو ام الفضل بنت حارث حضرت عباس بن عبد المطلب کی بی بی نے دودھ پلایا ہے اسی سبب سے عبداللہ بن عباس آپ کے دودھ شریک بھائی ہوتے ہیں۔ جناب امام حسین ناف سے قدم تک جناب رسالتماب سے کمال اشبہ تھے۔ اور پیغمبر خدا نے جناب امام حسن اور جناب امام حسین رض کے فضائل میں بہت حدیثیں فرمائیں چنانچہ ترمذی نے ابوسعید خدری رض سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حسن اور حسین رض بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ اور ترمذی نے اسامۃ بن زید رض سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ الٰہی میں انہیں دوست رکھتا ہوں۔ تو بھی انہیں دوست رکھ۔ اور اسے جو انہیں دوست رکھے اور ترمذی میں انس بن مالک سے روایت ہے۔ کہ حضرت سے پوچھا گیا۔ کہ اہلبیت میں آپ کو کس سے زیادہ محبت ہے۔ فرمایا حسن اور حسین سے اور آپ حضرت فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے۔ کہ میرے دونوں بیٹوں کو لے آؤ۔ پھر آپ دونوں کو سونگتے تھے اور سینے سے چمٹا لیتے۔ اور جناب امام حسین کے حق میں بھی حدیثیں آئی ہیں چنانچہ ترمذی میں یعلی بن مرہ سے روایت ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا حسین مجھ سے ہے۔ اور میں حسین رض سے۔ دوست رکھے۔ اللہ اسے۔ جو حسین رض کو دوست رکھے حسین رض سبط ہے اسباط سے اور صحیح بخاری میں روایت ہے۔ کہ عبداللہ بن عمر سے ایک عراقی نے پوچھا۔ کہ حالت احرام میں مکھی مارنا درست ہے۔ انہوں نے کہا۔ اہل عراق مجھ سے مکھی مارنے کو پوچھتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ کے نواسے کو شہید کیا۔ اور پیغمبر خدا فرماتے ہیں کہ حسن رض اور حسین رض میرے دنیا کے ریحان ہیں۔ اور مشکوٰۃ میں ام الفضل رض بنت حارث سے روایت ہے کہ وہ پیغمبر خدا کی خدمت میں گئیں۔ اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آج کی رات میں نے برا خواب دیکھا ہے فرمایا کیا دیکھا ہے کہا میں نے دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا آپ کے بدن مبارک کا اپنی گود میں رکھ لیا حضرت نے فرمایا تو نے اچھا خواب دیکھا انشاء اللہ تعالےٰ فاطمہ کے بیٹا ہوگا۔ وہ تیری گود میں رہیگا۔ جب حضرت امام حسین پیدا ہوئے وہ میری گود میں رہنے لگے۔ پھر ایک روز میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہیں لے گئی اور

دے دیا۔ حضرت کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ میں نے پوچھا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ یہ آپ کو کیا ہوا۔ فرمایا جبرائیل میرے پاس آئے اور خبر دی کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کرے گی تب میں نے پوچھا یہ ہوگا۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہاں میرے پاس لال مٹی لے آئے یعنی کربلا کی نشانی اور شواہد النبوۃ میں لکھا ہے۔ کہ ایک روز پیغمبر خدا داہنے زانو پر حضرت امام حسینؓ اور بائیں پر حضرت ابراہیم آپ کے پاس نہ رکھے گا۔ دونوں میں سے ایک کو اختیار کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ اگر حسینؓ نہ ہوگا۔ میرا اور علیؓ اور فاطمہ کا دل رنج پائے گا۔ اور اگر ابراہیم نہ ہوگا۔ تو میری ہی جان پر رنج گذرے گا۔ میں نے اپنا رنج اختیار کیا۔ پھر تین دن کے بعد حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا پھر حضرت امام حسینؓ پیغمبر خدا کی خدمت میں آئے آپ بوسے لیتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ اَھلاً وَّ مَرحَباً فَدَیْتُہٗ بِابْنِی۔ یعنے مرحبا ایسے کو کہ فدا کیا میں نے اس پر بیٹا اپنا اور کشف المحجوب میں لکھا ہے۔ کہ ایک دن حضرت عمرؓ پیغمبر خدا کی خدمت میں گئے۔ دیکھا کہ جناب امام حسینؓ آپ کی پیٹھ پر سوار ہیں۔ اور حضرت ایک ڈوری دہن مبارک میں لئے ہیں۔ کہ سرا اس کا باگ کی طرح جناب امام حسینؓ کے ہاتھ میں ہے۔ جناب امام حسینؓ ہانکتے ہیں۔ اور آپ زانو کے بل چلتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی کیا اچھی سواری ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اور کیا خوب سوار ہے۔ اور جناب امام حسینؓ بہت خوبصورت اور نہایت باجمال تھے۔ وہ چہرہ مبارک ایسا روشن تھا۔ کہ اگر اندھیرے میں بیٹھے ہوتے۔ تو پیشانی اور چہرے کی چمک سے صاف معلوم ہو جاتے تھے۔ اور آپ تیسرے امام ہیں۔ دوازدہ امام میں سے اور جناب امیر المؤمنین علیؓ بن ابی طالب کہ دوسرے خلیفہ ہیں۔ اور اکثر حقایق و معارف آپ سے منقول ہیں۔ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا۔ کہ بندگی کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بندہ وہی ہے + جو اپنے اختیار کو چھوڑ دے کشف المحجوب میں لکھا ہے۔ کہ ایک دن ایک شخص جناب امام حسینؓ کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کی۔ کہ بہت درماندہ محتاج ہوں۔ اور اعیال و اطفال رکھتا ہوں۔ آپ نے اسے ٹھہرایا۔ اتنے میں پانچ توڑے دیناروں کے معاویہ بن ابی سفیان نے بھیجے + امام حسینؓ نے پانچوں توڑے اس فقیر کو +

عنایت کئے اور عذر کیا کہ تجھے انتظار میں بہت تکلیف ہوئی۔ اور فصل الخطاب میں لکھا ہے۔ کہ ایکدن آپ مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کو بیٹھے۔ خادمہ آش گرما گرم کاسے بھرا ہوا مجلس میں لائی۔ اتفاقاً اس کا پاؤں کانپا اور کاسہ آپ کے سر مبارک پر گر کر ٹوٹ گیا۔ امام حسینؓ نے تادیب کی نظر سے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا۔ وَالکاظمینَ الغیظ۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے غصہ رو کا۔ اس نے کہا۔ وَالْعَافِینَ عَنِ النَّاسِ آپنے فرمایا۔ میں نے معاف کیا۔ اس نے کہا۔ وَاللّٰہُ یحب المحسنین۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے میں نے اللہ کی راہ میں آزاد کیا۔

یزید کا جناب امام حسین سے بیعت طلب کرنا اور امام کا مکہ معظمہ کو سدھارنا اور حضرت مسلم بن عقیل کو کوفہ کی طرف بھیجنا اور ان کا شہید ہونا

بیان اس کا بطریق اجمال یہ ہے۔ کہ سن ساٹھ ہجری آٹھ دن رجب کے باقی تھے۔ کہ معاویہ بن ابی سفیان نے انتقال۔ اور یزید بن معاویہ تمام ممالک اسلام پر مسلط ہوا اور ولید بن عتبہ کو کہ مدینے کا حاکم تھا۔ لکھا کہ میری بیعت امام حسین رضؓ وغیرہ عمائد مدینہ سے ولید نے آپ کو طلب کیا۔ جناب امام حسینؓ بیس جوان مسلح لیکر تشریف لے گئے۔ اس نے حکم سنایا۔ امام نے فرمایا۔ کل مسجد میں جب معاویہ بن ابی سفیان کی وفات اور یزید کی سلطنت کی خبر لوگوں کو سناؤ گے۔ اس وقت جو مصلحت ہوگی عمل میں آئے گی۔ ولید چپ رہا مروان نے کہا۔ ابھی انہیں روکنا مناسب ہے پھر قابو نہ ملے۔ امام نے برافروختہ ہو فرمایا جو میری طرف قصد کرے گا۔ زمین کو خون سے تر کردوں گا۔ اور اٹھ کر چلے آئے اور شب روضہ منورہ حضرت خیر البشر میں بسر کی۔ اور حضرت کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپنے سینے سے لگایا۔ اور فرمایا۔ کہ عنقریب تم لب تشنہ شہید ہونگے۔ اور بہشت میں بڑے درجے ہیں۔ کہ بدوں شہادت کے انہیں پا نہیں سکتے۔ امام بیدار ہوئے۔ اور سامان سفر تیار کیا۔ اور جو بھی

تاریخ شعبان کی مع اہل وعیال اور خدام اور موالی کے مکہ معظمہ کو کوچ کیا۔ وہاں پہنچکر بقیہ شعبان اور تمام رمضان اور شوال اور ذیقعد اس دامان سے رہے۔ اور کوفے کے لوگ معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے سے ہمیشہ آپ کو طلب خلافت اور خروج کی تحریص کیا کرتے تھے۔ لیکن آپ ان کے قول و فعل پر اعتماد نہ کرتے تھے۔ جب انہوں نے یزید کی سلطنت اور آپ سے بیعت کرنا۔ اور آپ کا انکار کرنا اور مکے میں تشریف لانا سُنا۔ متواتر عرائض آپ کی خدمت میں لکھے۔ اور قیس بن عمرو اور محمد بن عمیر وغیرہ رئیسان کوفہ نے انواع و اقسام کے عہد اور پیمان اطاعت اور جانفشانی کے اپنے عرائض میں مندرج کئے۔ امام نے احتیاطاً اول مسلم بن عقیل رض بن ابی طالب کو مع کچھ لوگوں کے کوفے کی طرف روانہ کیا۔ اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے۔ کہ حضرت مسلم مدینہ منورہ کی راہ سے چلے اور حرم نبوی میں پہنچکر مسجد شریف میں دوگانہ ادا کر کے دو رہبر بنی قیس بن غیلان سے ساتھ لیکر ورے کی راہ چھوڑ کر شبا شب ہم گے بڑھے راہبر اندھیری رات میں بھٹکے۔ دن کو تمازت آفتاب اور نایابی آب سے کمال تکلیف اٹھائی آخر ان راہبروں نے ایک راہ بتائی۔ کہ ادھر سے چلے جاؤ۔ اور وہ دونوں کہ جان بلب رسیدہ تھے ہلاک ہوئے حضرت مسلم رض نے وہ مصائب جناب امام کی خدمت میں لکھے۔ اور یہ بھی لکھا۔ کہ آثار سے یہ سفر نامبارک معلوم ہوتا ہے۔ اگر ارشاد ہو۔ تو پلٹ آؤں کسی اور کو اس کام پر مامور فرمائیے۔ امام نے لکھ بھیجا۔ کہ ایسے خیالات علامات جبن اور بزدلی سے ہیں۔ ہمت بلند کرو۔ اور جس کام پر مامور ہو انجام دو۔ مسلم رض مطابق حکم محکم کے کوفے کو روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچکر مختار بن ابی عبیدہ کے گھر میں اُترے خلقت جمع ہوئی۔ حضرت مسلم رض نے جناب امام کا نامہ سنایا۔ بارہ ہزار سے زیادہ مردنے امام عالی مقام کی بیعت حضرت مسلم رض نے جناب امام کا نامہ سنایا۔ بارہ ہزار سے زیادہ مردنے امام عالی مقام کی بیعت حضرت مسلم رض کے ہاتھ پر کی۔ یہ خبر نعمان بن بشیر صحابی کو کہ حاکم کوفہ تھے پہنچی۔ انہوں نے ظاہر میں لوگوں کو دھمکایا۔ پر فقط دھمکی پر ٹالا۔ اور کچھ تعرض نہ کیا۔ پھر مسلم بن یزید حضرمی اور عمارۃ بن ولید بن عقبہ نے یزید کو یہ خبر لکھ بھیجی۔ یزید نے سرجون رومی کی صلاح سے کہ تا وزیر تھا۔ نعمان بن بشیر کو معزول اور عبید اللہ بن زیاد کو جو بصرے کا حاکم تھا ؛

کوفے پر مامور کیا۔ ابن زیاد بصرے سے کوفے میں آیا۔ اور ان دونوں جناب امام حسین رضؓ کی آمد کی خبر کوفے مشتہر تھی۔ اس لئے بھیس بدلا۔ سیاہ عمامہ باندھا اور چادر اوڑھی اور بصرے کی راہ کترا کر حجاز کی راہ سے رات کو کوفے میں داخل ہوا اور دھوکہ دیکر اپنے تئیں جناب امام حسین رضؓ ظاہر کیا۔ اور اہل کوفہ سمجھے کہ امام عالیمقام تشریف لائے۔ استقبال کو نکلے۔ اندھیری رات میں امام کے دھوکے سے اُسے سلام کیا۔ اور کہا مرحبا یا بن رسول اللہ قدمت خیر مقدم یعنے خوب آئے فرزند پیغمبر خدا کے آپ کا آنا مبارک ہوا۔ ابن زیاد چپکا رہا۔ یہاں تک کہ حاکم نشین مکان میں داخل ہوگیا۔ اس وقت سب کو رخصت کردیا۔ اور صبح کو اکابر کوفہ کو جمع کرکے اپنی حکومت کا فرمان سنایا۔ اور سب کو بہت دھمکایا۔ اور یزید کی مخالفت سے ڈرایا۔ اور حیلہ اور فریب سے مسلم رضؓ کی جماعت کو توڑ دیا۔ مسلم رضؓ مضطر ہوئے اور ہانی بن عروہ کے گھر چھپ رہے ابن زیاد نے محمد بن اشعث کو کچھ لوگ دیکر بھیجا۔ وہ ہانی کو پکڑ لائے۔ پھر ہانی اور تمام رئیساں کوفہ کو اپنے پاس قید کیا۔ یہ خبر حضرت مسلم رضؓ کو پہنچی۔ انہوں نے بلوہ کیا۔ قریب چالیس ہزار آدمی کے جمع ہوئے اور مکان حاکم نشین کو گھیر لیا۔ تب ابن زیاد نے رئیساں کوفہ کو کہ کثیر بن شہاب اور محمد بن اشعث اور ابن ربعی اور شمر ذی الجوشن وغیرہ تھے۔ حکم دیا۔ کہ ان کو فہمائش کرکے ٹال دو۔ انہوں نے سمجھا کہ تتر بتر کردیا۔ شام تک پانچ سو آدمی رہ گئے۔ جب اندھیرا ہوا۔ وہ بھی چل دئے۔ اور حضرت مسلم رضؓ اکیلے رہ گئے جب حضرت مسلم رضؓ نے اس گروہ کوفی لاابالی کی بیوقوفی اور جو فروشی گندم نمائی کا یہ انجام دیکھا ناچار وہ بھی چل کھڑے ہوئے راہ میں ایک عورت کے گھر پہنچے۔ اس سے پانی مانگا۔ اس نے پلایا۔ اور گھر میں چھپا رکھا۔ اتفاقاً اس عورت کا بیٹا محمد بن اشعث کا چیلا تھا۔ اس نے اپنے آقا کو یہ خبر پہنچائی۔ اس نے ابن زیاد کو سنائی ابن زیاد نے عمرو بن حریث کو توال شہر اور محمد بن اشعث کو مع تین سو سپاہی کے بھیجا انہوں نے آکر وہ گھر گھیر لیا۔ تب حضرت مسلم رضؓ تلوار لے کر باہر نکلے۔ اور خوب ہتھیار کا وار کیا۔ اور بہت لوگوں کو فی النار کیا آخر زخمی ہوکر گرے۔ دشمنوں نے گرفتار کیا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ بعد زخمی ہونے کے محمد بن اشعث نے امان دی۔ پھر ابن زیاد پاس لے گئے۔ حضرت مسلم آیتہ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ پڑھتے ابن زیاد کے مکان میں جانے لگے سپاہیوں نے کہ پہلے حاکم کے اشارے پر لڑنے لگے تھے۔ آپ کو شہید کیا۔ یہ حادثہ تیسری تاریخ ذی الحجہ کی سن ساٹھ ہجری

میں واقع ہوا۔ پھر ابن زیاد نے ہانی کو سولی دی۔ اور دونوں کے سر یزید کے پاس بھیج دیئے۔ اور حضرت مسلم رضؓ کے ہمراہ محمد اور ابراہیم دونوں صاحبزادے ان کے کوفے میں آئے تھے۔ ان معصوموں پر یہ مصیبت گزری کہ روضۃ الشہدا وغیرہ میں لکھا ہے۔ کہ جب حضرت مسلم رضؓ شہید ہوئے۔ قاضی تشریح نے کہ کوفہ کے قاضی تھے ان دونوں معصوموں سات آٹھ برس کا سن و سال ان کا تھا۔ زاد راہ دے کر مدینے کی طرف روانہ کیا۔ قضا الٰہی سے وہ راہ بھٹک گئے اور کوتوال کے ہاتھ لگے اس نے انہیں قید کیا۔ داروغہ مجلس نے رحم کھا کر دوسری شب انہیں قید خانے سے نکال کر قادسیہ کی راہ پر پہنچا دیا۔ تقدیر سے اس رات کو بھی راہ بھٹک گئے۔ جب دن ہوا۔ تو ایک درخت کے کول میں بیٹھ رہے۔ اتفاقاً ایک لونڈی نے دیکھا۔ اپنے گھر لے گئی۔ بی بی اس کو دیکھ کر خوش ہوئی اور لونڈی کو آزاد کیا۔ رات کو خاوند اس کا کہ نام حارث بن عروہ تھا۔ گھر میں آیا اور کہنے لگا۔ کہ ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ جو مسلم رضؓ کے لڑکوں کو پکڑ لاوے اُسے انعام دوں گا۔ اس لئے میں آج تمام دن ان کی تلاش میں سرگردان رہا اور گھوڑا ماندہ ہو گیا۔ عورت نے اس کے خوف سے لڑکوں کو چھپا رکھا اور نہ بتایا وہ سو رہا۔ حسب تقدیر شب کو لڑکوں نے خواب دیکھا اور اٹھے اور حارث بھی جاگ پڑا اور انہیں دیکھا اور پہچانا اور مضبوط باندھا اور دروازے میں قفل لگایا۔ صبح دونوں کو گھوڑے پر بٹھا کر لے چلا۔ اس کی بی بی رونے لگی۔ پیچھے دوڑی اور بیٹا اور غلام اس کا بھی آ کر اس بی بی کی تائید کرنے لگے۔ اس شقی نے بیٹے اور غلام کو قتل کیا۔ اور دونوں معصوموں کا سر کاٹ کر توبڑے میں رکھ لیے۔ اور ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ اس نے کہا انہیں کیوں قتل کیا۔ کہا کہ لوگوں کے خوف سے ابن زیاد نے کہا۔ کیوں زندہ نہ لے آیا۔ اور مجھے خبر نہ کی وہ جواب میں عاجز رہا۔ پھر ابن زیاد نے اسے بھی قتل کیا۔

تشریف لیجانا سید الشہدا امام حسین رضؓ کا مع اہلبیت اطہار کے کوفے کی طرف اور شہادت پانا میدان کربلا میں

جب حضرت مسلم نے کوفے میں آن کر خلایق سے اطاعت امام عالی مقام کی بیعت لی اور

لی اور روز بروز رجوعات خلق زیادہ ہونے لگی۔ تب یہ حال مفصل جناب امام کی خدمت
میں لکھا۔ اور آپ کے تشریف لانے کی استدعا کی۔ امام ذو الاحترام نے بعد دریافت
حال کے کوفے کی طرف عزیمت مصمم کی اور عزیزوں اور رفیقوں کو سامان سفر کی تیاری
کے لئے فراخ جو مال نقد و جنس عطا فرمایا۔ اور مخدرات حجاب عصمت کیواسطے محمل آراستہ
کئے جب سارا سامان درست ہوا۔ اور چلنے کی تیاری ہوئی خبر شہر میں پھیلی اور عبداللہ
بن عباس نے سنا آئے اور منع کیا اور کوفیوں کے مکر اور فریب اور بدعہدیاں
اور آپ کے والد ماجد کو شہید کرنا۔ اور امام مسلم سے دغا کرنا مفصل بیان کیا۔ آپ
نے پذیرا نہ کیا۔ پھر اہل و عیال کے لئے جانے کو روکا۔ آپنے وہ بھی نہ مانا۔ تب
عبداللہ بن عباسؓ نے رو کر کہا۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی عورتوں میں شہید ہوئے
ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا
حضرت نے مجھے ایک حکم کیا ہے۔ میں آپکے حکم کو بجالاؤں گا۔ اور رضا ان کی اللہ کی رضا
ہے۔ وہ اپنے ملک میں تصرف کرتا ہے۔ جو چاہتا ہے۔ اور اسی طرح عبداللہ بن
زبیر نے منع کیا۔ آپنے فرمایا۔ کہ میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا
ہے۔ کہ ایک مینڈھے کے سبب سے مکے میں خونریزی ہوگی۔ پس وہ مینڈھا
نہ بنوں گا۔ اسی طرح ابو سعید خدری اور ابو واقد اور جابر انصاری وغیرہ
نے سمجھایا۔ لیکن آپ نے عزیمت پر اصرار فرمایا۔ محمد بن حنفیہ نے کہ آپکے علاتی
بھائی تھے یہ حال سنا اتنا روئے کہ منہ دھوتے کا طشت بھر گیا۔ اور تمام مکے کے
لوگوں کو رنج اور غم ہوا۔ پھر آپنے آٹھویں تاریخ ذوالحجہ کی کہ یوم ترویہ کہلاتا ہے۔ خواہ
تیسری تاریخ کہ حضرت مسلم کی شہادت کا دن تھا۔ مع اہل و عیال و عزیزوں
اور رفیقوں کے کہ ان میں ستر سوار تھے۔ اور باقی پیادے تھے۔ کوفے کی طرف کوچ
کیا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ آپکے اہل بیت اور اصحاب سوا سے بیاسی
مرد آپ کے ہمراہ تھے۔ اور جس وقت آپ نے کوچ کیا۔ عمرو بن سعد نے کہ
مکے کا حاکم تھا۔ سپاہی بھیجے۔ کہ آپ کو پھیر لاویں۔ امام عالی مقام نے پھر
جانے سے انکار کیا۔ قریب تھا۔ کہ فساد ہوتا وہ فتنے سے ڈرا۔ اور لوگوں کو بلوالیا
آپ نے آگے کو کوچ کیا۔ جب موضع رملا میں پہنچے ایک نامہ اپنی روانگی
کے مضمون کا اہل کوفہ کے نام لکھ کر روانہ کیا۔ قاصد قادسیہ میں لے گیا۔ وہاں سے
حصین بن نمیر نے اسے کوفہ میں پہنچایا۔ ابن زیاد نے اسے قتل کیا۔ اور بعضی ہمراہ [illegible]

کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مدینے میں آئے تھے - اتنے میں سنا کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف کوچ کیا - تب عبداللہ بن عمرؓ وہاں سے چلے اور موضع ربذہ کہ وہ منزل ہے - امام انام سے جا ملے اور سمجھایا - کہ حق تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کو دنیا - وآخرت میں مختار کیا تھا - آپ نے آخرت اختیار کی اور دنیا نہ چاہی اور آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارہ ہیں - واللہ تم میں سے کبھی کسی کو دنیا نہ ملے گی - اور اللہ نے اُسے تم سے باز نہیں رکھا مگر تمہاری بہتری کے لئے مناسب ہے - کہ آپ پھر چلیں - جناب امام نے انکار کیا - تب عبداللہ بن عمرؓ گلے مل کر کہا - کہ تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اے شہید ہونے والے اور تحقیق یہ ہے کہ پہلے حضرت عبداللہ بن عمر آپ کی خدمت میں پہنچے - بعد اس کے آپ منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے بطن رملہ میں تشریف لائے - اور عبداللہ بن یقطین کے ہاتھ کہ آپ کے دودھ شریکی بھائی تھے - کوفیوں کے نام نامہ بھیجا - اور اس عرصہ میں ابن زیاد آپ کی آمد کی خبر سنکر حصین بن نمیر کو مع فوج روانہ کیا تھا - اس نے قادسیہ کی گرد و پیش کی راہیں روک رکھی تھیں - اس سے حضرت عبد بن یقطین پکڑے گئے - آخر ابن زیاد نے شہید کیا - الغرض جب آپ بطن رملہ سے آگے بڑھے زبیر بن قیس بجلیؓ کو حج سے پھرے تھے - آپ کو ملے اور اہل وعیال چھوڑ کر ہمراہ ہوئے - جب منزل ثعلبیہ میں پہنچے - مگر اسدی کوفہ سے آتا تھا - اس نے عبداللہ بن زیاد کا کوفے میں آنا - اور کوفیوں کا اس سے مل جانا اور حضرت مسلم بن عقیل اور ہانی کا شہادت پانا مفصل عرض کیا - تب لوگوں نے مراجعت کی صلاح دی - آپ نے چاہا کہ پلٹ چلیں - حضرت مسلم کے بھائیوں نے کہا کہ واللہ جب تک ہم بدلہ نہ لیں گے یا مارے نہ جائینگے نہ پلٹیں گے - امام نے فرمایا - تمہارے بعد زندگی بے لطف ہے - پھر جو لوگ طمع دنیا سے ہمراہ تھے متفرق ہو گئے - اور رفیق اور عزیز باقی رہ گئے - آپ نے آگے کوچ کیا - پھر فرزدق شاعر آپکو ملا اور کوفیوں کی بیوفائی اور حضرت مسلم کی شہادت مفصل عرض کی آپ چشم پُرآب ہوئے اور فرمایا ابیات ؎ فان تکن الدنیا تعد نفیسۃ ؞ فدار ثواب اللہ اعلے وانبل ؞ وان تکن الابدان للموت انشئت ؞ فقتل امرء بالسیف فی اللہ افضل ؎ پھر آگے بڑھے جب زبالہ

لہ یعنی پھر اگر دنیا کو نفیس شمار کریں - پس اگر اللہ کے ثواب کا برتر اور بزرگ ہے - اگر بدن مرنے کیلئے پیدا ہوتے ہیں - پس قتل ہونا آدمیوں کا تلوار سے اللہ کے لئے افضل ہے ؎۱۲ سید جعفر علی نگینوی

پہنچے۔ عبداللہ بن نقطین کی شہادت کی خبر سنی بہت افسوس کیا۔ اور آگے بڑھے
رر منزل کوفے سے رہے۔ حر بن یزید ریاحی ہزار سوار کی جمعیت سے حسب الحکم ابن زیاد
کے پہنچا۔ اور عرض کی۔ کہ ابن زیاد نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کو اس کے پاس لے چلوں
اور واللہ مجبور ہوں۔ امام نے فرمایا۔ کہ ہمیں اہل کوفہ ہو۔ اگر تم اپنے عہد پر قائم ہو۔ تو
میں تمہارے شہر میں چلوں گا۔ نہیں تو پلٹ جاؤں گا۔ پھر اہل کوفہ کے خطوط دکھائے
حر نے قسم کھائی۔ کہ مجھے اس کی خبر نہیں۔ اور کہا کہ اب میں آپ کو چھوڑ نہیں سکتا۔ جب
تک ابن زیاد کے پاس نہ لے جاؤں۔ پھر آپ نے چاہا کہ کسی گاؤں کے قریب پانی کے متصل
اُتریں۔ حُر نے مانا ناچار امام عالی مقام راہ سے ہٹ کر دوسری تاریخ محرم کی سن ہجری
میں میدان بے آب و گیاہ میں اُترے اور لوگوں سے اس کا نام پوچھا۔ عرض کی کربلا کہتے ہیں
فرمایا کرب و بلا کا مقام ہے۔ ترجمہ طبری میں لکھا ہے۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کربلا
میں پہنچے۔ حر نے بطریق خیر خواہی عرض کیا۔ کہ فوجیں متواتر چلی آتی ہیں۔ آپ شبا شب
کسی سمت کو کوچ کر جائیے۔ حضرت نے شب کو کوچ کیا۔ اور تمام شب قطع مسافت کی
اور تقدیر سے صبح کو دیکھا۔ کہ وہی میدان کربلا ہے۔ اور بعضے روایت میں ہے کہ
سات دن برابر یوں ہی اتفاق ہوا۔ آخر یہ نوبت پہنچی۔ کہ اونٹوں کو مارتے تھے۔ اور جگہ
سے نہ ہلتے تھے۔ اور جہاں میخ گاڑتے تھے۔ یا لکڑی توڑتے تھے۔ وہاں سے خون نکلتا
تھا۔ تب آپ نے فرمایا۔ معلوم ہو۔ کہ یہی مقتل ہمارا ہے الغرض جب آپ نے کربلا
میں نزول فرمایا۔ ابن زیاد کا خط بیعت یزید کی طلب میں آپ کی خدمت
آیا۔ آپ نے پڑھ کر پھینک دیا۔ اور فرمایا۔ کہ میرے پاس اس کا جواب
نہیں ہے۔ ابن زیاد سنکر غیظ میں آیا۔ اور فوج جمع کی اور عمر بن سعد کو حکومت
دے۔ یعنے ولایت خراسان کی امارت اسے بخشی۔ اس فہم کا سردار کیا۔ ابن سعد
نے جناب امام کے مقابلہ سے انکار کیا۔ اس نے کہا۔ یا فوج لے کر جا یا حکومت
رہے سے باز آؤ۔ اور اپنے گھر بیٹھ رہ۔ اس نے باغوائے شیطانی دنیا
کو اختیار کیا اور فوج لے کر کربلا میں آیا۔ پھر آپ کی خدمت میں کہلا بھیجا
کہ آپ کیوں تشریف لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کوفیوں کی
طلب سے آیا تھا۔ جب ان کی بیوفائی معلوم ہوئی۔ تو چاہا۔ کہ
پلٹ جاؤں۔ حُر نے روک رکھا ہے۔ تو اگر قرابت کا پاس کرے۔
اور مزاحمت سے باز رکھے۔ تو وطن چلا جاؤں ✣ ابن سعد نے

ابن زیاد کو اس کی اطلاع کی۔ اس نے سوا بیعت یزید کے پذیرا نہ کیا۔ اور شمر

ذی الجوشن اور شبیث بن ربعی و غیر اشقیا کو فوجیں دیکر بھیجا چلا جاتا تھا۔ یہاں کہ۔
بائیس ہزار سوار و پیادے جمع ہوئے اور دریائے فرات کے کنارے اترے
اور آپ کے لوگوں کو پانی لینے سے مانع ہوئے۔ اور اکثر انہیں وہی لوگ تھے
جنہوں نے عرائض لکھ کر اور عہد و پیمان کر کے آپ کو کوفے سے بلوایا تھا اور حضرت
مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ روایت ہے کہ جب امام عالی مقام نے دیکھا۔ کہ یہ لوگ
بے وفائی پر مصر ہیں۔ اور اب لڑائی سے چارہ نہیں۔ تب آپ نے خیمے کے گرد
کھائی کھدوائی اور ایک راہ رکھی۔ اور اس کھائی میں آگ جلادی۔ تاکہ کوئی شقی
وہاں تک نہ جاسکے الغرض ساتویں تاریخ سے کوفیان بے ایمان نے آپ کے
قافلے کو آب فرات سے روکا۔ حضرت کے لشکر میں تلاطم پڑا اور العطش کا غل مچا
آپ نے حضرت عباس کو تیس سوار اور بیس پیادے کی جمعیت سے بھیجا۔ وہ اشقیا
سے جنگ کر کے غالب آکر مشکیں بھر لائے آٹھویں تاریخ پھر پانی نہ رہا آپ نے ایک
جگہ کھدوائی تھوڑی دور پر چشمہ نکلا سب سیراب ہوئے پھر خشک ہوگیا روایت
ہے کہ جب پیاس سے لبوں پر دم آئے یزید ہمدانی حضرت کی اجازت سے ابن
سعد کے پاس گئے اور کہا رائے اس مسلمانی پر کہ کتے اور سور فرات کا پانی پئیں
تو اہل بیت رسول اللہ کو اس سے مانع آئے ابن سعد نے کہا سچ ہے پر حکومت رے
کی مجھ سے چھوڑی نہیں جاتی۔ روایت ہے کہ جب پیاس سے کسی کو طاقت بات کرنے
کی نہ رہی۔ جناب امام حسینؑ نے عباس کو کچھ لوگ دیکر پانی کو بھیجا۔ یزید والوں
نے پانی لینے نہ دیا اور حضرت عباس کو زخمی کیا اور ہمراہیوں کو شہید کیا۔ روایت ہے
کہ امام مظلوم نے ابن سعد کو لکھ بھیجا کہ تین کام میں ایک کر یا مجھے چھوڑ دے کہ وطن
کو جاؤں یا کسی اور ہی طرف جانے دے یا یزید کے پاس بھیج دے ابن سعد نے یہ حال
ابن زیاد کو لکھ بھیجا۔ اس مایہ فساد نے ابن سعد کو دھمکایا کہ امام حسینؑ یزید کی
بیعت کریں۔ تو بہتر نہیں تو بیدرنگ قتل کر کہ میں نے تجھ کو لڑنے کیلئے بھیجا ہے
نہ صلح کرنے کو۔ اور جو تو نے اس میں سستی کی۔ تو اپنی جگہ دوسرے کو
پہنچا جان ابن سعد نے اس زمانے کو دیکھتے ہی لشکر تیار کیا اور
امام عالی مقام کی خدمت میں کہلا بھیجا۔ کہ میں نے ہر چند چاہا ہے کہ آپ یزید

کی بیعت کرلیں۔ اور میں آپ کے خون میں مبتلا نہ ہوں پر آپ نے نہ مانا۔ اب سرانجام
لڑائی کا کیجئے۔ آپ نے اس روز ٹالا اور دوسرے روز پر حوالہ کیا۔ روایت ہے
کہ شب شہادت کو امام عالی مقام نے خواب میں دیکھا کہ کتوں نے آپ پر حملہ
کیا۔ اور ایک ان میں سپید داغ رکھتا ہوگا۔ اور ترجمہ طبری میں لکھا ہے
کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسالتمآب فرشتوں کی جماعت کے ساتھ
تشریف لائے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ دشمن تیرے مارنے کے درپے ہیں
قیامت میں میری شفاعت سے محروم رہیں گے اور عنقریب تو شہید ہوگا۔ بہشت
تیرے لئے سجی ہے۔ ماں باپ تیرے لئے منتظر ہیں۔ پھر دست مبارک آپ کے
سینے پر پھیرا اور فرمایا۔ اللّٰھم اعط الحسین صبراً و اجراً یعنی الٰہی حسینؓ کو صبر دے اور
اور اس کا اجر عطا کر صبح کو دسویں تاریخ محرم کی تھی۔ ابن سعد نے فوج تیار
کی اور میدان میں آیا امام عرش مقام نزعہ شیاطین لیسام سے آگاہ ہوئے
اور مسلح ہوکر باہر تشریف لائے۔ اور شجاعان بنی ہاشم اور اصحاب اور موالی آپ کے
کمال شجاعت اور حلاوت سے ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوئے۔ اور حضرت
عباس اس گروہ فلک شکوہ کے پیش پیش علم لیکر چلے۔ اور جب خیمہ سے باہر نکلے
آپ پہلے اتمام حجت کے واسطے اونٹ پر سوار ہوکر میدان معرکہ میں تشریف لائے اور آپ
نے اپنی حقیقت کے دلائل اور بیجرمی اور مظلومی کا حال اور ظالموں کا مآل اور عہد شکنوں
کا وبال کمال فصاحت اور بلاغت سے بیان فرمایا۔ لیکن کسی سے سوا سرکشی اور بیحیائی کے
جواب باصواب نہ پایا۔ ناچار گھوڑے پر سوار ہوئے اور مقابلہ کا ارادہ کیا۔ والبستگان
رکاب کرامت انتساب نے عرض کی۔ کہ جب تک ہم لوگ زندہ ہیں آپکو مقابلہ کرنے
نہ دینگے پھر آپ کے اصحاب وفاشعار ایک ایک نکلے۔ اور دشمنوں سے مقابل
ہوکر صدہا کو واصل جہنم کیا۔ آخر خود بھی سلسبیل شہادت سے سیراب
ہوئے جب قریب پچاس جانباز وفادار کے شہید ہوئے تب جناب
سید الشہدا نے بآواز بلند ندا فرمائی کہ ہے کوئی فریاد پہنچنے والا۔ ہماری
فریاد کو۔ اللہ کے واسطے ہے کوئی بچانے والا کہ بچائے حرم رسول
اللہ کو۔ یہ آواز سنکر حُر بن یزید ریاحی گھوڑا بڑھا کہ حاضر ہوئے
اور عرض کی کہ اے فرزند رسول اللہ میں آ پہنچا۔ ارشاد کیجئے کہ
میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ در قیامت میں آپکے جد نامدار کی شفاعت

باؤں پھر حرا اور اُن کا بھائی بلتا اور غلام آزاد چاروں نے فوج اعداء پر حملہ کیا۔ اور بہت اشقیا کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ آخرکار موجہ شہادت نے چاروں کا بیڑا پار کیا پھر باقی اصحاب جاںنثار اور شیران نامدار اہل بیت اطہار ایک ایک رونق بخش میدان کارزار ہوئے اور تیغ زنی اور دشمن کشی میں غیرت وہ رستم و اسفندیار ہوئے ہزاروں اعداء طعمۂ شمشیر آبدار کیئے اور صدہا صید اجل گرفتہ تیر و نیزے سے شکار کئے آخر رفتہ رفتہ شہادت سے سیراب اور چشمہ کوثر و تسنیم سے کامیاب ہوئے چنانچہ کتب مصائب اور تواریخ میں اکثروں کا حال اور ان کا نبرد و قتال مفصل مذکور ہے۔ اس مختصر میں تبرگا ان کے اسامی کے ذکر پہ اکتفا کی روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ بہتر آدمی آپکے متعلقوں سے معرکہ کربلا میں شہید ہوئے ظاہر اً متعلقوں سے بھی لوگ مراد ہیں کہ انہوں کے باسٹھ کا نام مذکور ہوتا ہے۔

ذکر اسامی اصحاب شہادت مآب جناب سید الشہداء خامس آل عبا علی آبائہ و ذریتہ و اصحابہ التحیۃ والثنا کہ معرکہ کربلا معلی میں

راہ خدا میں فدا ہوئے

مسلم بن عوسجہ اسدی۔ سعید بن عبد اللہ حنفی۔ بشر بن عمر حضرمی۔ یزید بن حضیر ہمدانی۔ نعیم بن عجلان انصاری۔ زہیر بن قیس بجلی۔ حبیب بن مظہر صیدادی۔ عبد اللہ بن عمیر کلبی۔ بلال بن نافع بجلی۔ انس بن کامل اسدی۔ قیس بن صیدادی۔ عبد اور عبد الرحمن دو بیٹے عروہ بن حراق غفاری کے۔ جون غلام آزاد ابوذر غفاری کا۔ شبیب بن عبد اللہ بہشتی تامط اور کردوش دو بیٹے زہیر تغلبی کے۔ کنانۃ بن عتیق۔ فرغامۃ بن مالک۔ جوبر بن مالک۔ عمر بن صبیحہ ضبعی۔ یزید بن ثبیت قیسی۔ عبد اللہ اور عبید اللہ دو بیٹے یزید بن لبیط قیسی کے۔ عامر بن مسلم۔ نعیث بن عمر دمردی۔ سالم غلام آزاد عامر بن مسلم کا۔ شنیف بن مالک۔ زہیر بن بشر خثعمی۔ بدر بن معقل حنفی۔ حجاج بن مسروق جعفی۔ بن حجاج اور ان کا بیٹا۔ مجمع بن عبد اللہ عائذی۔ عمار بن حسان بن شریح لائی۔ حسان بن حارث سلیمانی اسدی۔ جنب بن حجر خولانی۔ عمر بن خالد صیداوی۔ سعید غلام آزاد ان کا۔ یزید بن زید بن مظاہری کندی۔ طاہر غلام آزاد۔ زین الحق خزاعی کا۔ صیلۃ بن

علی شیبانی۔ سالم کلبی غلام آزاد بنی مزنیہ کا۔ اسلم بن کثیر بن اعراج ازدی بریر بن حلیم ازدی قاسم بن حبیب ازدی۔ عمر بن جندبؓ حضرمی۔ ابو شامہ عمرو بن عبداللہ صائدی حنظلہ بن اسد شیبانی۔ عبدالرحمٰن عبداللہ بن کدن ارحبی۔ عمار بن ابی سلامہ عالیس بن حبیب شاکری شوذب غلام آزاد شاکر شبیب بن حارث بن شریح۔ مالک بن شریح حر بن یزید ریاحی اور ان کا بھائی اور بیٹا اور غلام آزاد اور سلیمان اور اقارب اور منجح تینوں غلام سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ذکر اسامی شہدی عالی تبار اہل بیت اطہار کا میدان کربلا میں شہید تیغ جفا ہوئے

اس معرکے میں عزت رسول مقبول سے حضرت عباسؓ اور حضرت محمدؐ حضرت عثمانؓ اور حضرت عبداللہ اور حضرت جعفر اور حضرت عبیداللہ جناب امیرالمومنین کے صاحبزادے اور قاسم اور حضرت عبداللہ اور حضرت عمر اور حضرت ابوبکر جناب امام حسنؓ کے جگر پارے اور حضرت علی اکبر اور حضرت عبداللہ معروف بہ علی اصغر جناب امام حسین رضہ کے لخت جگر اور حضرت محمد ۱۳ اور حضرت عون اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کے فرزند حضرت عبداللہ اور حضرت جعفر اور عبدالرحمٰن بن عقیل ابی طالب کے بیٹے اور حضرت عبداللہ حضرت مسلم بن عقیل کے بیٹے۔ اور حضرت محمد بن ابی سعد بن حضرت عقیل تشنہ زبان تفتہ جان کشتہ تیغ و تبر وسناں ہو کر گلشن فردوس کو سدھارے۔ اور صواعق میں لکھا ہے کہ حضرت سید الشہدا کے بھائی اور بھتیجے اور بیٹے اور حضرت جعفر طیار اور حضرت عقیل کی اولاد سب انیس نامدار معرکہ کربلا میں شہید ہوئے۔ اور بعض اکتیس کہتے ہیں

تتمہ ذکر رسوخ بن شہادت امیرالمؤمنین جناب امام حسین سلام اللہ علیہ وعلی آبائہ کا

اجاوید ہوئے تب یکہ تاز میدان کرب وبلا شیر خدا جناب سید الشہدا بنفس نفیس معرکہ

اَنَا ابنُ عَلِیٍّ خَیْرٍ مِّنْ آلِ ہَاشِمٍ — کَفَانِی بِہٰذَا مَفْخَرًا حِیْنَ اَفْخَرُ
وَجَدِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اَکْرَمُ مَنْ — سِرَاجُ اللّٰہِ فِی الاَرْضِ یَزْھَرُ
وَفَاطِمَۃُ اُمِّی سُلَالَۃُ اَحْمَدَ — وَعَمِّی یُدْعٰی ذَا الْجَنَاحَیْنِ جَعْفَرُ
وَفِیْنَا کِتَابُ اللّٰہِ اُنْزِلَ صَادِقًا — وَفِیْنَا الْھُدٰی وَالْوَحْیُ بِالْخَیْرِ یُذْکَرُ

قتال میں پھر صف اعدا پر حملہ فرمایا اور جو مقابل ہوا قعر جہنم کو پہنچایا جس پر وار کیا ایک ہی ہاتھ میں فی النار کیا۔ اور جدھر نگاہ کی صف الٹ دی اتنے میں شمر ذی الجوشن شقی ایک ٹکڑی فوج کی لیکر آپ کے حرم سرا میں حائل ہوا۔ جناب امامت مآب نے للکار کر فرمایا اے گروہ شیطان میں تم سے لڑتا ہوں۔ عورتیں تو نہیں لڑتیں۔ پھر حرم سرا سے تعرض کرنا تھا۔ اسپر اس شمر نے لوگوں سے کہا کہ عورتوں کیطرف نہ جاؤ انہی پر حملہ کرو پھر وہ شیاطین امام مظلوم کیطرف جھکے اور چاروں طرف سے تیروں کی بوچھاڑ اور نیزوں کی مار شروع کی اور تمام جسم مبارک زخموں سے چور ہوا آخر وہ شیر بیشہ کبریائی گھوڑے سے جدا ہوئے پھر نصر بن خرشہ نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا مگر ہیبت سے ہاتھ کانپا تب۔ خولہ بن یزید اترا اور تمام سر انور کو جسم اطہر سے جدا کیا اور ایک روایت میں یوں تفصیل ہے کہ ایک لعین کا تیر حضرت کے تالو سے پار ہو گیا تب آپ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اور شمر نے چہرہ مبارک پر تلوار ماری جس سے روح مقدس گلشن فردوس کو سدھارے پھر سنان بن انس نخعی نے تیر مارا اور خولی بن یزید سر ہمایوں کو کاٹنے کو اترا اس کے ہاتھ رعب سے کانپنے لگے۔ تب بھائی اسکا شبل بن یزید اترا اور اس ملعون نے سر تو آگین تن نازنین سے جدا کیا اور خولی کو دیا۔ تحریر الشہادتین میں لکھا ہے۔ اگرچہ امام حسینؑ کے قتل میں بہت ملعون شریک تھے پر وانہ روح مبارک شمر کی تلوار اور سنان بن انس کے نیزہ لگنے کے ساتھ واقع ہوئی۔ اسی جہت سے یہ دونوں قاتل مشہور ہیں۔ پھر وہ شیاطین حرم شریف میں گھسے اور بارہ صاحبزادی کہ اہل بیت نبوت سے ہمراہ تھے اور مخدرات حجاب عصمت کو اسیر کیا اور شمر اور ابن سعد کے علم سے سواروں نے لاش کرامت پاش پر گھوڑے دوڑائے اور سر اعجاز گستر مع سرہائے شہدا نامدار اور مظلومان اہلبیت اطہار کے مطابق ایک روایت کے اٹھتر سرے تھے بشیر بن مالک اور خولی بن یزید کے ہمراہ ابن

زیاد کے پاس بھیج دیئے۔ روایت ہے کہ جب کوفے میں پہنچے خلقت وہاں کی دیکھ کر رونے لگی جناب امام سجاد علیہ السّلام نے بآواز حزین فرمایا۔ کہ یہ لوگ ہمارے لیئے نوحہ کرتے ہیں۔ پھر وہ کون تھے جنہوں ہمیں قتل کیا۔ کہتے ہیں کہ ابن سعد نے کربلا میں ایک دن مقام کر کے اپنی طرف کے کشتوں کو دفن کیا شہیدوں کی لاشیں تین دن تک ویسی ہی پڑی ہیں۔ تیسرے دن فرات کے کنارے ایک گاؤں سے غاضریہ نام وہاں کے لوگوں نے کہ قبیلہ بنی اسد سے تھے جمع ہو کر جناب امام حسینؑ کو ایک قبر میں دفن کیا۔ اور بنی ہاشم کو پائیں آپکے ایک جا اور باقی گنج شہیداں کو ایک جا دفن کیا۔ مگر حضرت عباس کہ غاضریہ کی راہ پر جہاں شہادت پائی تھی۔ وہیں دفن ہوئے اور ابن زیاد بدنہاد شقاوت بنیاد نے ان اسروں کو کوفے میں تشہیر کیا۔ اور مع اسیران اہل بیت طہارت کے شمر ذی الجوشن کے ہمراہ دمشق میں یزید کے پاس بھیجا۔ یا سر الشہادتین میں لکھا ہے۔ کہ یزید نے اسیران اہل بیت اور سر مبارک جناب امام حسینؑ کو حضرت امام زین العابدین علیہما السلام کے ہمراہ مدینہ طیبہ کو روانہ کیا اور تحریر الشہادتین میں لکھا ہے کہ سر مبارک کے دفن میں اختلاف ہے قرطبی میں لکھا ہے کہ صحیح تر یہ ہے کہ یزید نے سر اطہر کو مدینے نہیں بھیجا اور تجہیز و تکفین کر کے بقیع میں حضرت فاطمہ علیہا السّلام کے پہلو میں دفن کیا اور خلاصۃ الوفا میں لکھا ہے کہ جناب امام حسنؑ کے پہلو میں مدفون ہے اور بعضے روایت میں ہے کہ یزید کے خزانے میں رہا۔ آخر سلیمان بن عبد الملک نے اپنے عہد میں خوشبو لگا کر اور کفن دے کر نماز جنازہ پڑھ کر مسلمانوں کے مقبرے دفن کیا۔ پر کسی روایت میں یہ نہیں ثابت ہوا کہ کربلا میں اپنے جسد مبارک کے پاس دفن ہوا۔ اور واقعہ ہائلہ شہادت کا روز جمعہ عاشورے کے دن یعنی دسویں تاریخ محرم کی سنہ اکسٹھ ہجری میں واقعہ ہوا اور سن مبارک امام انام کا بروایت سر الشہادتین چھپن برس پانچ مہینے پانچ دن کا تھا اور صواعق وغیرہ میں مصرح ہے کہ جب امام عالی مقام کی شہادت ہوئی آسمان سے خون برسا اور دیواریں رنگین ہو گئیں جیسے کسیم سے رنگین ہوں اور آسمان سیاہ ہو گیا اور سورج گہن اور دن کو ستارے جھلملاتے نظر آئے اور پتھر اٹھایا اس کے نیچے تازہ خون پایا۔ اور یہ حال ہوا کہ لوگوں نے جانا کہ قیامت آئی

اور چھ مہینے تک آفاق عالم میں شفق کی سرخی رہی اور ایک ونٹی لشکر اعدا میں ذبح ہوئی۔ اس کے منہ میں آگ نکلتی تھی اور جب کی خون کا لوتھڑا ہو گیا اور سوا اس کے بہت آثار غضب الہی کے ظاہر ہوئے اور جناب کے مرثیے پڑھتے تھے انہیں سے ایک یہ تھا اشعار۔ مسح الرسول جبینہ ٭ فلہ بریق فی الخدود ٭ ابواہ من علیا قریش ٭ وجدہ خیر الجدود ٭ مسیح کی پیغمبر نے پیشانی اس کی پس چمک دمک تھی اس کے رخساروں پر ماں باپ اس کے بزرگ قریش کے ہیں اور نانا اس کے بہتر ناناؤں سے ہیں اور بعضے جنات یہ پڑھتے تھے۔ اشعار۔ الا یا عین فاحتفلی بجہد ٭ ومن یبکی علی الشہداء بعدی ٭ علی رھط تقودھم المنایا ٭ الی متجبر فی ملک عبد اور بعضے جن یہ پڑھتے تھے شعر اقتلوا حسینا جہلہ ٭ اور اس واقعہ ہائلہ کی خبر اول سے جناب خیر البشر کو وحی آئی سے دریافت ہو گئی تھی اور آپ نے بالاجمال بارہا ارشاد فرمایا تھا۔ چنانچہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جبریل نے مجھ سے کہا۔ کہ میرا بیٹا حسینؑ مارا گیا و مارا جائیگا، طائف کی سرزمین میں یعنی کربلا میں اور وہاں کی مٹی میرے پاس لائے کہ یہ خوابگاہ اس کی ہوگی اور انسؓ سے روائیت ہے کہ مینہ کا فرشتہ حضرت ام سلمہ کے گھر میں پیغمبر خدا کی زیارت کو آیا اتنے میں جناب حسینؓ آئے اور حضرت کے اوپر کودنے لگے اور آپ ان کے بوسے لینے لگے۔ تب اس فرشتے نے کہا آپ انکو پیار کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کی کہ ان کا مدفن ہوگا۔ ام سلمہؓ نے اسے باندھ رکھا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ ہم اسے کربلا کہتے اور ام سلمہؓ کی روائیت میں ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا تھا کہ جب یہ مٹی خون ہو جاوے تو جانیو کہ میرا بیٹا مارا گیا پھر میں نے اسے شیشہ میں رکھ چھوڑا اور یہ روائیت طرق کثیرہ سے متحد المعنی آئی ہے اور یحیی حضرمی سے روائیت ہے کہ جناب امیر المومنین علی مرتضٰے کے ہمراہ سفر صفین میں تھا جب نینوی کے مقابل پہنچے فرمایا ٹھہر اے ابا عبد اللہ کے کنارے میں نے عرض کی یہ کیا ارشاد ہوا فرمایا پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جبرائیل نے مجھ سے کہا کہ حسینؑ شہید ہوگا۔ فرات کے کنارے اور دکھائی مجھے پھر وہاں کی مٹی اور اصبغ بن بنانہ سے روائیت ہے کہ ہم جناب امیر المومنین علی مرتضٰے کے ساتھ موضع قبر جناب امام علیہ السلام پر پہنچے۔ آپ نے فرمایا یہ شہیدوں کے اونٹ بندھنے کا اور ان کے کجاوے رکھنے اور خون بہنے کا مقام ہوگا۔ ایک گروہ آل محمد سے مارے جائیں گے اس مقام روا ہے گا۔ ان پہ

آسمان اور زمین اور محمد بن عمرو بن حسین علیہم السلام سے روائیت ہے کہ جناب امام حسینؑ کے ساتھ کربلا کی دو نہروں پر تھا کہ آپ نے شمر ذی الجوشن کو دیکھا اور فرمایا کہ اللہ و پیغمبر اس کے سچے ہیں پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں ابلق کتے کو منہ ڈالتا ہے۔ میرے اہل بیت کے خون میں کلام اس جہت سے فرمایا کہ شمر کے بدن میں سفید داغ تھے اور ابن عباس سے روائیت ہے کہ ایک دن دوپہر کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ بال بکھرے غبار آلود اور ہاتھ میں ایک شیشہ خون سے بھرا میں نے پوچھا یہ کیا۔ فرمایا حسینؑ اور ان کے اصحابوں کا لہو ہے۔ آج اب تک اسے اٹھا رہا ہوں۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ میں نے وہ وقت یاد رکھا پھر معلوم ہوا۔ کہ اسی روز جناب حسین علیہ السلام شہید ہوئے تھے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے پیغمبر خدا کو وحی بھیجی کہ میں نے یحییٰ زکریا علیہ السلام کے خون کے عوض میں ستر ہزار کو مارا۔ اور تیرے نواسے کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار اور ماروں گا اور سہال بن عمرو سے روائیت ہے کہ میں دمشق میں تھا جب سر مبارک جناب امام حسینؓ کا گیا۔ اور ایک شخص سورۃ کہف پڑھتا تھا۔ جب جب اس آئیت پر پہنچا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ط۔ تب اللہ تعالیٰ نے سر اطہر قتل کرنا دراپی قتیلؓ نے کہا ہے کہ جب حضرت امام حسین شہید ہوئے اور سر کاٹ کر لوگ شام کو چلے پہلی منزل میں بیٹھ کر نبیذ پینے لگے اتنے میں غیب سے ایک لوہے کا قلم ظاہر ہوا۔ اور خون سے یہ شعر لکھا ہے ؎

اَتَرْجُوْ اُمَّةٌ۔ قَتَلَتْ حُسَيْنًا شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْجَزَاءِ

یعنی آیا امید رکھتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے امام حسین کو قتل کیا۔ شفاعت ان کے نانا کی روز قیامت کو اور شواہد النبوۃ میں لکھا ہے۔ صحیح اور ثابت ہوا ہے۔ کہ

؎ خبردار اے آنکھ رو جتنا ہو سکے۔ وہ کون رو دے گا۔ شہیدوں پر بعد میرے اور ادپر ان لوگوں کے کھینچ لیے جاتی ہے انہیں موت طرف جابر کے عہد سلطنت میں

؎ خبر شہادت دیتا ہوں حسینؑ کی رو کر اٹھے حسینؑ صبر کے پہاڑ۔

جناب امام حسین کے قاتلین سے کوئی نہیں بچا- کہ موت سے گرفتار بلا نہیں ہوا- اور صواعق میں زہری سے روایت ہے- کہ جتنے اس خون ناحق میں شریک تھے گرفتار عذاب ہوئے یا قتل ہوئے یا اوندھے ہو گئے- یا منہ کالا ہو گیا- یا حکومت اور سلطنت ان کی تھوڑے دنوں میں خاک میں ملی ؛

ذکر اولاد کرام عالی مقام امام حسین علیہ التحیۃ والسلام کا

اکثر علمائے اخبار لکھتے کہ جناب امام حسین کی چھ اولاد تھیں- چار بیٹیاں اور دو بیٹے اور خواجہ محمد- پارسا نے اپنی تحقیقات میں اسی کو اختیار کیا ہے- اور یہ ثابت ہوا ہے- کہ آپ کے صاحبزادوں میں تین کا نام علی تھا پہلے صاحبزادے سب سے بڑے جناب امام زین العابدین علی بن الحسین تھے- کہ ان کو بعضے اکبر علی اور علی اوسط اور اکثر علی اصغر لکھتے اور والدہ ان کی شہر بانو یزدجرد بن شہریار بادشاہ ایران کی بیٹی تھی اسماء الرجال مشکوٰۃ میں لکھا ہے- کہ ولادت آپ کی بقول اصح سنہ اڑتالیس ہجری میں واقع ہوئی اور معرکہ کربلا میں بیماری کے سبب جہاد سے معذور رہے- اور تمام اہل بیت کے ساتھ اسیر ہوئے- روضۃ الصفاء میں لکھا ہے- کہ شمر لعین نے چاہا تھا- کہ آپ کو شہید کرے لیکن ابن سعد کی منت اور ملامت سے اور حمید بن مسلم کی فہمایش سے باز رہا- آپ جناب امام حسین کے خلیفہ اور حامل اسرار اور ائمہ اہل بیت سے چوتھے امام تھے اور نسل جناب امام حسین کی فقط آپ ہی کی اولاد سے باقی رہی دوسرے علی اکبر کہ بعضے انہیں علی اوسط جانتے ہیں اور ہمشکل جناب سید المرسلین تھے- اٹھارہ برس کا سن تھا- کہ معرکہ کربلا میں کمال شجاعت سے جہاد فرمایا اور بہت اشقیا کو تہ تیغ کیا- آخر شہید ہوئے والدہ ان کی لیلے دختر ابی مرۃ قبیلہ ثقیف سے تھیں- تیسرے حضرت عبد اللہ کہ علی اصغر مشہور ہیں شیر خوار تھے- والدہ ان کی رباب امرالقیس بن علی قبیلہ سعد سے تھیں وہ معرکہ کربلا میں پیاس سے تڑپتے تھے- جناب سید الشہداء باہر لائے- اور اشقیا کو ان کا حال دکھایا- کہ شاید رحم کریں- اور پانی دیں- ایک لعین نے تیر مارا اور گلے کے پار ہو گیا- آپ پیکان حلق میں پہنچتے ہی زلال موت نوش کیا- چوتھے حضرت جعفر کہ ان کی ماں قبیلہ

قضا سے تھیں چار برس کا سن تھا۔ کہ جناب امام حسین کی حیات میں وفات پائی۔ اور صاحبزادیوں میں آپ کی بڑی صاحبزادی کا نام فاطمہ تھا۔ والدہ ان کی اسحاق طلحہ بن عبید اللہ تمیمی کی بیٹی تھی۔ کہ عشرۂ مبشرہ سے ہیں۔ جناب امام نے ان کی شادی حضرت حسن مثنیٰ جناب امام حسن کے صاحبزادے سے کی تھی۔ چنانچہ امام حسن کی اولاد کے ذکر میں مذکور ہوا۔ اور چھوٹی صاحبزادی کا نام حضرت سکینہ تھا۔ اور رباب کی بیٹی اور حضرت عبد اللہ شہید کی حقیقی بہن تھیں جناب امام ان سے اور ان کی والدہ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ان کا مصعب بن زبیر سے بیاہ ہوا۔ نہایت جمیلہ فصیحہ بلیغہ تھیں۔ جب مصعب کو کوفیوں نے شہید کیا۔ حضرت سکینہ کوفے کو گئیں۔ اہل کوفہ استقبال کو نکلے۔ انہوں نے فرمایا بُرا ہو تمہارا اے کوفے والو تم نے مجھے بچپن میں یتیم کیا۔ اور جوانی میں بیوہ کر دیا۔ تاریخ ابن خلقان میں لکھا ہے۔ وفات ان کی مدینے میں پنج شنبہ کو پانچویں تاریخ ربیع الاول کی سنہ ۱۱۷ھ ہجری میں واقع ہوئی اور اسماء الرجال مشکوٰۃ میں و ذخائر العقبیٰ سے لکھا ہے۔ کہ امام حسین کی نو اولاد تھیں۔ چھ بیٹے اور بیٹیاں اور منازل اثنا عشرہ میں تفصیل ان بیٹوں کی مذکور ہے۔ حضرت علی اوسط رض مشہور بہ جناب امام زین العابدین اور حضرت علی اصغر اور حضرت عبد اللہ اور حضرت جعفر رض اور حضرت محمد اور تاریخ معالم سے نقل کیا ہے۔ کہ بعضوں نے محمد کے عوض عمر رض ذکر کیا ہے۔ اور اس قول سے معلوم ہوتا ہے۔ اور علی اصغر اور ہی صاحبزادے تھے۔ اور عبد اللہ رض شہید معرکہ کربلا اور ہی تھے اور عمر بن حسین کا ذکر اخبار الاخوان وغیرہ میں سید شریف مرتضیٰ سے یوں نقل کیا ہے۔ کہ ان کا سن تقریباً گیارہ برس کا تھا۔ جب دمشق میں گئے۔ ایک روز یزید نے ان سے کہا کہ میرے بیٹے خالد سے کہ تمہارا ہم سن ہے کشتی لڑیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ کشتی نہ لڑوں گا۔ لیکن ایک چھری مجھے دے اور ایک اسے پھر دیکھ کہ کیسا لڑتا ہوں۔ یزید پلید نے یہ شعر پڑھا

ثلشةٌ اعرفها من اخزم

هل یولدُ الجنة الّا الحیّة

خصلت اور جبلت ہے کہ پہچانتا ہوں میں اخزم سے نہیں پیدا ہوتا۔ سانپ سے مگر سانپ اور قول ثانی پر تیسری صاحبزادی جناب امام کی رقیہ تھیں۔ اور بعضے فاطمہ صغریٰ کہتے ہیں۔ اور بعضوں نے لکھا ہے۔ کہ رقیہ نے شام میں اپنے پدر بزرگوار کو خواب میں دیکھا

اسی شب کے دن کو ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

ذکر حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت

امام ابو حنیفہ عابد اور زاہد اور عارف اور خائف تھے۔ ریاضت و مجاہدہ خلوت و مشاہدہ ان کا خارج از بیان ہے۔ احوال عبادت کا تو یہ ہے۔ کہ حماد بن ابی سلیمان کہتے ہیں۔ کہ تمام رات عبادت میں صرف کرتے تھے۔ روایت ہے کہ اول نصف شب جاگتے تھے۔ ایک روز راہ میں تشریف لے جاتے تھے۔ ایک آدمی نے کہا۔ کہ یہ شخص تمام رات عبادت کرتا ہے۔ بعد اس کے تمام رات عبادت کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ میں اللہ تعالے سے شرماتا ہوں کہ لوگ میری توصیف کریں۔ جو مجھ میں نہ ہو۔ اور احوال زہد کا یہ تھا۔ کہ روایت ہے۔ ربیع بن عاصم سے کہ بلایا میرے سو پینے لگے۔ ابو حنیفہ نے انکار کیا۔ اس نے بیس چابک مارے پس نظر کرو کہ کس طرح ولایت سے بھاگے اور عذاب کے متحمل ہوئے۔ چند اصحاب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ نے دیکھا ہے۔ چنانچہ انس بن مالک و جابر بن عبد اللہ اوئی کو وائلہ بن اشیح سے نقل ہے۔ کہ عبد اللہ بن مبارک کے روبرو کسی کے ابو حنیفہ کو بدی یاد کیا۔ ابن مبارک نے کہا۔ کہ تم ذکر کرتے ہو ایسے شخص کا کہ تمام دنیا اس کی طرف متوجہ ہے۔ اور وہ دنیا سے بھاگتا ہے۔ کہ امام ابو حنیفہ جب روضۂ مقدس مطہر پر جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے حاضر ہوئے۔ السلام علیک یا سید المرسلین کہا۔ جواب سے مشرف ہوئے۔ وعلیک السلام یا امام المسلمین۔ محمد بن شجاع سے روایت ہے۔ کہ امیر المومنین ابو جعفر عباسی نے دس ہزار درہم ابو حنیفہ کے پاس بھیجے ان کو لے کر اپنے بیٹے سے کہا۔ کہ ان درہموں کو رکھ چھوڑو۔ جب میں مر جاؤں تو روپیہ پھر دیجیو۔ اور کہو کہ یہ تمہاری ودیعت ہے۔ جو امام ابو حنیفہ کے پاس چھوڑ دی تھی۔ روایت ہے کہ ان کو خلیفہ نے ولایت قضا دینے کے واسطے بلایا۔ فرمایا۔ کہ میں لائق قضا کے نہیں ہوں۔ پوچھا کس واسطے کہا۔ یہ بات میری اگر سچی۔ تو میں قضا کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور سچ نہیں تو جھوٹا بھی قاضی ہونے کے لائق نہیں ہے۔ شریک نخعی سے روایت ہے۔ کہ ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کو کثیر السکوت تھے۔ بہت کم سخن تھے اور دائم شکر تھے ۔

ذکر حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ کی فضیلت کا

ذکر عبادت ان کی کا یہ تھا۔ کہ رات کو تین حصے کئے تھے۔ ایک ثلث میں علم کی تکرار رہتی تھی۔ اور ایک ثلث میں نماز پڑھتے تھے۔ اور ایک ثلث میں آرام کرتے تھے ربیع سے روایت ہے۔ کہ حضرت امام شافعی رمضان میں سات قرآن ختم کرتے تھے یہ سب نماز میں پڑھتے تھے۔ حسین کرابی سے روایت ہے۔ کہ میں کئی رات امام شافعی کے ساتھ رہا۔ بقدر ثلث شب کے نماز پڑھتے تھے۔ پچاس آئتیں کبھی سو آئتیں پڑھتے تھے۔ جب پڑھتے آیات رحمت کو تو سوال کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے رحمت کا واسطے اپنے اور سب مسلمانوں کے۔ اور جب گذرتے تھے۔ آیات عذاب پر تو نجات چاہتے تھے۔ واسطے اپنے اور جمیع مومنین کے گویا رجاء اور خوف ان کی ذات شریف میں جمع تھا اور فرمایا ہے۔ امام شافعی نے کہ دس برس کی عمر سے میں نے سیر ہو کر نہیں کھایا۔ اس واسطے کہ میرے بدن کو ثقل کرتی ہے۔ اور دل کو سخت کرتی ہے۔ اور سمجھ بوجھ کو زائل کرتی ہے۔ اور نیند کو بڑھاتی ہے اور عبادت سے باز رکھتی ہے۔ پس غور کیا جائے۔ سیری کی آفتوں کو حکومت بیان کرتے ہیں۔ اور کوشش عبادت میں کہ جس کے واسطے سیری کو چھوڑا۔ اور سر بندگی کا طعام ثقیل ہے۔ اور فرمایا۔ امام شافعی نے کہ نہیں قسم کھائی میں نے کبھی نہ سچی نہ جھوٹی پس نظر کرنا چاہیئے۔ طرف حرمت اور توقیر کرنے ان کے نام خدا کے تئیں اور یہ دلیل ہے۔ اوپر کمال ان کے جلال الٰہی پر کسی نے سوال کیا۔ حضرت امام شافعی سے ایک مسئلے کا۔ پس سکوت کیا۔ آپ نے اس شخص نے پوچھا۔ کس واسطے جواب نہیں فرماتے کہا۔ کہ میں سوچتا ہوں۔ کہ فضیلت میری سکوت میں ہے۔ یا جواب میں اس بات پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ کس درجہ محافظت میری کرتے تھے۔ اور کلام اور سکوت ان کا نہ تھا۔ مگر واسطے حاصل کرنے فضیلت کے اور طلب ثواب کے امام شافعے سے روایت ہے۔ کہ ایک حکیم نے دوسرے حکیم کو لکھا۔ کہ جب تجھ کو علم ملا۔ تو مت آلودہ کر اس کو گناہوں کی ظلمت سے نہیں تو باقی رہے گا۔ بلپصراط کی تاریکی میں حیرت سے اہل علم اپنے علم کے نور سے گذر جائیں گے۔ عنترت سے فرمایا ہے۔ امام شافعی نے جو کوئی دعوی حب دنیا اور حب خالق کا ایک دل میں رکھے۔ وہ جھوٹا ہے

حمید سے روایت ہے۔ کہ امام شافعی نے بعضے والیان ملک کے ساتھ یمن کی طرف بہ یمن و برکت حرکت کی تھی۔ وہاں سے دس ہزار درم لیکر مکے میں تشریف لاتے تھے۔ اور مکے سے باہر خیمہ استادہ کیا۔ شام تک وہ سب درہم دے کر مجروحان افلاس کے قلوب کا مرہم کیا۔ ایک بار آپ حمام میں تشریف لے گئے۔ حمامی کو مال کثیر دے کر تشریف لے گئے۔ ایک روز بر سواری آپ کے ہاتھ سے چابک زمین پر گر پڑا ایک شخص نے فوراً اٹھا کر آپ کو دیا۔ اس کو پچاس دینار کا انعام کیا سخاوت ان کی بیان سے باہر ہے۔ یہ سخاوت ان کی زہد پر دلیل ظاہر ہے۔ اس واسطے کہ محبت دنیا امساک کرتا ہے۔ اور زاہد پاکباز دنیا کی تفریق سے اپنے دل کو پاک کرتا ہے جس کی نظروں میں دنیا حقیر ہے۔ وہی فی الحقیقت زاہد کبیر ہے۔ اور شدت خوف خدا اس درجے پڑھی کہ سفیان بن عنیہ سے ایک روز حدیث خوف کی پڑھی حضرت امام شافعی کو غش آیا۔ لوگوں نے سفیان سے عرض کی کہ اس حدیث نے محمد بن ادریس کی جان قبض کی۔ فرمایا اگر سچ ہے۔ تو افضل زمانہ میرا ہے۔ عبداللہ بن محمد سے روایت ہے کہ میں بغداد میں نہر کے کنارے وضو کرتا تھا۔ امام شافعی عراق سے آئے اور فرمایا کہ اے غلام نیک۔ کر وضو اپنا نیکی کرے گا۔ اللہ ساتھ تیرے دنیا و عقبےٰ میں۔ میں جلد وضو کر کے آپ کے پیچھے گیا۔ تب انہوں نے ملتفت ہو کر فرمایا۔ آیا کچھ حاجت ہے۔ میں نے عرض کی۔ کہ سکھا تو مجھ کو علم جو اللہ نے تجھ کو سکھایا ہے۔ فرمایا جان تو جو کوئی سچ بولے گا۔ سخاوت پاوے گا۔ جو اپنے دین پر ڈرے گا۔ وہ ہلاکت سے سلامت رہے گا۔ اور جس میں تین خصلتیں ہوں گی تو اس کا دین کامل ہے۔ ایک جو دوسرے کو امر نیک بتاوے۔ اور آپ بھی عمل کرے۔ دوسرے سے کار بد سے منع کرے اور آپ بھی باز رہے۔ تیسرے حدود اللہ کی حفاظت کرے۔ یعنے جو اللہ نے حدیں شرع کی باندھی ہیں۔ ان سے تجاوز نہ کرے اور جو دنیا سے زاہد اور عاقبت میں راغب رہا۔ اور اللہ سے سچا رہا۔ وہ سخاوت پاوے گا۔ کسی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ کہ ریا کیا ہے فرمایا ایک ریا ایک فتنہ ہے کہ ہوائے نفسانی نے علماء کے دلوں پر اور آنکھوں پر گرہ باندھی ہے۔ اور نفس کی بدی سے اس کا خیال کرتے ہیں۔ اس واسطے اپنے اعمال کا ابطال کرتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ جو شخص اپنے تئیں نگاہ رکھے اس کو علم نفع نہ دے گا۔ اور کوئی علم میں اللہ کی اطاعت کرے گا۔ اس پر اسلوا آگہی

لطیں گے۔ اور امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ سب احوال لکھکر فرمایا۔ کہ خلوص نیت امام شافعی کی اور بے ریائی ان کی اس درجے پر تھی۔ کہ فرماتے تھے۔ کہ میں دوست رکھتا ہوں۔ کہ لوگ میرے علم سے منتفع ہوں۔ اور میری طرف وہ علم منسوب نہ ہو۔ پس غور کیا جائے کہ آفت عالم اور طلب شہرت اور اسم سے اس وجہ پر نفرت تھی۔ کہ سوائے وجہ اللہ کے دوسری طرف التفات نہ تھا۔ اور اسی قسم کی روایت ہے۔ کہ امام شافعی نے فرمایا نہیں کی۔ میں نے تکرار علم اور کسی سے مگر چاہتا تھا۔ میں یہ بات کہ اس سے خطا نہ ہو۔ اور توفیق راست اس کو خدا دیوے۔ اور چاہتا تھا کہ حق ظاہر ہو۔ خواہ میری زبان سے خواہ ثانی کی زبان سے اور جو شخص کہ بروقت مناظرے کے سخن حق مجھ سے قبول کرتا تھا۔ تو اس کی ہیبت میرے دل میں آتی تھی۔ اور میں اُس کا معتقد ہوتا تھا۔ امام احمد حنبل کو تین لاکھ احادیث حافظ تھیں۔ باوجود اس فضائل کے پھر امام شافعی کے شاگرد تھے۔

ذکر حضرت امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی فضیلت کا

تذکرۃ الاولیا میں مذکور ہے۔ کہ بشیر حافی کہتے ہیں۔ کہ احمد بن حنبل میں ایسی خصلت ہے۔ کہ مجھ میں نہیں۔ کہ وجہ الحلال کھاتا ہے۔ اور عیال کو بھی کھلاتا ہے۔ سری سقطی رح سے مروی ہے۔ کہ معتزلہ نے حاکم کوفہ کو ورغلا کر امام احمد کو پکڑوا کر منگایا۔ تا ان سے قرآن کو مخلوق کہلا دیں۔ امام موصوف کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ہزار تازیانے مارے تا قرآن شریف کو مخلوق کہیں۔ فرمایا قرآن مخلوق نہیں ہے۔ میں نے کیسے مخلوق کہوں۔ اسی حالت میں ازار بند آپ کھل گیا۔ ہاتھ تو بندھے تھے۔ مگر غیب سے ایک ہاتھ پیدا ہوا۔ اور آزار بند باندھ دیا۔ جب یہ حال کرامت دیکھا۔ آپ کو چھوڑ دیا۔ کہتے ہیں۔ کہ اسی صدمے سے وفات پائی۔

نقل ہے۔ کہ حضرت امام احمد حنبل کسی شہر میں وضو کرتے تھے۔

دوسرا شخص اس سے اوپر وضو کرتا تھا۔ اس شخص نے جی میں کہا شاید احمد حنبل
کو یہاں میرے وضو کرنے سے کراہت آوے اس لئے اُٹھ کر امام احمد حنبل
کے زیر دست وضو کیا۔ جب وہ مر گیا۔ کسی نے خواب میں اُسے دیکھکر
پوچھا۔ کہ اللہ تعالٰے نے تجھ سے کیا سلوک کیا۔ اس نے کہا۔ اے یار کوئی
سبب میری نجات کا نہ تھا۔ یہی ایک روز احمد حنبل کی حرکت و دفع کراہیت کے باعث
زیر دست بیٹھکر وضو کیا تھا۔ وہی سبب دستگاری کا ہُوا۔ کہتے ہیں۔ کہ آپ
بغداد میں رہتے تھے۔ مگر روٹی بغداد کی کبھی نہ کھائی۔ اس واسطے کہ
بغداد کو امیرالمؤمنین حضرت عمر نے غازیوں کے واسطے وقف کیا تھا۔
موصل سے روٹی منگواکر کھاتے تھے۔ بیٹا ان کا صالح نام ایک سال
اصفہان میں قاضی تھا۔ زہد و صلاح آراستہ دبہ تقوٰے و فلاح پیراستہ
صایم الدہر قایم اللیل تھا۔ ایک دن اپنے سامنے روٹی رکھی ہوئی دیکھ کر امام
احمد حنبل نے فرمایا۔ کہ آج کی روٹی روز جیسی نہیں کیا سبب ہے۔ کہ اس کی وضع
بدلی ہے۔ خادم نے کہا۔ کہ آج کا خمیرہ آپ کے فرزند صالح کے گھر سے لائے تھے
فرمایا۔ وہ قاضی تھا۔ اس کے یہاں کا خمیر میں نہ کھاؤں گا۔ اس روٹی کو دروازے
پر رکھو۔ سائل جو آوے۔ اس سے کہدو۔ کہ آٹا احمد کے گھر کا اور خمیر صالح کے
گھر کا ہے۔ اگر چاہو تو لو۔ کہتے ہیں کہ چالیس دن تک وہ روٹی دھری رہی کسی
محتاج نے نہ لی۔ آخرالامر وہ روٹی دریا میں ڈال دی امام احمد حنبل نے پوچھا
کہ وہ روٹی کیا ہوئی۔ عرض کیا۔ دریا میں ڈال دی امام احمد حنبل نے جب سے
مچھلی اس دریا کی نہ کھائی منقول ہے۔ کہ آپ سے جو کوئی بلا۔ معاملات کا پوچھتا تھا۔ جواب
دیتے تھے۔ اور اگر مسئلہ حقایق کا پوچھتا بشر حافی کو حوالہ دیتے۔ کسی نے پوچھا۔
کہ رضا کے کیا معنی ہیں۔ جواب دیا۔ کہ آپنے سب کام خدا کو سونپنا۔ پھر پوچھا محبت کے کیا
معنے ہیں۔ فرمایا کہ بشیر حافی سے پوچھ پھر پوچھا کہ زہد کسے کہتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ زہد کی
تین قسمیں ہیں۔ ایک تو حرام کا ترک کرنا اور یہ زہد عوام ہے۔ دوسرا زیادتی
حلال کی ترک کرنا۔ اور یہ زہد خاص ہے تیسرا اس چیز کا ترک کرنا جو خدا سے جدا کرے
اور یہ زہد عارفاں ہے۔ جب امام حنبل قریب وفات کے پہنچے اسی زخم سے
کہ ذکر ہوا۔ تب کچھ ہاتھ سے اشارے کر کے فرمایا کرتے تھے۔ ابھی نہیں
آپ کے فرزند نے پوچھا۔ کہ اس وقت آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔ کہا کہ

میرے سامنے شیطان کھڑا ہے۔ اور ہاتھ مل مل کے افسوس کناں کہتا ہے۔ کہ اے احمد تو اپنا ایمان میرے ہاتھ سے لے گیا۔ تو میں اسے جواب دیتا ہوں۔ کہ ابھی نہیں ابھی تو چند انفاس باقی ہیں۔ اے فرزند ابھی فریب شیطان اور سلب ایمان سے بہت نڈر نہیں ہوں۔ کہتے ہیں۔ کہ جب آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کے جنازے پر ہزار ہا بندے آکر کرتے لگے اور بیتا بیان دکھانے لگے یہ حالت دیکھ کر چالیس ہزار گبرو ترسا و یہود مسلمان ہوئے اور زناریں توڑ ڈالیں اور اور پکار پکار کر بولے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ محمد بن خزیمہ نے امام احمد حنبل کو بعد وفات کے خواب میں دیکھا۔ پوچھا یا امام اللہ تعالےٰ سے تمہارا معاملہ کیسا بنا۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے افضال عمیم و الطاف قدیم سے مجھے بخش دیا۔ اور تاج کرامت کا میرے سر پر رکھا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ اسی کا بدلہ ہے۔ جو تو نے میرے کلام کو مخلوق نہ کہا۔ امام احمد حنبل کے مذہب کے لوگ کم تھے۔ لیکن ان کے ورع اور زہد کے احوال مشہور ہیں۔ اور کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم ان کی خوبی اور کمال سے بھری ہے اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ان لوگوں کی پیروی کی توفیق دیوے۔ آمین ❁

ذکر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت کا

یہ علم کی تعظیم میں نہایت مبالغہ کرتے اور جب حدیث پڑھانے کو بیٹھے تھے تو وضو کر کے خوشبو لگا کر کمال وقار سے اور ہیئت سے بیٹھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میں دوست رکھتا ہوں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی تعظیم کروں۔ اور فرماتے تھے۔ کہ علم ایک نور ہے۔ کہ رکھتا ہے۔ اللہ جہاں چاہتا ہے۔ اور انصاف ان کا مسائل میں ایسا تھا۔ کہ امام شافعی سے روایت ہے۔ کہ میں امام مالک کے پاس حاضر تھا۔ کہ کسی نے اٹھائیس مسئلے پوچھے۔ بتیس مسئلوں میں فرمایا ہے۔ لا ادری۔ جس شخص کو للہیت نہیں ہوتی۔ اس کا نفس کب قبول کرتا ہے جو اقرار کرے۔ میں نہیں جانتا اس واسطے فرمایا۔ امام شافعی نے کہ جس وقت ذکر کیا جائے۔ علما کا پس امام مالک نجم ہیں اور نہیں ہے۔ کسی کا احسان مجھ پر زیادہ امام مالک سے اور زہد ان کا ایسا

ورجے پر تھا۔ امیر المومنین مہدی نے ان سے پوچھا کہ تمہارا گھر ہے۔ فرمایا نہیں
ہے۔ لیکن میں نے ربیع بن ابی عبدالرحمن سے سنا ہے۔ کہ فرماتے تھے۔ نسبت آدمی
کی گھر اس کا ہے ہارون رشید نے پوچھا کہ تمہارا گھر اپنا ہے فرمایا نہیں۔ بس ہزار
دینار دیئے اور فرمایا کہ ان سے گھر خریدو امام مالک نے وہ دینار خرچ نہ کیئے۔ ویسے
ہی رکھ لیئے۔ جب ہارون رشید نے ارادہ مدینے سے چلنے کا۔ تب امام مالک سے
کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو۔ میں لوگوں کو تمہاری موطا پر عمل کراؤں گا جیسا حضرت نے
اپنے حج کیئے قرآن پر لوگوں کو عمل کروایا اور دوسرے موقوف کیے کہا۔ کہ موطا پر
عمل کروانے کی تو کوئی سبیل نہیں ہے۔ اس واسطے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
وسلم کے ملکوں میں متفرق ہوئے ہیں اور حدیثیں پہنچائی ہیں اور اہل شہر کے
پاس علم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ بہتر ہے۔ واسطے
لوگوں کے اگر جانے اور مدینہ آدمی کی خبث کو ایسا نکالتا ہے۔ جیسے بھٹی میں لوہے
کا میل اترتا ہے اور وہ جو آپ کے دینار ہیں سو حاضر ہیں۔ اگر مزاج چاہے تو لے جاؤ
یا چھوڑ جاؤ یعنی تو مدینے کی مفارقت کی تکلیف دیتا ہے بسبب اس مال کے اور
مدینۃ الرسول پر کسی چیز کو اختیار نہ کروں گا۔ روایت ہے۔ کہ جب ان کا علم دنیا منتشر
ہوا۔ تو ہر طرف سے مال کثیر لوگ بھیجتے تھے اور امام مالک سب چیزوں کو موجود
خیر میں صرف کرتے تھے اور امام مالک فرماتے تھے کہ نہ ہونا مال کا زہد نہیں
ہے۔ زہد فارغ کرنا قلب کا ہے۔ محبت مال سے اس واسطے کہ حضرت سلیمان
باوجود اس سلطنت ہفت اقلیم کے زاہد تھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
سے نقل ہے۔ کہ میں نے دروازے پر امام مالک کے خراسان کے بچھڑے اور مصر کے خچر دیکھے
کہ ان سے بہتر کہیں نہ دیکھے تھے۔ میں نے امام مالک سے کہا کہ کیا خوب ہیں یہ امام مالک
نے کہا کہ سب میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے میں نے کہا کہ اپنی سواری کے واسطے
رکھ لو فرمایا کہ میں شرماتا ہوں خدا سے کہ پامال کروں سموں والے سے اس خاک کو کہ قدم
مبارک رسول صلعم کا اس پر پڑا نقل ہے کہ ایک روز ہارون رشید نے کہا۔ کہ
تم ہمارے یہاں آیا کرو۔ جو ہمارے لڑکے تم سے موطا پڑھیں۔ امام مالک نے کہا۔
اے اللہ امیر یہ علم تمہارے گھر سے نکلا ہے۔ پس اگر تم عزت دو گے۔ تو عزیز
ہو گا اگر تم ذلت دو گے تو ذلیل ہو گا۔ اور علم آپ کسی کے پاس نہیں جاتا علم کے پاس سب آتے ہیں ہارون الرشید یہ سن کے چپ ہو

تمت باالخیر

ریڈیو گائیڈ باتصویر

یہ کتاب ایک امریکی ریڈیو انجینیر شیخ نور احمد انصاری کی تصنیف ہے جسمیں دقیق فنی فارمولوں اور ریاضی کے سوالات کو قطعی طور پر نظر انداز کرتے ہوئے ایک نو آموز انسان کو ریڈیائی حکمتوں سے مکمل طور پر آگاہ کر دیا گیا ہے اے سی اور ڈی سی کرنٹ کے فراق ایک والو اور متحدہ والو والو لیبونگ سیٹوں پر مفصل بحث کے علاوہ اسمیں یہ بھی بیان کیا گیا ہو کہ ریڈیو سیٹ اور لاؤڈ سپیکر کیسے بنائے جاتے ہیں؟ اسکے علاوہ متعدد تصاویر و دیگر [illegible] ب کی نہ صرف افادی حیثیت کو بڑھا دیا گیا ہے. بلکہ اسے عام [illegible] بنا دیا گیا ہے. کتاب عمدہ قیمت پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک

جدید موٹر کار گائیڈ مع موٹر سائیکل گائیڈ باتصویر

سیکھئے بلا تغیر استاد کے موٹر ڈرائیوری [illegible] ائیے ہم نے بڑی محنت اور زر کثیر صرف کرکے یہ جدید موٹر گائیڈ حاصل کی ہے یہ کتاب ماہر انجینیر شیخ نور احمد انصاری کی کا [illegible] ں کا ثمرہ ہے. اسمیں موٹر کار کی موجودہ ساخت اس ترقی [illegible] فتہ زمانے کی حالتیں پیٹرول انجن کی حقیقت و ایکسپیو [illegible] ں مکسچر کی ماہیت. بیٹری سسٹم کی خوبیاں اگنیشن کے [illegible] ر نامے بغرض دنیائے موٹر مشینری میں جو اضافے ہو رہے [illegible] ں ان سب کے مکمل نقشے شامل کر دیئے ہیں. جاپان امریکہ [illegible] ، انگلینڈ جرمنی کی تمام موٹر ساز کمپنیوں سے بڑی مشکلات [illegible] جدید جدید تصویریں حاصل کی گئی ہیں. اس پر طرہ یہ کہ مو [illegible] ٹر سائیکل کا گائیڈ بھی ساتھ شامل کر دی گئی ہے جسمیں موٹر [illegible] سائیکل کے تمام انجن شل ویل شیپ ٹی شیپ اور او [illegible] ہیڈ والو کے پچاس سے زیادہ نقشے درج کئے گئے ہیں. جدید موٹر کا [illegible] ئیڈ کیا ہے پورے ماہر انجینیر ہے جسکے صفحات پر آپ کو آرٹ ا [illegible] نکی جھلکیاں نمایاں نظر آئینگی قیمت فی جلد چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک

منگوانے کا پتہ: سیٹھ آدم جی عبداللہ پبلشر [illegible] ئی والے نو لکھا بازار

باتصویر ورکشاپ

یہ کتاب خراد باتصویر کا دوسرا حصہ ہے اس کتاب کے مصنف ایس حمید فانی ہیں اس کی مدد سے کاریگر، ٹھٹھیرے، لوہار، خرادی، ڈرائیور، مکینک اور ٹیکنیکل طلباء استاد بن سکتے ہیں۔ یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے۔ اور موجودہ بے روزگاری کے زمانے میں یہ ایک بے نظیر تحفہ ہے۔ کتابت اور طباعت نہایت عمدہ اور دیدہ زیب قیمت عہ دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک ٭

خراد باتصویر

اس کتاب کے مصنف ماہر امریکی انجینیر ایس حمید فانی کی جامع تصنیف ہے اسمیں خراد کے پرزوں کے نام۔ کام۔ چوڑیاں کاٹنے کے حساب پیمائش کے صحیح طریقے، دھاتوں کی ڈھلائی۔ ڈھالنے کی آمیزش اور دیگر ایسے نسخہ جات درج ہیں۔ جو اپرنٹس۔ فٹر، خرادی۔ مستری اور انجینیروں کے لئے مفید اور کارآمد ہو سکتے ہیں۔ مقبولیت کا یہ عالم کہ کئی بار چھپ چکی ہے۔

ضخامت ۱۷۰ صفحات۔ کتابت عمدہ

قیمت عہ دو روپیہ علاوہ خرچہ محصول ڈاک

منگوانے کا پتہ

سیٹھ آدم جی عبداللہ پبلشرز بمبئی والے نولکھا بازار لاہور ٭

جدید الیکٹریشن گائیڈ باتصویر

اس صدی کے علماء کا فتویٰ ہے کہ اگر بجلی نہ ہوتی تو اس دنیا کی کوئی چیز نہ ہوتی - اور اسمیں کیا شک ہے جبکہ خداوند کریم نے خود قرآن پاک میں اپنی صفت بتاتے ہوئے فرمایا ہے - کہ رب النور السماوات والارض ہمارا ملک جہاں دوسرے موم میں پسماندہ ہے وہاں بجلی کے متعلق ہمارے ہاں کوئی قابل ذکر کتاب موجود نہیں ہے - اس کمی کو پورا کرنے کے لئے الیکٹریشن گائیڈ پیش کی جارہی ہے جسمیں علم برقیات کی ہر باریکی کو نہایت آسان ہی تصویروں کی مدد سے سمجھایا گیا ہے بجلی کس طرح پیدا ہوتی ہے ڈائنمو جنریٹر - آرمیچر اور کوائل کیا چیز ہیں! ان میں کیا نقص پڑ جاتے ہیں - اور انہیں کیسے دور کیا جاتا ہے - وائنڈنگ کے کس سائز کے تار درکار ہوتے ہیں + ان کے متعلق علیحدہ چارٹ پیش کئے گئے ہیں - ہمیں یقین ہے - کہ اردو میں ایسی جامع کتاب آج تک پیش نہیں کی جاسکی - کتابت اور طباعت نہایت عمدہ اور دیدہ زیب - قیمت چار روپے علاوہ خرچ

راہنمائے تعمیرات یعنے بلڈنگ انجنیئر

اس کتاب کے مصنف ماہر بلڈنگ انجنیئرز و مکینیکل انجنیئر چوہدری کریم بخش سندھو ہیں یہ کتاب اپنی وضع کی نئی تصنیف ہے اسمیں فن تعمیرات کے ہر پہلو پر جامع بحث کی گئی ہے رہائشی مکانات، دفاتر، شاہی عمارات پرانے اور جدید تریں ڈیزائن متفرق اخراجات لگانے کا طریق یعنی اسٹی میٹ نقشہ جات اور کئی قسم کی ایسی ہی پیچیدہ باتیں جو سالہا سال کے تجربہ سے بھی حاصل ہونی ناممکن ہیں انہیں آسان سے آسان طریقہ پر نقشہ جات دیکر عام فہم کر دیا گیا ہے یہ کتاب خاص طور پر اوورسیئر کلاس کورس پاس کرانے کی غرض سے تحریر کی گئی ہے اسکے علاوہ ہر اہل فن کو دست راست ہے - قیمت صرف ۵ روپیہ مرتب ملنے کا پتہ سیٹھ آدم جی عبداللہ پبلشرز بمبئی والے نولکھا بازار لاہور

اصلی انگلش ٹیچر کلاں

مصنفہ چوہدری عبدالعزیز ایم اے تقطیع ۲۲×۲۸ صفحات ۲۰۸ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے پبلشرز سیٹھ آدم جی عبداللہ پبلشرز بمبئی والے نولکھا بازار لاہور +

انگلش ٹیچر ہر سال شائع ہوتے رہتے ہیں لیکن زیر نظر کتاب اپنی جامعیت کے لحاظ سے سب پر فوقیت رکھتی ہے اس میں انگریزی گرائمر سے بات چیت اور محاورات و مصالحات تک اس آسانی سے سمجھائے گئے ہیں - کہ سوجھ بوجھ رکھنے والا بھی اچھا خاصا انگریزی دان بن سکتا ہے -

ایک ہزار روپیہ کمالو

اس کتاب کا نام روزگار گائیڈ یعنی مجموعہ ہزاری ہے جس کا سیٹھ ابراہیم خان محمد صالحے والے نے تصنیف کیا ہے - اسمیں موتی امسک کافور - دیسی ولایتی صابن نسخہ جریان - نسخہ جوہان لاگتی - منہ میں آگ جلانا - بوتل میں پھل پلنگ وغیرہ اتارنا - سونے کا درخت جادو کا قلم انگریزی و دیسی سیاہیاں - سفری سوڈا واٹر بنانا مکمل فن گھڑی سازی و فوٹو گرافی - انگریزی - اونی سوتی - ہر قسم کا کپڑا و ریشم وغیرہ رنگنا - مکمل فن شیشہ گری - بال اڑانے کا صابن وپوڈر روغن وغیرہ بنانا - بال عمر بھر پیدا نہ ہونیکے نسخہ جات برقی قیتہ بجلی کے تعویذ - انگوٹھی اور سوئیاں - کاغذ جُھن - لوہے و کپڑے کے ہر قسم کے مٹی و لکڑی کے برتنوں پر روغن کرنا جواہرات بھری ٹوکری - تار برقی - دیاسلائی - ربڑ کا چھاپہ خانہ و مہریں بنانا نمک کا پیالہ طلسمی سانپ بلاٹنگ لال پنسل اور گندھک کا گلاس بنانا - کھانڈ کے کھلونے چوڑیاں تیار کرنا خضاب گلٹ سازی - گھڑی کا وارنش ملمع سازی وغیرہ درج ہیں قیمت دو روپے آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک

رہنمائے فوٹوگرافی با تصویر

مصنف ایم ایچ قریشی فوٹوگرافر۔ کتاب ہذا میں فن فوٹوگرافی کے تمام اصول اور ان پر کاربند ہونے کے صحیح طریقے درج ہیں۔ اس کتاب میں دیئے ہوئے اسباق اس قدر سہل اور مفصل ہیں۔ کہ بالکل نوآموز بھی اس میں دی ہوئی ہدایات پر عمل کرکے کامیاب ہوسکتا ہے۔ فن فوٹوگرافی کے وہ تمام راز مثلاً کیمروں کی ساخت انلارجر کارڈ۔ پلیٹ۔ فلم کی دھلائی پرنٹنگ انلارجنگ فنشنگ یا ڈنگنگ اور ٹوننگ طشت از بام کردیئے ہیں۔ قیمت دو روپے علاوہ محصولڈاک۔

اصلی مکمل مرغی خانہ با تصویر

یورپ اور امریکہ کے لوگ مرغیوں اور انڈوں کی تجارت سے لاکھوں روپے کما رہے ہیں۔ یہ ایسی تجارت ہے جس پر کم سرمایہ لگاکر کثیر منافع حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ہم نے اس موضوع پر ایک مفصل کتاب شایع کی ہے جسمیں مرغی خانہ کے متعلق تمام ضروری معلومات آگئے ہیں۔ اور ان کی مدد سے ایک ناتجربہ کار انسان بھی اعلےٰ درجہ کا مرغی خانہ چلاکر بہت جلد امیر کبیر بن سکتا ہے۔ کتابت اور طباعت نہایت عمدہ و دیدہ زیب قیمت دو روپے علاوہ محصولڈاک۔

تاریخ اسلام

علامہ حضرت صوفی وارثی میرٹھی کی تصنیف ہے اسمیں قبل از اسلام سے لیکر پاکستان تک کے موجود حالات نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں یہ کتاب جنگوں اور فتوحات کے تذکروں تک محدود نہیں۔ بلکہ حکمران خاندانوں کے عروج وزوال کے علاوہ ہر دور کے تمدنی و معاشی حالات کی بھی آئینہ دار ہے۔ عربوں نے مختلف علوم وفنون میں جو ترقی کی۔ اسے وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب تعلیم نصاب کے طور پر سکولوں اور کالجوں میں رائج ہونی چاہیئے۔ مجلد سنہری ڈائی دار کتابت وطباعت عمدہ قیمت صرف پانچ روپے علاوہ محصولڈاک۔

انبیاء علیہم السلام اصحابہ عظام۔ اولیاء کرام اور

دربار نبوی کے سچے فیصلے

یہ کتاب بھی علامہ حضرت صوفی وارثی میرٹھی کی جامع تصنیف ہے۔ جس میں قابل مصنّف نے انبیا علیہم السلام صحابہ عظام اولیاء کرام اور دربار نبوی کے وہ تمام فیصلے جو وقتاً فوقتاً حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے خود صادر فرمائے نہایت موزون انداز میں جمع کردیئے ہیں اس کے مطالعہ سے آپ کو نہ صرف اسلامی معلومات میں اضافہ ہوگا۔ بلکہ آپ ان تمام اسلامی قانونی نکتوں سے روشناس ہوں گے۔ جن کا جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ خود پڑھیئے اور اپنے بچوں کو پڑھایئے کتابت وطباعت عمدہ قیمت دو روپے علاوہ محصولڈاک۔

صابن سازی عطریات وغیرہ قیمت ۸؍ علاوہ محصولڈاک مکمل اردو حساب حاضر قیمت تین روپے علاوہ محصولڈاک۔

سیٹھ آدم جی عبداللہ پبلشرز بمبئی والے نولکھا بازار لاہور

اصلی مکمل سنیاسی جڑی بوٹی

اس کتاب میں قابل مصنف حکیم نور احمد نے طبی اصولوں کے مطابق تمام نشاط انگیز نسخے مثلاً رعشہ سستی نامردی ضعف باہ کو دور کرنے کے لئے مقوی باہ غذائیں ممسک دوائیں حب عزیزی - نایاب مجرب طلا - اور آسان کشتہ جات - ملذذ شاہی معجونیں وغیرہ کے بے شمار مستند ایسے صدری نسخہ جات درج کئے گئے ہیں جن کی تلاش میں عام تو در کنار بڑے بڑے ماہر طبیب بھی آج کل سرگرداں ہیں۔ نسخہ جات نہایت آسان کم قیمت و سہل الحصول ہیں۔ یہ فی الحقیقت نوجوان لوگوں کے لئے خضر راہ اور بوڑھوں کیلئے عصائے پیری ہے اگر آپ اپنی ازدواجی زندگی کو کامیاب اور اپنی طاقت صحت و شباب کو ہمیشہ قائم رکھنا چاہتے ہیں - تو آج ہی اس کتاب کو خرید فرمائیے - قیمت عہ/ ۱۲ علاوہ محصول ڈاک

مکمل جراحی باتصویر

یہ کتاب حکیم نور احمد ثاقب عظیمیہ دواخانہ شہر جہلم کی تصنیف ہے - یہ کتاب طبی دنیا کے لئے ایک نیا شاہکار ہے جسمیں فن جراحی سے شوق رکھنے والے حضرات کے واسطے سیر حاصل بحث کے علاوہ مکمل طریقہ علاج درج ہیں - اور اصول علاج کے ساتھ ساتھ ہر ایک پھوڑے کی سر سے لیکر پاؤں تک مفصل تشریح اور ہر پھوڑے کیلئے خاص الخاص مجرب نسخے جمع کر کے اس خوبی سے قلم بند کئے ہیں - کہ شاید و باید - اس موضوع پر اردو زبان میں آج تک کوئی کتاب اس نوعیت کی شائع نہیں ہوئی - کہ جس سے ڈاکٹر حکیم وید جراح اور سنیاسی یکساں فائدہ اٹھا سکیں کتابت عمدہ - قیمت عہ/ علاوہ محصول ڈاک

تذکرۃ الاولیاء اردو

اس کتاب کے مصنف شیخ فرید الدین صاحب عطار ہیں - یہ کتاب پہلے فارسی میں تھی جس سے ہر شخص فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا - لیکن اب زر کثیر کے صرف کے بعد اردو میں ترجمہ کرایا گیا ہے - اس کتاب میں تمام اولیاء اللہ کے حالات نہایت مفصل درج ہیں - اس کتاب کا مطالعہ از بس ضروری ہے - کتابت عمدہ لکھائی دیدہ زیب قیمت تین روپیہ آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک

اس کے علاوہ سوانح عمری نبی کریم "جس میں آپ کی زندگی کے رقت انگیز حالات درج ہیں - قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

عالمی معلومات

یہ کتاب دنیا بھر کی عام معلومات کا ذخیرہ ہے - آج کل ان معلومات سے واقف ہونا اتنا ضروری کہ امتحانات میں بھی معلومات عامہ کے سوالات دریافت کئے جاتے ہیں - اس کتاب کو خاص محنت و کوشش سے مرتب کیا گیا ہے اور اس کی افادی حیثیت کا جواب نہیں - یہ کتاب بھی حاجی لق لق کی کاوشوں کا نتیجہ ہے - قیمت دو روپے علاوہ محصول ڈاک

منگوانے کا طریقہ: سیٹھ آدم جی عبداللہ پبلشرز بمبئی والے نولکھا بازار لاہور

مکمل سوانحعمری غوث پاک

یہ کتاب حضرت غوث الاعظم پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی قطب ربانی قدس اللہ سرہٗ کے سوانح حیات پر مشتمل ہے جس میں مؤلف نے تمام منازل تصوف کے متعلق حضرت شیخ کے ارشادات عالیہ کو جمع کر دیا ہے اور دینی و دنیوی مراحل حیات کے متعلق عارفانہ نظریات کا تجزیہ حضرت پیران پیر کے نقطۂ نظر سے بوضاحت بیان کر دیئے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک

صحیح اصلی حساب حاضر مکمل اردو

ریڈی ریکنر

اس کتاب میں تنخواہ بزازی۔ چوب فروشی۔ انکم ٹیکس پیمانوں اور ناپوں صرافوں کے متعلق ایک پیسے سے لیکر ہزار ہا روپوں تک کا حساب ایک منٹ میں تیار ہو سکتا ہے۔ یہ کتاب انکم ٹیکس والوں اور تمام ان لوگوں کے لئے جن کو حساب وکتاب کا کام کرنا پڑتا ہے۔ بیحد مفید ہے۔ یہ اپنی قسم کی واحد کتاب ہے اس لحاظ سے ایک ماہر مالیات نے تمام قسم کے حسابات کو یکجا جمع کر دیا ہے۔ اس میں سونے چاندی کا حساب بھی تولہ ماشہ رتی تک درج ہے قیمت تین روپے ۳ روپے علاوہ محصولڈاک

ہرفن مولا

اس کتاب کے مصنف سیٹھ ابراہیم خان محمد مسالحہ والے ہیں۔ اس کتاب کو اگر روپیہ بنانے کی مشین کہا جائے تو موزون ہے۔ اس کا کوئی ہنر ایسا نہیں جس سے انسان اپنی روزی نہ کما سکتا ہو۔ اسمیں مشہور و معروف نسخہ امرت دھارا بھی لکھا گیا ہے۔ ہزاروں ترکیبوں میں سے چند حسب ذیل ہیں۔ بال عمر بھر پیدا نہ ہونے کا مجرب نسخہ بال اڑانے کا پوڈر و صابن۔ ۵ منٹ میں بال سیاہ کرنے کا نسخہ۔ ربڑ کی مہریں۔ کھانا پکانے کی ترکیبیں۔ اچار مربے چٹنیاں ربڑ کی اشیا۔ موم تبیاں بیسیوں قسم کی سیاہیاں ۔ پریس کے لکھنے کی سیاہی کی ترکیب۔ ریشمی کپڑا رنگنا۔ عطر۔ روح ولونڈر خوشبودار تیل۔ و نقلی جواہرات وغیرہ بنانا۔ غرضیکہ ہزاروں ترکیبیں نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کر دی گئی ہیں۔ قیمت عہ علاوہ محصولڈاک

اصلی جنتری پیمائش چوب

یہ لاجواب کتاب مستریوں بڑھیوں اور لکڑی فروخت کرنے والوں کے لئے بے نظیر اتالیق ہے جس میں اس فن کے متعلق بیش بہا معلومات درج ہیں۔ آپ اس کی مدد سے ایک فٹ سے لیکر ۴۰ فٹ تک کی لمبائی اور ایک فٹ سے ۱/۲ ۱۳ فٹ تک بیٹ کے شہتیروں اور تسوؤں کا حساب ایک منٹ میں کر سکتے ہیں قیمت مجلد عہ علاوہ محصولڈاک

منگوانے کا پتہ **سیٹھ آدم جی عبداللہ پبلشرز بمبئی والے نولکھا بازار لاہور**

آدم اللغات یعنی اردو ڈکشنری

یہ لغات حاجی لق لق صاحب ایڈیٹر روزنامہ زمیندار کی تصنیف ہے۔ اس تصنیف نے مارکیٹ میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ لغات طلباء و کلاء منشی صاحبان اور ہر ذی علم انسان کی ممد ومعاون ثابت ہوگی۔ خاص طور پر معمہ بازی کا شوق رکھنے والے حضرات کے لئے ایک کار آمد تحفہ ہے۔ عربی۔ سنسکرت۔ فارسی ہندی اردو کے علاوہ اور بہت سی زبانوں کے الفاظ اس میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ قیمت چھ روپے صرف۔ علاوہ محصولڈاک

شجرہ نسب نامہ رسول نامہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ کتاب غلام دستگیر صاحب نامی کی تصنیف ہے۔ پیر صاحب متعدد کتابوں کے مؤلف ہیں۔ اور شجرہ لکھنا آپکا خاص شغف ہے۔ آپنے تقریباً ڈیڑھ سو صفحے کی اس کتاب میں حضور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم واہل بیت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نسب ناموں کو ایسی وضاحت وصراحت کے ساتھ قلمبند کیا ہے۔ کہ سمجھنے میں کوئی دقت نہیں رہتی۔ علم شجرہ کے بارے میں یہ رسالہ نامی صاحب کی ۵۰ سالہ زندگی کا نچوڑ ہے کتاب ایک بے نظیر تحفہ ہے۔ قیمت ۸؎ علاوہ محصولڈاک

اسرار مخفی

عرف جوہر کمالات یعنی عملیات کلام پاک و حلال المشکلات

وظائف غوثیہ مؤلفہ عامل کامل پیر محمد عبدالرحمن گیلانی۔ قادری نقشبندی چشتی اس کتاب کا کمال اس کے نام سے ہی ظاہر ہے۔ قصیدہ غوثیہ کی عظمت کو کون نہیں جانتا۔ بزرگان دین نے اس قصیدہ کے لئے تیر بہدف بتاتا ہے۔ اس کتاب میں یہ قصیدہ مکمل معہ ترجمہ اردو منظوم پنجابی درج ہے۔ اسمیں ہر قسم کے علاج امراض کے وظیفہ روزگار۔ مطلوب اولاد۔ اور ہر قسم کی مراد کے لئے ایسے ایسے تعویذات عملیات درج ہیں۔ جو بزرگان روحانی کے بار ہا کے مجرب وآزمودہ ہیں۔ اس کے علاوہ اسمائے باری تعالےٰ۔ اسمائے حضرت رسول کریم ۖ اسمائے اصحاب اربعہ۔ فالنامے۔ خواص سور تہا کلام مجید۔ اور متعدد نسخے اور بیشمار دعائیں درج ہیں۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک۔

تذکرہ غوثیہ

یہ کتاب حضرت مولانا سید غوث علی شاہ قلندر قادری قدس اللہ سرہٗ کے حالات بابرکات ملفوظات طیبات پر مشتمل ہے جسے مولوی شاہ گل حسین قادری نے تالیف کیا ہے۔ یہ تالیف شریف تصوف وعرفان الٰہی کا ایک بحر ناپید اکنار ہے جسکو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے کتاب کے چھ باب اور متعدد فصلیں ہیں جنمیں حضرت کے حالات ولادت و ترتیب سے لیکر وصیت وحالات وصال تک کے تذکار طیبہ درج ہیں گویا یہ کتاب اہل دل حضرات کیلئے چراغ ہدایت بھی ہے اور نوشتہ آخرت بھی مجلد سنہری ڈائی دار۔ قیمت آٹھ روپیہ صرف۔